جواب عرض
پاک سوسائٹی
ڈاٹ کام
فروری 2013

ماہنامہ جوابِ عرض لاہور ماہ فروری 2013ء کے شمارے دیوانگی نمبر کی جھلکیاں

ماہنامہ جوابِ عرض لاہور ماہ فروری 2013ء کے شمارے دیوانگی نمبر کی جھلکیاں

خوفناک کی کہانی، ناقابل فراموش واقعات یا کسی بھی عنوان کے تحت شائع کسی مراسلے یا اس کے کسی حصہ کو بطور ثبوت یا سند کسی بھی عدالتی کارروائی میں شامل نہیں کیا جا سکتا۔ خوفناک میں شائع ہونے والی تمام کہانیوں کی صداقت ہر شک وشبہ سے بالاتر ہوتی ہے۔ ایسی تمام کہانیوں کے تمام نام وواقعات قطعی طور پر تبدیل کر دیئے جاتے ہیں جن سے حالات میں تلخی پیدا ہونے کا امکان ہو جس کا ایڈیٹر، رائیٹر، ادارہ یا پبلشر ذمہ دار نہ ہوگا۔ (پبلشر: شہزادہ عالمگیر۔ پرنٹر: زاہد بشیر۔ ریتی گن روڈ، لاہور)

آئینہ روبرو

۔۔۔۔اکتوبر کا ماہنامہ معمول کیطرح آخری ہفتے میں ملا۔ میری پوسٹنگ آجکل سکردو میں ہے۔ یہاں پر آپ کا ڈائجسٹ تاخیر سے کیوں آتا ہے؟ عرصہ دراز بعد محفل میں حاضر ہورہا ہوں لیکن اسکا یہ مطلب نہیں کہ میں جواب عرض سے دور رہا اس بار فیصلہ کیا کہ اپنی رکنیت کال بحال کروں۔ سرورق پر حسینہ پرفتنہ وفساد و جنگ وجدل حسب معمول اپنی تمام تر رعنائیوں، مکاریوں اور جلوؤں کے ساتھ جلوہ گر تھی۔ اسکو دیکھ کر دل گارڈن گارڈن ہوگیا۔ ہم نے ایسی ساحرانہ کیفیت میں ڈوبے ورق گردانی کی تمام لکھاریوں کی داستان نے پورا پورا تاثر چھوڑا۔ اور اپنے قلم کیساتھ پورا پورا انصاف کیا۔ گلدستہ میں حسب معمول کافی معلومات تھی۔ میری زندگی کی ڈائری کیساتھ بھی دوستوں نے صحیح انصاف کیا۔ دل گارڈن گارڈن ہوگیا۔ مجھے سب سے بہترین ماں سے پیار کا کالم پیارا لگتا ہے۔ اللہ کرے جواب عرض دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کرے آمین۔ (عامر شہزاد اجنبی۔ چکسو نمبر شورکوٹ)

۔۔۔۔جون کا محبت نامہ بہت سی تاخیر سے جدہ کے اخبار فروش سے ملا جو تقریباً 20 دن لیٹ تھا خدا جانے کیا وجہ تھی میں تو چکر لگا لگا کر تھک گیا تھا۔ اب جب ملا تو بہت ہی دکھ ہوا کیونکہ میری غزل پرانے رسالے سے ہی شائع کردی تھی باقی دوستوں کا تو بہت کچھ پڑھنے کو ملا ہم ہی شاید اس قابل نہیں خالد سانول صاحب اور جناب شہزاد سلطان کیف صاحب عروج پر ہیں خدا آپ کو دولت ایمانی سے مالا مال کرے آمین۔ میرا پیارا اور خاص دوست جو جواب عرض کا پرانا قاری ہے اس نے مجھے آج ہی فون پر بتایا کہ بھائی اللہ تعالی نے مجھے بیٹا عطا کیا ہے میری دلی دعا ہے کہ میرے دوست بلال طایف والے کو اللہ تعالی خوشیاں ہی خوشیاں دے آمین۔ اور ساتھ ہی اس نے خبر سنائی کہ اس کا برادران لاء اسی دن فوت ہوگیا اللہ تعالی اسے جنت الفردوس میں جگہ دے اور بلال بھائی اور اس کے اہل خانہ کو صبر دے آمین۔ ثم آمین باقی پاکستان کے حالات آپ سب کے سامنے ہین میری آپ سب سے گزارش ہے کہ اللہ کے حضور دعا کریں وہ اپنا خاص کرم ہم پر کرے اور اس ملک کو جنت بنا دے آمین۔ (ایم وائی سچا۔ جدہ K.S.A)

۔۔۔۔محترم جناب ایڈیٹر صاحب السلام علیکم کے بعد عرض ہے میں خیریت سے ہوں اور آپکی خیرت خداوند کریم سے نیک مطلوب چاہتا ہوں جناب نے پہلی دو کہانیاں شائع کرکے بندہ ناچیز کے دل کی حوصلہ افزائی کی پہلی یورپ کی خواہش۔ یورپ کی بے وفا فضا کی بھرپور کامیابی کے بعد وفا کا جرم ارسال کررہا ہوں۔ اسی امید پر پہلے کی طرح آپ میری حوصلہ افزائی کریں گے۔ پہلے بھی آپ نے میرا فرانس کا نمبر لکھا بے شمار قارئین نے مبارکباد دی اب پاکستان کا نمبر

بھیج رہا ہوں اس امید پر کہ آپ میری کہانی کے ساتھ لکھ دیں گے تمام قارئین کی رائے کا انتظار رہے گا چھوٹی موٹی غلطیوں کو درست کردینا آپ کی عین نوازش ہوگی۔ بہت شکریہ۔ (مرزا عمران حسین پردیسی۔)

۔۔۔۔ماہ جولائی 2012 کا جواب عرض پڑھا بہت اچھا تھا۔ سب کہانیاں بہت ہی اچھی تھیں۔ پر سب سے اچھی اور بیسٹ کہانی دو گام تھی منزل بہت بہت اچھی کہانی تھی۔ اور بھی سب کہانیاں اچھی تھیں۔ اور شاعری بھی سب نے بہت اچھی کی تھی۔ غزلیں اور اس بار گلدستہ اور اقوال زریں بھی بہت اچھی تھی۔ آخر میں سب لکھنے اور پڑھنے اور تمام سٹاف کو میری طرف سے بہت بہت سلام ودعا۔ (ثوبیہ حسین۔ کہوٹہ)

۔۔۔۔ماہ جون 2012ء کا جواب عرض بہت دیر سے ملا۔ اس بار تو سب نے کمال کا لکھا ہے سب کی سٹوری ایک سے بڑھ کر ایک تھی۔ میرے خیال میں تو لڑکوں میں زیادہ ٹیلنٹ ہے۔ اور میری گذارش ہے کہ پلیز قسطوں والی کہانیاں نہ لکھا کریں۔ کیونکہ پھر دوسروں کو موقع نہیں ملتا۔ جواب عرض میں نئے آنے والی کو بھی جگہ دینی چاہیے۔ تاکہ سب کی کہانیاں شائع ہوسکیں۔ میں ہر ماہ آپ کو کچھ نہ کچھ لکھ کر اور کوپن بھی بھیجتی ہوں پر شائع نہیں ہوتے شاید انکل نے میرے کوپن شائع نہ کرنے کی قسم کھائی ہوئی ہے۔ پلیز پلیز انکل میرے بھی کوپن کو شائع کریں۔ اور پلیز جو اپنا فون نمبر شائع کروانا چاہتے ہیں ان کی یہ درخواست پوری کردیں تاکہ ہم مجبوری کی وجہ سے کہانیاں ان سے لکھوا سکتے ہیں۔ اور شاعری بھی سب کی اچھی تھی۔ اور بھائی تنویر خالد، دو کوٹہ سے گذارش ہے کہ دوسروں کے وفا نہ کرنے سے آپ بھی نہیں کرتے وفا ہر انسان ایک جیسا نہیں ہوتا بلکہ اپنے اپنے اعمال ہوتے ہیں۔ بلکہ اپنے آپ کو مضبوط رکھئے۔ اور میری رائے میں صبا آپی کلر سیداں نے لکھا ہے کہ میری زندگی میں کوئی خوشی نہیں غم ہی ہیں۔ خوشی دینے والا اوپر ہے۔ وہ آپ کو شاید آزما رہا ہے۔ آپ کی طرح اور بھی بہت سے لوگ ہیں۔ جن کو بہت دکھ اور غم ہیں آپی میر تو دعا ہے کہ میرے حصے کی خوشیاں بھی آپ کو مل جائیں اور کوئی غم نہ آئے آپ کی زندگی میں سدا خوشی رہے (آمین) میری طرف سے سٹاف اور پڑھنے لکھنے والوں کو بہت بہت سلام ودعا۔ کوئی غلطی ہوئی ہو تو معافی چاہتی ہوں۔ (ثوبیہ حسین۔ کہوٹہ)

۔۔۔۔مئی کا شمارہ پڑھا۔ کہانیوں میں اللہ دتہ بے درد کی احمقانہ عشق، انتظار ساقی کی اوکھے پینڈے عشق دے، مجید احمد جائی کی کوئی تجھ سا ڈھونڈوں کہاں سے اور نثار احمد حسرت کی ساون کی پہلی بارش بہت پسند آئیں۔ طویل انتظار کے بعد میری ادنی سی کاوش قصور کس کا کی اشاعت نے ممنون کیا۔ غزلوں نظموں میں اکثر دوسروں کی شاعری کو اپنے نام سے منسوب کرکے شائع کروا دیا جاتا ہے۔ پلیز اس طرف توجہ دیں۔ اگر ذاتی شاعری نہیں تو انتخاب کا لفظ لکھ دیا کریں۔ دیگر جو نمبر نہ لگانے کی آپکی پالیسی ہے وہ سمجھ سے بالاتر ہے۔ والسلام۔ (خالد فاروق آسی۔ علی پورہ۔ ملت کالونی فیصل آباد)

۔۔۔۔بانی: محترم شہزادہ عالمگیر صاحب، محترم شہزادہ التمش صاحب، محترم ریاض احمد صاحب السلام علیکم۔ جناب علی

امید کرتا ہوں کہ آپ اور آپکی پوری ٹیم اللہ کے کرم سے سب ٹھیک ہو گئے اور جناب عالی ماہ جون کا جواب عرض ابھی تک مارکیٹ میں نہیں آیا اور اس ماہ کا جواب عرض بہت لیٹ ہو گیا ہے۔ جناب ریاض کو بہت بہت سلام پیش کرتا ہوں اور جناب عالی اس غریب بندہ کی طرف بھی نظر کرنا اور شہزادہ التمش صاحب سے بھی درخواست کرتا ہوں جناب عالی آپ بھی ہمارا خیال رکھنا جناب عالی کچھ غزلیں ارسال کر رہا ہوں پلیز ان کو بھی جلد از جلد شائع کر دیں اور میں تمام قارئین کو اور شاعر لوگوں کو بہت بہت سلام کہتا ہوں۔ اور جو لوگ مجھ کو فون کال کرتے ہیں ان سب کو بہت بہت سلام ہو۔ شکریہ جناب آپ میری حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ آخر میں دعا۔ اللہ تعالیٰ شہزادہ عالمگیر صاحب کو جنت میں گھر دے۔ آمین (محمد لقمان اعوان۔ سریانوالہ)

۔۔۔۔ اپریل کا شمارہ ملا۔ کہانیوں میں آنسوؤں کے بے موسم بادل ایم جاوید نسیم چوہدری کی، آوارگی کہاں جا کے ٹھہری انتظار حسین ساقی کی تنہائیوں کا زہر ملک عاشق کی اور انداز مسیحائی دوست محمد وٹو کی اچھی کاوشیں تھیں۔ غزلوں میں شاہد سلیم آف کچہ موڑ اور نوید اختر سحر آف خانیوال کی غزلیں پسند آئیں۔ کالم آئینہ روبرو میں صدا بھائی نے تفصیل سے ایک شام شہزادہ عالمگیر کے نام کی روداد بیان کی ہے اور اس تقریب کو باقاعدہ ہر سال منانے کا عزم کیا ہے۔ آپ دوستوں کے تعاون اور محبتوں سے ہی یہ ممکن ہو گا۔ دیگر کالموں میں کوئی تبدیلی لائیں۔ اور جدت پیدا کریں۔ دیگر تمام دوستوں کو سلام عرض ہے۔ مس کالیں دینے والے دوستوں سے معذرت کے ساتھ عرض ہے کہ یہ کوئی مناسب بات نہیں ہوتی۔ والسلام (خالد فاروق آسی۔ علی پورہ۔ ملت کالونی فیصل آباد)

۔۔۔۔ شہزادہ التمش بھائی صاحب۔ السلام علیکم۔ جناب عرض ہے کہ میں آپکے رسالے جواب عرض کا مستقل قاری ہوں شہزادہ عالمگیر صاحب کا بے حد افسوس ہے۔ اللہ تعالیٰ انکو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ بھائی عرض ہے کہ میں ایک گاؤں کا رہنے والا ہوں اور یہاں سے جواب عرض ملنا مشکل ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس رسالے کو اتنی مقبولیت دی ہے کہ ہمارے نزدیکی شہر پہنچنے تک یہ بالکل ختم ہو جاتا ہے۔ بھائی عرض ہے کہ مہربانی کر کے اس ماہ کا جواب عرض مقرر کردہ پتے پر ارسال کر دیں مہربانی ہو گی اگر ہو سکے تو ہر ماہ اس پتے پر رسالہ ارسال کریں۔ (عدیل شہزاد)

۔۔۔۔ ماہ جولائی جواب عرض کے نام۔ ماہ نامہ جواب عرض کی دکھی نگری میں سلام عرض کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ دوست احباب اور جواب عرض ٹیم خوش و خرم ہوں گے۔ سب سے پہلے تو میں ایک گزارش کرتا ہوں کہ جناب جواب عرض کی ٹیم سے کہ پلیز فون نمبرز کا سلسلہ دوبارہ شروع کریں تا کہ تمام قارئین اور رائٹرز ایک دوسرے سے رابطے میں رہیں۔ نمبرز شائع نہ کرنے سے ایک تو دوستوں کا رابطہ نہیں ہو پاتا اور دوسرا جواب عرض کی ڈیمانڈ میں بھی (اللہ تعالیٰ نہ کرے) کمی ہو رہی ہے۔ میری آپ لوگوں سے گزارش ہے کہ اس فون نمبرز کے سلسلے کو دوبارہ شروع کیا جائے۔ شکریہ (کریم بگٹی

۔ سوئی گیس)

اس بار بھی میں دوستوں کا مشکور ہوں کہ وہ میری تحریروں کو پسند کر رہے ہیں۔ اور خاص کر جواب عرض، سسٹم کا مشکور ہوں کہ وہ مجھے جواب عرض میں جگہ دے رہے ہیں ان دوستوں میں جناب عمر دراز باداہ جڑانوالہ۔ جناب منظور اکبر تبسم جھنگ۔ جناب ندیم عباس ڈھکو ساہیوال۔ جناب اللہ دتہ بے درد راولپنڈی۔ محترمہ آمنہ راولپنڈی، جناب محمد بوٹا بھائی لاری اڈا فیصل آباد۔ جناب محمد شفقت ٹیوانہ 34 چک فیصل آباد۔ محترم جناب نثار احمد حسرت، جناب حماد ظفر بادی شامل ہیں۔ میں آپکا دل کی تھاہ گہرائیوں سے شکر گزار ہوں۔ کہانیوں میں۔ میرا پہلا پیار۔ نائلہ طارق لیہ۔ کشور کرن، خوبصورتی عذاب بن گئی۔ حقیقت زندگی، صدام حسین سادل خان بیلہ۔ اللہ دتہ بے درد راولپنڈی کینٹ۔ مجید احمد جائی تیرے غم نے پردیسی کر دیا۔ قسمت مجھ پر مہربان ہو گئی، خالد محمود سانول مروٹ۔ مدثر عمران ساحل کی قسم تیرے آنچل کی اور ہمیشہ ساتھ چلنا۔ مس صبا گلر سیداں کی کہانیاں اچھی تھیں۔ آپ سب کو مبارک ہو۔ اس بار پھر اپنی شاعری پا کر خوشی ہوئی۔ ساتھ ہی محترمہ اے۔ آر۔ راحیلہ جھمرانی اور آپی کشور کرن کی شاعری بھی بہت پسند آئی۔ باقی کو پن سب اچھے تھے مبارک ہو۔ سب کو سلام، پیار اور دعا۔ صدا خوش رہو۔ والسلام۔ ارمان سنگم۔ تحصیل و ضلع فیصل آباد)

۔۔۔۔ السلام علیکم! کے بعد عرض ہے کہ میں بالکل ٹھیک ہوں اور امید کرتا ہوں کہ جواب عرض کی ٹیم اور میرے بھی پیارے دوست بالکل ٹھیک ہونگے۔ سب سے پہلے تو میں معذرت خواں ہوں کہ میں کچھ ماہ تک جواب عرض میں کچھ نہ بھیج سکا۔ جس کی کمی میں اب پوری کرنے کی کوشش کروں گا۔ جن لوگوں نے میری شاعری اور کہانی کو سراہا۔ میں اُن کا شکر گزار ہوں۔ ان لوگوں کی فہرست یہ ہے۔ جون کے شمارے میں۔ منظور اکبر تبسم۔ عمر دراز بادشاہ۔ جبرائیل آفریدی۔ ندیم عباس ڈھکو۔ آصف سانول۔ میاں شکیل کشور، نثار احمد حسرت۔ اللہ دتہ بے درد۔ اور بھی بہت سے دوست جنہوں نے میری حوصلہ افزائی کی میں اُن کے نام یہ ہیں۔ ملک محمد عاشق ساجد۔ آسیہ چغتائی لالہ موسیٰ۔ ایم خالد محمود سانول مروٹ زخم لیے ملک محمد عاشق ساجد۔ آسیہ چغتائی لالہ موسیٰ۔ مرجھایا ہوا پھول۔ ایم خالد محمود سانول۔ آداب محبت راخت وفا لاہور۔ گہرے رنگ وفا کے۔ مدثر عمران ساحل۔ ان سب کو مبارک ہو۔ شاعری میں: باجی کشور کرن۔ نیلم شہزادی عرف رانو فتہ بھنڈ۔ سرفراز انجم۔ عمر دراز ساگر۔ میاں شکیل کشور۔ شبانہ پروین وہاڑی۔ آمنہ راولپنڈی اور گلشن ناز ٹھٹھہ قریشی۔ ان کو میری طرف سے مبارک ہو۔ ڈیلڈن گرلز اینڈ بوائز۔ باقی کو پن سبھی کے اچھے تھے۔ میری تحریریں پسند کرنے کا شکریہ ۔ سب کو مبارک اور سلام و دعا۔ آپکا اپنا ارمان سنگم۔ (ارمان سنگم۔ تحصیل و ضلع فیصل آباد)

۔۔۔۔ ماہ جولائی شمارہ پیاسی آنکھیں نمبر 5 جولائی کو ملا جیسے پڑھ کر بہت خوشی ہوئی جواب عرض تو میری جان ہے اس کو کبھی ہم سے جدا نہ کرنا۔ میں نے سب سے پہلے باجی نائیلہ طارق کی میرا پہلا پیار کی آخری قسط پڑھی تو مجھے بہت پسند آئی

میری طرف سے باجی نائیلہ طارق کی میرا پہلا پیار کی آخری قسط پڑھی جو مجھے بہت پسند آئی میری طرف سے باجی نائیلہ طارق کو اچھی کہانی لکھنے پر مبارکباد قبول ہو رئیس صدام حسین کی حقیقت زندگی بہت پیاری کہانی تھی اس طرح کہانیاں کبھی کبھی پڑھنے کو ملتی ہیں میری طرف سے رئیس صدام حسین کو بہت بہت مبارک باد قبول ہو۔ مدثر عمران ساحل کی قسم تیرے آنچل کی بہت پیاری کہانی تھی میری طرف سے مدثر صاحب کو مبارکباد قبول ہو میری دعا ان کے ساتھ ہے دوگام تھی منزل بہت پیاری کہانی تھی زخمی کی طرف سے ان کو مبارک باد قبول ہو مس صبا کلر سیداں کی ہمیشہ ساتھ چلنا ہے ایک مثال تھی۔ پیار کرنے والوں کے لیے میری طرف سے مس صبا کو مبارک باد قبول ہو آخر میں ایک گزارش شہزادہ التمش صاحب کے نام۔ جواب عرض کبھی بند نہ کرنا یہ میری جان ہے۔ (سیف الرحمن زخمی۔ سیالکوٹ)

۔۔۔۔۔السلام علیکم! کے بعد عرض خدمت ہے کہ کالم آئینہ روبرو کے توسط سے ہم اپنی رائے کا اظہار وقتاً فوقتاً کرتے رہتے ہیں لیکن افسوس ہے کہ آپ قارین کی رائے کا احترام نہیں کرتے آپ صرف اپنی کہتے ہیں ہماری نہیں سنتے جواب عرض کے معیار کو بہتر بنانے کیلئے ہم جو بھی تجاویز پیش کرتے ہیں ان پر کوئی عمل نہیں ہوتا جواب عرض۔ مانا کہ پاکستان کا نمبر 1 ڈائجسٹ ہے۔ لیکن بھائی اس لحاظ سے بھی یہ ڈائجسٹ نمبر 1 ہے کہ آپ ڈائجسٹ کی قیمت دیگر رسالوں سے زیادہ ہے۔ یہ تو ہماری محبت ہے جواب عرض سے کہ ہم ہر ماہ اپنا پیٹ کاٹ کر آپکا رسالہ خریدتے ہیں اور پڑھتے ہیں۔ ورنہ جواب عرض میں ایسا کچھ بھی نہیں۔ محترم بھائی جواب عرض میں تبدیلی لانے کی کوشش کریں فضول کالموں کو بند کر دیں۔ کالم آئینہ روبرو میں بہت سے قارین کے خطوط کا جواب دیا کریں۔ شہزادہ عالمگیر مرحوم اللہ تعالیٰ انہیں جنت نصیب کرے ۔ جواب طلب خطوط کا اسی کالم میں جواب بھی دیا کرتے ہیں لیکن آپ نہ تو جواب دیتے ہیں۔ اور نہ ہی قارئین کو متوجہ کرنے کیلئے کوئی لفظ لکھتے ہیں۔ جبکہ اداریہ بھی نہیں لکھ رہے ہیں۔ (امین فراد انصاری۔ کراچی)

۔۔۔۔۔سب سے پہلے تمام ماہنامہ جواب عرض لاہور کی ٹیم کو میری طرف سے السلام علیکم! میں نے زندگی میں پہلی بار ماہنامہ جواب عرض لاہور اپریل 2012ء معصوم حسینہ نمبر۔۔۔ جھنگ بازار سے خریدا اور مطالعہ کرنے پر مجھے معلوم ہوا کہ عزت مآب بانی ماہنامہ جواب عرض لاہور جناب شہزادہ عالمگیر دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں تو بہت دکھ ہوا میری دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ شہزادہ عالمگیر کو جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرمائے ۔ جب میں نے اس کی ورق گردانی کی تو بار بار پڑھنے کو جی چاہا لیکن آنسوؤں کے بے موسم بادل حکیم ایم جاوید نسیم انصاری چوھدری فیصل آباد میرا مسیحا کون؟ محمد خان انجم لدھے وال۔ دیپالپور۔ قسمت کے کھیل نرالے۔ راشد چوگی۔ واہ تیری دوستی۔ راجہ غلام مرتضیٰ آزاد کشمیر۔ وغیرہ کہانیاں پڑھیں اور دل کو بھا گئیں۔ لیکن حکیم محمد جاوید نسیم انصاری کی کہانی آنسوؤں کے بے موسم بادل اور محمد خان انجم کی کہانی میرا مسیحا کون؟ نے دل چھو لیا۔ یہ دو کہانیاں پڑھتے ہی میں رو دیا۔ شاعرہ کشور کرن اور شاعر عاشق حسین

ساجد کے اشعار دل کو چھو لینے والے تھے اور بھی بہت دلچسپ باتیں تھیں۔ لیکن ایک بات کہنا چاہوں گا کہ عشق، محبت سے ہٹ کر کوئی اسی دل کو چھو لینے والی کہانیاں بیان کریں جو دل کی گہرائیوں تک پہنچ جائے۔ میں نے بہت سے ناول وغیرہ پڑھے ہیں لیکن جو احساس آپ کے ناول میں محسوس کیا ہے کسی اور میں محسوس نہیں ہوا۔ کیونکہ اس میں محسوس ہوتا ہے کہ انسان حقیقت کی دنیا میں جی رہا ہے اور یہ ناول پڑھ کر مزید پڑھنے کو جی کرتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو اور زیادہ ترقی اور شہرت دے۔ (آمین) آپ کی چاہت کا طلبگار۔ (عمر فاروق سنی۔ کھیوا جھنگ)

۔۔۔۔۔محترم ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم! اُمید ہے کہ آپ سب ماہ نامہ جواب عرض سٹاف والے خیریت سے ہونگے۔ ہم جناب محترم شہزادہ عالمگیر صاحب کی تعزیت میں چند الفاظ لکھنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا مہربانی فرما کر اس کو مناسب جگہ پر شائع کر کے ان کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس کی بہاریں نصیب فرمائے۔ آمین۔ اللہ رب العزت جل شانہ پیارے حبیب پاک ﷺ کے صدقہ سے ان کے ساتھ رحیمی اور کریمی والا معاملہ فرما کے ان کی قبر کو روشن اور منور فرمائے۔ اور لواحقین کو صبر وجمیل عطا فرمائے۔ آپ سب کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی ہمت دے اور جواب عرض کو دن دگنی رات چوگنی ترقی سے نوازے آمین۔ یارب العالمین بحق سید المرسلین ﷺ ہم سب دعا گو ہیں اور ہمیشہ ہی رہیں گے اللہ تعالیٰ پیارے حبیب پاک ﷺ کے طفیل ان کو غریق رحمت کرے۔ آمین۔ ثم آمین۔ دعا گو: (پیرزادہ سلیم قادری۔ ساہیوال)

۔۔۔۔۔سب سے پہلے جواب عرض کے قارئین کو میرا محبت بھرا اسلام ماہنامہ جواب عرض ماہ جولائی ملا جسے دیکھا آنکھ بھر آئی کیونکہ پہلے صفحے پر ہماری جان شہزادہ عالمگیر کا نام آنکھوں کے سامنے آ گیا دس منٹ ایسے ہی گزر گئے پھر کہانیاں پڑھی جو بہت پسند آئی ان میں میرا پہلا پیار خوبصورتی عذاب بن گی۔ (کشور کرن) کی یہ کہانی مجھے بہت اچھی لگی۔ کرن باجی ویسے تو میں آپ کی ہر تحریر پڑھتا ہون مگر یہ ان سب سے زیادہ اچھی ہے۔ پہاڑی محبت پرنس صاحب سے ادھورے رہ گئے شعیب اختر آسی قصوروار کون۔ اللہ دتہ بے درد جناب کیا آپ کو درد نہیں ہوتا مجھے تو لگتا ہے آپ کو کافی درد ملے ہیں پھر میں اکیلا رہ گیا محمد شوکت گلاب جامن احمد نجمی ادھوری داستان شہباز اکمل قسمت مجھ پر مہربان ہوگئی۔ ایم خالد محمود سانول قسم تیرے آنچل کی مدثر عمران ساحل اور تیرے غم نے پردیسی کیا۔ مجید احمد جائی کی یہ کہانی تو سب سے زیادہ اچھی تھی جناب ہماری دعا ہے کہ آپ ہمیشہ اس طرح اچھا ہی لکھتے رہے آپ کی ہر کہانی میرے اس ہے۔ جب شاعری کی طرف آیا تو ہوش اُڑ گئے کیونکہ شاعری ہی کچھ ایسی تھی شاعروں میں کشور کرن ہی کی شاعری پاک وطن کمال کی تھی اور اے۔ آر۔ راحیلہ نے تو پہلے کی طرح زبردست شاعری کی ہے بہت اچھی لگی درد ہی درد تھا بے بسی یاد بے وفا ایک حقیقت آنسو اور نام محبت بہت اچھی تھی اور شاعر ارمان سنگم نے تو ہم کو تڑپا دیا ارمان سنگم صاحب آپ کی شاعری بھی اچھی تھی پورا ماہ جولائی

زبردست تھا بہت خوشی ہوئی یہ جان کر کہ شہزادہ صاحب کے نام نمبر آئے گا۔ سب کہانیاں اور شاعری بہت اچھی تھی۔ سب قارئین کو میری طرف سے محبت بھر سلام قبول ہو۔ میری دعا ہے کہ جواب عرج کی دکھی نگری دن دگنی رات چوگنی ترقی کرے۔ جواب عرض کا دیوانہ (رانا بابر علی ناز۔ شالیمار ہاؤس لاہور)

۔۔۔۔ماہ جولائی 2012ء کا جواب عرض خریدا تو میری جان میں جان آگئی بہت ہی اچھا تھا اس میں شاعر بھی بہت اچھی شاعری کر رہے ہیں۔ ارمان سنگم میرے بھائی آپکی شاعری کی تو مثال ہی نہیں سب دوست بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں۔ اس بار اسلامی نہیں تھا بڑا دکھ ہوا۔ ہر چیز جواب عرض میں ہوتی ہے لیکن اسلامی صفحہ گم ہو گیا پلیز اتمش بھائی اسلامی صفحہ ضرور شائع کیا کریں۔ پلیز بھائی ندیم عباس ڈھکو کی کوئی سٹوری شائع کریں پلیز۔ کہانیوں میں سب سے پہلے مجھے میرے پیارے بھائی اور سب سے اچھے دوست مجید احمد جائی کی سٹوری اچھی لگی اس کے بعد دو گام تھی منزل۔ نامعلوم کی سٹوری بہت پسند آئی پلیز اپنا نام ضرور لکھا کریں۔ نائلہ طارق آپکی سٹوری میرا پہلا پیار بہت زیادہ اچھی تھی میں نے پہلی قسطوں میں تعریف اس لیے نہیں کی کیونکہ جب کہانی مکمل ہو جاتی ہے میں پھر پڑھتا ہوں۔ میں ان دوستوں کو پیار بھرا سلام پیش کرتا ہوں۔ عابد رشید۔ پنڈی۔ عابد لونہ جھنگ۔ منظور اکبر تبسم جھنگ۔ ندیم عباس ڈھکو ساہیوال۔ محمد خاں انجم۔ احمد خان نجمی دکھی۔ علی حیدر۔ جبرائیل آفریدی۔ ارمان سنگم۔ محمد اسد۔ افضل اعوان۔ شرافت علی۔ شہباز مری۔ شہزادتوقیر۔ باقی سب دوستوں کو بھی سلام میری دعا ہے سب خوش رہیں اور جواب عرض دن دگنی رات چوگنی ترقی کرے میں بہت ساری سٹوریاں بھیج چکا ہوں لیکن ایک بھی نہیں آئی پلیز ہمیں بھی شکریہ کہنے کا موقع دیں۔ (توقیر اسلم تنہا۔ نلہ گلوٹھ شرقی۔ تونسہ شریف)

۔۔۔۔السلام علیکم! کے بعد عرض ہے کہ پیاری شہلا باجی شہزادہ اتمش بھائی میں جواب عرض کا بہت پرانا قاری ہوں لیکن میں نے جواب عرض میں لکھا کچھ نہیں میں نے شہزادہ بھائی آپ کو انکل شہزادہ عالمگیر صاحب کی وفات پر خط لکھا لیکن افسوس کہ شاید آپ تک نہ پہنچا یا شاید بندا ناچیز کا خط لکھنا آپ کو اچھا نہ لگا۔ لیکن آپ نے شائع نہ کیا باجی جان شہزادہ بھائی میں پہلے ہی بہت دکھی ہوں باجی جان آپ میرا یہ خط ضرور شائع کریں اور میرے یہ کوپن ضرور شامل کریں اور کہانیوں کی طرف آتا ہوں جناب حکیم ایم جاوید تبسم صاحب کی کہانی آنسوؤں کے بے موسم بادل اس کے بعد واہ تیری دوستی راجہ غلام مرتضی صاحب کی کہانی پڑھی ماشاءاللہ پہلے کی طرح بہت ہی اچھا لکھا تھا۔ اپریل، مئی، جون کے رسالے نہیں پڑھ سکا بھائی جاوید صاحب آپ واقعی بہت اچھا لکھتے ہیں آپ کے قلم میں واقعی درد ہے اور اگر کسی قاری کے پاس یہ رسالے ہوں تو مجھے بیچ دیں آپکی مہربانی ہوگی اور شہزادہ بھائی خط ضرور شائع کرنا باقی سب قارئین کو اور رائٹرز کو پیار بھرا سلام اور رائٹرز سب ہی اچھا لکھتے ہیں۔ شہزادہ بھائی خط اور کوپن شائع ضرور کریں اللہ تعالی جواب عرض کو دن دگنی رات چوگنی ترقی دے

۔آمین اور ہمارے محسن کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور ان کی فیملی کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔ (علی فیض وزانچ)

۔۔۔۔جواب عرض کے تمام سٹاف اور قارئین اور رائٹروں کو میری طرف سے خلوص بھرا اسلام ماہ جولائی 2012ء کا جواب عرض پیاسی آنکھیں نمبر بہت ہی خوبصورت تھا۔ بھائی اتمش صاحب اس بار آپ نے جواب عرض میں عرض کی آپکی سائٹ پر پاکستانی ہیروئن اور دوسری طرف انڈین ہیروئن کو براجمان کر دیا تھا۔ خدانخواستہ ان دونوں کا آپس میں جھگڑا ہو جاتا تو کیا بنتا۔ خیر یہ تو ایک مذاق تھا۔ اب آتے ہیں کہانیوں کی طرف میرا پہلا پیار۔ نائلہ طارق۔ خوبصورتی عذاب بن گئی۔ کشور کرن۔ بہاری محبت۔ پرنس مظفر شاہ۔ حقیقت زندگی۔ صدام حسین ساحل۔ سپنے ادھورے رہ گئے۔ شعیب اختر آسی بلاعنوان۔ اختر پردیسی۔ قصوروار کون۔ اے ڈی بے درد۔ سچی محبت رحمت خان کھوسہ کی کاوشیں اپنی مثال آپ تھیں بھائی جان اور بہنوں کو میری طرف سے مبارک باد۔ دو گام تھی منزل بھائی جان آپکی سٹوری تو بہت زبردست تھی لیکن آپ نے اپنا نام کیوں نہیں لکھا تیرے غم نے پردیسی کیا بھائی مجید احمد صاحب آپکو مبارک باد نہ دی جائے تو آپ کے ساتھ زیادتی والی بات ہے آپ نے تو میرے سارے زخموں کو تازہ کر دیا۔ ادھوری داستان۔ شہباز اکمل، فرحان بھائی ہم دعا کرتے ہیں کہ آپکی محبت کامیابی کے ساتھ منزل مقصود تک پہنچے میں اکیلا رہ گیا، شوکت بھائی آج کل کون کسی کا ہوتا ہے، گلاب جامن۔ احمد بھائی آپکی سٹوری واقعی گلاب جامن کی طرح تھی قسمت مجھ پر مہربان ہوگئی۔ خالد بھائی دعا کیا کرو دوسروں کی قسمت بھی اچھی ہو۔ ہمیشہ ساتھ چلتا ہے۔ صبا بہن آپ مجھ سے رابطہ کریں مجھے آپ سے کچھ پوچھنا ہے۔ قسم تیرے آنچل کی۔ مدثر بھائی اللہ کے سوا کسی کی قسم نہیں اٹھانی چاہیے۔ والسلام (ایم عاصم چوک میتلا)

۔۔۔۔برادر محترم جناب شہزادہ عالمگیر صاحب۔ آداب وسلام! بھیا آپ کی والدہ صاحبہ کی وفات کی خبر پڑھکر بہت افسوس ہوا۔

(انا للہ وانا علیہ راجعون) اللہ تعالی والدہ ماجدہ کو جنت الفردوس میں جگہ دے آمین۔ اور آپ کو صبر وجمیل عطا فرمائے آمین۔ ثم آمین۔ پیارے بھیا یہ میری دوسری کاوش ہے پلیز اسے اپنے رسالے میں جگہ دیکر مجھے لکھنے کا موقع دیں۔ میں پکا لکھاری نہیں ہوں اسی لیے میری غلطیاں آپ خود دور کر دیں۔ شکریہ۔ یہ کہانی 95ء جنوری میں شروع ہوئی تھی اس کا اینڈ ستمبر 97ء میں ہوا جو نہایت ہی برا تھا۔ میری دعا ہے کہ جواب عرض دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کرے آمین۔ آخر میں تمام عملے کے ارکان کے لیے آداب وسلام۔ خدا حافظ۔ (ڈاکٹر ذوالفقار حسین۔ ہومیو پیتھک۔ ضلع لودھراں)

۔۔۔۔ماہ جولائی کا شمارہ کافی لیٹ ملا۔ سب سے پہلے اپنے کوپن دیکھے انتہائی دکھ ہوا کہ میں ہر ماہ باقاعدہ خط اور دوسری چیزیں بھیج رہا ہوں مگر 5 ماہ کے خط غائب اور پتہ نہیں کیا کر رہے ہیں۔ کمپوزنگ والوں سے درخواست ہے کہ برائے

مہربانی کمپوزنگ پر دھیان دیں۔ بھائی میری سٹوری آپ کے دفتر میں آپ کی توجہ سے محروم ہے مہربانی نظرثانی کریں۔ اب آتے ہیں رسالے کی طرف کہانیوں میں میرا پہلا پیار نائلہ طارق لیہ۔ خوبصورتی عذاب بن گئی۔ کشور کرن چوکی ہمیشہ ساتھ چلنا۔ مس صبا کلر سیداں۔ تیرے غم نے پردیسی کر دیا۔ مجید جائی ملتان اور سب سے بہترین قصوروار کرن جناب اللہ دتہ بے درد۔ روانیری دو گام تھی منزل نامعلوم بہت اچھی تھی۔ باقی بھی سب نے بہت محنت کی میری طرف سے سکو مبارک ہو۔ گلدستہ چوہدری ظہیر احمد کوٹلی۔ اکرم منا۔ خانپور۔ عاجز وستار۔ افتخار احمد۔ جھنگ کا گلدستہ بہت پیارا تھا زندگی کی ڈائری۔ عقیل آرائیں چکوال بہت اچھی تھی۔ مختصر اشتہارات میں راشد کشور۔ جبرائیل آفریدی۔ ایم افضل کھرا سلمٰی روا کے اشتہارات بہت پیارے تھے۔ غم کے بعد خوشی کا ملنا میں صائمہ مرید۔ جبرائیل آفریدی۔ کلثوم۔ کراچی مار سے پیار کا اظہار۔ عمران فنا۔ بلوچستان۔ مجید احمد ملتان۔ محمد خان انجم دیپالپور۔ اے ڈی ناز۔ ساہیوال۔ غزلوں میں کشور کرن۔ اور ارمان سنگم کی شاعری پسند آتی۔ آخر میں دعا ہے کہ جواب عرض کے سب قارئین خوش رہیں۔ میری طرف سے سب کو سلام۔ شیازہ جڑانوالہ۔ اشفاق بٹ۔ لالہ موسیٰ۔ شہباز گل۔ عمر بٹ۔ سلمٰی رور۔ فیصل سعید۔ انتظار ساقی، ملک عمر ناز، بشارت اقبال۔ پیاری آپی گل عائشہ۔ عائشہ جی۔ اور باقی سب کا شکریہ جو بندہ کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں آخر میں پھر سب کو دل کی گہرائیوں سے سلام ہو۔ (ایم ارشد وفا۔ گوجرانوالہ۔ مدینہ ایجوکیشن سکول گوجرانوالہ)

۔۔۔۔ پیارے بھائی شہزادہ عالمگیر صاحب۔ السلام علیکم! کے بعد عرض ہے کہ خیرت سے ہوں گے اور آپ کے گھر میں بھی سب خیریت ہوگی۔ میں کافی عرصہ سے جواب عرض پڑھ رہا ہوں۔ یہ بہت ہی اچھا رسالہ ہے۔ جس میں سے میری ایک دو دوستوں سے دوستی بھی ہوئی ہے اس کا ہر کالم بہت اچھا ہے میں بھی جواب عرض کے کالم ملاقات کا حصہ بننا چاہتا ہوں۔ برائے مہربانی فرما کر آپ میرے بارے میں بھی کالم ملاقات شائع کریں۔ میں آپکا شکرگزار رہوں گا۔ مجھے اگست کے جواب عرض کا اب بے چینی سے انتظار ہے آپ اگست کے جواب عرض میں میرا تعارت ضرور شائع کریں۔ شکریہ فون نمبر بھی آپ نے میرا ضرور شائع کرنا ہے۔ فقط آپکا دوست (واصف محمود۔ تحصیل وضلع چکوال)

انتظار کی گھڑی واقعی موت کے برابر میں ہے۔ ماہ جولائی کا جواب عرض کا انتظار کرتے کرتے 13 جولائی کو لی مارکیٹ کسی بک اسٹال میں نظر آیا خدا کا شکر ادا کر کے خرید افورن گھر میں جا کر بسم اللہ سے ابتدا کر دی مگر سوائے مایوسی میں حاصل نہیں ہوا کیونکہ اس دفعہ بھی شدید انتظار کے باوجود ہمارا کوئی کوپن شائع نہیں ہوا ہے لیکن پھر بھی ہار تو نہیں مانی کہتے ہیں مایوس کیوں کھڑا ہے مگر اللہ بہت بڑا ہے۔ کیا ہوا اگر اس میں ہمارا کوپن نہیں آیا تو کیا ہم پڑھنا چھوڑ دینگے ایسا سوچ بھی نہیں سکتے ہین۔ جواب عرض میں ہماری سچی دوستی ہے اور سچے دوست کو با آرام سے نہیں بھول پائیں۔ خیر یہ تو ہوتا ہی رہیگا مگر اس دفعہ پیاسی آنکھیں نمبر۔۔۔ کی کچھ کہانیاں پڑھیں بہت بور ہو گیا اسلیئے کسی کا نام نہیں لکھتا ہوں

باقی زندگی کی ڈائیری دکھ درد گلدستہ ماں کے پیار کا اظہار بہت زبردست چل رہا ہے۔ اللہ پاک جواب عرض کو ہمیشہ اپنے مقام میں قائم رکھے۔ آمین۔ (مصطفیٰ گل۔ لیاری کراچی)

۔۔۔۔ السلام علیکم! شہزادہ بھائی اینڈ معزز قارئین۔ آپ کو یہ جان کر حیرت تو ہوگی کہ میں پچھلے 6 سال سے باقاعدگی سے خوفناک پڑھ رہا ہوں لیکن لکھنے کی جسارت پہلی بار کی ہے۔ میرے نہ لکھنے کی وجہ ہیں۔ یہ الفاظ' شہزادہ انکل' میں نے بڑی محنت سے کہانی لکھی تھی آپ نے اسے ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا''' شہزادہ صاحب میں نے بڑی محنت سے غزل لکھ کر بھیجی تھی آپ نے شائع کیوں نہیں کی'' ان الفاظ کو جب میں پڑھتا تھا تو میرا لکھنے کو من نہیں کرتا تھا کہ میں بھی کوئی چیز محنت سے لکھ کر بھیجوں اور وہ ردی کی ٹوکری میں چلی جائے۔ لیکن آج میں یہ خط اور کچھ اشعار وغیرہ لکھ کر آپ کو بھیج رہا ہوں۔ اگر یہ شائع ہو گئے تو میں مزید لکھنے کی کوشش کروں گا۔ آمین (ساجد انصاری۔ جلالپور بھٹیاں)

۔۔۔۔ السلام علیکم! شہزادہ التمش صاحب اس دفعہ جواب عرض نے بڑا انتظار کرایا آخر کار دسمبر کو جواب عرج کا شمارہ ملا۔ ایڈیٹر شہزادہ التمش صاحب نے جواب عرض کو اتنی خوبصورتی سے سجایا سب سے پہلے کشور کرن کی تحریر خوبصورتی عذاب بن گئی پڑھی اور دکھ درد انسان کا ساتھی ہے کرن باجی پانی کی طرح سوکھ جاتا ہے۔ مس صباء نے کشف اور کنول کو دوست کی مثال بنا دیا خوبصورت تحریر ہے۔ انیلہ غزل نے خوبصورت لفظوں کے ساتھ اپنی تحریر کو سجایا اللہ پاک انہیں زیادہ اچھا اور اصلاحی پہلو سجانے کی توفیق دے۔ شازیہ چوہدری کی تحریر ماں باپ کا پیار اور ہوتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ والدین اپنی اولاد کے بارے میں کبھی نہیں سوچ سکتے۔ اس کے بعد سحر سائرہ ارم کی انتہا کی خوبصورت تحریر پڑھی واہ کیا بات ہے کہ محبت کا دستور آج کے کھونے دور میں بھی امر ہے کیونکہ یہ رشتہ امر ہے آج مجھے یہ تحریر پڑھ کر جواب عرض کا وہ دور یاد ہے جب عزیز مہر النسا اینڈ زیب النسا کی تحریر جسے میر قارئین کی واہ واہ تکتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے سجاول کو قصیٰ کے بدلے راحیل کو آنگن کا پھول بنا کر بھیجا۔ باقی سب دوستوں کی تحریریں قابل عزیز تھیں آخر میں میں قارئین کو التماس کروں گا کہ شہزادہ التمش کا ساتھ دیں۔ انہیں یہ محسوس ہو کہ شہزادہ بھائی ہمارے درمیان نہیں۔ اور آپکو پتہ ہونا چاہیے کہ صحافی اور ایڈیٹر صاحب کتنی مشکل سے ادارہ چلاتا ہے میں شہزادہ التمش کو درخواست کرتا ہوں کہ آپ بھی جواب عرض کے لیے دن رات محنت کریں کیونکہ یہ ہمارے بانی شہزادہ عالمگیر کا ایک انمول تحفہ ہے یہ ان کی آخری گفٹ تا حیات قارئین تک پہنچانا آپ کا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ آپکو اس امتحان میں کامیاب کرے (آمین) والسلام۔ (ایم عباس پڑارہ۔ رکن پور رحیم یار خان)

ماہ اگست 2012ء کا جواب عرض پڑھا۔ چلو انکل شہزادہ عالمگیر صاحب اس دنیا سے چلے گئے اس لیے ذاتی صفحہ نہیں لکھا جاتا۔ کم سے کم اسلامی صفحہ کو شائع کیا کریں اس سے آپکے کاروبار میں ترقی ہوگی کیا ہم مسلمان نہیں اور کہانیاں بھی کچھ خاص نہیں تھیں۔ (توقیر اسلم تنہا۔ تونسہ شریف)

---تحریر۔کشور کرن۔پتوکی قسط نمبرا---

عاصم اب ہاتھ پکڑا ہے تو اس کو چھوڑنا نہیں ہے یہ سننا تھا کہ عاصم نے ایک جھٹکے سے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ اور عجیب سی نظروں سے اس کو دیکھنے لگا مہک تم سب کچھ غلط سمجھ رہی ہو میں وہ نہیں کرنا چاہتا ہوں جو تم چاہتی ہو میں وہ کرنا چاہتا ہوں جو میرا دل کہتا ہے تم میری کہانی کو جانتی ہو اس کے باوجود بھی تم وہ کچھ کر رہی ہو جو صرف اور صرف اپنی زندگی کو روگ لگانے والی بات ہے کاش اس وقت ارم کا ہاتھ میرے ہاتھ میں ہوتا تو مجھے یوں لگتا جیسے دنیا جہاں کی خوشی مجھے مل گئی ہو۔ عاصم کی باتیں سن کر مہک کا جی چاہا کہ وہ رو دے وہ پچھتا رہی تھی کہ اس کو اس کا ہاتھ پکڑے رکھنا چاہیے دینا چاہیے تھا لیکن جو ہو گیا سو ہو گیا۔ چلتے چلتے اس نے بھی فیصلہ کر لیا کہ جس طرح وہ اس کو تڑپا رہا ہے وہ بھی اس کو تڑپائے گی اس نے کہا عاصم جانتے ہو وہ لڑکا کون ہے جس سے تم ملنے جا رہے ہو۔ کون ہے وہ۔ اس نے مہک کی طرف دیکھ کر کہا۔ وہ چاند ہے میرا عاشق۔ اوہ پھر تو بہت ہی اچھی بات ہے پھر تو تم کو مبارک ہو۔ کہ تمہیں چاہنے والا مل گیا ہے۔ ہاں میں جانتی ہوں کہ مجھے چاہنے والے بے شمار ہیں لیکن جو میں کہنا چاہتی ہوں شاید تم سن نہ پاؤ ہو سکتا ہے کہ تم کو میرے سہارے کی ضرورت پڑے۔ کیا مطلب۔ وہ نہ سمجھتے ہوئے بولا مطلب یہ کہ تمہاری ارم اس لڑکے پر مرتی ہے اس سے پیار کرتی ہے اس کے لیے وہ مرنے کو بھی تیار ہے۔ کیا کیا عاصم کے دل کو ایک جھٹکا سا لگا۔ وہ بار بار مہک کو دیکھنے لگا اور ساتھ چلتی ہوئی ارم کو بھی کیا یہ سچ کہہ رہی ہے اس نے ارم سے پوچھا۔ کیا۔۔ وہ انجان بنتے ہوئے بولی۔ یہ کہ تم اس لڑکے کو چاہتی ہو جس کو ملوانے جا رہی ہو۔ ایک سنسنی خیز کہانی

کتنی مٹھاس تھی اس کی آواز میں چاند اپنے ہاتھوں موبائل پکڑے ہوئے بار بار اسے دیکھ رہا تھا جس میں اس کو

آہ۔ کچھ دیر قبل ایک سہانی آواز سنائی دی تھی۔ یہ کیسی آواز تھی جو اس کو سوچوں کے طلاطم میں ڈبوئے جا رہی تھی حالانکہ اس نے اس قبل کبھی بھی کسی لڑکی کو اس نے گہری نظروں سے دیکھا بھی نہ تھا اور یہ آواز۔۔ چاند ایک آہ سی بھر کر رہ گیا یہ کوئی اس کا جاننے والی نہ تھی بلکہ ایک انجان سی کال تھی ایک رونگ نمبر تھا۔ رونگ نمبر نہ تھا بلکہ اس کو رونگ نمبر بنا کر کر بات کی تھی یہ نمبر چاند کو اس کے دوست نے دیا تھا اور کہا تھا کہ اس لڑکی کو پھانس لو بہت ہی امیر گھرانے کی ہے ایک دفعہ تمہارے قابو آ گئی تو یوں سمجھ لینا کہ تمہاری زندگی سنور گئی لیکن چاند نے کہا تھا کہ اسے دولت سے پیار نہیں ہے اسے کوئی ایسا ساتھی چاہیے تھا جو اس کی زندگی کو سنوار سکے حالانکہ کئی لڑکیاں اس سے رابطہ کرنے کو ترستی تھی لیکن اس کو ان میں وہ بات نظر نہ آئی تھی جو وہ چاہتا تھا۔ آج وہ اپنے آفس میں بیٹھا ہوا تھا اس وقت فارغ تھا اس کو بھی آج کوئی کام نہ تھا اس نے دوست کے دیئے ہوئے نمبر پر کال کر دی فون فوری اوکے کر دیا اور پھر دوسری طرف سے آنے والی آواز نے اس کو سوچوں میں ڈال دیا وہ اس کی آواز میں مدہوش ہوتا جانے لگا۔

آپ کون۔ بہت ہی شائستگی سے اس کو آواز سنائی دی آواز ایسی تھی کہ وہ مدہوش سا ہو گیا جس کس سے ملنا ہے انجم سے میری بات کروا دیں چاند نے جان بوجھ کر ایسا کہہ دیا کیوں کہ اس کے پاس کوئی بہانہ نہ تھا۔ یہ انجم کا نمبر تو نہیں ہے۔ یہ تو میرا نمبر ہے ہاں میرا نمبر ہے وہ بولی۔ اوہ سوری لیکن جی آپ کون ہیں۔ میں کون ہوں میں مہک ہوں۔ دوسری

طرف سے آواز سنائی دی واقعی وہ مہک تھی اس کی آواز سے لگ رہا تھا کہ چاندنی کی طرح ٹھنڈی اور رس بھری آواز تھی۔ جی وہ۔ وہ۔ اس سے بولا نہ گیا۔ وہ کیا کہتا اس کے پاس کوئی بھی الفاظ نہ تھے اور آواز اس قدر سحر انگیز تھی کہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ فون بند کردے کا نمبر نہیں ہے۔ میرا نام چاند ہے۔ اوکے سوری۔ وہ یہ کہہ کر فون بند کرنے لگی تھی کہ چاند بول پڑا۔

نہیں نہیں فون بند نہ کرنا۔ کچھ باتیں ہی کر لیتے ہیں۔ اس کی بات سن کر دوسری طرف سے تھوڑی سی مسکراہٹ کی آواز اسے سنائی دی۔ لو بھلا یہ کیا بات ہوئی کہ بات کر لیتے ہیں۔ اس کی بات میں بہت دم تھا واقعی اس نے ٹھیک کہا تھا کہ بات کرنے کا کوئی فائدہ۔ لیکن وہ کیا جانے کہ چاند ایسی بات کیوں کر رہا تھا وہ تو اس آواز کی مدہوشی میں ڈوبنا چاہتا تھا اور جو کہ ڈوب بھی چکا تھا۔ اچھا سناؤ کون سی باتیں کرنی ہیں آپ نے دوسری طرف سے وہ رس بھری آواز سنائی دی۔ وہ وہ کچھ نہیں بس آپ کی آواز اچھی لگی اس میں بہت مٹھاس ہے بلکہ بہت ہی اچھی لگی تھی اس لیے کہہ دیا۔ وہ مسکرا دی اسے یوں لگا جیسے وہ کوئی پاگل ہے۔ اچھا مجھے کام ہے میں پھر کال کروں گی۔ نہیں نہیں وہ یکدم بول پڑا ابھی بند نہ کرنا ابھی۔۔۔ وہ یوں بولا جیسے وہ اس کے سامنے ہو اور وہ اس کو جانے نہیں دینا چاہتا ہو۔ وہ ایک بار پھر مسکرا دی اور بولی ہاں لو نہیں بند کرتی بتا ئیں کیا باتیں کرنا تھیں آپ نے اس نے سوال کیا۔ پتہ نہیں وہ اب کی بات اس کے سحر سے باہر نکلا۔ بس ایسی آواز میں نے پہلی بار سنی ہے۔

کیا ہے میری آواز میں جو کسی اور کی آواز میں نہیں ہے۔ وہ بولی تو وہ لاجواب ہو گیا اس کے پاس کوئی بھی جواب نہ رہا۔ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد بولا آپ کیا کرتی ہیں۔ میں کیا کرتی ہوں اچھا میں سوچ کر بتاتی ہوں شاید وہ بھی فارغ تھی جو اس سے باتیں کرنے لگی تھی یا پھر اس کو جان گئی تھی کہ یہ کوئی دیوانہ انسان ہے جو لڑکیوں کی آواز سن کر بے بس ہو جاتا ہے۔ آپ نے بتایا نہیں ہے۔ چاند نے کہا۔ ہاں ہاں ایک عورت گھر کے کام کے علاوہ اور کیا کر سکتی ہے میں سارا دن گھر میں گھر میں ہوتی ہوں اور گھر کے کاموں میں لگی رہتی ہوں کالج جانا اور اور کالج سے واپس آ کر گھر کے کاموں میں لگ جانا یہی کام ہے میرا اور کچھ پوچھنا ہے اس نے بتانے کے بعد سوال کر دیا۔ ہاں ہاں میں یہاں ایک آفس میں کام کرتا ہوں خدا نے بہت پیارا بنایا ہوا ہے۔ اس کی بات سن کر دوسری طرف سے ایک قہقہے کی اسے آواز سنائی دی قہقہے کی آواز سن کر وہ نروس ہو گیا اسے اپنی نادانی پر افسوس ہونے لگا۔ اسے یوں لگنے لگا کہ جیسے وہ واقعی پاگل ہو اس نے ایسی بات کیوں کر دی اس نے پوچھا بھی نہ تھا کہ وہ کیا کرتا ہے اور کیسا ہے۔ اچھا مجھے کچھ کام ہے میں پھر کال کروں گی اس نے یہ کہہ کر فون بند کر دیا۔ فون بند ہونے کے بعد وہ آواز کے سحر میں ڈوب گیا۔ اور سوچنے لگا کہ وہ کالج میں پڑھتی ہے کون سے کالج میں پڑھتی ہے میں اس سے ضرور جانوں گا اور پھر اس حسینہ کو دیکھوں گا۔

❁❁❁

یہ کیسا انسان تھا مہک فون بند کرنے کے بعد سوچوں میں کھو گئی میں کس سے بات کرنا چاہتی تھی اور یہ کون بول پڑا ہے بالکل پاگل ہے بہت کم ایسے انسان ہیں جو ایسا کرتے ہیں خواہ مخواہ لڑکیوں کی آواز سن کر ان پر عاشق ہو جاتے ہیں ایڈیٹ۔ لوفر۔ کمینہ۔ بڑا آیا مجھے اپنی باتوں میں لانے والا جی آپ کی آواز بہت پیاری ہے میں عاصم کے علاوہ کسی کا سوچ سکتی ہو وہ میرا محبوب ہے میری جان ہے میرا سب کچھ ہے کیا ہوا جو وہ مجھ سے دور رہتا ہے ایک دن وہ میرے ضرور قریب ہوگا اتنا قریب ہوگا کہ جو میں نے سوچا بھی نہ ہوگا۔ وہ عاصم کی گہری سوچوں میں کھو گئی اور کھوتی ہی چلی گئی اس کو اس کا حسین چہرہ دکھائی دینے لگا۔

پہلی ملاقات اپنے ہی کالج میں ہوئی تھی وہ آج ہی کالج میں آیا تھا اور بہت ہی ہینڈسم اور پیارا تھا وہاں ہی اس نے اس کو دیکھا تھا وہاں ہی وہ دل ہار گئی تھی اور اس کے بعد اس نے کسی اور کے بارے میں سوچنا بھی گناہ سمجھ لیا تھا تین چار

ملاقاتوں میں اس نے عاصم کے بارے میں پتہ چلا لیا تھا کہ وہ کسی اور لڑکی سے پیار کرتا ہے اور وہ لڑکی کوئی اور نہ تھی ارم تھی ہاں اس کی دوست اس کی کلاس فیلو ارم اور وہ جانتی تھی کہ ارم کا اس کی طرف کوئی بھی رجحان نہ تھا وہ اپنی مستی میں مست رہنا چاہتی تھی اور اس کی زندگی کا مقصد مشغل تھا ہر کسی سے ہنس کر باتیں کرنا اس کی فطرت تھی اور خدا نے اسے بہت ہی خوبصورت بنایا تھا اتنا حسین کہ خود مہک بھی اس سے دوستی کرنے کرنے کی آرزو کرنے لگی وہ اس کی دوست بن تو گئی لیکن صرف اس کی ہی نہ تھا بلکہ اور کئی لڑکیوں اور لڑکوں کی بھی وہ دوست تھی اس کی کوئی بھی خاص دوست نہ تھی سب ہی اس کے لیے خاص اور اور عام تھیں ہر کسی کو وہ ایک ہی نظر میں دیکھتی تھی اور یہی وجہ تھی کہ وہ جلد ہی پورے کالج میں ایک ہنس لڑکی کے نام سے جانی جانے لگی تھی اور جہاں تک عاصم کی بات تھی عاصم سے بھی اس نے ہنس کر بات کی تھی اور عاصم اس کی مسکراہٹ کر مر مٹا تھا اس کا ہو گیا تھا وہ نہیں جانتا تھا کہ ہر کسی سے ہنس کر بات کرنا اس کی فطرت ہے اس کے نزدیک کوئی بھی خاص بات نہیں ہے جبکہ عاصم دھیرے دھیرے اس سے پیار کرنے لگا تھا اور اس کے پیار میں بہت آگے نکل گیا تھا لیکن اپنا حال دل اس کو سنا نہ سکا تھا بلکہ یوں سمجھ لو کہ وہ اس سے پیار کر کے اپنے دل کو ایک روگ سا لگا بیٹھا تھا جب وہ بھی اس کو کسی لڑکے سے بات کرتے ہوئے دیکھتا تو پورا دن جلتا ہی رہتا۔ وہ چاہتا تھا کہ ارم صرف اس سے ہی بات کرے اس کے ساتھ ہی رہے لیکن یہ اس کی محض ایک سوچ تھی ارم ایسا جھلا کب کرنے والی تھی عاصم ایک صاف گو انسان تھا اس نے اس سے کچھ بھی نہیں چھپایا تھا سب کچھ ایک کھلی کتاب کی طرح اس کے سامنے رکھ دیا تھا اور یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ کسی اور سے پیار کرتا ہے اس کی پوجا کرنے لگی اور کرتی ہی چلی گئی ہر وقت اس کے بارے میں سوچتی رہتی رات کو اس کو نیند تک نہ آتی اور کئی بار تو وہ رو ہی دیتی وہ عاصم کو سب کچھ بتانا چاہتی تھی کہ عاصم تم جس کے لیے مر رہے ہو وہ تم سے پیار نہیں کرتی ہے وہ کسی سے بھی پیار نہیں کرتی ہے اس کے لیے اپنی زندگی کو یوں روگ نہ لگاؤ لیکن کہہ بھی نہ سکتی تھی کیوں کہ ایسا کہہ کر وہ خود بھی عاصم کی نظروں میں گرنا نہیں چاہتی تھی وہ تو اس کے بغیر خود کو ادھورا سمجھتی تھی۔ آہ عاصم یہ تو نے مجھے کیا کر دیا ہے کیوں مجھے بے بس کر دیا ہے کیوں مجھے اپنی نفرت دے رہے ہو کیوں نہیں سوچتے کہ میرے دل میں تمہارے علاوہ اور کوئی بھی نہیں سما سکتا ہے میں تمہاری ہوں اور ہمیشہ تمہاری ہی رہوں گی وہ اکثر رو دیتی تھی وہ بستر پر گری ہوئی اپنے محبوب کے بارے میں سوچ رہی تھی کہ اسکے موبائل پر کال آ گئی۔ اس نے نمبر دیکھا تو اچھل ہی پڑی وہ کوئی اور نہیں اس کا محبوب تھا اس کا پیار تھا اس کی جان تھا اس کی دنیا تھا۔۔

ہیلو مہک۔۔ آج بہت دنوں بعد اس کی آواز اس کو سنائی دی تھی اس کی آواز بہت ہی پیاری تھی ہاں بہت ہی پیاری۔ جذبات میں اس نے موبائل سکرین ہی چوم لیا۔ جی جی میری جان بولیں کیسے فون کر دیا مجھ بے چاری کو وہ خوشی سے اچھل پڑی۔ لیکن دوسرے ہی لمحے وہ مایوسیوں کی وادی میں کھوتی چلی گئی عاصم کہہ رہا تھا مہک میں کیا کروں جی چاہتا ہے کہ میں خودکشی کر لوں یا کچھ کھا کر مر جاؤں تم تو سب کچھ جانتی ہو میں ارم کے بغیر ایک پل بھی نہیں رہ سکتا ہوں وہ میری زندگی ہے میری جان ہے۔ وہ یہ سن کر کانپ کر رہ گئی کہ اس نے ایسا کیوں کہہ دیا ہے وہ کانپتی ہوئی آواز میں بولی ہاں ہاں بولو کیا ہوا تم اتنے اداس کیوں ہو اور ایسی باتیں کیوں کر رہے ہو۔ کیا بتاؤں وہ ارم۔۔ ایک بار پھر ارم کا نام سنتے ہی وہ بجھ سی گئی اس کو ایک کرنٹ سا لگا کیوں وہ جانتی تھی کہ وہ ارم کو دل و جان سے چاہتا ہے وہ ہی اس کا پیار ہے۔ آج اس نے مجھ سے بہت برا کیا ہے میں اس کے لیے جان بھی دینے کو تیار ہوں لیکن وہ مجھے لفٹ تک نہیں کرواتی ہے آج میں نے اس سے اظہار محبت کیا تھا مجھے موقع ملا تو میں نے اس کو دل کا خال بتا دیا لیکن اس نے میرے دل کے ٹکڑے کر دیئے مجھے صاف کہہ دیا۔

اے مسٹر دیکھو مجھے تمہارے پیار کی ضرورت نہیں ہے پیار کرنے والے ہزاروں ہیں میرے پاس ہاں دوست بن کر جو بھی بات کرو میں تمہارے ساتھ ہوں لیکن جہاں تک پیار ہے وہ میں کسی سے بھی نہیں کر سکتی ہوں کیوں کہ پیار صرف

ایک ہی کیا جاتا ہے جو میں کر چکی ہوں مجھے اب اس کے علاوہ کسی کے بھی پیار کی ضرورت نہیں ہے۔ اف خدایا۔ نہال عاصم کی باتیں سن کر رونے لگی۔ جس کے لیے وہ مرنے کو تیار تھی جس کے لیے وہ راتوں کو سوتی نہ تھی وہ اس کے سامنے کسی اور کا نام لے رہا ہے اسکے لیے خودکشی کرنا چاہ رہا ہے اس کا جی چاہا کہ وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دے اور کہہ دے کہ ارم میں ایسی کون سی بات ہے جو مجھ میں نہیں ہے میں ارم سے زیادہ خوبصورت ہوں اس سے زیادہ پیاری ہوں۔ میں نے ارم کے ساتھ پورا پورا معازنہ کیا ہے اور محسوس کیا ہے کہ میں اس سے زیادہ حسین ہوں ۔لیکن وہ اس کی طرف دیکھنا بھی گوارہ نہیں کرتا ہے۔ کیسی زندگی ہے جسے چاہا جائے وہ نہ ملے۔ کہاں گئی ہو۔۔ اس کو آواز سنائی دی۔۔ یہاں ہی ہوں تمہاری باتیں سن رہی ہوں وہ بولا۔۔

چھوڑو یار ایسا ہو جاتا ہے وہ ٹھیک ہو جائے گی۔ میں جب تک اس کو اپنی محبت میں لے نہ آؤں گا اس وقت تک چین سے نہیں سوؤں گا۔ کیا کیا۔ یہ سب سنتے ہی کانپ سی گئی اس کے ہاتھ موبائل گر گیا تھا وہ بے بس ہو گئی تھی۔ اس کی آواز جو کہ ابھی تک اس کے کانوں میں گونج رہی تھی وہ بستر پر گر گئی اور سوچنے لگی اور سوچتی ہی چلی گئی روتا اس نے بند کر دیا تھا اور اپنے محبوب کی آواز کی گونج میں کھوئی جا رہی تھی اس کو بھی کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ ایسا کیوں کر رہی ہے واقعی اس کی آواز میں مٹھاس ہے جو اسے بہت ہی اچھی لگی ہے وہ بار بار اس کے لفظوں کو سوچتی جا رہی تھی اور اسکو کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ ایسا کیوں کر رہی ہے۔ اس کا دل چاہنے لگا کہ وہ اسے کال کرے اور اس کی آواز سنے وہ جو بھی ہے اچھا ہے یا برا۔ دل لگی کر رہا ہے یا نہیں لیکن مجھے اس سے پیار ہے میں تو اس کی دیوانی ہوں اس کی آواز بہت ہی اچھی ہے اس کے بولنے کا انداز بہت ہی اچھا ہے وہ ایسا ہی سوچتی جا رہی تھی گھر والوں کی موجودگی میں وہ خود ہی مسکراتی جا رہی تھی اور گھر والے اس کو دیکھ رہے تھے کیا بات ہے بیٹی تو آج صبح ہی صبح بہت اچھے موڈ میں ہے تیرے لبوں کی مسکراہٹ بتاتی ہے کہ تم کو ضرور کوئی اچھا خواب دکھائی دیا ہے وہ ماں کی بات سن کر ہنس دی۔

ماما یہ خواب تھا بہت ہی سہانا خواب کاش یہ خواب میں پھر سے دیکھ سکوں وہ یہ بات کہتے ہوئے کچن میں چلی گئی۔ لیکن وہ جانتی تھی کہ اس کے دل پر کیا بیت رہی تھی اس نے کیا کچھ کہہ دیا تھا اس نے باتیں نہیں کی تھیں بلکہ اس کے دل پر ترشول برسائے تھے ارم کا نام لے کر میں اس کو مرنے نہیں دوں گی وہ ہے تو میں ہوں وہ نہیں تو میں بھی نہیں ہوں میری زندگی اس کے دم سے ہی ہے اور میں اس کو کیوں اپنے سے دور ہونے دوں۔

❁❁❁

چاند کی کیفیت بہت ہی عجیب ہو رہی تھی وہ بار بار فون کو دیکھ رہا تھا رات گہری ہو چکی تھی اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ اس کے نمبر پر میسج کرے لیکن یہ سوچ کر رک جاتا کہ ہو سکتا ہے کہ کوئی اس کے پاس ہو اور اس کے میسج سے اس کی زندگی میں کوئی بڑا واقعہ پیش نہ آ جائے۔ زندگی میں پہلی بار اس کو کسی کی آواز اچھی لگی تھی اور ایسی اچھی لگی تھی کہ وہ اس آواز کا دیوانہ بن کر رہ گیا تھا حالانکہ اس کو چاہنے والی کئی لڑکیاں تھیں جن کو وہ لفٹ بھی نہیں کرواتا تھا لیکن آج اس کو یوں لگ رہا تھا کہ پیار کے بنا انسان کچھ بھی نہیں ہے اور جس سے پیار ہو جائے اس کے چہرے کو نہیں دیکھا جاتا ہے اور نہ ہی اس کے بارے میں جانا جاتا ہے کہ وہ کیسی ہے اچھی ہے یا بری ہے بس وہ ایسی ہی سوچوں میں الجھا ہوا تھا اور ساتھ ساتھ بار بار فون کو دیکھ رہا تھا اس نے کہا تھا کہ میں دوبارہ کال کروں گی لیکن ابھی تک اس نے کال کیوں نہیں کی ٹھیک ہے وہ نہیں کرتی تو نہ کرے میں خود ہی کر لیتا ہوں یہ فیصلہ کرنے کے بعد اس نے اس رونگ نمبر پر کال کر دی۔ دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

تم ابھی تک جاگ رہے ہو سوئے نہیں ہو اس آواز کا لہجہ سخت تھا بلکہ مرجھایا ہوا تھا یوں لگ رہا تھا کہ جیسے صدیوں کی بیمار ہو۔ بس نیند نہیں آ رہی ہے۔ چاند نے مہکتے انداز میں کہا۔ تو وہ مر ۔ آو جھ کر رو تی کیا روزانہ ایسے ہی جاگتے رہتے

ہو۔ نہیں نہیں وہ اس کی بات پر فوری بول پڑا آج پہلی رات ہے جو مجھے جگائے ہوئے ہے اس کی کوئی خاص وجہ۔ اس نے سوال کیا۔ ہاں وجہ ہے وہ جلدی سے بولا بتاؤ کیا وجہ ہے میں بھی جانوں کہ تم کیا کہنا چاہتے ہو اس بار آواز کافی سنجیدہ تھی۔۔ وہ وہ نہیں نہیں ابھی میں کچھ بھی نہیں بتاؤں گا لیکن تم بھی تو ابھی تک جاگ رہی ہو تم کیوں نہیں سوئی ہو۔ اس کی بات سنکر وہ سرد ہی بھر کر بولی دیکھو نوجوان میں صبح کی دیکھ رہی ہوں کہ تم مجھے بھلا وجہ تنگ کر رہے ہو اور تم کون ہوتے ہو مجھ سے سوال کرنے والے کہ میں کیوں جاگ رہی ہوں میں جاگوں یا سوؤں تمہیں اس سے کوئی بھی غرض نہیں ہونی چاہیے اور ہاں سنو مجھے آج کے بعد کال نہ کرنا اس نے غصے سے فون بند کر دیا۔ چاند کے دل کو ایک جھٹکا سا لگا جو جو کچھ اس نے سوچا تھا وہ سب اسے بیکار جاتا ہوا محسوس ہوا لیکن پھر سوچا کہ شروع شروع میں ایسا ہو جاتا ہے ہو سکتا ہے کہ وہ مجھے آزمانا چاہتی ہو کہ میں اس کے لیے بیقرار رہتا ہوں یا نہیں۔ ابھی وہ اسکے بارے میں سوچ ہی رہا تھا۔ کہ اس کے دوست کی اسے کال آ گئی اپنے دوست کا نمبر دیکھتے ہی اس نے کال اوکے کر لی۔ اور بولا۔۔

جی جناب آج کہاں غائب رہے تھے سارا دن۔ میں نے کہاں غائب ہونا ہے میری اس جان نے میرا جینا حرام کر دیا ہے ذرا بھی لفٹ نہیں کرواتی ہے پتہ نہیں وہ کیا چاہتی ہے۔ اس کی بات سن کر وہ زور سے قہقہے لگا کر ہنس دیا اور بولا لڑکیاں شروع شروع میں ایسا ہی کرتی ہیں بعد میں یہ زندگی کا ساتھی بند جاتی ہیں آج میں نے بھی ایک لڑکی کو کال کی تھی کیا کہنے اس کے وہ شہزادی ہے شہزادی اس کی آواز میں اتنی مٹھاس ہے ایسا جادو ہے کہ جی چاہتا ہے کہ وہ ساری زندگی بولتی رہے اور میں سنتا رہوں یار کیا کیا بتاؤں میں اس کا اس کی آواز میں جادو ہے بہت ہی اچھی آواز ہے اس کی جی چاہا تھا کہ اس کی آواز کے سحر میں ڈوبا رہوں۔ اچھا اچھا وری گڈ۔ وہ خوشی سے بولا کیا کوئی ایسی بات ہوئی جس سے پتہ چلے کہ وہ تمہارے ساتھ چل سکے نہیں یار ابھی تو کچھ بھی نہیں ہے لیکن میں اس کو ضرور قابو کر لوں گا بس دیکھتے جانا۔ ٹھیک ہے یار تم کامیاب ہو جاؤ اور میرے لیے بھی دعا کرو کہ اس کے دل میں میرے لیے محبت بھر جائے۔ ہاں تم میرے لیے دعا کرنا اور میں تمہارے لیے کروں گا۔

وہ بولا یار تم پر حیرانگی ہو رہی ہے کہ تم پر تو ہزاروں لڑکیاں مرتی تھیں ان میں سے کسی کی آواز تم کو پسند نہ آئی تھی جو ایک رونگ نمبر کی لڑکی کی آواز پر مرمٹے ہو اس کی بات سن کر چاند کے منہ سے ایک آہ سی نکلی اور بولا یہی تو میں سوچ سوچ کر پاگل ہو رہا ہوں کہ یہ مجھے کیا ہو گیا ہے کیوں ایک انجان لڑکی پر مرتا ہوں جس کو دیکھا نہیں ہے لیکن یہ رونگ نمبر نہ تھا میرے ایک دوست نے دیا تھا اس نے کہا تھا کہ یہ لڑکی اگر قابو میں آ گئی تو سمجھ لو کہ تمہاری زندگی بن جائے گی اور یوں لگتا ہے کہ اس کو قابو کرنا بہت ہی مشکل ہے اور تم جانتے ہو کہ میں تمہاری طرح ضد کا بہت پکا ہوں جس کو پسند کر لیتا ہوں اس کو اپنا کر ہی دم لیتا ہوں وہ آج نخرے دکھا رہی ہے کل کو دیکھنا وہ میرے آگے پیچھے گھومے گی۔ اوہ یار یہی تو شاید تمہاری بھول ہے آج وہ وقت نہیں رہا ہے آج بہت کچھ بدل گیا ہے لڑکیوں کے ذہن بھی بدل گئے ہیں وہ کچھ ہونے لگا ہے کہ سوچنا مشکل ہو رہا ہے جس کو نہ چاہا جائے وہ پیچھے پیچھے بھاگتی ہے اور جس کی پوجا کی جائے دن رات اس کے نام کی مالا پروئی جائے وہ ہاتھ نہیں آتی ہے میرے ساتھ ایسا ہی ہو رہا ہے ایک لڑکی میرا نام لے لے کر جی رہی ہے اور جبکہ مجھے اس سے ذرا بھی دلچسپی نہیں ہے اور ایسی کئی اور بھی ہیں لیکن میرا دل آیا بھی ایک لڑکی پر جو ایک عام سی ہے لیکن اس کے نقوش اس قدر ظالم ہیں کہ دیکھنے والا بس دیکھتا ہی رہ جاتا ہے اس کی آنکھوں میں ایک ایسی کشش ہے کہ جو کسی اور لڑکی میں نہیں ہے یوں سمجھو کہ میں اس کی آنکھوں پر مرتا ہوں۔۔۔ اور میں اس کی آواز پر۔ چاند نے فوری آگے سے جواب دیا۔ اور پھر کچھ ادھر ادھر کی باتیں کرنے کے بعد ان کا رابطہ ختم ہو گیا فون بند ہو گیا۔

❁❁❁

مجھے ارم کا کچھ کرنا ہو گا اس کو اپنے محبوب سے دور کرنا ہو گا جب تک وہ اس کی زندگی میں رہے گی تب تک وہ مجھے

لفٹ نہیں دے گا اور میں ساری زندگی یوں یوں تڑپ کر بسر نہیں کرنا چاہتی ہوں میں اپنا پیار پانے کے لیے کچھ بھی کر گزروں گی۔ مہک نے پختہ ارادہ کرلیا اور اب اس پر عمل کرنے کا سوچنے لگی اس نے ایک فیصلہ کرلیا کہ وہ چاند کا نمبر اس کو دے گی اور کہے گی کہ یار یہ لڑکے دن رات مجھے تنگ کرتا ہے اس سے میرا پیچھا چھڑاؤ۔ ہوسکتا ہے کہ میرے ایسا کرنے سے وہ لڑکا ارم پر عاشق ہوجائے اور اور عاصم کو اس سے نفرت ہوجائے ہاں وہ ایسا ہی کرے گی اس نے فیصلہ کرلیا اور کالج جانے کی تیاری کرنے لگی جلد ہی وہ کالج پہنچ گئی ابھی کوئی کوئی لڑکیاں اور لڑکے وہاں آئے تھے وہ اپنے روم میں چلی گئی دیکھا تو وہاں عاصم پہلے سے موجود تھا اس کو دیکھتے ہی وہ چونک سی گئی وہ آنکھیں بند کیے ہوئے سوچوں میں غرق تھا آپ ۔۔آپ کب آئے وہ اس کے پاس بیٹھتے ہوئے بولی۔۔ میں میں ۔وہ دھیرے سے ہنس دیا مجھے تو خود پتہ نہیں ہے کہ میں کب آیا ہوں۔

عاصم وہ دھیرے سے بولی میں جانتی ہوں سب جانتی ہوں لیکن ایک بات کہنا چاہتی ہوں جو شاید تم بھی جانتے ہو کہ ارم کو تم سے ذرا بھی پیار نہیں ہے وہ ہر کسی کے ساتھ ایسے ہی بولتی ہے وہ کسی اور سے پیار کرتی ہے اس نے مجھے بتایا تھا کہ وہ کسی ایک لڑکے سے پیار کرتی ہے جو کالج کا نہیں ہے کسی آفس میں کام کرتا ہے اور ایک رونگ نمبر پر اس کو پیار ہوگیا تھا وہ اس کے لیے کچھ بھی کرسکتی ہو تم اس کے لیے خود کو برباد نہ کرو مجھے تمہاری حالت دیکھ کر بہت دکھ ہوتا ہے۔ مہک کی بات سن کر عاصم نے ایک آہ سی بھری اور کہا۔ لیکن مہک میں اپنے دل کو کیسے سمجھاؤں جو اس کی تمنا کرتا ہے اس کی پوجا کرتا ہے اس کے لیے تڑپتا ہے میں جانتا ہوں کہ وہ ہر کسی سے ہنس کر بولتی ہے اور یہی بات مجھے اچھی نہیں لگتی ہے میں نے ایک دن اس سے کہا تھا کہ ایسا نہ کرے لیکن اس نے مجھے خوب کھری کھری سنائی تھیں کہ میں کون ہوتا ہوں اس کی زندگی میں مداخلت کرنے والا۔ لیکن وہ کس سے پیار کرتی ہے یہ تم نے مجھے حیران کردیا ہے کہ وہ کالج کا نہیں ہے جبکہ میں سمجھ رہا تھا کہ وہ کالج میں ہی سے کسی سے پیار کرتی ہوگی۔

ہاں میری اس سے ایک دن بات ہوئی تھی میں نے اس سے پوچھا تھا کہ تم ہر کسی سے یوں ہنس کر باتیں کرتی ہو اور کئی لڑکے تمہارے عاشق بنے ہوئے ہیں تم نجانے کن کن کا دل توڑ رہی ہو اگر تمہارا کسی نے دل توڑا تو پھر تمہیں عقل آجائے گی عاصم میری بات سن کر وہ بجھ گئی تھی اس کے دل کو ایک جھٹکا لگا تھا میں نے اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھے تھے میں یہ سب دیکھ کر تڑپ گئی کہ اسے کیا ہوگیا ہے میں نے پوچھا تو اس نے بتایا کہ میں بھی کسی سے پیار کرتی ہوں اور بہت کرتی ہوں لیکن میں محسوس کرتی ہوں کہ وہ میرے پیار کی قدر نہیں کرتا ہے شاید لڑکیوں سے باتیں کرنا اس کی عادت ہے اور وہ ہر کسی سے دل لگی کرتا ہے لیکن وہ میرے دل کو نہیں جانتا ہے کہ میرا دل اس کو کتنا چاہتا ہے کتنا پیار کرتا ہے۔اوہ ۔عاصم یہ سن کر تڑپ سا گیا۔

اس کا مطلب ہے کہ جسے میں چاہتا ہوں وہ کسی اور کے لیے تڑپ رہی ہے۔ عاصم کی اس بات پر مہک نے بھی ایک سرد آہ بھری اور کہا ہاں ایسا ہی ہوتا ہے ہر کوئی ایک دوسرے کے پیار کو ترس رہا ہے جسے چاہا جائے وہ کسی اور کو چاہتا ہوتا ہے میرا بھی ایسا ہی حال ہے میں بھی تمہیں دل سے پیار کرتی ہوں لیکن تم۔۔ پلیز مہک ایسی بات نہ کرو دیکھو تم میری دوست ہو میں جانتا ہوں تم بہت پیاری ہو بہت اچھی ہو لیکن میں تمہیں کوئی بھی دھوکہ نہیں دینا چاہتا ہوں اگر تم کہو کہ میرے دل میں تمہارا پیار ہے تو یہ ایک جھوٹ ہوگا بہتر یہی ہے کہ ہم دونوں دوست بن کر ہی رہیں۔ وہ اس کی بات سن کر چپ ہوگئی وہ کیا کہہ سکتی تھی جو کہنا تھا اس نے کہہ دیا تھا اب اس کے پاس اور کوئی بھی الفاظ نہ تھے لیکن وہ بھلا پیچھے ہٹنے والی کہاں تھی وہ اس کی دیوانی تھی اس کے عشق میں ڈوبی ہوئی تھی لیکن ارم کس کے عشق میں ڈوبی ہوئی تھی وہ سوچنے لگی وہ تو گھر سے سوچ کر آئی تھی کہ وہ اس کو چاند کا نمبر دے گی اور ہوسکتا ہے کہ وہ اس کا نمبر لینے سے انکار کردے اگر وہ نمبر لے بھی لیتی تو کوئی بھی فرق نہیں پڑنا تھا مسئلہ اس کا نہ تھا مسئلہ تو عاصم کا تھا جو اس پر مرتا جارہا تھا وہ تو یہ سب کچھ اس لیے کرنا چاہتی تھی کہ عاصم

اس کی طرف لوٹ آئے لیکن۔۔۔

وہ ایک آہ بھر کر رہ گئی اتنے میں ارم کمرے میں داخل ہوئی۔اس کے کمرے میں داخل ہونے کی دیر تھی کہ عاصم کا چہرہ گلاب کی مانند کھل سا گیا۔ یوں لگا جیسے اس کے بے جان جسم میں جان پڑ گئی ہو مہک سے یہ سب دیکھا نہ گیا وہ کمرے سے باہر نکل گئی اس کی پلکیں بھیگنے لگیں۔ جی چاہا کہ وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دے۔ لیکن وہ کسی کو اپنا تماشہ دکھانا نہیں چاہتی تھی ضبط کرنا ہی اس کے لیے بہتر تھا جو اس نے کرلیا لیکن جب اس نے عاصم کو کمرے سے باہر نکلتے ہوئے دیکھا تو حیران سی رہ گئی وہ اس کا جائزہ لینے لگی وہ نکھرا ہوا تھا اس کے چہرے پر جو رونق آئی تھی وہ مٹ چکی تھی کیا ہوا ہے تمہیں۔ وہ تیزی سے اس کی طرف بڑھی۔ کچھ نہیں یار۔ وہی جو ہر روز ہوتا ہے پتہ نہیں اس کو کس بات کا خمار ہے کیوں مجھے ہر وقت نظروں سے گرانا چاہتی ہے بتاؤ کیا میں خوبصورت نہیں ہوں۔ کیا مجھ میں کوئی کمی ہے۔نہیں عاصم تم بہت خوبصورت ہو بہت ہی خوبصورت ہو کالج میں تم سے زیادہ مجھے کوئی بھی خوبصورت دکھائی نہیں دیتا ہے تو پھر اس کو میں خوبصورت کیوں دکھائی نہیں دیتا ہوں۔ وہ کیوں مجھ سے نفرت کرتی ہے وہ کیوں مجھے نظروں سے گرانا چاہتی ہے۔ میں نے اس سے صرف اتنا ہی پوچھا تھا کہ ارم کیسی ہو تو وہ مجھ پر پھٹ پڑی بولی۔

میں ٹھیک ہوں جیسی نہیں ہوں تم کو اس سے کوئی مطلب۔ مہک بتاؤ میں نے کوئی غلط بات کی تھی اس سے اور اس کا رویہ دیکھو۔۔ اچھا میں جا کر اس کو سمجھاتی ہوں۔ مہک نے دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا وہ عاصم کی ایسی حالت نہیں دیکھنا چاہتی تھی وہ اپنے محبوب کے چہرے پر زردی نہیں دیکھنا چاہتی تھی وہ تیزی سے کمرے میں چلی گئی سامنے ہی اداس سی ارم بیٹھی ہوئی تھی ارم دیکھو تم یہ سب اچھا نہیں کررہی ہو۔۔ یہ سنتے ہی ارم نے اس کی طرف دیکھا کیا مطلب میں کچھ نہیں سمجھی ہوں۔ اس نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے کہا تم سب سمجھتی ہو جانتی ہو کہ عاصم تمہارے بغیر نہیں رہ سکتا ہے اس کا جینا مرنا تمہارے لیے ہے۔ اور ایک تم ہو کہ اس کو لفٹ تک نہیں کرواتی ہو مہک کی یہ بات سن کر وہ ایک سرد سی سانس بھر کر رہ گئی میں نے اس کو کہا ہے کہ وہ مجھ پر مرے میں نے اس کو کہا ہے کہ وہ میرے لیے اپنی زندگی کو روگ لگائے وہ پاگل ہے یہ سب جانتے ہوئے بھی کہ میں کسی اور سے پیار کرتی ہوں میرے پیچھے لگا ہوا ہے تم تو جانتی ہو کہ انسان زندگی میں صرف ایک بار ہی پیار کرتا ہے جو میں کرچکی ہوں اور اس کے علاوہ کسی اور کو میں پیار تو کیا پیار کی ایک جھلک بھی نہیں دینا چاہتی ہوں اس کی بات سن کر مہک ایک سرد سی آہ بھر کر رہ گئی اور بولی۔

ہاں ارم تم نے ٹھیک ہی کہا ہے کہ انسان زندگی میں صرف ایک ہی بار پیار کرتا ہے میں جانتی ہوں میں بھی اس پیار میں ڈوبی ہوئی ہوں اور جس سے پیار کرتی ہوں وہ کسی اور سے پیار کرتا ہے۔ اس کی بات سن کر ارم نے گہری نظروں سے مہک کی طرف دیکھا اور پھر پھیکی سی مسکراہٹ مسکرا دی اور بولی میرے ساتھ بھی ایسا ہی ہورہا ہے میں بھی جس کو چاہتی ہوں وہ بھی کسی اور کو چاہتا ہے اس نے میری زندگی کو تباہ کررکھا ہے نجانے اس لڑکی میں ایسی کون سی خوبی اس کو دکھائی دی ہے جو مجھ میں نہیں ہے۔ کیا کیا۔ مہک چونک سی اور بولی کیا تیرے ساتھ بھی۔۔ ہاں میرے ساتھ بھی ایسی ہی کہانی ہے وہ پاگل ہے میرے پیار کو سمجھ نہیں رہا ہے اسے میری پرواہ ہی نہیں ہے وہ یہ دیکھ ہی نہیں رہا ہے کہ میرے دل میں اس کے لیے کتنا جذبہ کتنی چاہت ہے وہ مجھے دیکھتا ضرور ہے لیکن پیار کی نظروں سے نہیں دوست کی نظروں سے اور میں چاہتی ہوں کہ وہ دوستی کی نظروں سے ہٹ کر پیار کی نظروں سے مجھے دیکھے میرے دل کو پرکھے اور جان سکے کہ میرے دل میں کیا ہے ۔اوہ پاگل ہے یہ ساری دنیا۔ مہک ایک آہ بھرتے ہوئے بولی۔ یعنی تیری اور میری ایک ہی کہانی ہے۔ ہاں شاید۔ میں تو تم سے ایک اور کام کروانے آئی تھی لیکن اب تمہاری باتیں سن کر میں وہ کام کسی اور سے کروالیتی ہوں۔ کیسا کام ہے بتاؤ ارم نے کہا تو مہک بولی۔

نہیں یار میں سمجھ رہی تھی کہ لڑکوں سے زیادہ فری ہوجاتی ہو ایک لڑکا کئی دنوں سے مجھے تنگ کررہا ہے اس نے مجھے

دیکھا بھی نہیں ہے صرف ایک بار میری اس سے فون پر رونگ نمبر پر بات ہوئی تھی بس وہ میری آواز پر مرتا ہے پوری پوری رات مجھے پیار بھرے میسج کرتا رہتا ہے یوں لگتا ہے کہ جیسے اسے پیار کے علاوہ کوئی اور کام نہیں ہے اور میں سوچ رہی تھی کہ اس کو لڑکیوں سے باتیں کرنے کا بہت ہی شوق ہے میں تم کو اس کا نمبر دینا چاہتی تھی کہ تم اس کو کسی طرح سے میرے پیچھے سے ہٹا دو مہک کی بات سن کر وہ ہنس دی اور بولی یہ کون سا مشکل کام ہے اگر تم کو اس سے دلچسپی نہیں ہے تو میں اس سے تمہارا پیچھا چھڑا سکتی ہوں کیا یاد کرو گی تم بھی مجھے نمبر دو اس کا واقعی ارم۔۔ مہک خوش ہوتے ہوئے بولی تو ارم ہنس دی اور بولی ہاں واقعی۔۔ پھر مہک نے چاند کا نمبر اس کو لکھوا دیا نمبر کو دیکھتے ہی وہ چونک سی گئی۔ مہک نے دیکھا کہ اس کا چہرہ بجھنے لگا تھا اس کے چہرے کی کیفیت بدلنے لگی تھی اس سے بولا بھی نہیں جا رہا تھا۔۔ یہ یہ نمبر تمہارے پاس کیسے آیا۔ کیا مطلب۔ مہک کچھ بھی نہ سمجھتے ہوئے بولی۔

مطلب یہ کہ یہ لڑکا تم کو تنگ کرتا ہے۔ ہاں یہ لڑکا ہی مجھے پوری پوری رات تنگ کرتا ہے یہ دیکھو اس کے میسج کی لمبی لائین لگی ہوئی ہے میرے موبائل پہ۔۔ مہک نے ان بکس کھولا تو ارم میسج پڑھنے لگی۔ کیا تم اس کو جانتی ہو مہک نے پوچھا۔۔ جانتی نہیں ہو اس پر مرتی ہوں اس سے پیار کرتی ہوں اس کے بغیر جی نہیں سکتی ہوں یہی تو ہے جس کے لیے میں سب کچھ چھوڑنے کو تیار ہوں۔۔ اوہ سوری۔۔ مہک نے کہا۔ لیکن یہ تو میرے پیچھے پڑا ہوا ہے میرے خواب دیکھ رہا ہے مجھے اپنا چاہتا ہے اور میں اس سے جان چھڑانا چاہتی ہوں۔۔ اوہ شٹ۔۔ بہت ذلیل انسان ہے یہ میں اس سے کرتی ہوں کہ وہ دو ہاتھ ارم نے عجیب سے لہجے میں کہا۔ اور مہک حیرانگی سے اس کو دیکھتی جا رہی تھی۔ عجیب اتفاق ہو رہا تھا عجیب سی کہانی چل پڑی تھی سب کچھ ہی الٹ ہو گیا تھا محبتوں نے عجیب سا رنگ پکڑ رکھا تھا چاہتیں بکھرتی جا رہی تھیں سب کچھ ہی الٹ ہو کر رہ گیا تھا۔ وہ دونوں ہی ایک دوسرے کو دیکھ رہی تھیں۔ دونوں کی زبانیں گنگ تھیں۔ کیونکہ ارم بھی یہ بات جانتی تھی کہ جس سے وہ پیار کرتی ہے وہ مجھ سے پیار کرتا ہے اور جس سے میں پیار کرتی ہوں وہ مہک سے پیار کرتا ہے عجیب سے کہانی تھی۔

مہک یہ سب کیا ہو رہا ہے وہ مرجھائے ہوئے انداز میں بولی۔ ہاں ارم میں بھی تیرے چہرے کو دیکھ رہی ہوں اب ایک ہی کام ہو سکتا ہے کہ تم میرا عاصم مجھے لٹا دے اور مجھ سے اپنا چاند لے لے۔ تجھے میرے عاصم کی ضرورت کی نہیں ہے اور مجھے تیرے چاند کی ضرورت نہیں ہے۔ ارم پھیکا سا قہقہہ لگا کر ہنس دی اور بولی میری طرح تو بھی پاگل ہے ہم تو ایسا کرنے کو تیار ہیں لیکن وہ پاگل ہیں ان کو کون سمجھائے کہ ان پر کون مرتا ہے وہ الٹ چل رہے ہیں۔ تیرے والا میرے لیے مرنے کو تیار ہے اور میرے والا تم پر جان نچھاور کرنا چاہتا ہے ان کے دلوں میں ہم ہیں۔ ارم یہی تو بات ہے ان کے دلوں میں ہم نے ایک دوسرے کا پیار ڈالنا ہے اگر ایسا کر سکیں تو ہمیں اپنی اپنی منزلیں مل جائیں گی ورنہ دھیرے دھیرے موت کو گلے لگانا پڑے گا۔

❀❀❀
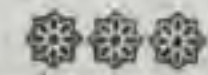
چاند نے آج آفس سے چھٹی کی تھی وہ صبح ہی سے ایک کالج کے گیٹ کے سامنے کھڑا ہو گیا تھا وہ مہک کو تلاش کرنا چاہتا تھا اس نے کہا تھا کہ وہ کسی کالج میں پڑھتی ہے اب تک اس نے تین کالج دیکھ لیئے تھے اور تینوں کالجوں میں مہک اسے نہ ملی تھی اس نے کئی لڑکیوں سے مہک کا پتہ کروایا تھا لیکن اس کو ناکامی ہوئی تھی اب چوتھا کالج تھا جہاں وہ کھڑا تھا اس کو یقین تھا کہ ہو سکتا ہے کہ یہاں ہی وہ مل جائے اس کی متلاشی نظریں چلتی پھرتی لڑکیوں میں مہک کو تلاش کر رہی تھیں وہ پاگل تھا صرف اور صرف ایسے بھلا اس کو مہک نے مل جانا تھا اس کا طریقہ کار غلط تھا لیکن اس کے علاوہ اس کے پاس اور کوئی چارہ نہ تھا۔ دوست کو بھی اس نے فون کیا تھا اس سے بھی پوچھا تھا کہ جو نمبر اس نے اس کو دیا ہے وہ کون سے کالج میں پڑھتی ہے اور دوست نے بھی کہہ دیا تھا کہ وہ نہیں جانتا ہے بس اس کے بارے میں اتنا ہی جانتا ہے کہ وہ کسی بڑے گھر

کی لڑکی ہے اس کے علاوہ وہ کچھ بھی نہیں جانتا ہے اس نے اس کو پھنسانے کی بہت کوشش کی تھی لیکن ناکام ہو گیا تھا اس لیے اس نے اس کو اس کا نمبر دیا تھا کہ وہ ٹرائی کر لے ہو سکتا ہے کہ وہ کامیاب ہو سکے۔

پورا دن وہ کالج کے باہر کھڑا رہا لیکن اس کو اس کی جان کہیں بھی دکھائی نہ دی ہو سکتا ہے وہ اسی کالج میں پڑھتی ہو اور اس کے پاس سے گزر گئی ہو لیکن اس نے اس کو دیکھا تو نہ تھا اس کالج میں لڑکے بھی آ جا رہے تھے اس نے ایک فیصلہ کر لیا کہ وہ کسی لڑکے کی مدد لے گا اور اس کے ذریعے یہ کام ہو سکے گا چاہے اس کے لیے وہ کسی لڑکے کو رقم ہی کیوں نہ لگا دے اس نے اپنے اس فیصلہ پر عمل کرنے کے لیے لڑکوں کے چہروں کو پڑھنا شروع کر دیا اور پھر اس کو ایک لڑکا دکھائی دیا جو چہرے سے لگ رہا تھا کہ وہ کسی سے پیار کرتا ہے کیونکہ وہ بھی چاند کی طرح لڑکیوں کے چہرے دیکھ رہا تھا ان لڑکیوں میں کسی لڑکی کو تلاش کرتا پھر رہا ہو۔ وہ اس کی طرف بڑھنے لگا تھا کہ اس کو ایک جانی پہچانی آواز سنائی دی۔ تم تم یہاں کیا کر رہے ہو۔ وہ آواز سن کر چونکا وہ آواز کسی اور کی نہ تھی ارم کی تھی جس نے اس کو دیکھ لیا تھا۔ اوہ آپ۔ یہاں کیا کر رہی ہیں۔ میں یہاں پڑھنے آئی ہوں لیکن تم۔

ابھی وہ اتنی ہی بات کر پائے تھے کہ وہ لڑکا جو اس کو پیار کا مارا ہوا دکھائی دیا تھا وہ تیزی سے ان کی طرف آتا ہوا دکھائی دیا وہ عاصم تھا۔ ارم یہ کون ہے۔ اور تم اس سے۔ ارم نے عاصم کو دیکھا تو آگ بگولہ ہو گئی بولی تم کون ہوتے ہو پوچھنے والے یہ کون ہے کون نہیں ہے تجھے اس سے کیا۔ وہ ارم کی باتیں سن کر چپ چاپ ایک طرف کو چل دیا۔ تم یہاں مہک کو تلاش کرنے آئے ہو ارم کی زبانی مہک کا نام سنتے ہی وہ چونک سا گیا۔ تم کو کیسے پتہ چلا کہ میں اس کو تلاش کرنے آیا ہوں اور کیا تم مہک کو جانتی ہو۔

ہاں میں جانتی ہوں اس کو وہ میری کلاس فیلو ہے اگر کہو تو تمہاری ملاقات کروا دوں اس سے۔۔ ہاں ہاں ارم خدا کے لیے میرا یہ کام کروا دو دیکھو میں کئی دنوں سے اس کو تلاش کرتا پھر رہا ہوں کئی کالجوں تک گیا ہوں لیکن وہ کہیں بھی نہیں ملی ہے اب تم نے بتایا ہے تو دل کو تسلی ہوئی ہے۔ ارم نے ایک گہری سانس لی اور بولی وہ مجھ سے زیادہ حسین نہیں ہے پلیز ارم یہ ایسی باتیں کرنے کا وقت نہیں ہے بس تم مجھے ایک بار اس کا دیدار کروا دو۔ میں اس کی ایک جھلک دیکھنا چاہتا ہوں بس ایک جھلک اس نے مجھے اپنی آواز سنا کر بے بس کر دیا ہے رات بھر میرے کانوں میں اس کی رس گھولتی رہتی ہے ایک لمحہ بھی چین نہیں ہے مجھے۔ وہ بولتا جا رہا تھا اور ارم ٹوٹتی جا رہی تھی اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ رو دے وہ اس سے چھڑ کے بغیر اندر کالج میں داخل ہو گئی۔ سامنے کمرے ہی مہک بیٹھی ہوئی اس کی حالت دیکھ کر وہ چونک سی گئی کیوں کیا ہوا تمہیں تم ٹھیک ٹھیک ہو۔۔ اس سے بولا نہ گیا وہ مہک سے کندھے پر سر رکھ کر رو دی۔

کیا ہوا ہے ارم مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے۔ میں ہوں ناں تیرے ساتھ۔ وہ وہ باہر کھڑا ہے۔ لیکن وہ میرے لیے نہیں آیا ہے تیرے لیے آیا ہے تم کو تلاش کرتا پھرتا ہے۔ لیکن کون کس کی بات کر رہی ہو۔ چاند کی وہ روتے ہوئے بولی۔ چاند کا نام سنتے ہی مہک اچھل سی پڑی اس کو ایک جھٹکا سا لگا۔ اور بولی اچھا تو یہ بات ہے تو اس میں پریشان ہونے کی کیا بات ہے تو میرے ساتھ دیکھنا میں اس کو ایسی ایسی سناتی ہوں کہ وہ دوبارہ مجھے ملنا تو کیا میرا نام بھی لینا گوارا نہ کرے گا نہیں مہک نہیں۔ تم ایسا کچھ بھی نہیں کرو گی وہ ٹوٹ جائے گا۔ اس کے دل کو صدمہ لگے گا اور میں اس کو کسی بھی صدمے میں نہیں دیکھ پاؤں گی۔ وہ روتے ہوئے بولی۔

بہت عجیب سا منظر تھا وہ جسے دیکھا نہیں جا رہا تھا مہک نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور بولی پھر بتاؤ میں کیا کروں جو کہتی ہوں کرتی ہوں۔ مہک کی بات سن کر وہ ایک سرد آہ بھر کر رہ گئی اور سوچنے لگی میں بھلا کیا کہہ سکتی ہوں اس پاگل کو کیسے سمجھاؤں کہ جس کے لیے وہ یہاں آیا ہے اس کو اس کی ضرورت نہیں ہے اس کو اس سے کوئی غرض نہیں ہے۔ وہ تو کسی اور سے پیار کرتی ہے یہ دیوانگی نہیں تو اور کیا ہے۔ بولو ناں میں کیا کہوں اس سے مہک نے اس کو دلاسہ دیتے ہوئے

کہا۔ تو وہ چپ رہی تب مہک نے خود ہی کہا ہاں میں ایک کام کر سکتی ہوں۔ کیا کیا وہ جلدی سے بولی چاند سے کہو کہ وہ میرے ساتھ باہر جائے میں چاند سے ہنس ہنس کر باتیں کروں گی اور وہ یہ سب دیکھ کر مجھ سے دور ہو جائے گا۔ مہک کی بات سن کر ارم کے جیسے تو مردہ بدن میں جان پڑ گئی تھی بولی۔

ہاں مہک یہ تو نے ٹھیک کہا ہے میں ابھی چاند کو کہتی ہوں۔ اتنا کہہ کر وہ چاند کی ٹیبل پر چلی گئی اور مہک اس کو جاتا ہوا دیکھنے لگی۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ وہ چاند کے پہلو میں بیٹھے اس سے یہ سب برداشت نہیں ہونا تھا۔ لیکن ایسا ہی ہوا تھا ارم اس کے بالکل ساتھ جا کر بیٹھ گئی۔ عاصم اسے اپنے پاس بیٹھا دیکھ کر خوشی سے اچھل پڑا ارم مجھے یقین تھا کہ تم ایک دن میرے پاس ضرور لوٹ آؤ گی مہک نے تم کو میرے بارے میں سب کچھ بتا دیا ہوگا کہ میں تم سے کتنا پیار کرتا ہوں۔ ہاں عاصم مہک نے مجھے سب کچھ بتا دیا ہے اور یہ سب کچھ تم نے خود بھی مجھے بتایا ہوا ہے لیکن ابھی مجھے تم سے ایک کام کرنا ہے۔ ہاں ہاں بولو ایک تو کیا ہزاروں کام کرنے کو تیار ہوں اگر کہو تو موت کو بھی گلے سے لگانے کو تیار ہوں۔ بولو میری کیا ضرورت پڑ گئی ہے میں تمہارے کون سے کام آ سکتا ہوں۔

تم کو مہک کے ساتھ باہر جانا ہوگا تم نے دیکھا تھا ناں جس سے میں باتیں کر رہی تھی۔ ہاں ہاں۔ کیا کہنا ہے اس کو۔ عاصم جلدی سے بولا اس کو تم نے کچھ نہیں کہنا ہے مہک نے کہنا جو بھی کہنا ہے تم نے بس مہک کے ساتھ ساتھ رہنا ہے اور میں بھی تمہارے ساتھ ہوں گی اور پھر ارم نے اس کو تمام باتیں سمجھا دیں۔ ٹھیک ہے یہ بھلا کون سا کام ہے میں سمجھا کہ تم مجھ سے جان مانگنے آئی ہو اتنا کہہ کر وہ اٹھا اور مہک کے پاس آیا۔ اور اس کا بازو پکڑ لیا۔ عاصم کو ایسا کرتے دیکھ کر وہ خوشی سے اچھل ہی پڑی اس کو یقین نہیں ہو رہا تھا کہ اس کا ہاتھ تھامنے والا اس کا عاصم ہے ارم کھڑی ان کو دیکھ کر مسکرا رہی تھی اور پھر آؤ چلیں باہر جا کر چائے پیتے ہیں ہاں آؤ مہک نے خوشی سے اپنی سیٹ پر سے اٹھتے ہوئے کہا اس کو یوں لگ رہا تھا جیسے وہ کوئی سہانا سپنا دیکھ رہی ہو وہ بار بار اپنی آنکھیں بند کرتی اور کھولتی کہ کہیں یہ خواب تو نہیں ہے لیکن یہ خواب نہ تھا جو کچھ بھی ہو رہا تھا سب حقیقت تھی وہ اس سے اپنا ہاتھ چھڑانا نہیں چاہتی تھی وہ عرصہ سے چاہ رہی تھی کہ اس کا ہاتھ اس کے ہاتھ میں ہو جو آج ہو گیا تھا۔

تم نے اب ہاتھ پکڑا ہے تو اس کو چھوڑنا نہیں ہے یہ سننا تھا کہ عاصم نے ایک جھٹکے سے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ اور عجیب نظروں سے اس کو دیکھنے لگا مہک تم سب کچھ غلط سمجھ رہی ہو میں وہ نہیں کرنا چاہتا ہوں جو تم چاہتی ہو میں وہ کرنا چاہتا ہوں۔۔۔ اچھا ہے تم میری کہانی کو جانتی ہو اس کے باوجود بھی تم وہ کچھ کر رہی ہو جو صرف اور صرف اپنی زندگی کو روگ لگے۔ کی بات ہے کاش اس وقت ارم کا ہاتھ میرے ہاتھ میں ہوتا تو مجھے یوں لگتا جیسے دنیا جہاں کی خوشی مجھے مل گئی ہو۔ عاصم کی باتیں سن کر مہک کا جی چاہا کہ وہ رو دے وہ پچھتا رہی تھی کہ اس کو اس کا ہاتھ پکڑے رکھنا چاہیے دینا چاہیے تھا لیکن جو ہونا تھا سو ہو گیا۔ چلتے چلتے اس نے بھی فیصلہ کر لیا کہ جس طرح وہ اس کو تڑپا رہا ہے وہ بھی اس کو تڑپائے گی اس نے کہا عاصم پتہ ہے وہ لڑکا کون ہے جس سے تم ملنے جا رہے ہو۔ کون ہے وہ۔ اس نے مہک کی طرف دیکھ کر کہا۔ وہ چاند ہے میرا عاشق۔ اوہ پھر تو بہت ہی اچھی بات ہے پھر تو تم کو مبارک ہو۔ کہ تمہیں چاہنے والا مل گیا ہے۔ ہاں میں جانتی ہوں کہ مجھے چاہنے والے بے شمار ہیں لیکن جو میں کہنا چاہتی ہوں شاید تم سن نہ پاؤ ہو سکتا ہے کہ تم کو میرے سہارے کی ضرورت پڑے۔ کیا مطلب۔ وہ نہ سمجھتے ہوئے بولا مطلب یہ کہ تمہاری ارم اس لڑکے پر مرتی ہے اس سے پیار کرتی ہے اس کے لیے وہ مرنے کو بھی تیار ہے۔ کیا کیا عاصم کے دل کو ایک جھٹکا سا لگا۔ وہ بار بار مہک کو دیکھنے لگا اور ساتھ چلتی ہوئی ارم کو بھی کیا یہ سچ کہہ رہی ہے اس نے ارم سے پوچھا۔ کیا۔ وہ انجان بنتے ہوئے بولی۔ یہ کہ تم اس لڑکے کو چاہتی ہو جس سے ملوانے جا رہی ہو۔

ہاں یہ سب سچ ہے۔ یہی وہ لڑکا ہے جس نے مجھے بے بس کیا ہوا ہے جو مجھے راتوں کو سونے نہیں دیتا ہے یہی ہے

جس کے لیے میں تمہارے پیار کو ٹھکرا رہی ہوں۔ اوہ تو یہ بات ہے اس کا مطلب ہے کہ مجھے کچھ کرنا ہوگا۔ کیا مطلب۔ ارم نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے کہا۔ مطلب بہت جلد سامنے آ جائے گا۔ اس نے بے دھیانی سے کہہ دیا اور پھر تینوں کالج سے باہر نکل گئے جہاں وہ ایک طرف کھڑا تھا اس نے دور سے ہی مہک کو دیکھ لیا تھا اور اندازہ لگا لیا تھا کہ یہ وہی لڑکی ہے جس نے اس کو پاگل کیا ہوا ہے واہ کیا حسن دیا ہے خدا نے اس کو میری چوائس بہت ہی اچھی ہے وہ دل ہی دل میں خوش ہو رہا تھا ہیلو مسٹر۔ جاتے ہی عاصم نے اس سے کہا ہیلو۔ وہ بھی مسکراتے ہوئے بولا اس کی نظریں بار بار مہک کا تعاقب کر رہی تھیں ان کی تعریف اس نے مہک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا یہ مہک ہے۔ واقعی اس کا نام مہک ہی ہونا چاہیے تھا اس نے دل ہی دل میں کہا۔ جس قدر اس کی آواز حسین اور اس میں جادو ہے اس سے زیادہ یہ خود حسین اور اس کے حسن میں جادو ہے۔

آؤ بیٹھیں چائے پیتے ہیں وہ خوشی سے بولا اور ساتھ ہی ایک کینٹین میں چلے گئے۔ وہ مہک کے سامنے بیٹھنے چاہتا تھا کہ جلدی سے ارم اس کے سامنے بیٹھ گئی وہ بھلا کیسے برداشت کر سکتی تھی کہ اس کے علاوہ کوئی اور لڑکی اس کے سامنے بیٹھے۔ ارم اور مہک ایک طرف تھیں جبکہ عاصم اور چاند ایک طرف تھا۔ اگر ارم میرا ساتھ نہ دیتی تو ہو سکتا ہے کہ مہک کو تلاش کرتے کرتے میری عمر بیت جاتی اس نے باتوں کا آغاز کر دیا۔ اے مسٹر یہ باتیں تو بعد میں ہوتی رہیں گی پہلے اپنے بارے میں بتاؤ کہ تم کیا ہو کیا کرتے ہو۔ میں ایک آفس میں ملازم ہوں اور اللہ کے فضل سے سب کچھ میرے پاس ہے بس مجھے کسی کا پیار چاہیے تھا اس کی میرے اندر کمی تھی اور جس کی مجھے تلاش تھی وہ مل گئی ہے۔ کون مل گئی ہے۔ مہک نے سخت لہجے میں کہا۔ لیکن عاصم نے مہک کو اشارہ کر دیا کہ وہ اپنا لہجہ نرم رکھے تو وہ چپ ہو گئی۔ بعض لوگ دیکھتے ہی دل کے مالک بن جاتے ہیں اور بعض قریب رہ کر بھی دل سے بہت دور ہوتے ہیں چاند نے کہا تو ارم کا جی چاہا کہ وہ اٹھ کر چلی جائے لیکن وہ جا نہیں سکتی تھی کیونکہ آج وہ کوئی فیصلہ کرنا چاہتی تھی کوئی ایسا فیصلہ جو ان سب کی زندگی کے لیے بہتر ہو۔ جس دیوانگی میں وہ سب الجھے ہوئے تھے اس سے باہر نکلنا چاہتے تھے۔ دیکھو چاند صاحب۔ مہک نے تحمل سے کہا اس بار اس نے اپنا لہجہ سخت نہ کیا تھا۔

تمہاری بات شاید سچ ہو کہ کچھ لوگ قریب رہ کر دل پر اثر نہ کر سکتے ہوں اور کچھ لوگ دور رہ کر بھی دل کے مالک بن جائیں میں تمہاری باتوں سے اتفاق کرتی ہوں لیکن دلوں پر کسی کا کوئی بھی اختیار نہیں ہوتا ہے دل کسی ایک پر آتا ہے جو کیا سو کیا وہ اچھا ہو یا برا بس اسے کی تمنا اور چاہت شروع ہو جاتی ہے تم میرے بارے میں غلط سوچ لے کر آئے ہو میں چاہتی تو تمہیں بے عزت کر سکتی تھی لیکن میں ایسا کچھ بھی نہیں کروں صرف تمہیں سمجھاؤں کی ہر آواز پر دل نہیں دیا جا سکتا ہے۔ یہ انسان کی سب سے بڑی غلطی ہو میری آواز تم کو اچھی لگی ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ مجھے بھی تمہاری آواز اچھی لگی ہو۔ اور پھر ایک دن کی بات سے محبت نہیں ہو جاتی ہے انسان اپنی زندگی جی رہا ہوتا ہے اور اس کی زندگی میں بہت کچھ ہو جاتا ہے میرے ساتھ بھی ایسا ہی ہے کہ تم سے بات کرنے سے پہلے میں کسی کو اور چاہتی تھی اور کسی اور سے محبت کرتی تھی۔ اور وہ مجھ سے دور نہیں ہے میرے پاس ہے ہر وقت میرے پاس ہوتا ہے اور اگر تم چاہو بھی تو اسے میرے دل سے نہیں نکال سکتے ہو اور نہ ہی میں اس کو دل سے نکالنا چاہوں گی۔ تم مجھے پیار کرتے ہو یا نہیں مجھے تم سے کوئی بھی غرض نہیں ہے بہتر یہی ہے کہ جو تم کو چاہتا ہے اس کو اپنا لو اسی میں تمہاری خوشی ہے اور اس کی خوشی جو تمہارا انتظار کر رہی ہے۔ مہک کی یہ بات سن کر ارم کے چہرے پر رونق سی ابھرنے لگی اس نے پاؤں سے اس کے پاؤں کی ایڑی کو دبایا جیسے کہہ رہی ہو کہ مہک تم نے میرے دل کی بات کہہ دی ہو۔ اور اپنی بات کو جاری رکھو۔ چاند میں جانتی ہوں کہ تم کون چاہتا ہے۔ یہ دیکھو تمہارے سامنے بیٹھی ہوئی ہے اس کو اپنا لو۔ یہ سننا تھا کہ عاصم کی آنکھیں لال ہونے لگیں اس کا دماغ گھومنے لگا اس نے پانی کا گلاس پکڑ لیا جیسے وہ ابھی ان تینوں میں سے کسی ایک کا خون کر دے گا۔ (جاری ہے اگلی قسط کا انتظار کریں۔)

"غلطی"

تحریر: محمد عمران حمید، رحیم یار خان

سحر میں نے تمہیں کتنا سمجھایا مگر تم تو بڑے عشق و محبت کے دعوے کرنے والی تھی اب سوچو کہ تم نے کیا کیا ھے مگر فری خاموش رہی سحر اسے دلیلیں دیتی رہی اور بولنے پر اکساتی رہی فری نے صرف اتنا کھہ کر مجھے اپنے عدیل پر بھروسہ ھے وہ ضرور مجھ سے شادی کرے گا پھر فری نے عدیل سے شادی کیلئے زور دینا شروع کر دیا مگر وہ ھر مرتبہ ٹال دیتا کوئی نہ کوئی بھانہ بنا دیتا اسی طرح تقریباً 6ماہ گزر گئے اور فری ماں بننے والی تھی اس کا اس کی ماں کو پتہ چلا تو اس پر تو جیسے سکتہ طاری ھو گیا کہ اس کی کنواری بیٹی ماں بننے والی ھے جب یہ راز کھل گیا تو اس کی ماں نے عدیل سے رابطہ کرنا چاھا تو اس نے شادی سے صاف انکار کر دیا اور کچھ دنوں کے بعد اپنے دوسرے ملک جانے کی اطلاع دی اور کھا کہ ھو سکے تو فری مجھے بھول جانا فری کا رو رو کے برا حال تھا اور وہ اس وقت کو کوستی کہ کاش اس نے سحر کی باتوں پر غور کیا ھوتا تو یہ دن نہ دیکھنا پڑتا۔

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں

ہر انسان کی زندگی میں غم اور خوشی دونوں ہوتے ہیں کوئی اس بات کا دعویٰ نہیں کر سکا کہ وہ آج تک خوش رہا ہے یا اسے کبھی غم نہ ملا ہو اور نہ کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ اس کی زندگی غموں پر مشتمل ہے اور اسے کبھی کوئی خوشی نہ ملی ہو کیونکہ زندگی غم اور خوشی دونوں کا نام ہے خوشی کئی رنگ لے کر آتی ہے اور غم بھی اپنے روپ بدلتا رہتا ہے خوشی سے غم تک کا سفر اکثر انسان کی اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں کا ہی نتیجہ ہوتا ہے جس کا احساس غلطی کرنے والے کو بعد میں ہوتا ہے مگر اس وقت سوائے پچھتانے کے وہ کچھ بھی نہیں کر سکتا اور انسان کی غلطی اس کا غم بن کر اسے کسی زخمی ناگن کی طرح ڈستی رہتی ہے مگر انسان بے بس ہوتا ہے کیونکہ اس نے اپنے لیے گڑھا خود ہی تو کھودا ہوتا ہے ہر انسان کو کوئی نہ کوئی غم ضرور ہوتا ہے کسی کو ماں باپ کا غم کسی کو بہن بھائی کا غم کسی کو اولاد کا غم کسی کو محبت کا غم اور کسی کو جواب عرض میں اپنی تحریریں شائع نہ ہونے کا غم۔

لیکن انسان کو ان سب وجوہات کی بنا پر بھی جینا پڑتا ہے جیسے کبھی کسی نے یہ نہیں کہا کہ اگر میری تحریر شائع نہ ہوئی تو میں جینا چھوڑ دوں گا بلکہ صبر کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں زندگی گزارنا بہت ہی مشکل امر ہے ہاں اگر اس میں کوئی چاہنے والا مل جائے تو یہ نا صرف آسان ہو جاتی ہے بلکہ زندگی میں خوشیاں ہی خوشیاں ملتی ہیں اگر کوئی چاہنے والا نہ ہو یا مل کر بچھڑ جائے تو زندگی

میں غم ہی غم ہوتے ہیں زیادہ تر لوگ تو جینے کی امید چھوڑ جاتے ہیں اور بہت کم ہیں جو ہنس کر غم برداشت کرتے ہوئے اپنی زندگی بسر کرتے ہیں انسان اپنی زندگی میں کئی ایسی ٹھوکریں کھاتا ہے جن کے بارے میں اس نے کبھی سوچا بھی نہ ہو لیکن جب کبھی زندگی میں یادیں اس کے دل کا دروازہ کھٹکھٹاتی ہیں تو اسے الجھنے پر مجبور کر دیتی ہیں اور کچھ غلطیاں تو انسان کو اپنی نظروں سے ہی گرا دیتی ہیں ایسے میں اگر کوئی غم بانٹنے والا نہ ہو تو انسان ٹوٹ کر بکھر جاتا ہے اور وہ اپنے آپ کو دھرتی پر بوجھ سمجھتا ہے اور اپنے ہی وجود سے نفرت کرنے لگتا ہے۔

حقیقت پر مبنی ایسی ہی ایک کہانی میں قارئین کی نذر کرنا چاہتا ہوں رفیق صاحب ایک بہت ہی بڑے بزنس مین تھے ان کا کاروبار نہ صرف پاکستان میں بلکہ بیرون ملک میں بھی پھیلا ہوا تھا ان کی شادی ایک اچھے گھرانے میں کی گئی تھی شادی کے کچھ عرصہ بعد ہی خدا تعالیٰ نے ان کو ایک پھول جیسی بیٹی سے نوازہ اور ڈاکٹر حضرات نے رفیق صاحب اور ان کی فیملی کو اطلاع دی کہ ان کی بیوی یعنی عالیہ اس آپریشن کے بعد دوبارہ بچہ پیدا کرنے کے قابل نہیں رہی سب کو صدمہ تو ہوا مگر ننھی پری کی آمد نے سب کے چہروں کو کھلا دیا تھا وہ خوبصورت ہی اتنی تھی کہ ہر کسی کو اچھی لگتی تھی رفیق تو بہت ہی خوش نظر آ رہے تھے انہوں نے ننھی پری کا نام فریحہ رکھا اور سب لوگ پیار سے اسے فری پکارتے تھے جب فری تقریباً چار سال کی ہوئی تو اسے رفیق نے ایک اچھے اور معیاری سکول میں تعلیم حاصل کرنے کیلئے داخل کروادیا ان کے پاس خدا کا دیا سب کچھ تھا گاڑی، بنگلہ، نوکر چاکر اور پیسے کی خوب ریل پیل تھی کچھ عرصہ فری کو اس سکول میں پڑھنے دیا اور پھر اسے اس کے دادا دادی کے پاس دوسرے شہر میں کسی اچھے اور مہنگے ترین سکول میں داخل کروادیا گیا جیسے جیسے اس کی عمر بڑھ رہی تھی ویسے ہی اس کی خوبصورتی ابھرتی جا رہی تھی اس سکول میں اس کے کافی دوست بن چکے تھے جن میں سحر سب سے اچھی دوست تھی یہ دونوں اپنی ہر بات ایک دوسرے سے شیئر کرتی تھیں اور یہ دونوں بہت زیادہ ذہین تھیں پورے سکول میں ان دونوں کی ذہانت مشہور تھی میں یہ بات بتاتا چلوں کہ فری وہاں کے ہاسٹل میں ہی رہتی تھی اور سحر اس کی رومیٹ بھی تھی وہ دونوں ایک رات نیٹ پر چیٹنگ کر رہی تھیں کہ ان کا رابطہ ایک عدیل نامی لڑکے سے ہو گیا پھر وہ اکثر انٹرنیٹ پر ان سے گفتگو کیا کرتا تھا اور آہستہ آہستہ ان کی دوستی ہو گئی عدیل کسی دوسرے شہر میں رہتا تھا اور اس کا تعلق بھی ایک کھاتے پیتے گھرانے سے تھا ان کی دوستی آہستہ آہستہ بڑھتے بڑھتے محبت کی شکل اختیار کر چکی تھی فری ہر وقت عدیل کے ہی خیالوں میں کھوئی رہتی تھی اور سوچتی رہتی تھی کہ جانے وہ حقیقت میں کب ہوگا وہ سچا ہے یا جھوٹا سحر اکثر اسے سمجھاتی کہ دیکھو فری یہ بات ٹھیک نہیں ہے کہ تم اس عمر میں ان چکروں میں پڑو ان کاموں کے لیے ابھی عمر پڑی ہے کیوں اپنی زندگی برباد کرنے پر تلی ہوئی ہو مگر فری پر جیسے سحر کی کسی بات کا اثر ہی نہ ہو۔

وہ تو بس ہر وقت عدیل کے بارے میں سوچتی رہتی پھر اس نے عدیل سے بات کی کہ وہ اس سے ملنے کیلئے آئے عدیل تو شاید اسی انتظار میں تھا کہ فری کوئی اشارہ دے پھر انہوں نے چھٹی کے دن ملنے کا پروگرام بنایا آج صبح سویرے ہی فری اٹھ کر فریش ہوئی اور نہ جانے کیا کیا سوچ رہی تھی کہ سحر نے اسے چونکا دیا کہ جناب آج اتنی خوشی اور صبح صبح یہ تیاری کیسی آج تو چھٹی ہے تب فری نے سحر کو بتایا کہ آج مجھ سے ملنے میرے خوابوں کا شہزادہ آ رہا ہے اور تم میرا پوری طرح ساتھ دو گی فرح نے سحر کو ہاتھ سے پکڑ کر جیسے اعتماد میں لیتے ہوئے کہا سحر نہ بابا نہ میں تو ایسا کرنے سے بہت گھبراتی ہوں تو تو مجھے بھی مروائے گی میں تو کہتی ہوں کہ ابھی بھی وقت ہے سنبھل جا ان پیار محبت کے چکروں سے دور ہی رہ تو اچھا ہوگا مگر اس پر تو جیسے محبت کا بھوت سوار تھا اور اسے عدیل کی بات رہ رہ کر یاد آ رہی تھی پھر اس نے منت سماجت کرتے ہوئے سحر کو راضی کر لیا پھر وہ اپنی تیاری کے ساتھ ٹھیک دس بجے مقررہ جگہ پر پہنچی تو کیا دیکھتی ہے سامنے دو لڑکے کسی کا انتظار کر رہے ہیں ان میں ایک تو معمولی شکل و صورت کا تھا جو سفید لباس میں ملبوس تھا اور دوسرا انتہایت ہینڈسم اور کسی فلمی ہیرو سے کم نہ تھا جو بلیو جینز اور بلیک جیکٹ میں تھا آنکھوں پر سیاہ چشمہ ہلکی براؤن بال اور ہاتھ میں چابی پکڑے ہوئے تھا جس میں ریڈ کلر کا ایک بول نما رنگ تھا جو اس نے فری کو پہچاننے کیلئے نشانی دی تھی فری کی نظر تو اس کے چہرے سے ہٹنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی اور وہ بھی ان کی جانب ہی دیکھ رہا تھا یہ دونوں ایک دوسرے کو اس طرح دیکھ رہے تھے جیسے برسوں کا پیاسا پانی کو دیکھتا ہے یہ دیکھ کر سحر نے فری کو جھنجھوڑ دیا اور بولی تم چیز کیا ہو پہلے پوچھ لو یہ عدیل ہے بھی یا کوئی اور تو فری نے بتایا کہ اس نے مجھے جو جو بتایا تھا یہ تو اس سے بھی بڑھ کر ہے اتنے میں وہ لڑکا ان کے قریب آ پہنچا اور بولا ایکسیوزمی!

کیا آپ فری ہی ہو فری کی تو جیسے بولتی ہی بند تھی سحر بولی آپ کون؟ تو اس نے بتایا کہ مجھے عدیل کہتے ہیں اور میں فری سے ملنا چاہتا ہوں اور اس نے اپنا ہاتھ آگے بڑھا دیا فری نے کانپتے ہوئے اپنا ہاتھ بڑھایا تو اس نے اس کا ہاتھ پکڑ کر چوم لیا۔

فری کی اس وقت عجیب سی کیفیت تھی وہ پوری طرح گھبرائی ہوئی تھی پھر اس خاموشی کو عدیل کی آواز نے ختم کیا اور اپنے دوست سے ان کی ملاقات کروائی اس کا نام رؤف بتایا اور فری نے اسے اپنی دوست کے بارے میں بتایا کہ یہ ہے سحر باقی اس کے بارے میں آپ شاید اچھی طرح جانتے ہیں تو عدیل نے جلدی سے جواب دیا میں صرف اور صرف اس لڑکی کو جانتا ہوں جس کا نام تو شاید فریحہ ہی ہے مگر وہ ہے قدرت کا شاہکار بھولی سی صورت گھٹاؤں جیسی زلفیں گلاب کی پنکھڑی جیسے نرم و نازک ہونٹ براؤن آنکھیں اور ان آنکھوں میں جوانی کی ابھرتی ہوئی مستی اور اس مستی میں ڈوب کر اپنا آپ گنوانے کو جی چاہتا ہے سحر دھیرے سے شرما کر بس کہیں نظر ہی نہ لگا دینا میری دوست کو عدیل کا دوست یعنی رؤف بالکل ہی برعکس مزاج کا تھا اسے ہم لوگوں سے صرف ہیلو ہائے ہی کیا تھا اور جا کر [illegible] ف بیٹھ گیا تھا باقی فری عدیل اور سحر تھے وہ کچھ دیر یونہی [illegible] سے ایک دوسرے کی تعریفیں کرتے رہے اور پھر قریب ہی لان میں جا بیٹھے سحر نے ان دونوں کو اکیلے چھوڑ دیا اور خود کچھ دور ہٹ کر کسی میگزین کی ورق گردانی کرنے لگی یہ دونوں اپنی دنیا میں کچھ اس طرح کھو گئے کہ ان کو وقت کا کچھ احساس ہی نہ ہوا انہوں نے ساتھ جینے مرنے کی قسمیں کھائیں اور کبھی بھی جدا نہ ہونے کے وعدے کیے پھر یہ لوگ ایک ریسٹورنٹ میں چلے گئے وہاں پر کھانا وغیرہ کھایا اور ایک دوسرے سے دوبارہ ملنے کے وعدے کیے اور جدا ہو گئے۔ اس ملاقات کے دوران عدیل اسے اپنے بارے میں بہت کچھ بتایا اور اسے یہ بھی بتایا کہ باہر جا رہا ہوں میری کوشش ہوگی کہ جانے سے پہلے تم سے شادی کر لوں اور ہم [illegible] کیلئے ایک ہو جائیں گے پھر دنیا کی کوئی بھی طاقت ہمیں ملنے سے نہیں روک سکتی اور نجانے فری کو کیا کیا سبز باغ دکھائے۔ وہ تو بس ہر وقت ہی اس کے بارے میں سوچتی رہتی تھی اس کی دوست اسے کافی سمجھاتی مگر اس پر تو محبت کا بھوت سوار تھا وہ کسی قسم کی کوئی دلیل سننے کو تیار نہ تھی۔

پھر اس کے بعد ان کی ملاقات کا طویل سلسلہ شروع ہو گیا کبھی کہیں کبھی کہیں اب اکثر فری اور عدیل اکیلے ہی ملتے تھے اور خوب جی بھر کر باتیں کرتے ایک دوسرے سے عہد و پیماں کرتے اور اپنی دنیا میں مگن رہتے فری کا دھیان آہستہ آہستہ اپنی تعلیم سے ہٹتا جا رہا تھا اور آج کل وہ کچھ پریشان بھی رہتی تھی مگر پوچھنے پر وہ کسی کو کچھ بھی نہ بتاتی اور بات ٹال دیتی تھی پھر ایک دن ہم کلاس میں تھیں کہ فری کو کسی نے بلا کر بتایا کہ آپ کا کوئی انتظار کر رہا ہے جب ہم دونوں باہر آئیں تو عدیل ہمارے سامنے تھے ہم نے اس سے اس طرح آنے کی وجہ پوچھی تو عدیل بولا کہ من نہیں لگ رہا تھا اور فری سے ملنے اور باتیں کرنے کو جی کر رہا تھا سو چلا آیا فری اس کے ساتھ نا جانے کہاں چلی گئی اور شام کو واپس پہنچی تو پوچھنے پر پہلے تو اس نے ٹال مٹول کی مگر پھر سب کچھ بتا دیا کہ میں اور عدیل اس کے کسی جاننے والے کے گھر پر تھے وہ کہیں گئے ہوئے تھے اور مکان کی چابیاں عدیل کے پاس تھیں سحر جلدی سے سب ٹھیک تو ہے نہ مگر فری نے رونا شروع کر دیا اور سب رو کر

دل کا بوجھ ہلکا ہو چکا تو اس نے بتایا کہ ہم دونوں پیار محبت میں سب حدیں پار کر چکے ہیں ہمیں اس کا ہوش آنے کے بعد پتہ چلا کہ یہ تو بہت برا ہو چکا ہے مگر عدیل برابر مجھے دلاسے دیتا رہا کہ ہم جلد ہی شادی کر لیں گے میں نے تو اس پہ اعتماد کیا تھا اور اس کی ہر بات مجھے سچی لگ رہی تھی میں خاموش ہو گئی اور وہ مجھے یہاں تک چھوڑ کر چلا گیا۔

سحر میں نے تمہیں کتنا سمجھایا مگر تم تو بڑے عشق و محبت کے دعوے کرنے والی تھی اب سوچو کہ تم نے کیا کیا ہے مگر فری خاموش رہی سحر اسے دلیلیں دیتی رہی اور [illegible] سناتی رہی فری نے صرف اتنا کہہ کر مجھے اپنے عدیل پر بھروسہ ہے وہ ضرور مجھ سے شادی کرے گا پھر فری نے عدیل سے شادی کیلئے زور دینا شروع کر دیا مگر وہ ہر مرتبہ ٹال دیتا کوئی نہ کوئی بہانہ بنا دیتا اسی طرح تقریباً 6 ماہ گزر گئے اور فری ماں بننے والی تھی اس کا اس کی ماں کو پتہ چلا تو اس پر تو جیسے سکتہ طاری ہو گیا کہ اس کی کنواری بیٹی ماں بننے والی ہے جب یہ راز کھل گیا تو اس کی ماں نے عدیل سے رابطہ کرنا چاہا تو اس نے شادی سے صاف انکار کر دیا اور کچھ دنوں کے بعد اپنے دوسرے ملک جانے کی اطلاع دی اور کہا کہ ہو سکے تو فری مجھے بھول جانا فری کا رو رو کے برا حال تھا اور وہ اس وقت کو کوستی کہ کاش اس نے سحر کی باتوں پر غور کیا ہوتا تو یہ دن نہ دیکھنا پڑتا۔

اب عالیہ بیگم بہت بڑی مصیبت میں پھنس چکی تھی کہ ان کے شوہر رفیق کو اس بات کا علم ہو گیا تو ایک قیامت برپا ہو جائے گی فری کو صرف ایک کمرے تک محدود کر دیا گیا ڈاکٹر حضرات سے رابطے کئے گئے تو انہوں نے اس بات کی تصدیق تو کر دی کہ ماں بننے والی ہے مگر جب اس کا بچہ فارغ کرنے کا بولا گیا تو ڈاکٹر نے جواب دے دیا کیا اگر اس دوران ماں اور بچی کی جان چلی جائے تو ہم ذمہ دار نہ ہوں گے بلکہ اس سے دونوں کا بچنا مشکل ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک ٹائم کافی ہو چکا ہے اور دوسرا بچی کی عمر کم ہونے کی وجہ سے ہم یہ نہیں کر سکتے ہاں اس پر ڈاکٹر کیا کر سکتے تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ جس کو سلامت رکھے اسے کون چکھے شاید یہ خدا کی مرضی تھی کہ آنے والا اس دنیا میں آ کر رہے گا۔

عالیہ بیگم بری طرح پھنس چکی تھی کہ اگر کسی طرح یہ بات ظاہر ہو گئی تو ایک انجانا طوفان آ جائے گا وہ ہر وقت پریشان رہتی تھی جوں جوں ڈلیوری کا وقت قریب آتا جا رہا تھا رفیق صاحب اپنے بزنس کے سلسلے میں زیادہ تر باہر ہی رہتے تھے اور بہت ہی کم گھر میں ہوا کرتے تھے فری کے کمرے میں صرف اس کی ماں یعنی عالیہ بیگم کے سوا اور کسی کو بھی جانے کی اجازت نہ تھی فری ہر وقت عدیل کی تصویر سے باتیں کرتی رہتی اور روتی رہتی تھی۔

عالیہ بیگم نے موقع دیکھ کر رفیق صاحب سے بات کی کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں فری کو ساتھ لے کر کچھ دن صحت افزا مقامات کی سیر کو چلی جاؤں اس سے فری کی طبیعت بھی سنبھل جائے گی رفیق صاحب نے بیٹی کی خوشی کیلئے ان کو اجازت دے دی ڈلیوری کا وقت بھی قریب ہی تھا عالیہ بیگم نے بڑی سمجھداری سے یہ معاملہ سنبھالا تھا اور پیکنگ وغیرہ کرنے کے بعد صحت افزا مقامات کی طرف چل نکلے وہاں پہنچتے ہی ایک ہوٹل میں کمرہ بک کروایا اور ایک اپنی جاننے والی کی مدد سے وہاں پر دائی وغیرہ کا انتظار کروایا اور ڈلیوری کروا دی فری نے ایک بہت ہی خوبصورت بچی کو جنم دیا تھا بچی نہ صرف خوبصورت ہی تھی بلکہ تندرست بھی تھی اور پیدائش کے وقت اس کا وزن سات پاؤنڈ تھا اور اس وقت فری کی عمر صرف سولہ سال تھی۔

بچی اتنی خوبصورت تھی کہ فری کو اپنے تمام دکھ بھول چکے تھے وہ تو بس ہر وقت اس بچی کے ساتھ رہتی تھی دن ہو یا رات اسے ذرا بھی اپنے سے دور نہ ہونے دیتی تھی رات بھر اس کے کپڑے بدلتی اور مختلف پوز سے اس کی تصویریں اتارتی رہتی تھی فری کو بس اس بچی کے سوا سارا جہان بے کار لگ رہا تھا اس کے برعکس عالیہ کبھی کبھی پریشان ہو جاتی تھی کہ تم نے یہ کتنی بڑی غلطی کی ہے اب اس بچی کو کون سنبھالے گا کون اس کی پرورش کرے گا کون اسے اپنا نام دے گا یہی سوال فری کے ذہن میں بھی آتے تھے کہ یہ اچھے لوگوں میں پرورش پا لے گی، اچھی تعلیم حاصل کر سکے گی مگر وہ سب کچھ بھول کر اس کے ساتھ ہی مگن رہتی تھی حالانکہ اسے یہ بھی پتہ تھا کہ وہ اس سے جدا ہونے والی ہے پھر شاید کبھی زندگی میں ملے بھی یا نہ ملے کیونکہ بچھڑ کر ملنا تو نصیب کی بات ہوتی ہے۔

ادھر عالیہ بیگم اپنے جاننے والی کی مدد سے کسی ایسی گھرانے کو ڈھونڈنے کیلئے بے تاب تھی جو چند روپوں یا کسی بھی قیمت پر بچی کو اپنانے کیلئے تیار ہوں وقت اپنی رفتار سے گزرتا گیا پھر ایک دن عالیہ بیگم کی جاننے والی اپنے ساتھ ایک عورت اور مرد کو لے کر آئی جو شاید بے اولاد تھے عالیہ بیگم نے فری سے بچی لے کر ان لوگوں کو سونپ دی فری کا اس وقت بہت ہی برا حال تھا جب جدائی کا وقت آیا وہ بالکل پاگلوں کی طرح کر رہی تھی عالیہ بیگم نے بھی اپنے دل پر پتھر رکھا اور بیٹی کو بڑی مشکل سے سنبھالا اور دلاسے وغیرہ دیتی رہی فری تو شاید اب اندر سے بالکل ٹوٹ چکی تھی کیونکہ اس سے اس کے جسم کا ایک ٹکڑا الگ ہو رہا تھا شاید جب کوئی اپنا جدا ہوتا ہے تو ایسا ہی ہوتا ہے۔

اسی شام عالیہ بیگم نے واپسی کا رخ کیا اور فری کو لے کر واپس گھر آ گئیں فری تو اب بس ہر وقت گم صم رہتی یا بچی کی تصویروں سے ہی باتیں کرتی رہتی تھی اور وہ اپنے کمرے میں ہی مقید رہتی تھی کھانا پینا، سونا، بجنا، سنورنا تو بالکل اس کے لیے بیگانہ ہو چکا تھا عالیہ بیگم ہر وقت اسے سمجھاتی اور تسلیاں دیتی رہتی اور جینے کی تلقین اور امید دکھاتی مگر اس کی یہ غلطی اس کے لیے روگ بن گئی تھی اور اس غم میں ایک مریض بن چکی تھی۔

پھر کچھ حالات نے پلٹنا شروع کیا تو فری نے بچھڑے ہوؤں کی یادوں کو بھلانے کیلئے اپنے خدا سے رجوع کیا نماز پڑھتی اور اپنے لیے صبر کی دعائیں کرتی اور نجانے پوری پوری رات اپنے پروردگار سے کیا باتیں کرتی رہتی اپنے کیے ہوئے گناہوں کی مغفرت مانگتی گھر والوں نے کئی دفعہ اس سے شادی کے بارے میں بات کرنا چاہی مگر اس نے منع کر دیا وہ اب اپنے زخموں کو تازہ نہیں کرنا چاہتی تھی اسے اپنی غلطی پر بے حد شرمندگی تھی اب نہ تو کبھی اس نے عدیل کو تلاش کرنے کی کوشش کی اور نہ ہی اس نے کبھی سحر سے رابطہ کرنا چاہا البتہ ایک دو مرتبہ سحر اسے ضرور ملنے آئی تھی اس نے اس دن کے بعد کبھی اپنے لخت جگر ننھی پری کو بھی دیکھنے کی ضد نہ کی تھی۔ شاید اسے اب اپنے ماں باپ کی عزت کا خیال آ چکا تھا۔

کبھی کبھی فری تنہا ہوتی تو اسے یہی احساس کھائے جاتا کہ وہ صرف چند لمحوں کے لیے سرور کیلئے ایک گناہ کبیرہ یعنی زنا جیسے گھناؤنے کھیل سے گزر چکی تھی جس کی سزا شاید اب وہ ننھی جان بھگت رہی تھی ایسی کتنی ہی لڑکیاں اور لڑکے یہ سب جانتے ہوئے بھی کہ زنا جیسا گھٹیا جرم گناہ کبیرہ کے زمرے میں آتا ہے پھر بھی شرم و حیا کی تمام حدیں عبور کر جاتے ہیں شیطان تو بے شک یہی چاہتا ہے کہ وہ بنی آدم کو تباہ و برباد کر دے اس طرح جب کوئی دو جوان جسم ملتے ہیں تو شیطان کو تو جیسے جشن منانے کا موقع مل جاتا ہے وہ انہیں دنیا و مافیا سے بے خبر کر کے ایک دوسرے میں اس طرح مگن کر دیتا ہے جیسے وہ صرف ایک دوسرے کیلئے ہی ہے یوں حالانکہ یہ ایک حرام کام ہے جب یہ ہوش میں آتے ہیں تو سب کچھ لٹ چکا ہوتا ہے لڑکی اپنی عزت و عصمت اور آبرو گنوا بیٹھتی ہے مگر افسوس کہ اب کچھ نہیں ہو سکتا اگر سوچا جائے کہ اس سے پیدا ہونے والے بچے کا کیا قصور ہے جو آنکھ کھولنے سے پہلے ہی تہمت کا شکار بن چکا ہے ہائے افسوس اگر ہم نے نبی کریمؐ کے احکامات کے مطابق زندگی گزاری ہوتی تو یہ حالات کبھی بھی پیدا نہ ہوتے نہ ہی کوئی فری غم کا شکار ہوتی اور نہ ہی کوئی بچی پیدا ہونے کے بعد کسی کے طعنوں پر پلتی۔

میری تمام قارئین سے التماس ہے کہ اس محبت کے سفر میں کوئی ایسی غلطی نہ کر بیٹھیں کہ جس سے کسی دوسرے کی یا اپنی خود کی زندگی اجیرن بن جائے کیونکہ کچھ غلطیاں انسان کو ایسے غم دیتی ہیں کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے خوشی کو ترستا ہے اور ایک مریض کی طرح نظر آتا ہے اور ہر انسان کو اپنی خطاؤں کا خمیازہ تو بھگتنا ہی ہے۔

❁❁❁

خاموش محبتیں

☑ ...... تحریر: اے آر راحیلہ منظر، جھمرہ ٹی، فیصل آباد

باهر سے ایمبولینس کی آواز آئی جب عالیه بیگم اور رخسار نے بنا که یه آواز ان کے گھر کے باهر سے آ رهی هے وه دونوں بھاگ کر باهر گئیں تھوڑی دیر میں ایمبولینس کی آواز سن کے اور بھی لوگ جمع هو گئے تھوڑی دیر بعد دلاور اور احسن نے دو بوڈی باهر نکالیں عالیه بیگم اور رخسار ابھی تک کھڑی یه منظر دیکھ رهی تھیں وه اب تک سمجھ رهی تھیں که یه ڈیڈ بوڈی کسی اور کی هوں گی لیکن جب انھیں ان کے گھر کی طرف لایا جانے لگا تو وه دونوں دوڑ کر دلاور اور احسن کے پاس گئیں اسما بھی ساتھ هی تھی احسن یه کون هیں عالیه بیگم نے حیرانگی سے پوچھا انٹی وه وه احسنؔ اپنے جذبات کو کنٹرول میں نه رکھ سکا اور عالیه بیگم کے گلے لگ گیا اور اس نے روتے هوئے بتایا که انٹی یه سجاد انکل اور رضا هیں، نهیں عالیه بیگم نے ایک جھٹکے کے ساتھ احسن کو دھکا دے دیا یه تم کیا کهه رهے هو احسن تمهیں کچھ هوش بھی تو هے جب دلاور نے اگے بڑھ کے سجاد اور رضا کے چهرے سے کپڑا هٹایا تو عالیه بیگم کی چیخ نکل گئی اور رخسار بھی رضا کا خون سے بھرا چهره دیکھ کر بے هوش هو گئی اسما نے بڑی مشکل سے عالیه بیگم کو سنبھالا هر طرف قیامت کا منظر تھا عالیه بیگم چیخ چیخ کر سجاد سے پوچھ رهی تھی که اس نے اسے اتنا بڑا دھوکه کیسے دے دیا اس نے تو همیشه ساتھ نبھانے کا وعده کیا تھا ساتھ جینے مرنے کی قسم کھائی تھی اب کیسے تم اپنی قسم توڑ سکتے هو. اب کیسے مجھے چھوڑ کر جا سکتے هو عالیه بیگم کبھی سجاد کو پکارتی اور کبھی رضا کو وه بار بار بے هوش هو جاتی سب اسے سنبھالنے کی کوشش کرتے. مگر اسے کهاں هوش تھا جس کی دنیا اس کے سر کا تاج اور بڑھاپے کا سهارا چھین گیا هو.

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں

قسط نمبر 1

زندگی اور محبت، کہتے ہیں زندگی ہے تو محبت ہے اور محبت ہے تو زندگی ہے مگر کبھی کبھی محبت کے ہوتے ہوئے یہ زندگی نہیں رہتی اور اگر زندگی ہوتی ہے تو محبت نہیں رہتی، اور یہ زندگی ویران لگنے لگتی ہے اجنبی سی لگنے لگتی ہے ہاں یہ زندگی کیا ہے آج تک جس کسی نے اس زندگی کو پڑھنے کی کوشش کی ہے وہ الجھتا ہی جاتا ہے ہر انسان کی زندگی کے بارے میں اپنی الگ الگ رائے ہوگی جن لوگوں کو اس زندگی میں خوشیاں ہی خوشیاں ملتی ہیں وہ کہتے ہیں کہ زندگی خوشیوں کا گھر ہے اور جن لوگوں کو زندگی میں صرف غموں سے دکھوں سے وابستہ ہو وہ صرف یہی کہتے ہیں زندگی ایک دکھوں کا کنواں ہے جس میں چاہے جتنے مرضی دکھ شامل ہوتے جائیں وہ کبھی نہیں بھرتا ہاں مگر ایک اور دکھ کے شامل ہو جانے سے پرانے دکھوں کی یادیں ضرور تازہ ہو جاتی ہیں یہاں میں زندگی کی خوشیوں کا ذکر کرنا چاہتی ہوں یہ زندگی کبھی

تو کسی کی جھولی میں اتنی خوشیاں بھر دیتی ہے کہ انسان خوشیاں سنبھال نہیں پاتا اور کبھی یہ زندگی اتنے دکھ دیتی ہے کہ انسان مرنے کی تمنا کرنے لگتا ہے مگر اسے اپنی نہ سہی۔ اپنوں کی خوشیوں کیلئے جینا پڑتا ہے میں یہ نہیں کہتی کہ انسان کو زندگی میں دکھ ہی دکھ ملتے ہیں ہاں خوشیاں ملتی ہیں مگر کبھی کبھی ان خوشیوں کی معیاد بہت کم ہوتی ہے خوشیاں آتی ضرور ہیں انسان کی زندگی میں مگر وہ اپنی معیاد پوری کرنے کے بعد انسان کو غموں کے حوالے کر کے رخصت ہو جاتی ہیں ہر انسان خوش قسمت نہیں ہوتا کہ خوشیاں کھڑی اس کے دروازے پر دستک دے رہی ہوں اور وہ انہیں اندر آنے کی اجازت نہ دے انہیں باہر دروازے سے رخصت کر دے ہاں یہ سچ ہے کہ انسان اپنی قسمت خود سنوارتا ہے اور بگاڑتا ہے چاہے تو وہ خوشیوں کو اندر آنے کی اجازت دے دے چاہے نہ دے مگر شاید دنیا کا کوئی بھی انسان ایسا نہیں ہوگا کہ وہ چاہے اس کی زندگی سے خوشیاں دور رہیں کیونکہ انسان خوشیوں کی جگہ غموں کو گلے لگائے گا ہاں مگر کبھی کبھی حالات کچھ ایسے ہوتے ہیں کہ انسان چاہ کر بھی اپنی زندگی میں خوشیوں کو آنے کی اجازت نہیں دے سکتا حالانکہ خوشیاں اس انسان کے ایک اشارے کی منتظر ہوتی ہیں وہ آس لگائے بیٹھی ہوتی ہیں کہ کب وہ شخص اشارہ کرے اور ہم اس کی زندگی میں داخل ہوں جن کے لیے ہمیں خدا نے بھیجا ہے مگر ہم انہیں اپنی زندگی میں شامل نہیں کر پاتے اور ہمیشہ کیلئے دکھوں کو گلے سے لگا لیتے ہیں کن کے لیے؟ یہاں یہ بھی ایک سوال اٹھتا ہے آخر انسان ایسا کیوں کرتا ہے اس کی کیا مجبوری ہوتی ہے کیوں وہ آگے بڑھ کر ان خوشیوں کو گلے سے نہیں لگا سکتا۔ شاید خود کی نہیں اپنوں کی خوشیوں کے لیے ہاں ازل سے ہی ایسا ہوتا آیا ہے کہ انسان اپنوں کی خوشیوں کے لیے خود کی خوشیوں کو قربان کرتا آیا ہے اور آج تک کر رہا ہے کبھی کبھی حالات کچھ ایسے ہوتے ہیں کہ ہمیں خود کی اور اپنوں کی خوشیوں میں سے کسی ایک کو چننا پڑتا ہے تو اکثر نہیں بلکہ بیشتر لوگ اپنی خوشیوں کو بالائے طاق رکھ کر اپنوں کی خوشیوں کو چنتے ہیں حالانکہ ہم اچھی طرح جانتے ہوتے ہیں کہ ان خوشیوں کے ساتھ ہماری زندگی جوڑی ہے اگر ہماری زندگی میں یہ خوشیاں نہیں تو کچھ بھی نہیں سب جانتے ہوئے بھی انسان کو خود کیلئے خوشیوں کی بجائے آہوں، سسکیوں کو چننا پڑتا ہے صرف اپنوں کی خوشیوں کی خاطر وہ اپنے جن کی آنکھوں میں ہم ذرا بھی آنسو نہیں برداشت کر سکتے ہاں میں آج آپ کی بہن اے آر راحیلہ منظر، ایک یا یوں کہہ لو ایک نہیں دو عورتوں کی ایسی داستان لے کر حاضر ہوئی ہے۔

دو عورتیں دونوں نے اپنوں کی خوشیوں کی خاطر اپنی خوشیوں کا گلہ گھونٹ دیا۔ ایک عورت جس نے اپنوں کی خوشی کی خاطر ہر قربانی دی دکھ سہے مگر کبھی اپنوں کی آنکھوں میں آنسو نہیں آنے دیئے ایک وہ عورت جس نے اپنی خوشی کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اپنوں کی خوشیوں کو ترجیح دی وہ محبت جو اس کا سب کچھ تھی جس محبت سے اس کی ہر خوشی جڑی تھی زندگی نے اسے ایسے حالات پر لا کھڑا کیا جہاں اسے اپنی محبت کا گلہ گھونٹ کر اپنوں کی خوشیاں چننا پڑیں وہ اپنے جو اسے جان سے بھی پیارے تھے اور اس کی محبت ہمیشہ کیلئے اس کے دل میں خاموش محبت تڑپ بن کر تڑپنے لگی۔ مگر شاید اس کی محبت سچی تھی زندگی کو اس پر رحم آ گیا تو اچانک سے اس کی زندگی میں خوشیاں لوٹ آئیں اس کی محبت کی صورت میں اسی لیے تو میرا کہنا ہے کہ زندگی ہے تو محبت ہے اور اگر محبت ہے تو زندگی ہے اور ان دونوں کے ساتھ ہونے سے ہی انسان کی زندگی میں خوشیاں ہیں اگر دونوں ساتھ نہیں تو خوشیاں کبھی بھی نہیں۔

آئی ہوپ قارئین آپ اس کہانی کو پڑھنے کے بعد خود ہی کہو گے کہ ہاں کبھی کبھی ہمیں خود کی خوشیوں کو قربان کر کے اپنوں کی خوشیوں کو چننا پڑتا ہے قارئین سب سے پہلے میں آپ سب قارئین کو دل کی گہرائیوں سے سلام کہتی ہوں سب لوگوں کو جو میری تحریروں کو پسند کرتے ہیں جو مجھے اور لکھنے کا حوصلہ دیتے ہیں کس کس کا نام لکھوں، چلو ایسا کرتی ہوں میں کسی کا نام نہیں لکھوں گی کیونکہ اگر کسی کا نام مس ہو گیا تو آپ کہو گے کہ ہم راحیلہ کی تحریروں کو لائیک کرتے ہیں مگر اس نے ہمارا نام نہیں لکھا ہمارا شکریہ ادا نہیں کیا ہاں کچھ لوگوں نے اس کا شکوہ بھی کیا اس لیے میں سوری کرتی ہوں جن کا میں شکریہ ادا نہیں کر سکی۔ مگر آج میں سب کا دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں جن لوگوں نے میری گزشتہ کہانیوں اور اب تک کی شائع

ہونے والی شاعری کو پسند کیا ہے بلیومی آپ سب کو یقین نہیں آئے گا جب آپ قارئین کے خطوط پڑھتی ہوں تو دل کو بہت خوشی ہوتی ہے کبھی کبھی تو یہ آنکھیں بھی بھر آتی ہیں مگر پھر آپ سب کا پیار اور چاہتیں پڑھ کر آنسو خود ہی سوکھ جاتے ہیں جب خونی رشتوں سے اعتبار اٹھ جائے تو فرضی رشتوں پر یقین کرنے کو دل نہیں چاہتا مگر آپ سب کے خطوط پڑھ کر بلکہ ہم جواب عرض کے قاریوں کا پیار دیکھ کر لگتا ہے شاید دنیا میں فرضی رشتوں میں محبت موجود ہے یہ الگ بات ہے کہ اپنے خون کے رشتوں نے بہت چوٹیں پہنچائی ہیں میں اپنی گزشتہ سٹوری دل کے ارمان کے بعد ایک اور سٹوری لے کر اس محفل میں حاضر ہوئی تھی مگر وہ اب تک شائع نہیں ہوئی ہے اور پھر اس کے بعد آج یہ سٹوری لے کر حاضر ہوئی ہوں یہاں میں آپ کو ایک بات بتاتی چلوں ایک سٹوری شائع ہوئی محبت کے اس پار وہ میں نے نہیں لکھی اتفاق سے اس رائٹر صاحبہ کا نام بھی راحیلہ نکلا اور آپ لوگوں نے یہ سمجھ لیا کہ وہ سٹوری میں نے یعنی اے آر راحیلہ منظر نے لکھی ہے مگر دوستو میں کنفرم کر دوں کہ وہ میں نے نہیں لکھی وہ کسی اور نے لکھی ہے اور ساری مبارکباد مجھے دے دی ہاں خوشی ہوئی مگر سب مبارک باد میرے حصے کی نہیں تھی وہ تو میری ہم نام کے حصے کی تھی ہاں تو ہم نام بہن جی سب سے پہلے تو اچھی سٹوری لکھنے پر مبارکباد دیتی ہوں اور جو قارئین نے غلطی سے میرے نام کی وہ بھی آپ کے نام کرتی ہوں مگر ہم نام بہن اس میں سب کی کیا غلطی ہے آپ کو چاہیے تھا نا کہ آپ اپنا پورا نام لکھ کر بھیجتیں آپ نے صرف مس راحیلہ لکھا اس سے تو کسی کو بھی غلطی لگ سکتی ہے خیر آئندہ دھیان رکھیے گا کہ جب بھی کوئی سٹوری یا تحریر بھیجو تو اپنا پورا نام لکھ کر بھیجو بمعہ فادر اور سٹی کے نام کے ساتھ۔ آئی ہوپ ہم نام بہن آپ آگے خیال رکھو گی تا کہ قارئین کو غلطی نہ لگے اور یاد رہے کہ دو الگ الگ لوگ ہیں ہاں تو میں کہہ رہی تھی کہ میں نے دل کے ارمان کے بعد، ایک اور سٹوری لکھی تھی بعنوان پیاری ماں جو میں نے اپنی حالات زندگی کے بارے میں لکھی تھی کیونکہ بہت سے قارئین میرے بارے میں جاننا چاہتے تھے مگر افسوس آج اسے ڈیڑھ سال ہونے کو آ گیا ہے مگر اسے ابھی تک جواب عرض میں جگہ نہیں ملی کیونکہ میں اس کی وجہ نہیں جانتی شاید میری سٹوری جواب عرض کے معیار پر پوری نہ اتری ہو یا شاید کوئی اور وجہ ہو سکتی ہے اب تو شہزادہ انکل بھی ہمارے بیچ نہیں رہے جن سے ریکویسٹ کروں کہ پلیز میری سٹوری کو شائع کیا جائے کیونکہ میں نے سٹوری اپنی ماں کے اصرار پر لکھی تھی جس میں میں نے اپنی ماں کی زندگی کے بارے میں لکھا تھا میری ماں چاہتی تھی کہ کیسے خون کے رشتے اکیلا چھوڑ جاتے ہیں، در در کی ٹھوکریں کھانے کے لئے مگر ماں تو ماں ہوتی ہے ماں کچھ بھی کر گزرتی ہے بھیک مانگنا پسند کر لیتی ہے مگر اپنے بچوں پر کبھی آنچ نہیں آنے دیتی۔ بس یہی بتانے کی چھوٹی سی کوشش کی تھی مگر نہ جانے وہ جواب عرض کے آفس میں کہیں دب کر رہ گئی ہے نا جانے اس کی کب باری آئے گی اب شہزادہ انکل تو رہے نہیں میں اتش بھائی سے ریکویسٹ کرتی ہوں کہ میری سٹوری کو شائع کر کے ایک ماں کی خواہش کو پورا کیا جائے میں آپ کی بہت شکر گزار رہوں گی کچھ لوگ کہتے ہیں کہ بلکہ کچھ نہیں بلکہ سارے مرد حضرات یہی کہتے ہیں کہ فون نمبر شائع کیا جائے ای میل ایڈریس شائع کیے جائیں مگر میں تو یہی کہتی ہوں کہ نہیں یہ سب ٹھیک نہیں ہے۔

دوستو پہلے ہی اس فون انٹرنیٹ نے زندگی کو اتنا برا بنا دیا ہے جہاں پہلے ہر کام ہاتھوں سے لکھ کر تحریری شکل میں ہوتا تھا وہاں اب اس کی جگہ فون ای میل اور میسج نے لے لی ہے مگر جواب عرض کی شکل میں ہم آج بھی قلم کو اپنے ہاتھوں میں تھامے ہوئے ہیں کبھی کبھی مجھے بہت ہنسی آتی ہے جب ہمارے گھر کے بچے مجھ سے کہتے ہیں کہ راحیلہ آپی آپ سکول جاتی ہو جب میں کہتی ہوں کہ نہیں تو وہ الٹا پھر سوال کر دیتے ہیں کہ آپی تو پھر آپ کیوں لکھتی رہتی ہیں لکھتے تو وہ ہیں جو سکول جاتے ہیں تو میں ان سے کہتی ہوں کہ جب تم سب بڑے ہو جاؤ گے تو تم کو پتہ چلے گا کہ میں کیا لکھتی ہوں۔

یقین مانیے جب قلم اٹھا کر جواب عرض کے قارئین کے لیٹر کے جواب ان کا شکریہ ادا کرنے کیلئے لکھنے بیٹھتی ہوں، بلکہ نہ صرف میں آپ سب بھی جب بیٹھتے ہوں گے تو بہت خوشی ہوتی ہوگی کیونکہ ای میل انٹرنیٹ فون میسج سے وہ خوشی نہیں

ملتی جو لیٹر لکھ کر ملتی ہے اور پھر جب ان کا شائع ہونے کا انتظار کیا جاتا ہے تو اس کا بھی اپنا ہی مزہ ہوتا ہے ہاں اگر آپ سب چاہتے ہیں کہ فون نمبر شائع کیے جائیں تو آپ سب ٹھیک ہی کہتے ہوں گے مگر کبھی کبھی لوگ اس سے غلط کام بھی لینے لگ جاتے ہیں یہی کچھ دوستوں کے ساتھ بھی ہوا کہ انہیں میرا نام لے کر تنگ کیا جاتا ہے کہ ہم راحیلہ منظر بات کر رہی ہیں سو اسی لیے جہاں فون نمبر شائع ہونے کے فائدے ہیں وہاں نقصان بھی ہیں۔

اگر پھر بھی آپ بڑے چاہتے ہیں تو ہم چھوٹوں کو آپ کی بات کا احترام کرنا پڑے گا ہاں میرے پاس بھی سب قارئین کے نمبر نوٹ ہیں جن جن کے شائع ہوتے تھے مگر میں نے کبھی کسی کو کنٹیکٹ نہیں کیا مجھے لکھ کر جواب دینا زیادہ اچھا لگتا ہے آخر میں پھر سب کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ یہ سٹوری پڑھ کے ضرور بتایئے گا کہ کہاں تک لکھنے میں کامیاب ہوئی اگر بری لگے تو بلا جھجک کہہ دیں کیونکہ کچھ لوگوں کو دل کے ارمان بھی کوئی ناول یا افسانہ لگتے ہیں اور شاید یہ بھی لگے وہ کیا ہے نا جس کہانی میں اینڈ ہیرو اور ہیروئن مل جائے وہ سب کو ناول ہی لگتی ہے کیونکہ حقیقت میں تو کوئی ملنے سے رہا۔ اسی لیے ہم کو صرف ایسی سٹوری ناول اور افسانہ ہی لگتی ہے وہ اس لیے کہ آج کل کے دور میں صرف ناول میں ہی محبت ملتی ہے ورنہ کہاں حقیقت میں دو دل ملتے ہیں میں آپ لوگوں سے جھوٹ نہیں بولوں گی یہ سٹوری فرضی ہے اور کیسی ہے یہ تو آپ سب پڑھنے کے بعد ہی بتائیں گے جس کا مجھے شدت سے انتظار رہے گا اور ہاں اتنی دیر تک سٹوری کی بزم سے دور رہی اس کے لیے دل سے سوری کہتی ہوں مگر کیا کروں دل کے ارمان اور پیاری ماں لکھنے کے بعد حالات ہی کچھ ایسے تھے کہ کچھ لکھنے کو جی نہیں چاہتا تھا ہر وقت یہ ڈر لگا رہتا تھا کہ نجانے یہ زندگی ہمارے ساتھ اور کیا کھیل کھیلنے والی ہے مگر اب سب کچھ ٹھیک ہے کیونکہ میری ماں نے حالات کا ڈٹ کر مقابلہ کیا ہمیشہ کی طرح اور زندگی پھر سے اپنی ڈگر پر چل نکلی جب میری سٹوری پیاری ماں شائع ہوئی تو آپ کو سب پڑھنے کو ملے گا کہ زندگی کیا کیا کھیل کھیلتی ہے ہماری زندگیوں کے ساتھ دعا کرتی ہوں جلد شائع ہو جائے اور تھوڑی دوری میری اپنی مصروفیات ہوتی ہیں آج کل کی تیز ترین لائف میں ایک اکیلے انسان ایک اکیلی جان کے لیے سب کچھ مینج کرنا بہت مشکل ہوتا ہے گھریلو مصروفیات کے ساتھ ساتھ یہ سب کام لکھنا لکھانا بہت مشکل سے مینج کرتی ہوں گھر کے کام چھوڑ دیتی ہوں امی سے ڈانٹ بھی پڑتی ہے مگر پھر بھی جواب عرض کے ساتھ ساتھ ہوں اور رہوں گی کبھی کبھی سوچتی ہوں کہ کاش میری ایک بڑی بہن ہوتی تو کبھی اتنی دوری نہ رہتی جواب عرض سے خیر اب جو بھی ہے میں ہمیشہ جواب عرض کے ساتھ ہی رہوں گی یہ میرا خود سے آپ لوگوں سے وعدہ ہے میں جواب عرض اور آپ سب کو کبھی نہیں بھولوں گی اور آپ بھی اپنی اس ناچیز بہن کو یاد رکھیے گا اور اپنی رائے سے نوازتے رہیے گا کیونکہ آپ کے خطوط پڑھ کے ہی اور لکھنے کا حوصلہ پیدا ہوتا ہے آپ بھی سوچ رہے ہوں گے کہ کتنا بور کر رہی ہوں آپ سب کو اپنی بورنگ باتوں سے چلو اب اور نہیں کرتی آتے ہیں اصل کہانی کی طرف خاموش محبتیں ہاں میں نے اس سٹوری کا نام خاموش محبتیں رکھا ہے اپنی اس قلم سے خاموش محبتوں کو لفظوں میں پرو کر کہاں تک لکھنے میں کامیاب ہوئی ہوں ضرور بتایئے گا انتظار رہے گا۔ خدا حافظ سب قارئین، ریڈرز، رائٹر اینڈ سٹاف جواب عرض سب ہمیشہ خوش رہیے اس ایک شعر کے ساتھ اجازت چاہتی ہوں۔

ہر موڑ پر ایک نیا زخم دیتی ہے زندگی کیوں؟
ہر موڑ پر ایک سوال چھوڑ جاتی ہے زندگی کیوں؟
یہ زندگی بھی کیا عجیب شے ہے راحیلہ
بس روتے روتے گزر جاتی ہے زندگی کیوں؟

ماہی اٹھو دیکھو پورے 8 بج گئے ہیں آج کالج نہیں جانا کیا؟ جلدی اٹھو باہر دادی، بڑی امی اور رضی ڈائننگ ٹیبل پر ویٹ کر رہے ہیں...... ماہی کا اصل نام ماہم تھا پر پیار سے سب اسے ماہی کہتے تھے شرمین ماہی کی بڑی بہن تھی وہ پچھلے

ایک گھنٹے سے ماہی کو جگانے کی کوشش کر رہی تھی مگر ماہی تو جیسے اس دنیا میں ہے ہی نہیں وہ کب اٹھنے والی تھی اور یہ اس کا آج کا ہی نہیں روز کا معمول تھا بیچاری شرمین اسے جگا جگا کر تھک جاتی تھی مگر ماہی کے کانوں تک جوں تک نہ رینگتی تھی پھر شرمین کو اپنا پرانا فارمولا یوز کرنا پڑتا تب جا کے ماہی اٹھتی تھی آج بھی شرمین نے وہی کیا جو وہ روز کرتی تھی...... بڑی امی، آپ آپ یہاں، آپ یہاں کیوں آئی میں ماہی کو جگا ہی رہی تھی دیکھو ماہی اب تو اٹھ جاؤ بڑی امی خود آ گئی ہیں تمہیں جگانے بڑی امی اتنا سننا تھا کہ ماہی جھٹ سے اٹھ کر بیٹھ گئی، کہاں ہے بڑی امی کہاں ہیں بڑی امی وہ آنکھیں ملتے ہوئے ادھر ادھر دیکھ رہی تھی جبکہ شرمین کا ہنسی سے برا حال ہو رہا تھا بولی اب آیا نہ اونٹ پہاڑ کے نیچے جب ماہم نے اچھی طرح یقین کر لیا کہ بڑی امی نہیں ہے تو اس نے غصے سے شرمین کی طرف دیکھا اور شرمین کی بچی تمہیں چھوڑوں گی نہیں ماہم نے شرمین کو کشن اٹھا کر دے مارا مگر شرمین نے وہ کشن کیچ کرتے ہوئے کہا کہ تم بھی تو اٹھنے کا نام نہیں لیتی تھی تو مجھے اپنا پرانا فارمولا یوز کرنا پڑا۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ بڑی امی کا نام صبح صبح سن کے میری جان نکل جاتی ہے ہاں تو پھر اٹھ جایا کرو نا صبح جلدی...... اتنے میں رضا اندر داخل ہوا رضا ماہم اور شرمین کا بھائی تھا سب اسے بھی پیار سے رضی کہتے تھے وہ آتے ہی بولا ارے یہ صبح صبح جنگ لڑی جا رہی ہے مجھے کیوں نہیں بتایا ماہم نے رضی کو بھی کشن دے مارا، رضا نے کشن پکڑتے ہوئے کہا کہ پیاری سسٹر یہ جنگ ہم رات کو لڑیں گے اس وقت بڑی امی تم دونوں کا ویٹ کر رہی ہے وہ بہت غصے میں ہیں 45 منٹ رہ گئے ہیں آپی آپ تو ماہی کو جگانے آتی تھیں اور آپ بھی...... اور یہ ماہی کی بچی نہ روز ہمیں ڈانٹ پڑواتی ہے اور آج بھی بڑی امی بہت غصے میں ہیں۔ اتنا سننا تھا کہ ماہی کی جان نکل گئی اور جلدی سے اٹھ کر واش روم میں گھس گئی اور اگلے 10 منٹ کے اندر وہ ڈائننگ ٹیبل پر تھی جہاں بڑی امی، یعنی عالیہ بیگم کا غصہ اس کا منتظر تھا یہ حال ماہی کا روز ہی ہوتا ماہی ٹائم پر نہیں اٹھتی تھی اور روز عالیہ بیگم کی ڈانٹ سننا پڑتی تھی عالیہ بیگم نے ایک نظر گھور کر ماہی کی طرف دیکھا تو اس کے ہاتھ سے چمچ بھی نیچے گر گیا جبکہ شرمین اور رضی کی ہنسی نکل گئی پر جیسے ہی عالیہ بیگم نے ان کی طرف دیکھا تو انہوں نے جلدی جلدی ناشتہ کرنا شروع کر دیا پھر عالیہ بیگم ماہم سے مخاطب ہوئی تمہیں کتنی بار کہا ہے کہ ٹائم پر اٹھ جایا کرو آج بھی تم کتنی لیٹ ہو دیکھو ماہی اب تم بچی نہیں ہو پورے 21 سال کی ہو گئی ہو مجھے روز روز تمہیں ڈانٹنا اچھا نہیں لگتا، ماہی نظریں نیچی کیے کھانے میں مصروف تھی ماہی میں تم سے بات کر رہی ہوں تمہیں کچھ کہہ رہی ہوں ماہی نے ڈرتے ڈرتے جواب دیا ہاں بڑی امی میں سن رہی ہوں پھر عالیہ بیگم تھوڑے پیار سے بولی دیکھو ماہی تم سنتی تو روز ہی ہو مگر اس پر عمل کب کرو گی ذرا یہ بھی بتا دو ہم سب کو تاکہ ہم اس دن کو سیلی بریٹ کر سکیں کہ جب تم ٹائم پر خود سے تیار ہو کر آؤ گی اب عالیہ بیگم کے لہجے میں قدرے پیار تھا تو ماہی کی جان میں جان آئی وہ جانتی تھی کہ عالیہ بیگم اس سے بہت پیار کرتی ہے نہ صرف اس سے بلکہ وہ رضا اور شرمین اور ماہی تینوں سے بہت پیار کرتی ہے اس نے تینوں میں کبھی کوئی فرق نہیں کیا کیونکہ وہ تینوں اس کی مرحوم بہو، اور بیٹے کی نشانیاں جو تھے۔

ماہی عالیہ بیگم کی اس کمزوری کا فائدہ ضرور اٹھاتی تھی وہ جانتی تھی کہ عالیہ بیگم اسے کبھی زیادہ ڈانٹ ہی نہیں سکتی ماہی تھی اور اس نے اپنی دونوں بانہیں عالیہ بیگم کے گلے میں ڈال دیں میری پیاری اینڈ سویٹ بڑی امی کل سے ایسا نہیں ہوگا پرومس پکے والا پرومس عالیہ بیگم نے ہمیشہ کی طرح ماہی کے ماتھے پر بوسہ دیا اور بولی خوب مسکا لگانا جانتی ہو اپنی بڑی ماں کو...... ماہی کو اچانک سے شرارت سوجھی رضا اٹھ کر اپنے کمرے میں گیا تو ماہی بولی پتہ ہے بڑی امی میں تو روز رضی بھیا سے کہتی ہوں کہ اب اپنے روم میں چلے جاؤ ہمیں سونا ہے پر رضی بھیا رات کو بہت دیر تک جگائے رکھتے ہیں اس لیے صبح کو جلد اٹھ نہیں پاتی۔ رضا جو ماہم کے بالکل سر پر کھڑا تھا اس نے آنکھوں سے شرمین کو نہ بتانے کا اشارہ کیا اور بولا اچھا تو میری غیر موجودگی میں میری شکایتیں ہو رہی ہیں رک تمہیں میں ابھی بتاتا ہوں تمہیں کیا لگا کہ تم یوں بڑی امی سے میری شکایتیں لگاؤ گی اور مجھے پتہ بھی نہیں چلے گا۔ اس سے پہلے کہ رضی ماہی کو مارتا وہ بھاگ گئی بڑی امی میں 5 منٹ میں اپنا

بیگ اٹھا کر آئی تھوڑی دیر بعد چاروں کار میں بیٹھے تھے ڈرائیور نے پہلے شرمین اور ماہم کو کالج چھوڑا پھر رضا کو، پھر عالیہ بیگم اپنے آفس چلی گئی عالیہ بیگم وکالت کے عہدے پر فائز تھی وہ اس شہر کی جانی مانی وکیل تھی آج تک زندگی میں اس نے کوئی کیس نہیں ہارا تھا اس لیے سب اسے بہت عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے بس اس نے زندگی میں ہارا تھا تو اپنوں کا ساتھ وہ اپنے جو اس کا سب کچھ تھے وہ اپنے جن میں اس کی جان بستی تھی اپنی ساری زندگی کی جمع پونجی جو وہ ہاری تھی اپنا شوہر جسے وہ دل و جان سے بھی زیادہ محبت کرتی تھی اپنی بہو اور بیٹا جن میں عالیہ بیگم اور اس کے شوہر کی جان بستی تھی ویسے تو عالیہ بیگم نے خود کو کام میں بزی رکھا تھا پر تنہائی میں اسے اپنوں کی بہت یاد آئی تھی جب وہ اپنے ماضی اپنے بیتے کل کو یاد کرتی تو بے اختیار اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلتے کتنا اچھا تھا وہ وقت جب وہ سب ساتھ ہوتے تھے ہر وقت خوشیاں ہی خوشیاں تھیں مگر خدا نے اس کا سب کچھ چھینا بھی تو سب ایک ساتھ کہ اسے کچھ سمجھ نہ آئی جس وقت خدا نے اس سے اس کا سب کچھ چھینا تھا تو اس کے ساتھ اس کا سگا کوئی نہیں تھا سوائے ایک چچازاد بھائی کے جس نے اچھے اور برے وقت میں اس کا بھرپور ساتھ دیا اور یہاں تک کہ آج تک دے رہا ہے عالیہ بیگم نے کرسی پر ٹیک لگائی اور اپنے ماضی میں کھوگئی۔

یہ ان دنوں کی بات ہے جب عالیہ بیگم ابھی پڑھ رہی تھی عالیہ اکیلی بہن تھی عالیہ کی امی بچپن میں ہی اسے چھوڑ کر جا چکی تھی عالیہ کے ابو نے بہت پیار اور محبت سے عالیہ کی پرورش کی تھی عالیہ کے ابو کی خواہش تھی کہ وہ ایک وکیل بنے وہ بہت لائق تھی اس وقت اس کی عمر 18 سال ہوگی جب عالیہ کے ابو کو ڈاکٹر نے کہا کہ وہ ایک بیماری میں مبتلا ہے جو سال دو سال کے اندر اس کی سانسیں چھین لے گی اس نے اپنی بیماری کا ذکر کسی سے نہیں کیا اور چوری چھپے اپنا علاج کرواتا رہا جب اسے کسی صورت کوئی بھی فرق نہ پڑا جب اسے یقین ہوگیا کہ وہ اب کبھی ٹھیک نہیں ہوگا تب اس نے سوچا کہ نجانے کب یہ مرض اس کی سانس چھین لے کیوں نہ عالیہ کے ہاتھ پیلے کردوں اپنے جیتے جی اپنے ہاتھوں سے عالیہ بیٹی کی شادی کردوں۔ اس کا ذکر اس نے اپنے بھائی سے کیا اس کے بھائی کا ایک ہی بیٹا تھا اس کا نام دلاور تھا دونوں بھائیوں کو لگا کہ شاید دونوں بچے ایک دوسرے میں انٹرسٹڈ ہیں جب دلاور کے ابو نے دلاور سے اس رشتے کی بات کی تو دلاور نے کہا نہیں ابا جان میں عالیہ سے شادی نہیں کرسکتا میں نے کبھی عالیہ کو اس نظر سے دیکھا ہی نہیں میں اسے ہمیشہ ایک اچھا دوست سمجھتا آیا ہوں اور دوسری بات میں کسی اور سے پیار کرتا ہوں اور یہ بات عالیہ کو بھی پتہ ہے آپ چاہے تو اس سے بھی پوچھ سکتے ہیں جب عالیہ سے بھی اس بارے میں بات کی گئی تو اس کا بھی یہی جواب تھا اور پھر دونوں بھائیوں نے بچوں پر دباؤ ڈالنا ضروری نہیں سمجھا وہ دونوں اس دور میں بھی سمجھتے تھے کہ زبردستی کی شادیوں کا کیا نتیجہ ہوتا ہے انہوں نے بچوں کے جذبات کو سمجھا کیونکہ وہ ایک پڑھے لکھے باشعور طبقے سے تعلق رکھتے تھے پھر عالیہ کے ابو نے عالیہ کا رشتہ کہیں اور ڈھونڈنا شروع کردیا۔

رات کو عالیہ اپنے ابو کے کمرے میں آئی اس کے ابو سونے کی ناکام کوشش کررہے تھے جب عالیہ کمرے میں داخل ہوئی تو وہ اٹھ کر بیٹھ گئے ابو کیا میں آپ کی ٹانگیں دباؤں ہاں بیٹا کیوں نہیں پھر عالیہ اپنے ابو کی ٹانگیں دبانے لگی کچھ دیر بعد عالیہ نے اپنے ابو سے پوچھا ابو آپ جانتے ہیں کہ میں نے کبھی آپ کی کوئی بات نہیں ٹالی آپ جو کہیں گے میں وہی کروں گی پر ابو یہ شادی، شادی کی اتنی بھی کیا جلدی ہے ابھی تو میں پڑھ رہی ہوں اور یہ آپ ہی کا تو سپنا ہے کہ میں ایک وکیل بنوں تو پھر یہ سب کیوں؟ دیکھو بیٹا میں جانتا ہوں کہ تمہارے من میں بہت سے سوال اٹھ رہے ہوں گے میری بھی ایک مجبوری ہے ورنہ میں کیوں اپنے جگر کے ٹکڑے کو خود سے دور کروں گا۔ عالیہ کی آنکھوں میں آنسو آگئے وہ اپنے ابو کے سینے سے لگ گئی اور بولی تو پھر رہنے دیں ابو یہ شادی وادی، مجھے نہیں کرنی ابھی شادی ہمیشہ آپ کے پاس رہوں گی تب عالیہ کے ابو نے عالیہ کو وہ سب کچھ بتادیا جو وہ پچھلے ایک سال سے چھپاتا آرہا تھا عالیہ نے جب اپنے ابو کی رپورٹس دیکھیں تو اسے چکر آگیا ابو یہ سب کیسے اور کب ہوا۔ اور آپ نے مجھے بتایا کیوں نہیں ہاں بیٹا بتانا چاہتا تھا مگر بتا نہیں پایا، اور

یہی وجہ ہے کہ میں تمہاری شادی کرنا چاہتا ہوں تمہیں جیتے جی دلہن بنے دیکھنا چاہتا ہوں جب عالیہ اپنے کمرے میں واپس آئی تو وہ آکر رونے لگی جو بات وہ اپنے ابو سے کرنے لگی تھی وہ بنا کہے ہی واپس آگئی کیونکہ اسے پہلے اپنے ابو کی بیماری کا پتہ چل گیا تھا وہ کچھ ایسا ویسا بتا کر اسے اور دکھی نہیں کرنا چاہتی تھی آخر وہ بتاتی بھی کیا جبکہ ہو وہ اب تک خود نہیں جانتی تھی کہ سجاد احمد کے دل میں اس کے لیے کیا ہے کیا وہ اسے پسند کرتا ہے کیا پتہ وہ یک طرفہ محبت میں مل رہی ہو۔ سجاد احمد جو اس کا کلاس فیلو تھا کلاس فیلو ہونے کے ساتھ ساتھ دونوں بہت اچھے دوست بھی تھے جس سے وہ پچھلے ایک سال سے خاموش محبت کرتی چلی آرہی تھی نجانے وہ سوچتے سوچتے کب نیند کی وادی میں چلی گئی صبح جب وہ کالج گئی تو ہمیشہ کی طرح سجاد احمد کو اپنا منتظر پایا ایک پل کیلئے تو سجاد کو دیکھ کر عالیہ کی آنکھیں بھر آئیں پھر اس نے اپنے آنسوؤں کو چھپالیا کیا بات ہے عالیہ میں کچھ دنوں سے نوٹ کررہا ہوں کہ تم کچھ پریشان سی رہتی ہو سجاد نے عالیہ کی پریشانی کو بھانپتے ہوئے پوچھا نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں وہ آج تنہا کالج نہیں آئی ثنا تو اس لیے تھوڑی بوریت ہوئی تھی پتہ نہیں وہ آج کیوں نہیں آئی۔ بندہ ایک بار بتا تو دے بنا بتائے چھٹی کرلی ثنا عالیہ کی دوست تھی دونوں بیسٹ فرینڈ تھیں دونوں زندگی کا ہر راز ایک دوسرے سے شیئر کرتی تھیں اور سجاد کے بارے میں بھی عالیہ نے ثناء کو بتا رکھا تھا کہ وہ اسے پسند کرتی ہے اور اتنی سی بات پہلے بتادیتی۔ چلو آج کا دن میرے ساتھ گزار دو اسی بہانے مجھے تمہارا اپل دو پل کا ساتھ ہی مل جائے گا عالیہ سجاد کے منہ سے یہ الفاظ سن کر ایک دم چونک گئی کیا، کیا کہا تم نے سجاد نے جلدی سے بات کا رخ موڑ دیا اور بولا وہ میرے کہنے کا مطلب تھا کہ میرے ساتھ تم آج ذرا بھی بور نہیں ہوگی۔ کاش سجاد تم میرے جذبات کو سمجھ پاتے کاش تم سمجھ سکتے کہ میں تم سے کتنی محبت کرتی ہوں لیکن اب تو لگتا ہے کہ میری یہ خاموش محبت میرے دل میں ہی رہ جائے گی کیونکہ بہت جلد میری شادی ہوجائے گی۔

او ہیلو میڈم عالیہ کہاں کھوگئی ہو کیا سوچ رہی ہو۔ کچھ نہیں پھر تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد عالیہ بولی سجاد کیا تم نے کبھی کسی سے محبت کی ہے وہ عالیہ کے اس سوال پر حیران رہ گیا اسے عالیہ کی طرف سے ایسے سوال کی بالکل بھی توقع نہیں تھی وہ بولا عالیہ یہ تم آج کیسی باتیں کررہی ہو سجاد تم بتاؤ میں نے جواب پوچھا ہے تو سجاد بولا ہاں عالیہ میں بھی کسی سے محبت آج سے نہیں اس دن سے کرتا چلا آرہا ہوں جب اسے پہلی بار دیکھا ہوگا پر یہ بھی سچ ہے کہ میں نے آج تک اسے بتایا نہیں ہے سجاد کی باتیں سن کر عالیہ کے دل پر ایک چوٹ سی لگی پر اس نے خود کو سنبھال لیا اور بولی کون ہے وہ۔ اور تم نے آج تک اسے بتایا کیوں نہیں۔ نہیں کبھی اسے بتانے کی ہمت نہیں ہوئی، ڈرتا ہوں اگر اسے بتادیا تو کہیں وہ ہمیشہ کے لیے مجھ سے روٹھ نہ جائے اور اسے زندگی میں کچھ بننا ہے اور میں اسے ڈسٹرب نہیں کرنا چاہتا اور شاید وہ مجھ سے محبت نہیں کرتی، تو بتانے کا کیا فائدہ۔ اچھا میری چھوڑو تم اپنی بتاؤ کیا تم نے کبھی کسی سے محبت کی ہے عالیہ نے ایک آہ بھرتے ہوئے کہا وہ دل ہی کیا جو محبت سے خالی ہو اور پھر بولی اب میں نے یہ محبت کرکے کیا کرنا ہے تمہیں پتہ ہے میری شادی ہونے والی ہے۔ عالیہ کی بات سن کر سجاد کے پیروں تلے سے زمین نکل گئی کیا عالیہ، یہ تم کیا کہہ رہی ہو سجاد نے حیرانی سے پوچھا ہاں سجاد میرے ابو یہی چاہتے ہیں اور میں اپنے ابو کی کوئی بھی بات ٹال نہیں سکتی تب عالیہ نے اپنے ابو کی بیماری کے بارے میں سجاد احمد کو بتایا اس کی آنکھیں بھر آئیں وہ آنسو جنہیں وہ کب سے چھپانے کی کوشش کررہی تھی وہ بہہ نکلے سجاد کی حالت بھی کچھ کم نہ تھی وہ عالیہ کو حوصلہ دے رہا تھا اس نے عالیہ کو حوصلہ دیا کہ وہ فکر نہ کرے اس کے ابو بہت جلد ٹھیک ہو جائیں گے پھر پوچھا کب ہو رہی ہے تمہاری شادی ابھی تو فی الحال رشتے کی تلاش جاری ہے جیسے کوئی اچھا سا رشتہ ملتا ہے تو ہو جائے گی یہ سب سن کر سجاد کی جان میں جان آئی وہ کچھ سوچنے لگا کیا سوچ رہے ہو کچھ نہیں عالیہ اگر تمہاری شادی ہوگئی تو تمہارے اس سپنے کا کیا جو نجانے تم نے کب سے اپنی آنکھوں میں سجا رکھا ہے تم ایک وکیل بننا چاہتی ہو ناں، اور تمہارے ابو کا بھی یہی سپنا ہے پھر اس کا کیا بنے گا کیا شادی کے بعد تمہارا شوہر اجازت دے دے گا۔ تمہیں پڑھنے کی عالیہ نے

سنجیدگی سے جواب دیا شاید یہ میرے نصیب میں نہیں تھا کہ میں ایک وکیل بنوں، جو قسمت میں ہوگا دیکھا جائے گا عالیہ ایک بات کہوں اگر تمہاری زندگی میں کوئی ایسا آجائے جو شادی کے بعد تمہیں پڑھنے کی اجازت دے دے عالیہ نے کہا ایسا ناممکن ہے کیونکہ ہوسکتا ہے اگر میرا شوہر مجھے اجازت دے بھی دیتا ہے تو اس کے گھر والے کبھی نہیں مانیں گے کہ ان کی بہو شادی کے بعد یوں کالجوں میں پڑھے اس طرح باتوں باتوں میں دن گزر گیا۔

دوسرے دن عالیہ نے جب رات کو پڑھنے کے لیے اپنی بکس اٹھائی تو ان میں ایک تہہ کیا ہوا ورق تھا جس پر عالیہ کا نام لکھا تھا عالیہ نے ورق کو کھولا جیسے جیسے وہ تحریر کو پڑھتی گئی ویسے ویسے اس کی آنکھیں بھیگتی گئیں وہ سجاد احمد کا لیٹر تھا جس میں اس نے عالیہ سے اپنی محبت کا اظہار کیا تھا لکھا تھا عالیہ میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں تم سوچ رہی ہوگی کہ میں نے تمہیں بتانے میں اتنی دیر کیوں لگادی مجھے ڈر تھا کہ کہیں تم مجھے ٹھکرا نہ دو عالیہ میں تمہارے سپنوں کے بیچ میں نہیں آنا چاہتا تھا تم نے کل مجھے جو بتایا وہ سننے کے بعد مجھے تم پر اپنی خاموش محبت کا راز افشاں کرنا پڑا میں نہیں جانتا کہ تمہارے دل میں میرے لیے کیا ہے پر میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں تمہیں ہمیشہ کے لیے اپنانا چاہتا ہوں میں تمہاری ہر خواہش پوری کرنا چاہتا ہوں شادی کے بعد تم جتنا چاہو پڑھ سکتی ہو میں کبھی تمہارے سپنے کے بیچ نہیں آؤں گا میں بس اتنا چاہتا ہوں کہ میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں اور اگر تمہاری طرف سے ہاں ہے تو کل کو کالج آکر مجھے بتادینا لیٹر پڑھ کر عالیہ کی خوشی کی انتہا نہ رہی وہ خوشی سے پاگل ہو رہی تھی کہ جیسے وہ چاہتی تھی جیسے وہ محبت کرتی تھی وہ بھی اسے چاہتا ہے وہ بھی اس سے محبت کرتا ہے اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کرے اس نے آج تک اپنے ابو سے کوئی بات نہیں چھپائی تھی تو اپنی زندگی کا اتنا بڑا راز کیسے چھپا سکتی تھی وہ اٹھی اور اس نے لیٹر کو تہہ کر کے اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا پھر وہ کچن گئی دودھ کا گلاس تیار کیا اور اپنے ابو کے کمرے میں چلی گئی ابو جان کیا آپ نے میڈیسن لے لی ہے نہیں بیٹا ابھی تک تو نہیں لی مجھے پتہ تھا ابو کہ نہیں لی ہوگی اسی لیے تو آئی ہوں پھر عالیہ نے اپنے ابو کو میڈیسن دی۔ پھر وہ پاس ہی بیٹھ گئی اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیسے بتائے کیا بات ہے کچھ کہنا ہے بیٹا نہیں ابو ایسی تو کوئی بات نہیں ہے تو پھر بیٹا تمہارے چہرے پر پریشانی کیسی ہے ضرور کوئی بات ہے جو کہنا چاہتی ہو اور بتاؤ بیٹا بے خوف ہو کر بتاؤ تب عالیہ نے ڈرتے ڈرتے بتایا کہ ابو میں کسی کو پسند کرتی ہوں عالیہ کے ابو نے دونوں ہاتھوں سے پکڑ کے عالیہ کا چہرہ اپنی طرف کیا اور تھوڑا غصے سے بولے عالیہ یہ کیا کہہ رہی ہو تم جانتی ہو نا کہ تمہاری شادی ہونے والی ہے تو پھر یہ سب کیا ہے عالیہ ایک دم ڈر گئی عالیہ کے ڈرے چہرے کو دیکھ کر عالیہ کے ابو کی ہنسی نکل گئی عالیہ بھی سوالیہ نگاہوں سے اپنے ابو کو دیکھ رہی تھی نہیں اتنی سی بات تھی بیٹا اور تم بتانے سے ڈر رہی تھی میری بات ہمیشہ یاد رکھنا بیٹے جب بھی کوئی بات دل میں ہو تو اسے کسی سے کہنا ہو فوراً اس سے کہہ دو تاکہ بعد میں دیر ہو جائے۔ اور تمہیں پچھتانا پڑے عالیہ خوشی سے اپنے ابو کے گلے لگ گئی اچھا میری جان اب یہ تو بتاؤ کہ کون ہے وہ کیا کرتا ہے اس کا نام کیا ہے تب عالیہ نے لیٹر اپنے ابو کو دکھایا لیٹر پڑھنے کے بعد عالیہ کے ابو نے کہا اور تو یہ بات ہے میں نے کہا نا بیٹا کہ کسی سے کوئی بھی بات زیادہ دیر تک نہ چھپاؤ اور جب بات میں دل کی ہوں تو ذرا بھی دیر نہیں کرنی چاہیے اب خود ہی دیکھ لو اگر اب ذرا بھی دیر ہو جاتی تو تم کل سجاد کو اپنی شادی کے بارے میں نہ بتاتی تو وہ تم سے کبھی بھی اپنی محبت کا اظہار نہ کرتا اور تم بھی تو پاگل کی پاگل ہو اگر تمہاری شادی کہیں اور ہو جاتی تو کیا ہوتا پر بیٹا ابھی بھی دیر نہیں ہوئی تم کل کو اسے سب سچ سچ بتادو اور سجاد سے کہنا کہ میں اس سے ملنا چاہتا ہوں عالیہ خوشی خوشی اپنے کمرے میں واپس لوٹ آئی وہ بہت خوش تھی اسے زندگی کی اتنی بڑی خوشی جو ملنے والی تھی۔

صبح سجاد بہت بے چینی سے عالیہ کا انتظار کر رہا تھا جب عالیہ آئی تو وہ دور سے ہی اسے دیکھ کر مسکرایا مگر عالیہ اس کی مسکراہٹ کو اگنور کر کے چلی گئی وہ سیدھا ثناء کے پاس گئی سجاد بھی اس کے پیچھے پیچھے آرہا تھا عالیہ جانتی تھی کہ سجاد اس کے پیچھے آرہا ہے اس نے جان بوجھ کر ثناء سے کہا تھا پتہ نہیں کچھ لوگ اپنے آپ کو کیا سمجھتے ہیں اگر ان کے ساتھ ذرا بھی ہنس کر

بات کرلی جائے تو وہ کیا کیا سمجھ بیٹھتے ہیں عالیہ کی بات سن کر سجاد وہیں رک گیا جبکہ عالیہ آگے سے ہنس رہی تھی جبکہ عالیہ نے ثناء کو پہلے ہی سب کچھ بتادیا تھا وہ صرف سجاد کو تھوڑا تنگ کرنا چاہتی تھی وہ اسے اس کی غلطی کی سزا دینا چاہتی تھی جو اس نے اسے دیر سے بتایا کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے صبح سے ہاف ٹائم تک عالیہ سجاد کو اگنور کرتی رہی اس کی طرف دیکھا تک نہیں اب عالیہ سے سجاد کی ایسی حالت دیکھی نہیں جارہی تھی ثناء اب بس میں جارہی ہوں سجاد کو سب بتانے اور وہ اٹھی اور سجاد کی طرف جانے لگی مگر درمیان میں ایک کلاس فیلو آگئی عالیہ نے ذرا اس سے بات کی پھر جب اس نے سجاد کی طرف دیکھا تو وہ اپنی سیٹ پر نہیں تھا کہاں چلا گیا وہ دونوں اسے ڈھونڈنے لگیں۔

تھوڑی کوشش کے بعد وہ انہیں مل گیا کنٹین میں سب سے الگ ایک ٹیبل پر بیٹھا تھا وہ دونوں چپ چاپ جاکر اس کے ٹیبل پر بیٹھ گئیں دونوں کو دیکھ کر سجاد اٹھ کر جانے لگا ثناء نے اسے ہاتھ سے پکڑ کر بٹھالیا سجاد بیٹھو عالیہ نے تم سے کچھ بات کرنی ہے پر ثناء اس سے کہہ دو کہ مجھے اس سے کوئی بات نہیں کرنی کیوں بھئی کیوں نہیں کرنی اور جب بات تم دونوں کی ذات سے جڑی ہوئی ہو تو بھی نہیں کرنی کیا بات کر رہی ہو ثناء وہ میری ذات کا کبھی بھی حصہ نہیں تھی جیسے میں سمجھنے لگا تھا تو عالیہ بول اٹھی تو اگر کوئی تمہیں اپنی ذات کا حصہ بنانا چاہے تو اگر کوئی تم سے اپنی خاموش محبت کا اقرار کرنا چاہے تو بھی نہیں سنو گے سجاد کا حیرت سے منہ کھلے کا کھلا رہ گیا اسے اپنے کانوں پر یقین نہیں آرہا تھا کہ عالیہ کیا کہہ رہی ہے ارے اب منہ بند کر کے بیٹھ بھی جاؤ پھر نہ کہنا کہ مکھیاں اندر چلی گئی ہیں دونوں ہنس پڑیں اچھا عالیہ تم دونوں باتیں کرو میں تھوڑی دیر بعد آتی ہوں ثناء چلی گئی دونوں ٹیبل پر خاموشی سے بیٹھے تھے آخر سجاد نے ہی اس خاموشی کو توڑا اور بولا اگر یہی بات تھی تو جو صبح سے چل رہا ہے وہ کیا تھا وہ تو ایک چھوٹا سا مذاق تھا کیا عالیہ یہ چھوٹا سا مذاق تھا کسی کی جان بھی تو جاسکتی تھی پھر عالیہ نے سجاد کو سب کچھ بتایا کہ وہ اس سے کتنی محبت کرتی ہے پھر اس نے بتایا کہ سجاد ابو جان تم سے ملنا چاہتے ہیں کیا مگر ابو کیوں وہ میں نے رات کو ابو کو سب کچھ بتادیا تھا ہماری شادی کے سلسلے میں وہ تم سے بات کرنا چاہتے ہیں اچھا تو پھر ملنا ہی پڑے گا دونوں بہت خوش تھے اتنے میں ثناء آگئی اور بولی کیا ہم بھی آپ کی اس خوشی میں شریک ہوسکتے ہیں پھر سجاد کھانے کا آرڈر کرتا ہے۔

دوسرے دن سجاد عالیہ کے ابو کے سامنے بیٹھا تھا میں کیوں عالیہ کی شادی کرنا چاہتا ہوں یہ تو تمہیں عالیہ نے بتایا ہی ہوگا نجانے کب یہ سانسیں رک جائیں نہیں انکل پلیز ایسا مت کہیں اللہ آپ کو بہت زندگی دے۔ مگر بیٹا ہونا تو وہی ہے جو منظور خدا ہوگا اچھا چھوڑو ان باتوں کو آج خوشی کا موقع ہے میرا ہونے والا داماد پہلی بار ہمارے گھر آیا ہے ارے عالیہ کچھ کھانے کیلیے لاؤ عالیہ اٹھ کر چلی گئی بیٹا تمہارے گھر میں کون کون ہے کہاں رہتے ہو انکل میرے امی ابو نہیں ہیں وہ وفات پاگئے ہیں میرا ایک بڑا بھائی ہے نثار احمد اس کی شادی ہوچکی ہے بڑے بھیا میری شادی کرنا چاہتے تھے میری خواہش تھی کہ میں ایک وکیل بنوں اس لیے اب تک شادی نہیں کی...... اچھا بیٹا کیا شادی کے بعد تمہارے گھر والے عالیہ کو پڑھنے کی اجازت دے دیں گے ہاں انکل ضرور دیں گے یہ سب آپ مجھ پر چھوڑ دیں میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں عالیہ ایک دن وکیل ضرور بنے گی مگر میری اک شرط ہے انکل آپ ابھی یہ سب کسی سے مت کہیے گا شادی کے بعد میں مناسب موقع دیکھ کر بھائی صاحب سے بات کروں گا اچھا بیٹا جیسے تم مناسب سمجھو۔ تو سجاد بیٹا کب جارہے ہو اپنے گھر والوں سے بات کرنے جی انکل کل کو ہی جارہا ہوں اور بہت جلد بڑے بھائی اور بھابی کو لے کر آؤں گا رشتے کی بات کرنے۔ سجاد کے چلے جانے کے بعد عالیہ کے ابو نے عالیہ کو گلے سے لگا لیا۔ بیٹا مجھے فخر ہے تم پر تمہاری پسند اب میں سکون سے مر سکوں گا میرے بعد سجاد بہت خوش رکھے گا تمہیں پلیز ابو ایسا مت کہیے آپکو کچھ نہیں ہوگا اچھا ابو میں ابھی آتی ہوں عالیہ کے جانے کے بعد اس کی آنکھوں سے دو آنسو کے قطرے نکلے اور گالوں سے بہتے ہوئے کپڑوں میں جذب ہوگئے کیونکہ کل ہی ڈاکٹر نے اسے کہا تھا کہ اس کی بیماری لاسٹ سٹیج پر ہے اب کی بار پھر اس نے عالیہ سے یہ بات چھپائی تھی عالیہ بہت

خوش تھی اتنی بری خبر سنا کے وہ اسے دکھی نہیں کرنا چاہتا تھا۔

دوسرے ہی دن سجاد اپنے گاؤں چلا گیا اس نے اپنے بھائی سے اور بھابی سے اس رشتے کی بات کی پر وہی ہوا جس کا ڈر تھا جو خدشہ عالیہ کے ابو نے ظاہر کیا تھا کہ کیا تمہارے خاندان والے عالیہ کو بہو بنانے پر راضی ہو جائیں گے سجاد نے جب گھر والوں سے شادی کی بات کی تو نہ صرف گھر والے بلکہ سارے خاندان والے اس کے مخالف اٹھ کھڑے ہوئے مگر سجاد کی محبت سچی تھی اس کی تھوڑی سی کوشش کے بعد اس کے بھائی اور بھابی مان گئے جب عالیہ سے شادی کی اجازت مل گئی تو اس نے فوراً عالیہ کو یہ خوشخبری سنائی اور کہا کہ کل کو میرے بھائی اور بھابی رشتے کی بات کرنے آ رہے ہیں یوں کچھ دنوں بعد عالیہ اپنے دل میں لاکھوں ارمان لیے سجاد کے گھر بہو بن کے آ گئی وہ بہت خوش تھی کیونکہ اسے ایک من چاہا جیون ساتھی جو مل گیا تھا مگر جب اسے اپنے ابو کی بیماری یاد آئی تو رونے لگ جاتی تب سجاد اسے حوصلہ دیتا عالیہ کے یوں حویلی میں بہو بن کے آ جانے سے بظاہر تو سب خوش تھے مگر اندر سے خوش نہیں تھے کیونکہ باہر نثار احمد کو بہت سے سوالوں کے جواب دینا پڑتے اور سجاد کی بھابی تو کبھی کبھی حد ہی کر دیتی وہ باتوں باتوں میں عالیہ کو بہت برا بھلا کہہ دیتی کیونکہ اس کی فطرت ہی کچھ ایسی تھی اور عالیہ بیچاری کوئی جواب نہ دیتی اور سجاد احمد کی محبت اسے سب کچھ برداشت کرنے کا حوصلہ دیتی ایسے حالات میں جب سجاد احمد نے عالیہ کے آگے پڑھنے کی بات کی تو ایک کبھی نہ ختم ہونے والا طوفان اٹھ کھڑا ہوا سب خاندان والے کسی بھی صورت میں عالیہ کو آگے پڑھنے کی اجازت نہیں دے رہے تھے ان کا کہنا تھا کہ شادی کے بعد لڑکیوں کو آگے پڑھنے کی ضرورت کیا ہے گھر کے کام ہی تو کرنے ہیں آج تک ہمارے خاندان کی کسی بہو نے یوں شادی کے بعد نہیں پڑھا اس لیے عالیہ بھی نہیں جائے گی دوسری طرف سجاد احمد سے عالیہ کی آنکھوں میں آنسو برداشت نہیں ہو رہے تھے اور پھر اس نے عالیہ سے وعدہ بھی کر رکھا تھا کہ وہ اس کا سپنا ضرور پورا کرے گا۔

نثار احمد نے کہا کہ اگر تم ہماری بات نہیں مانو گے تو اس گھر میں تمہارے لیے کوئی جگہ نہیں ہے تم یہ حویلی چھوڑ کر جا سکتے ہو میں اپنے خاندان والوں کے سامنے اور ذلیل نہیں ہونا چاہتا تھا جب کسی صورت میں نثار احمد نہ مانے تو سجاد نے گھر زمین جائیداد سب کچھ چھوڑ دیا کہا کہ اسے کچھ نہیں چاہیے اور وہ ہمیشہ کیلئے شہر آ گیا یہاں اس کا اپنا گھر نہ تھا مگر عالیہ کے ابو نے جو پہلے سب عالیہ کے نام پر تھا اب سجاد کے نام کر دیا۔ اور اسے اپنے ساتھ گھر پر رکھ لیا مگر سجاد نہ مانا، وہ چاہتا تھا کہ وہ عالیہ کو خود گھر لے کر رکھے گا تو عالیہ کے ابو نے سجاد احمد کو سمجھایا کہ بیٹا میرا جو کچھ ہے سب عالیہ کا ہی تو ہے اور عالیہ اب تمہاری ہے تو سب کچھ تمہارا ہی ہوا نا چنانچہ عالیہ کے اسرار پر سجاد مان گیا اور وہاں رہنے کی حامی بھر لی اور یوں دونوں نے اپنی زندگی کا آغاز نئے سرے سے کیا۔ ادھر عالیہ کے کزن دلاور کی بھی شادی ہو گئی وہ اپنی بیوی کے ساتھ ہمیشہ کے لیے امریکہ چلا گیا۔

پلک جھپکتے ہی بیس سال کا عرصہ گزر گیا پتہ ہی نہ چلا اس بیس سال کے عرصے میں بہت کچھ بدل گیا تھا شادی کے ایک سال بعد عالیہ کے ابو اسے اکیلا چھوڑ کر چلے گئے اپنے ابو کی ڈیتھ کے بعد عالیہ تو جیسے ٹوٹ سی گئی ہو اس مشکل دور میں سجاد احمد نے اسے سنبھالا پھر عالیہ نے اپنی ساری توجہ اپنی سٹڈی پر لگا دی وہ اپنے ابو کے سپنے کو پورا کرنا چاہتی تھی بہت جلد وہ ایک کامیاب وکیل بن گئی جبکہ سجاد احمد نے اپنی تعلیم درمیان میں ہی چھوڑ دی تھی کیونکہ عالیہ کے ابو کی ڈیتھ کے بعد ان کا بزنس سنبھالنے والا کوئی نہ تھا سو سجاد احمد نے سارے بزنس کو سنبھال لیا اور عالیہ نے اپنی تعلیم جاری رکھی اس بیس سال کے عرصے میں وہ نہ صرف ایک کامیاب وکیل بن گئی تھی بلکہ وکالت کے عہدے پر فائز ہو گئی تھی بس تھوڑے ہی عرصے میں وہ شہر کی جانی پہچانی وکیل تصور کی جانے لگی اس کا نام عزت و احترام سے لیا جانے لگا مسز سجاد عالیہ بیگم اس بیس سال کے عرصے میں وہ نہ صرف ایک کامیاب وکیل بن گئی تھی بلکہ وہ ایک ماں بھی بن گئی تھی ان کی زندگی خوشیوں سے بھر گئی تھی جب ان کی زندگی میں ایک چاند سا بیٹا آیا اس کا نام انہوں نے رضا احمد رکھا آج وہ پانچ سال کا تھا وہ بھی اپنی ماں کی طرح

بہت لائق تھا ہر کلاس میں اول آتا تھا دیکھتے ہی دیکھتے وہ بھی بڑا ہو گیا اس نے بھی اپنی سٹڈی پوری کی اور اپنے پاپا سجاد احمد کے ساتھ بزنس جوائن کر لیا اور اب عالیہ بیگم اور سجاد احمد کی خواہش تھی کہ ان کے گھر میں بھی بہو آ جائے تو ان کا آنگن ان کا گھر پورا ہو جائے یہی خواہش انہوں نے اپنے بیٹے کے سامنے رکھی تو اس نے خوشی خوشی ہاں کر دی سجاد احمد اور عالیہ بیگم جانتے تھے آجکل کی جنریشن کے بارے میں اس لیے انہوں نے رضا سے اس کی پسند پوچھی کہ اگر اسے کوئی لڑکی پسند ہے تو بتا دے پر رضا نے کہا نہیں ماما، پاپا مجھے کوئی بھی لڑکی پسند نہیں ہے آپ کو جو بھی لڑکی پسند ہو میرے لیے چن لیں کیونکہ میں جانتا ہوں ماں باپ کبھی اپنی اولاد کے لیے برا نہیں سوچتے آپ جو بھی لڑکی میرے لیے چنیں گے وہ اچھی ہی ہو گی پر میری ایک شرط ہے شرط کا نام سن کر عالیہ بیگم اور نثار احمد دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا کہ نجانے ان کا بیٹا کیا شرط رکھنے والا ہے ہاں بولو بیٹا کیا شرط ہے عالیہ بیگم نے پوچھا مما مجھے ایسی لڑکی چاہیے جو بالکل آپ کے جیسی ہو بس وہ وکیل نہ ہو۔ کیونکہ اگر وہ وکیل ہوئی تو آپ کی بہو کے پاس آپ کے بیٹے کے لیے کب ٹائم ہو گا۔ بے شرم تمہیں ایسی باتیں کرتے ہوئے شرم نہیں آتی اس سے پہلے کہ عالیہ بیگم کچھ اور کہتی وہ بھاگ گیا دونوں ہنستے رہ گئے پھر سجاد احمد اٹھ کر جانے لگا تو عالیہ بیگم نے اسے ہاتھ سے پکڑ کر بٹھا لیا اور بولی آئی ایم سوری وہ کیوں سجاد احمد نے پوچھا۔ میں جانتی ہوں آپ کو مجھ سے بہت شکایت ہو گی کیونکہ میں اب آپ کو زیادہ ٹائم نہیں دے پاتی پر میں بھی کیا کروں ایک تو کام کی ٹینشن ہوتی ہے اور دوسرا گھر کی ذمہ داریاں سجاد احمد نے عالیہ کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیا اور بولا نہیں عالیہ مجھے تم سے کوئی بھی شکایت نہیں ہے بھلا مجھے کیوں تم سے شکایت ہو گی بلکہ میں تو خود سوچتا رہتا ہوں کہ شاید میں ہی بزی ہو گیا ہوں اور تمہارے ساتھ زیادہ وقت نہیں دے پاتا دونوں ہنس پڑتے ہیں سجاد تم جانتے ہو ناں ان کالج کے دنوں کو ہاں عالیہ سب جانتا ہوں کتنا اچھا ہوتا ہے وہ زمانہ جب کسی کی پرواہ نہیں ہوتی کندھوں پر کوئی ذمہ داری نہیں ہوتی نہ کام کی ٹینشن ہوتی ہے نہ گھر کی نہ بچوں کی ذمہ داری کچھ بھی تو نہیں ہوتا ایک بات پوچھو سجاد کیا اب بھی آپ مجھ سے اتنی ہی محبت کرتے ہو جتنی شادی سے پہلے کرتے تھے تو سجاد احمد نے پوچھا ارے آج تمہارے من میں یہ سوال کیوں آیا اور کیوں تمہیں کوئی شک ہے کیا، سجاد احمد نے پیچھے صوفے پر ٹیک لگاتے ہوئے پوچھا نہیں شک تو نہیں ہے بس ایسے ہی پوچھا تھا ہاں میری عالیہ بیگم میں آج بھی تم سے اتنی ہی محبت کرتا ہوں جتنی کہ شادی سے پہلے کرتا تھا اور تم عالیہ بیگم! تو عالیہ بھی بولی تو کیا آپ کو بھی کوئی شک ہے کیا دونوں ہنس پڑے عالیہ بیگم میں جانتا ہوں تم سے اکیلے گھر کی ذمہ داری نہیں سنبھالی جاتی اسی لیے تو میں چاہتا ہوں کہ جلد از جلد رضا کی شادی کر دیں تا کہ بہو گھر کی ذمہ داری سنبھال سکے عالیہ میری نظر میں ایک لڑکی ہے وہ میرا دوست ہے ناظفر اس کی بیٹی ہے ظفر کی بیوی ایک سال پہلے انتقال کر گئی تو وہ اب اپنی بیٹی کی شادی کرنا چاہتا ہے وہ چاہتا ہے کہ جیتے جی بیٹی کے ہاتھ پیلے کر دیں ماشاء اللہ لڑکی بہت اچھی ہے تو پھر اس میں سوچنے والی کونسی بات ہے ہمیں دیر نہیں کرنی چاہیے پھر عالیہ بیگم اور رضا نے رضا کی شادی کر دی یوں رخسار ان کے گھر میں بہو بن کے آ گئی رخسار سجاد احمد کے دوست کی بیٹی تھی وہ بہت اچھی بہو ثابت ہوئی اس نے آتے ہی گھر کی ساری ذمہ داری سنبھال لی وہ سجاد اور عالیہ کا بہت خیال رکھتی تھی عالیہ اور سجاد بھی دل میں بہت خوش تھے کہ ضرور انہوں نے کوئی نیک کام کیا ہو گا جو انہیں اتنی اچھی بہو بیٹی کی صورت میں مل گئی ہے اور رضا بھی بہت خوش تھا کیونکہ رخسار بہت پیار کرنے والی بیوی تھی وہ اپنے ماں باپ کی پسند پر ناز کرتا تھا جو انہوں نے رخسار کو اس کے لیے جیون ساتھی چنا۔ شادی کے 2 سال بعد خدا نے انہیں ایک چاند سی بیٹی دی تو ایک بار پھر ان کا گھر خوشیوں سے بھر گیا وہ چاند سی گڑیا اتنی پیاری تھی کہ جب چاند بھی دیکھتا تو شرما جاتا اس سے سب نے مل کر اس کا نام شرمین رکھا۔ سب کی آنکھوں کا تارا تھی ایک دن دوپہر کو کال آئی گھر پر کوئی نہیں تھا سوائے رخسار اور شرمین کے سجاد احمد اور رضا آفس گئے تھے اور عالیہ بیگم بھی گھر پر نہیں تھیں وہ بھی کسی کلائینٹ سے کیس کے سلسلے میں ملنے گئی تھیں رخسار نے فون ریسیو کیا دوسری طرف کوئی مرد بول رہا تھا جی آپ کون رخسار نے پوچھا کیا یہ عالیہ اور سجاد احمد کے گھر کا

نمبر ہی ہے۔ جی یہ ان کے گھر کا ہی نمبر ہے پر آپ کون میں انکل، بیٹا میں عالیہ کا کزن دلاور بات کر رہا ہوں امریکہ سے پر آپ کون ہو بیٹا انکل میں رخسار ہوں رضا کی وائف اس گھر کی بہو اور تو آپ ہماری بہو ہیں، بیٹا کیا میں عالیہ سے بات کر سکتا ہوں نہیں انکل اس وقت تو آنٹی گھر پر نہیں ہیں ہاں شام کو ہو سکتی ہے اچھا بیٹا جب شام کو سب گھر آئیں تو انہیں بتانا میں پھر شام کو کال کروں گا۔ جی انکل اوکے۔

رخسار سوچنے لگی کہ شاید یہ وہی دلاور انکل ہیں جن کا ذکر ایک دن آنٹی کر رہی تھیں سب پرانی تصویریں دیکھ رہے تھے تو عالیہ نے بتایا تھا کہ یہ اس کا چچازاد کزن ہے دونوں بچپن میں ایک ساتھ ہیر ہے ہیں دونوں دوست تھے وہ شادی کے بعد اپنی فیملی کے ساتھ امریکہ چلا گیا کیوں کہ یہاں انکل کی ڈیتھ کے بعد یہاں اس کا کوئی بھی نہیں تھا ہاں شاید وہی انکل ہوں گے۔

جب سب گھر آئے تو شرمین نے بتایا کہ امریکہ سے کوئی دلاور انکل کا فون آیا تھا سجاد احمد اور عالیہ بیگم چونک گئے کہ اتنے سالوں بعد دلاور کو کیسے ان کی یاد آ گئی پھر شام کو دلاور نے کال کر کے بتایا کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے پاکستان آ رہا اس نے بتایا کہ اس کا پوتا ہے جو 4 سال کا ہے بس اسی کی ضد ہے کہ وہ پاکستان جانا چاہتا ہے سب اس کی ضد کے آگے ہار مان گئے ہیں اور وہ اپنی فیملی سمیت آ رہے ہیں اس نے عالیہ سے کہا کہ اگر ان کے پاکستان آنے سے پہلے یہاں گھر کا بندوبست ہو جاتا کیونکہ وہ اپنا پہلا گھر تو فروخت کر کے گئے تھے تو عالیہ نے کہا بھائی صاحب! کہیں اور رہنے کی کیا ضرورت ہے آپ جتنی دیر تک چاہیں ہمارے گھر رہ سکتے ہیں اور پھر آپ خود یہاں آ کر اپنی پسند کا گھر خرید لیں سجاد نے بھی یہی کہا تو دونوں کے اصرار پر دلاور مان گیا پھر کچھ دنوں بعد وہ اپنی پوری فیملی کے ساتھ پاکستان آ گیا۔ سب دلاور کی فیملی سے مل کر بہت خوش ہوئے دلاور کی بیوی بختاور، ان کا بیٹا احسن، بہو آسما اور پوتا شاذل وہ سب بھی عالیہ کی فیملی سے مل کر بہت خوش ہوئے خاص کر اسماء کو تو رخسار کی صورت اس کی ہم عمر دوست مل گئی اسماء پہلی بار پاکستان آئی تھی وہ اور اس کی فیملی وہاں سالوں سے امریکہ میں مقیم تھے احسن اور اسما کی شادی لو میرج تھی شاذل 4 سال کا تھا بہت ہی پیارا تھا جب وہ اپنی توتلی زبان میں بولتا تو اس پر بے اختیار پیار آتا شرمین ایک سال کی تھی وہ شرمین کے ساتھ ایسے گھل مل گیا جیسے وہ اسی کی ملکیت ہو، ہر وقت اس کے ساتھ کھیلتا رہتا پھر رخسار کو بھی اسماء کی صورت دوست مل گئی تھی دلاور کی فیملی کو آئے بہت دن ہو گئے تھے سب ڈنر کے لیے ڈائننگ ٹیبل پر جمع تھے سجاد احمد نے دلاور کے چہرے پر پریشانی کو بھانپتے ہوئے پوچھا کیا بات ہے دلاور صاحب کچھ پریشان لگ رہے ہو اور احسن تم بھی کیا بات ہے؟

نہیں انکل ایسی کوئی بات نہیں وہ ابو ذرا کام کو لے کر پریشان ہیں آپ جانتے ہوں گے انکل کہ ایک نئے سرے سے بزنس کو چلانا کتنا مشکل ہوتا ہے تو سجاد احمد بولا لو بھئی اس میں پریشان ہونے والی کونسی بات ہے ہمارا اپنا بزنس ہے نا تم لوگ اسے جوائن کر لو نئے سرے سے بزنس کو شروع کرنے کی کیا ضرورت ہے ارے نہیں سجاد صاحب اب ایک اور مہربانی نہیں ہم پہلے ہی آپ کے گھر رہ رہے ہیں ہم آپ پر اور زیادہ بوجھ نہیں بننا چاہتے تو رضا بھی بولا انکل پاپا بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں آپ ہمارا بزنس جوائن کر یں پھر ہم سب مل کے کام کریں گے پھر عالیہ بیگم کے بے حد اصرار پر دلاور اور احسن راضی ہو گئے پھر انہوں نے تھوڑی کوشش کے بعد گھر بھی لے لیا جو عالیہ کے گھر کے تھوڑے فاصلے پر تھا بس چند گھر چھوڑ کر پھر دلاور کی فیملی اپنے گھر میں شفٹ ہو گئی مگر شاذل کسی بھی صورت شرمین کو چھوڑنے کے لیے تیار نہیں تھا اسما نے بڑی مشکل سے شاذل کو سمجھایا آخر بچے تو بچے ہوتے ہیں وہ اس شرط پر مان گیا کہ وہ روز شرمین کے ساتھ کھیلنے آیا کرے گا پھر یونہی ملتے ملاتے زندگی کے تین سال اور گزر گئے ان تین سالوں میں شرمین 4 سالوں کی ہو گئی تھی وہ بھی شاذل کے ساتھ سکول جانے لگی تھی دونوں اکٹھے سکول جاتے اور اکٹھے واپس آتے ان کے درمیان کی کمپنی اب بھی برقرار تھی دونوں ایک دوسرے کے بنا نہیں رہتے تھے ان تین سالوں میں دلاور کی بیوی اور رخسار کے ابو وفات پا گئے تھے اور

اب شاذل عالیہ بیگم کو ہی دادو بلاتا تھا اور عالیہ بیگم بھی، بلکہ عالیہ بیگم ہی نہیں بلکہ گھر کے دوسرے ممبر بھی شاذل اور شرمین کو بہت پیار کرتے تھے کیونکہ ان کی فیملی میں دو ہی بچے تھے زندگی یونہی اپنی ڈگر پر چلتی جا رہی تھی ہر طرف خوشیاں ہی خوشیاں تھی مگر کون جانے اگلے پل کیا ہونے والا ہے انسان اپنی خوشیوں میں کھویا اس زندگی کی ڈگر پر چلتا جاتا ہے اس زندگی کی ڈگر پر چلتے چلتے کب طوفان انسان کو اپنی لپیٹ میں لے لیں کچھ پتہ نہیں چلتا، عالیہ بیگم کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا خدا نے اس سے اس کا سب کچھ ایک ہی پل میں چھین کر اسے بہت بڑے امتحان میں ڈال دیا تھا ہوا کچھ یوں کہ رضا احمد صبح آفس جانے کے لیے تیار ہو رہے تھے رخسار بھی پاس ہی بیٹھی تھی کیا بات ہے آج بہت خوش نظر آ رہی ہے رضا احمد نے اپنی ٹائی درست کرتے ہوئے کہا رضا آپ کو پتہ ہے آج کون سا دن ہے ہاں پتہ ہے آج سنڈے ہے اور آج مجھے ایک بہت ہی اہم میٹنگ میں جانا ہے رضا نے یہ سب جان بوجھ کر کہا حالانکہ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ آج اس کی میرج اینی ورسری ہے وہ اصل میں رخسار کو سرپرائز دینا چاہتا تھا سو وہ اسے وش کیے بغیر آفس چلا گیا اتنے میں اس کے موبائل کی رنگ بجی اس نے دیکھا تو اسما کی کال تھی اسما نے اسے وش کیا دیکھو اسما تمہیں یاد ہے حالانکہ میں نے تو تمہیں صرف ایک بار بتایا تھا جبکہ شرمین کے پاپا وہ کیسے بھول سکتے ہیں رخسار نے بجھے موڈ کے ساتھ اسما کو بتایا ارے رخسار تم ٹینشن مت لو ہو سکتا ہے وہ تمہیں سرپرائز دینا چاہتے ہوں ہاں اسما یہ بھی ہو سکتا ہے کیونکہ انہیں سرپرائز دینے کی بہت عادت ہے کبھی کبھی تو ایسا سرپرائز کرتے ہیں کہ میں بھی حیران رہ جایا کرتی ہوں وہ ابھی اسما سے بات کر رہی تھی کہ درمیان میں میسج ٹیون بجی ایک منٹ اسما میں تم سے بعد میں بات کرتی ہوں شاید کسی کا میسج آیا ہے ذرا دیکھوں تو سہی کس کا ہے یہ کہہ کر اس نے کال کٹ کی دیکھا تو شرمین کے پاپا کا میسج تھا اس نے جلدی سے اوپن کیا لکھا تھا رائٹ سائیڈ والا ڈریو کھول کر دیکھو اس میں تمہارے لیے کچھ ہے رخسار نے جلدی سے ڈریو کھولا تو اس میں اس کے لیے ایک گفٹ تھا اور ساتھ میں ایک کارڈ بھی تھا رخسار نے جلدی سے کارڈ کھولا اور پڑھنے لگی مائی ڈیئر وائف کیا ایسا بھی ہو سکتا ہے میں یہ دن بھول جاؤں اسی دن خدا نے تمہیں میرا جیون ساتھ بنایا تھا تم نے زندگی کے ہر دکھ سکھ میں میرا ساتھ دیا ہے میں آج بھی وہ دن یاد کرتا ہوں جب مما اور پاپا نے مجھ سے رشتے کی بات کی تھی تو میں نے ان سے کہا تھا آپ جسے بھی میرے لیے چنیں گے وہی میری جیون ساتھی ہو گی مجھے فخر ہوتا ہے اپنے ماں باپ کی پسند پر کبھی کبھی سوچتا ہوں اگر میں انکار کر دیتا تو کیا ہوتا۔ مائی ڈیئر وائف میں زندگی میں کبھی بھی یہ دن نہیں بھولوں گا ہیپی میرج اینی ورسری شام کو میں جلدی گھر آ رہا ہوں تم تیار رہنا ہم شام کو باہر ڈنر کے لیے چلیں گے۔ اس گفٹ میں تمہارے لیے جو ڈریس ہے وہی پہن کے تیار ہونا۔ بائے سی یو ایوننگ، کارڈ پڑھ کے رخسار کی آنکھوں میں آنسو آ گئے نجانے اس کی آنکھوں میں یہ آنسو کیوں تھے شاید یہ خوشی کے آنسو تھے اس نے پہلے اپنے آنسو صاف کیے اور گفٹ کھولا تو اس میں بہت ہی پیاری لائٹ ریڈ کلر کی ڈریس تھی جو رضا احمد کا فیورٹ کلر تھا۔ [illegible] نے پھر جلدی سے اسما کو فون کیا اور اسے بتایا تو اسما نے کہا دیکھا میں نے کہا تھا نا کہ بھائی ضرور سرپرائز دینا چاہتے ہیں پھر اسما نے کہا اوکے میں شام کو آؤں گی اور تمہیں تیار کر کے جاؤں گی بالکل ایک نئی نویلی دلہن کی طرح آپ کو پتہ نہ ہو [illegible] میں نے امریکہ کے بیسٹ پالر سے بیوٹی کورس کیا ہے اچھا بابا اوکے آ جانا اور کر دینا تیار، اچھا اسما شام کو شاذل کو بھی ساتھ لے کر آنا جب ہم باہر جائیں گے تو شاذل ہو گا تو شرمین ساتھ جانے کی ضد نہیں کرے گی۔ اوکے بائے رخسار۔

شام کو رضا احمد نے جلد کام ختم کیا اور گھر کے لیے نکلنے لگا۔ تو اتفاق سے سجاد احمد بھی گھر آنے کے لیے نکل رہے تھے بابا آپ کہاں جا رہے ہیں کہیں نہیں بیٹا وہ بس ذرا طبیعت کچھ ٹھیک نہیں ہے اس لیے گھر جا رہا ہوں وہ آج میں نے رخسار سے وعدہ کیا ہے کہ میں اسے آج باہر ڈنر کے لیے لے کر جاؤں گا وہ پاپا آج ہماری شادی کی اینی ورسری ہے واہ تو چلو ہم دونوں ساتھ ہی چلتے ہیں اچھا پاپا آپ جا کر گاڑی باہر نکالیں میں انکل دلاور اور احسن کو بتا کر آتا ہوں تاکہ اگر ہماری غیر موجودگی میں کوئی کام ہو تو وہ سنبھال لیں تھوڑی دیر بعد وہ دونوں گاڑی میں بیٹھے تھے۔ بیٹا میں ایک بات پوچھوں تم سے

ہاں پاپا پوچھئے اس میں اجازت لینے کی کیا بات ہے وہ بیٹا یہ جان کر خوشی ہوئی کہ آج تمہاری شادی کی سالگرہ ہے بیٹا تم رخسار کے ساتھ خوش تو ہو ناں ہاں پاپا میں رخسار کے ساتھ بہت خوش ہوں پر بیٹا جب ہم نے تمہارا رشتہ رخسار کے ساتھ طے کیا تھا تو مجھے اور تمہاری مما کو بہت فکر ہو رہی تھی کہ ہم تم پر اپنی مرضی تو نہیں تھوپ رہے ہیں تم نے ہماری خوشی کی خاطر ہاں کی ہے ہو سکتا ہے تمہیں کوئی اور لڑکی پسند ہو پر بیٹا پھر ہمیں بعد میں احساس ہوا کہ رخسار تمہارے لیے ایک پرفیکٹ لیون ساتھی ہے تم اس کے ساتھ بہت خوش ہو آج ہمیں لگتا ہے ہم نے تمہارے لیے رخسار کا انتخاب کر کے کچھ غلط نہیں کیا تھا۔ پاپا آئی ایم سو سوری وہ کار ڈرائیو کرتے ہوئے اپنے پاپا کی طرف دیکھنے لگا لیکن اگلے ہی پل وہ ہو گیا جس کے بارے میں انہوں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا جیسے ہی رضا نے سامنے کی طرف دیکھا تو آگے سے تیز رفتار آتے ہوئے ٹرک سے ان کی گاڑی ٹکرا گئی رضا نے بہت سنبھالنے کی کوشش کی پر سنبھال نہ سکا اور ان کی گاڑی قلابازیں کھاتی ہوئی دور جا گری سجاد کے منہ سے آخری الفاظ ہی نکلے سنبھل کے بیٹا گھر پر رخسار تمہارا انتظار کر رہی ہو گی جبکہ رضا احمد سے اس کی سانسیں کب کی ساتھ چھوڑ چکی تھیں۔

دوسری طرف رخسار بہت بے چینی کے ساتھ رضا کا ویٹ کر رہی تھی اسما نے اسے بہت خوبصورت تیار کیا تھا رخسار دیکھنا آج جب رضا بھائی تمہیں دیکھیں گے تو پلکیں جھپکنا بھول جائیں گے ارے نہیں رخسار اب میری وہ عمر کہاں رہی اب تو میں ایک بچی کی ماں بھی بن گئی ہوں وہ تو ان کا اصرار تھا سو میں تیار ہو گئی باہر جانے کے لیے او ہو اب چھپا کیوں رہی ہو رخسار میڈم مجھے سب پتہ ہے چنانچہ اسما کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دے رہی تھی رخسار کو تنگ کرنے کا۔

جیسے جیسے وقت گزر رہا تھا رخسار کی بے چینی بڑھ رہی تھی کیونکہ رضا شام کا کہہ کر گئے تھے اب تک تو انہیں آفس سے آ جانا چاہیے تھا رخسار تم ٹینشن مت لو ہو سکتا ہے راستے میں بہت زیادہ ٹریفک ہو اس لیے وہ ٹریفک میں پھنس گئے ہوں گے اچھا تم اپنی پریشانی دور کرنے کے لیے فون کر کے پوچھ لو رخسار نے جب فون ملایا تو رضا کا فون آف جا رہا تھا رخسار کی پریشانی اور بھی بڑھ گئی اچھا تم ٹینشن مت لو میں احسن سے پوچھتی ہوں یہ کہہ کر اسما نے احسن کا نمبر ڈائل کر دیا۔ دو تین بار کال کرنے کے بعد احسن نے کال ریسیو کی ارے میں کب سے کال کر رہی ہوں آپ ریسیو نہیں کر سکے۔ وہ دراصل میں کار ڈرائیو کر رہا ہوں کیوں آپ کہیں جا رہے ہیں وہ میں نے آپ سے پوچھنا تھا کہ رخسار بہت پریشان ہو رہی ہے رضا بھائی شام کا کہہ کر گئے تھے اور اب تک نہیں پہنچے ان کا فون بھی آف آ رہا ہے کیا وہ آفس سے نکل گئے ہوں گے ہاں اسما میں بھی پتہ اس سلسلے میں باہر نکلا ہوں وہ بات دراصل یہ ہے کہ پہلے پرومس کرو اسما کہ تم کسی سے کچھ نہیں کہو گی آپ بتائیے تو کیا بات ہے اسما نے احسن کے لہجے کی پریشانی کو بھانپتے ہوئے کہا وہ بات دراصل یہ ہے کہ اسما ایک گھنٹہ پہلے انکل اور رضا دونوں آفس سے نکل گئے تھے پہلے اکیلا رضا آنے والا تھا پر انکل کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی سو وہ دونوں اکٹھے گھر کے لیے نکل پڑے اور اور احسن کی زبان اس کا ساتھ نہیں دے رہی تھی اور کیا بتاؤ احسن میرا دل بہت گھبرا رہا ہے اسما نے ذرا دھیمی آواز میں کہا تا کہ رخسار سن نہ پائے وہ شرمین کے ساتھ بزی تھی مجبوراً احسن کو بتانا پڑا اسما ابھی تھوڑی دیر پہلے مجھے ایک نمبر سے کال آئی کہ فلاں جگہ پر ایک کار کا بہت بری طرح ایکسیڈنٹ ہوا ہے اور کار میں سوار دونوں شخص موقع پر ہی جاں بحق ہو گئے ہیں اور اس شخص نے یہ بھی بتایا کہ وہ یہ نمبر پاس پڑے موبائل سے لے کر کال کر رہا ہے پلیز اسما تم ابھی کسی سے کچھ مت کہنا میں ابھی جا کر دیکھتا ہوں ہو سکتا ہے وہ کوئی اور ہو میں اچھی طرح سے کنفرم کر کے تمہیں اطلاع کرتا ہوں تم ابھی گھر والوں سے کچھ نہیں کہنا او کے بائے۔

کیا ہوا اسما احسن بھائی نے کیا کہا دیکھو اب ساڑھے آٹھ بج چکے ہیں اور رضا ابھی تک نہیں آئے کیا وہ ابھی تک آفس میں ہی ہیں اسما بتاؤ تم کہاں کھوئی ہوئی ہو باں وہ میں کیا ہاں وہ میں تیں لگا رہی ہے تم نے اسما بتاؤ نہ رضا کہاں ہے احسن نے کچھ بتایا ہاں، رخسار احسن نے بتایا کہ وہ آفس سے کب کے نکل چکے ہیں شاید راستے میں ٹریفک میں پھنس گئے ہوں گے بس تم ریلیکس کرو ابھی آتے ہی ہوں گے اسما بے چینی کے ساتھ ادھر ادھر ٹہل رہی تھی بار بار موبائل کی طرف دیکھ رہی تھی کہ کب احسن کی کال آئے اور اسے کچھ پتہ چلے اسما کیا بات ہے تم کچھ پریشان لگ رہی ہو میں دیکھ رہی ہوں جب سے تمہاری احسن سے بات ہوئی ہے تم پریشان ہو اور ادھر ادھر ٹہل رہی ہو خیریت تو ہے ناں ہاں رخسار بس ٹھیک ہے وہ تو بس ایسے ہی ٹہل رہی ہوں اچھا چلو آؤ جب تک رضا بھائی نہیں آتے ہم باہر چلتے ہیں دیکھتے ہیں شرمین اور شاذل کیا کر رہے ہیں اور ہاں آنٹی کہاں ہیں وہ اپنے کمرے میں ہوں گی پھر وہ کمرے سے باہر آئی تو عالیہ بیگم نے انہیں دیکھ کر پوچھا ارے رخسار تم ابھی تک گئی نہیں ہو ڈنر کے لیے مجھے تو لگا تھا کہ اب تک تم دونوں چلے گئے ہوں گے اور اسما تم ابھی تک یہی ہو ابھی تک اپنے گھر نہیں گئی وہ آنٹی بس جانے ہی والے تھی اتنے میں احسن کی کال آ گئی اسما نے جلدی سے کال ریسیو کی اور جو احسن نے بتایا وہ سن کے اسما کے ہاتھوں سے موبائل گر گیا اس نے بتایا کہ اسما انکل سجاد اور رضا اب اس دنیا میں نہیں رہے میں اور پاپا ان کی ڈیڈ باڈی کو لے کر آ رہے ہیں تم گھر پر سب سنبھال لینا او کے۔

کیا ہوا اسما تمہارے ہاتھ سے یوں موبائل کیوں گر گیا ہے پلیز بتاؤ اسما کیا بات ہے اور یہ تم رو کیوں رہی ہو خیریت تو ہے ناں عالیہ بیگم بھی بار بار پوچھ رہی تھیں اسما کیسے بتاتی سب کو جبکہ اس کی سمجھ میں خود نہیں آ رہا تھا کہ یہ سب کیسے ہو گیا اس سے پہلے کہ اسما اسے کچھ بتاتی باہر سے ایمبولینس کی آواز آئی جب عالیہ بیگم اور رخسار نے سنا کہ یہ آواز ان کے گھر کے باہر سے آ رہی ہے وہ دونوں بھاگ کر باہر گئیں تھوڑی دیر میں ایمبولینس کی آواز سن کے اور بھی لوگ جمع ہو گئے تھوڑی دیر بعد دلاور اور احسن نے دو بوڈی باہر نکالیں عالیہ بیگم اور رخسار ابھی تک کھڑی یہ منظر دیکھ رہی تھیں وہ اب تک سمجھ رہی تھیں کہ یہ ڈیڈ بوڈی کسی اور کی ہوں گی لیکن جب انہیں ان کے گھر کی طرف لایا جانے لگا تو وہ دونوں دوڑ کر دلاور اور احسن کے پاس گئیں اسما بھی ساتھ ہی تھی احسن یہ کون ہیں عالیہ بیگم نے حیرانگی سے پوچھا انٹی وہ وہ احسن اپنے جذبات کو کنٹرول میں نہ رکھ سکا اور عالیہ بیگم کے گلے لگ گیا اور اس نے روتے ہوئے بتایا کہ انٹی یہ سجاد انکل اور رضا ہیں نہیں عالیہ بیگم نے ایک جھٹکے کے ساتھ احسن کو دھکا دے دیا یہ تم کیا کہہ رہے ہو احسن تمہیں کچھ ہوش بھی تو ہے جب دلاور نے آگے بڑھ کے سجاد اور رضا کے چہرے سے کپڑا ہٹایا تو عالیہ بیگم کی چیخ نکل گئی اور رخسار بھی رضا کا خون سے بھرا چہرہ دیکھ کر بے ہوش ہو گئی اسما نے بڑی مشکل سے عالیہ بیگم کو سنبھالا ہر طرف قیامت کا منظر تھا عالیہ بیگم چیخ چیخ کر سجاد سے پوچھ رہی تھی کہ اس نے اسے اتنا بڑا دھوکہ کیسے دے دیا اس نے تو ہمیشہ ساتھ نبھانے کا وعدہ کیا تھا ساتھ جینے مرنے کی قسم کھائی تھی اب کیسے تم اپنی قسم توڑ سکتے ہو۔ اب کیسے مجھے چھوڑ کر جا سکتے ہو عالیہ بیگم کبھی سجاد کو پکارتی اور کبھی رضا کو وہ بار بار بے ہوش ہو جاتی سب اسے سنبھالنے کی کوشش کرتے۔ مگر اسے کہاں ہوش تھا جس کی دنیا اس کے سر کا تاج اور بڑھاپے کا سہارا چھین گیا ہو۔ پاس بیٹھی خواتین جلے پر نمک چھڑکنے کا کام کر رہی تھیں جتنے منہ اتنی باتیں کوئی کہہ رہا تھا بیچاری کتنی بدقسمت ہے کوئی کہہ رہا تھا شوہر کے ساتھ ساتھ بیٹا بھی چھوڑ کر چلا گیا اب کون بنے گا اس کے بڑھاپے کا سہارا سب عورتیں جو منہ میں آتا بولتی جا رہی ہیں دو تین کو اسما نے سنائی کہ اگر کسی کے دکھ میں شریک ہو کر اسے کم نہیں کر سکتی تو اسے بڑھاؤ بھی مت ایک طرف عالیہ بیگم غم سے نڈھال تھی تو دوسری طرف رخسار ابھی تک ہوش میں نہیں آئی تھی ڈاکٹر اسے ہوش میں لانے کی کوشش کر رہے تھے بالآخر ڈاکٹر کی انتھک کوشش کے بعد رخسار ہوش میں آ گئی پر اسے گہرا صدمہ لگا اسے ہر بات بھول گئی تھی یاد تھا تو صرف یہ تھا کہ شام کو رضا آنے والے ہیں اور دونوں نے ڈنر کے لیے جانا ہے اسما اسے پکڑ کر سجاد اور رضا کی میت کے پاس لائی جب رخسار نے دیکھا کہ رضا چارپائی پر لیٹا ہوا ہے تو پاس ہی بیٹھ گئی اور کہنے لگی پلیز آپ سب رو کیوں رہے ہیں رضا سو رہے ہیں چپ کر جاؤ سب پھر بولی رضا تم کب آئے اتنی دیر سے کیوں آئے ہو میں کب سے تیار ہو کر تمہارا ویٹ کر رہی ہوں دیکھو رضا میں نے تمہارا گفٹ کیا ہوا ڈریس بھی پہنا ہے تم نے دیکھا ہی نہیں اور آتے ہی سو گئے اچھا تم سو جاؤ جب سو کر اٹھو گے تب ڈریس دیکھنا اور پھر بتانا کہ کیسا لگ رہا ہے پھر ہم ایک ساتھ ڈنر کو چلیں گے رخسار بالکل پاگل ہو گئی تھی پھر بولی

بڑے پاپا آپ بھی رضا کے ساتھ ہی سو گئے کیا آپ نے کھانا کھایا میں آپ کے لیے کھانا لگاتی ہوں آپ اٹھئے اور ہاتھ منہ دھو لیں وہ اٹھ کر جانے لگی عالیہ بیگم نے اسے پکڑ کر بٹھا لیا دیکھو رخسار تمہارے بڑے پاپا اور رضا ہمیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر چلے گئے ہیں تو زور زور سے ہنسنے لگی بڑے پاپا تو لیٹے ہوئے ہیں آپ بھی نہ آنٹی کیا کہہ رہی ہیں دیکھو دونوں سامنے ہی تو لیٹے ہوئے ہیں اور آپ کہہ رہی ہیں کہ وہ ہمیں چھوڑ کر چلے گئے ہیں دیکھنا انٹی ابھی رضا سو کر اٹھے گا تو ہم باہر ڈنر کے لیے جائیں گے آپ بھی ناں آنٹی آپ کہہ رہی ہیں کہ رضا کہیں چلے گئے ہیں اسما کہاں ہو تم دیکھو میرا میک اپ تو خراب نہیں ہوا ہے جب رضا میرا خراب میک اپ دیکھیں گے تو کیا کہیں گے انہیں بہت برا لگے گا اسما نے رخسار کو جھنجھوڑا پاگلوں جیسی باتیں مت کرو رخسار دیکھو رخسار رضا مر چکا ہے اب وہ کبھی سو کر نہیں اٹھے گا ہوش کرو کچھ رخسار اور دیکھو تمہارے بڑے پاپا بھی ہمیشہ کیلئے تمہیں عالیہ آنٹی کو ہم سب کو چھوڑ کر جا چکے ہیں رخسار یک دم اٹھی اور اپنے کمرے کی طرف بھاگی نہیں رضا مجھے چھوڑ کر نہیں جا سکتے وہ تو صبح مجھ سے وعدہ کر کے گئے تھے وہ کیسے اپنا وعدہ بھول سکتے ہیں اس سے پہلے کہ کوئی اسے پکڑتا اس نے فوراً دروازہ بند کر لیا کتنی دیر دروازہ پیٹنے کے بعد بھی رخسار نے دروازہ نہ کھولا اور اندر سے کوئی آواز نہ آئی تو مجبوراً دروازہ توڑنا پڑا جب دیکھا تو رخسار فرش پر بے ہوش پڑی تھی اور اس کے سر سے خون بہہ رہا تھا اسما نے جلدی سے اسے ڈاکٹر کی مدد سے بیڈ پر لٹایا ڈاکٹر نے رخسار کے سر پر پٹی لگائی پھر ڈاکٹر نے رخسار کو چیک کیا اور بتایا کہ رخسار پریگنٹ ہے بی فورون منتھ از پریگنٹ۔ جب رخسار کو ہوش آیا تو وہ نارمل دکھائی دے رہی تھی وہ ایک آہ کی آواز کے ساتھ اٹھ بیٹھی اور بولی یہ میرے سر پر پٹی کیوں لگا رکھی ہے وہ سب کو حیرانگی سے دیکھ رہی تھی پھر ڈاکٹر نے بتایا ڈونٹ وری اب پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے رخسار اب بالکل ٹھیک ہے پر ڈاکٹر ابھی تھوڑی دیر پہلے جو اس کا بی ہیو آ رہا تھا وہ کیا تھا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے بیٹی اکثر کیسز میں ایسا ہوتا ہے جب کوئی گہرا صدمہ مریض کو لگے تو وہ کچھ پل کیلئے اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھتا ہے اس کا ذہن پہ ایکسیلنٹ نہیں کر پا رہا ہوتا کہ یہ کیسے ہو گیا اور آپ کی بہو کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا تھا اچھا اب میں چلتا ہوں۔

رخسار پھٹی پھٹی آنکھوں سے ڈاکٹر اسما اور عالیہ بیگم کو دیکھ رہی تھی پھر اسے باہر رونے کی آوازیں آئی ارے یہ کون رو رہا ہے باہر وہ بھاگ کر باہر گئی مگر باہر کا منظر دیکھ کر وہ ایک بت بنی رہ گئی اور دوڑ کر رضا سے لپٹ گئی وہ کبھی رضا کو پکارتی اور سجاد کو ہر آنکھ اشکبار تھی رخسار عالیہ بیگم کے گلے لگ گئی مما یہ کیسے ہو گیا ابھی صبح ہی رضا اور بڑے پاپا اچھے بھلے تھے دیکھ لو بیٹا جتنا جی بھر کے دیکھنا ہے رضا کو اپنے بڑے پاپا کو وہ دوبارہ تمہیں کبھی نظر نہیں آئیں گے نہیں انٹی رضا میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے آج ہی کے دن تو ہم ملے تھے اور آج ہی کے دن وہ ہمیں چھوڑ کر کیسے جا سکتے ہیں۔ عالیہ بیگم کے لیے خود کو سنبھالنا اتنا آسان تو نہ تھا مگر اس نے خود کو سنبھال لیا بلکہ نہ صرف خود کو رخسار کو بھی سنبھالا عالیہ بیگم میچور تھی وہ خود کو سنبھال سکتی تھی ایسے حالات کا مقابلہ کر سکتی تھی پر رخسار تو ابھی بچی تھی اس کی ابھی ایج ہی کیا تھی اس کے لیے ایسے حالات کا مقابلہ کرنا آسان نہیں تھا پھر صبح کو سجاد احمد اور رضا احمد کو لاکھوں اشکوں کے ساتھ سپرد خاک کر دیا گیا۔ رخسار پر ہر روز بیہوشی کے دورے پڑتے جبکہ عالیہ بیگم بھی غم سے نڈھال تھی اس مشکل گھڑی میں کوئی بھی عالیہ بیگم کے ساتھ نہیں تھا تب دلاور دا حسن اسما نے بہت ساتھ دیا عالیہ بیگم کا، پھر آہستہ آہستہ دن ہفتوں میں اور ہفتے مہینوں میں گزرنے لگے اس حادثے کے بعد رخسار کی طبیعت بہت خراب رہنے لگی سارا سارا دن اور ساری ساری رات وہ روتی رہتی اور ڈاکٹر نے صاف کہہ دیا کہ رخسار کو چاہیے کہ وہ زیادہ سے زیادہ خوش رہے اگر وہ یونہی ٹینشن لیتی رہی تو ماں اور بچے دونوں کے لیے خطرہ ہو سکتا ہے جب عالیہ بیگم نے یہ بات سنی تو وہ رخسار کو زیادہ سے زیادہ خوش رکھنے کی کوشش کرتی مگر خود اکیلے میں پھوٹ پھوٹ کر روتی مگر وہ اس بات سے بے خبر تھی کہ ایک اور غم بانہیں پھیلائے اس کا انتظار کر رہا ہے اسے کیا خبر تھی جب خوشیاں گھر کا دروازہ بھول جائیں اور غم کھڑکی کھول کر اندر داخل ہو جائیں تو خوشیاں چاہ کر بھی گھر کے اندر داخل نہیں ہو سکتیں عالیہ تمہیں پتہ

ہے کل کونسا دن ہے ہاں جانتی ہوں کل کے دن رخسار ہمارے گھر بہو بن کے آئی تھی سجاد ایسا لگتا ہے جیسے ابھی کت ہی کی بات ہو ابھی کل ہی تو ہمارا رضا گھر میں ادھر ادھر دوڑتا پھر رہا تھا اور آج وہ ایک بچی کا باپ بن چکا ہے ہاں سجاد وقت کتنی جلدی گزر جاتا ہے پتہ بھی نہیں چلتا اور ہم بوڑھے بھی ہوتے جا رہے ہیں کبھی کبھی جب کالج کے دن یاد آتے ہیں تو بے اختیار لبوں پر ہنسی آ جاتی ہے سجاد نے مسکراتے ہوئے کہا عالیہ ایک بات کہوں عالیہ کیا پتہ یہ زندگی کی سانس کب ختم ہو جائے تم وعدہ کرو مجھ سے اگر میں تم سے پہلے اس دنیا سے چلا گیا تو تم اس گھر کا ہمیشہ خیال رکھو گی عالیہ اگر میرے بعد تمہارا سامنا کبھی میرے بھائی سے ہو تو اس سے کہنا کہ اس نے میرے ساتھ جو بھی کیا اس کے لیے میں اسے معاف کیا۔ سجاد احمد کی آنکھوں میں آنسو آ گئے ارے یہ آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ ہزاروں سال جئیں گے اور آئندہ کبھی ایسی باتیں مت کریئے گا ورنہ میں آپ سے کبھی بھی بات نہیں کروں گی اچھا میری عالیہ بیگم ہم سے غلطی ہو گئی آئندہ کبھی ایسی بات نہیں کروں گا اور اگر آپ نے کی تو سجاد احمد نے عالیہ بیگم کی طرف انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے کہا تو عالیہ بیگم بولی جو سزا آپ دیں گے مجھے منظور ہو گی دونوں ہنس پڑتے ہیں آج عالیہ اور سجاد کی شادی کو ایک عرصہ بیت گیا تھا یہ ان کے درمیان کی محبت آج بھی برقرار تھی کسی نے سچ ہی کہا ہے انسان مر جاتے ہیں مگر محبت کبھی نہیں مرتی اچانک عالیہ بیگم کے ہاتھ سے سجاد احمد اور رضا کی تصویر گر گئی اور وہ اپنے خیالوں کی دنیا سے واپس لوٹ آئی یہ سب باتیں سجاد نے مرنے سے ایکرات پہلے کی تھیں اور آج عالیہ کے پاس اپنے بیٹے اور شوہر کی یادوں کے سوا کچھ نہ تھا پھر بھی ان مشکل حالات کا عالیہ نے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔

آہستہ آہستہ 7 ماہ گزر گئے ابھی رخسار کی پریگ نینسی کو 7 ماہ ہوئے تو اچانک ایک دن اسے بہت پین شروع ہو گئی تو عالیہ نے جلدی سے اسے ہسپتال لے کر گئی تو دوران چیک اپ ڈاکٹر نے بتایا کہ کیس بہت کومپلی کیڈٹ ہے دیکھئے میڈم عالیہ میں آپ سے کچھ نہیں چھپاؤں گی دراصل ماں کی جان کو خطرہ ہے اور دونوں بے بی تو بالکل ٹھیک ہیں کیا مطلب دونوں بے بی عالیہ بیگم نے چونکتے ہوئے پوچھا ہاں عالیہ رخسار کے گرو میں ٹوینس ہیں یعنی کہ ایک لڑکا اور دوسری لڑکی بچوں کو تو کوئی خطرہ نہیں پر ماں کے بچنے کے 100 میں سے 20 فیصد چانس ہیں عالیہ بیگم کے لیے یہ خبر کسی بم سے کم نہ تھی پر ڈاکٹر نے اسے دلاسہ دیا میں سمجھ رہی ہوں کہ اس وقت آپ پر کیا بیت رہی ہو گی ہو سکتا ہے رخسار کو کچھ نہ ہو آپ دعا کریں اور رخسار کو ان 2 ماہ میں زیادہ سے زیادہ خوش رکھیں پھر ان کے بچنے کے چانس بڑھ سکتے ہیں تو عالیہ بیگم بولی بہن ڈاکٹر صاحب آپ مجھ سے وعدہ کریں کہ آپ میری بہو کو کچھ نہیں ہونے دیں گی آپ چاہے جتنا مرضی پیسہ خرچ کریں پر میری بہو کو کچھ بھی کر کے بچا لیں دیکھئے میڈم عالیہ بیگم زندگی اور موت تو خدا کے ہاتھ میں ہے اگر ہمارے بس میں کچھ ہوتا تو ہم کبھی بھی کسی کو مرنے نہ دیتے پھر بھی میں اپنی طرف سے پوری کوشش کروں گی یہ ساری باتیں دروازے پر کھڑی رخسار نے سن لیں۔ جو کچھ دیر پہلے واش روم گئی تھی جب عالیہ نے آگے بڑھ کر اسے پکارا تو وہ بلک کر رہ گئی اور عالیہ بیگم کے گلے سے لگ گئی عالیہ بیگم رخسار کو دلاسہ دیتی رہی کہ اسے کچھ نہیں ہو گا کاش رخسار اگر ممکن ہوتا تو ابارشن کروا لیتے مگر اب تو یہ بھی ممکن نہیں ہے دونوں ایک ساتھ آنسو بہاتی گھر آ گئیں نجانے تقدیر کیوں ان کے ساتھ ایک سے بڑھ کر ایک کھیل کھیل رہی تھی جب دلاور کی فیملی کو پتہ چلا تو وہ بھی غم میں ڈوب گئے پھر سب نے ہر ممکن کوشش کی رخسار کا علاج کروانے کی مگر ہوتا وہی ہے جو منظور خدا ہوتا ہے آخر رخسار کی ڈیلیوری کا وقت بھی آ گیا ڈیلیوری سے پہلے رخسار نے عالیہ بیگم سے وعدہ لیا کہ وہ اس کے بچوں کا خیال رکھے گی انہیں کبھی دکھی نہیں ہونے دے گی عالیہ بیگم نے ڈانٹا کہ یہ کیسی باتیں کر رہی ہو تمہیں کچھ نہیں ہو گا رخسار تم پریشان کیوں ہوتی ہو تمہیں کچھ نہیں ہو گا اسما نے رخسار کے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا رخسار نے اسما کے ہاتھ تھام لیے اور بولی اسما تم تو میری دوست ہو ناں تم مجھ سے وعدہ کرو میرے بچوں کا خیال رکھو گی انہیں ایک ماں کا پیار دو گی بالکل اسی طرح جیسے تم شازل سے پیار کرتی ہو ہاں رخسار میں تم سے وعدہ کرتی ہوں مگر پلیز خدا

کے لیے ایسی باتیں مت کرو تم بالکل ٹھیک ہو جاؤ گی دیکھنا تم...... سب اسے دلاسہ دے رہے تھے پر رخسار مانتی تھی کہ سب اسے دلاسہ دے رہے ہیں جبکہ اس نے ڈاکٹر کی باتیں اپنے کانوں سے سنی تھیں پھر وہ وقت بھی آ گیا جب ڈاکٹر آپریشن کے لیے رخسار کو اندر لے گئے پھر تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر نے باہر آ کر جو انہیں بتایا وہ سن کے سب کے پیروں تلے سے زمین نکل گئی وہ سب اندر کی طرف بھاگے جہاں پر رخسار ہمیشہ کے لیے اپنے رضی کے پاس جا چکی تھی بیڈ کی سائیڈ پر جھولوں میں دو چھوٹے چھوٹے بچے چہک رہے تھے اس بات سے بے خبر کہ ان کے دنیا میں ہوش میں آنے سے پہلے ہی ان کی ماں انہیں چھوڑ کر جا چکی ہے عالیہ بیگم تو ایک دم جیسے سکتے کے عالم میں آ گئی اسے کوئی ہوش نہیں تھا اسے تب ہوش آیا جب اس کے کانوں میں بچوں کے رونے کی آوازیں پڑیں وہ دیوانہ وار بھاگی اور بچوں سے لپٹ کر رونے لگی ایک لڑکا اور ایک لڑکی تھی جب عالیہ نے غور سے دیکھا تو بالکل لڑکے کی شکل رضا سے مل رہی تھی وہ بے اختیار پکار اٹھی رضا میرے رضا تم واپس آ گئے تم کہاں چلے گئے تھے دیکھو تمہاری رخسار بھی مجھے چھوڑ کر چلی گئی ہے پھر جب بچہ رویا تو اسے احساس ہوا کہ یہ رضا نہیں ہے بلکہ رضا کا بیٹا ہے نرس نے بچے کو لے کر جھولے میں ڈال دیا پھر سب تھوڑی دیر بعد ڈیڈ بوڈی لے کر گھر آ گئے اور پھر رخسار کو بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رضا کی بغل میں سلا دیا گیا رخسار کی وفات کے بعد عالیہ بیگم بہت گم سم رہنے لگی تھی اس مشکل گھڑی اور تنہائی کے عالم میں دلاور، احسن، اسما سب نے مل کر اسے سنبھالا انہوں نے صرف سجاد احمد اور رضا کے بعد نہ صرف ان کے بزنس کو سنبھالا بلکہ ہر دکھ کی گھڑی میں اس کے ساتھ رہے اور اسما نے رضا اور ماہم کو بالکل اپنے بچوں کی طرح پالا۔ اس نے کبھی شاذل، شرمین، رضا اور ماہم میں فرق نہیں کیا تھا جب چاروں بچے اسما کو مما کہہ کر پکارتے تو وہ خوشی سے کھل اٹھتی اسما نے نہ صرف اک ماں ہونے کا حق ادا کیا بلکہ اس نے ثابت کر دیا کہ صرف جنم دینے والی ماں نہیں بلکہ پالنے والی بھی ماں ہوتی ہے اس نے نہ صرف ماں ہونے کا بلکہ دوستی کا بھی پورا پورا حق ادا کیا تا کہ جب وہ ایک دن مرنے کے بعد رخسار کے سامنے جائے گی تو اسے شرمندگی کا احساس نہ ہو اس کے بعد عالیہ بیگم بھی چاروں بچوں کے ساتھ بہت پیار کرتی تھی خاص کر رضا سے کیونکہ رضا کی شکل اپنے ابو سے بالکل ملتی جلتی تھی اس لیے عالیہ بیگم نے اس کا نام رضا احمد ہی رکھا تھا اور ماہم کا نام اسما نے رکھا تھا ایک بار رخسار نے باتوں باتوں میں ذکر کیا تھا کہ اگر اس کے گھر ایک اور بیٹی پیدا ہوتی تو وہ اس کا نام ماہم رکھے گی اسے ماہم نام بہت پسند تھا جب اسما نے عالیہ بیگم سے اس نام کا ذکر کیا تو انہوں نے یہی نام رکھنا مناسب سمجھا سب بچے پیار سے عالیہ بیگم کو بڑی امی کہتے تھے اسما کو مما احسن کو پاپا اور دلاور کو دادو کہتے تھے بچپن گزر کر جب نوجوانی کا دور آیا تو تینوں بچوں کو پتہ چل گیا کہ ان کے دادا امی ابو جب وہ بہت چھوٹے تھے تو انہیں چھوڑ کر چلے گئے اسما ان کی اصل ماں نہیں ہے اور نہ ہی احسن ان کا باپ ہے عالیہ بیگم بچوں کو بتانا نہیں چاہتی تھی مگر آخر سچ کب تک چھپتا ہے سچ ایک نہ ایک دن تو سامنے آنا ہی تھا اس سے پہلے کہ وہ کسی اور کے منہ سے سنتے تو عالیہ بیگم نے خود ہی بتا دیا کیونکہ اب وہ تینوں بچے نہیں رہے تھے بڑے ہو گئے تھے ہاں پر اتنے سمجھدار بھی نہیں ہوئے تھے کہ ہر بات کو سمجھنے لگے پر اتنے ضرور سمجھدار ہو گئے تھے کہ انہیں اپنے ماں باپ کے بارے میں جاننے کا پورا حق تھا ویسے بھی عالیہ بیگم پچھلے پندرہ سالوں سے جھوٹ بول بول کر تھک گئی تھی جب بچے گھر میں لگی تصویروں کو دیکھ کر پوچھتے کہ یہ کون ہے تو وہ ان سے جھوٹ بول دیتی وہ نہیں چاہتی تھی کہ بچوں کے نازک ذہن پر کوئی دباؤ پڑے پر اب وہ سمجھدار ہو گئے تھے سو عالیہ بیگم نے انہیں سب سچ سچ بتا دیا اتنی بڑی سچائی جاننے کے بعد بھی شرمین رضا اور ماہم کے پیار میں اسما کے لیے کمی نہیں آئی تھی وہ اب بھی اسما کو مما ہی کہتے تھے کیونکہ اسما بھی ان کو ایک ماں سے کم پیار نہیں کرتی تھی پھر احسن اور اسما کی خواہش تھی کہ وہ شرمین کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اپنی بہو بنا لیں احسن اور اسما نے جب دلاور سے بات کی تو وہ بھی بہت خوش ہوا انہوں نے جب مل کر عالیہ بیگم سے بات کی تو وہ فوراً مان گئی پر عالیہ بیگم نے کہا کہ ابھی تو بچے بہت چھوٹے ہیں ابھی تو شرمین کی عمر بہت کم ہے تو اسما نے کہا آنٹی ہم کب ابھی شادی کی بات کر رہے ہیں میں نے تو بس ایسے ہی بات کہی کہ آپ کہیں شرمین

کا رشتہ کسی اور سے نہ طے کر دیں تو عالیہ بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا ایسا بھلا میں کر سکتی ہوں آخر تم بھی تو ان کی ماں ہو اور ایک ماں سے پوچھے بنا اس کے بچوں کے بارے میں اتنا بڑا فیصلہ کیسے کر سکتی ہوں یہ سن کر اسما کی آنکھوں میں آنسو آ گئے پھر یونہی زندگی کے کچھ اور سال گزر گئے سب بچے جوانی کی دہلیز پر قدم رکھ چکے تھے شاذل سب بچوں سے بڑا تھا اس کی عمر 26 سال تھی وہ اپنی سٹڈی پوری کر کے اپنے دادا، اور پاپا کے ساتھ بزنس میں ہاتھ بٹھانے لگا تھا جبکہ شرمین کی عمر 23 سال تھی اور ابھی پڑھ رہی تھی جبکہ رضا اور ماہم دونوں 21 سال کے تھے ویسے تو رضا اور ماہم بھی۔ ماہم بالکل عالیہ بیگم پر گئی تھی وہ بھی عالیہ بیگم کی طرح وکیل بننا چاہتی تھی ماہم اکثر کہتی دیکھنا بڑی امی میں ایک دن آپ کی طرح ایک کامیاب وکیل بنوں گی ایک دن اپنی بڑی امی کا خوب نام روشن کروں گی ماہم جب یہ باتیں عالیہ بیگم کے گلے میں بانہیں ڈال کر کہتی تو عالیہ بیگم خوشی سے پھولے نہ سماتی عالیہ بیگم جب ماہم کے اندر کی لگن دیکھتی جو کبھی اس کے اندر تھی تو وہ بہت خوش ہوتی کیونکہ اس کی اب ایک عمر ہو گئی تھی وہ زیادہ کام نہیں کر سکتی تھی اور اب وہ کبھی کبھی کوئی کیس ہاتھ لیتی تھی اور کم ہی آفس جاتی تھی اور جلد واپس لوٹ آتی تھی یوں تو ماہم سیم عالیہ بیگم کی کاپی تھی مگر اس میں ایک خامی تھی وہ وقت کی پابند نہیں تھی اور آج صبح بھی یہی ہوا تھا جس کی وجہ سے ماہم کو ڈانٹ پڑی تھی مگر ماہم بہت چالاک تھی وہ بڑی امی کی کمزوری خوب جانتی تھی اسے منا بھی لیتی تھی

عالیہ بیگم کرسی پر ٹیک لگائے اپنے خیالوں میں گم تھی کہ اچانک شاذل نے آ کر عالیہ بیگم کو چونکا دیا...... ہائے بڑی امی ایک دم شاذل کی آواز سن کر عالیہ بیگم اپنے ماضی سے باہر لوٹ آئی ہاں ایسا اکثر ہوتا تھا عالیہ بیگم دنیا جہاں سے بے خبر ہو کر اپنے ماضی میں کھو جاتی تھی صبح کو عالیہ بیگم بچوں کے ساتھ ہی آفس گئی تھی اور جلد ہی گھر لوٹ آئی تھی کیونکہ کل کو بہت ہی اہم دن تھا ایک ایسا دن جب اس سے اس کا آخری سہارا بھی چھین گیا تھا اس لیے وہ گھر جلدی آ گئی تھی اور اچانک بیٹھے بیٹھے اپنے ماضی میں کھو گئی تھی نجانے وہ کب تک یونہی بیٹھی رہتی وہ تو شاذل نے آ کر اسے چونکا دیا تھا پھر وہ شاذل سے مخاطب ہوئی آؤ بیٹا بیٹھو میں تمہارا ہی انتظار کر رہی تھی بیٹا وہ دراصل بازار سے کچھ سامان منگوانا تھا وہ کل کو کیا ہے تمہیں پتہ ہی ہو گا ہاں بڑی امی مما نے بتایا تھا اور اسی نے مجھے ابھی آپ کی طرف بھیجا ہے اور مما نے یہ سامان کی لسٹ بھی بنا دی ہے اچھا بیٹا تم بازار سے جا کر یہ سامان لے آؤ عالیہ بیگم نے لسٹ دیکھ کر شاذل کو تھماتے ہوئے کہا بڑی امی وہ رضی کو کالج سے آنے دیں تو دونوں ایک ساتھ چلے جائیں گے نہیں بیٹا وہ تھکا ہوا ہو گا تم اکیلے ہی چلے جاؤ اور جب تک رضی آئے گا تم تو واپس بھی آ جاؤ گے اوکے بڑی امی اچھا بڑی امی کیا سامان لانے میں اگر دیر ہو گئی تو کیا گستاخی معاف ہو سکتی ہے تو عالیہ بیگم بولی رکو تمہیں میں بتاتی ہوں کہ گستاخی معاف ہو سکتی ہے یا نہیں اس سے پہلے کہ عالیہ بیگم شاذل کو کان سے پکڑتی وہ بھاگ گیا اسما اندر داخل ہوئی اور بولی ارے شاذل ابھی تک تم یہیں ہو گئے نہیں ہو ابھی تک وہ مما میں جا ہی رہا ہوں اور بولا مما بڑی امی سے کہیے گا کہ ایک گستاخی کو معاف کرنا ہی پڑے گا تو اسما بھی مسکرائے بغیر نہ رہ سکی کیونکہ وہ بھی شاذل کی عادت سے اچھی طرح واقف تھی اسما مسکراتے ہوئے اندر آ گئی آؤ اسما بیٹھو میں تمہارا ہی انتظار کر رہی تھی ہاں آنٹی میں ابھی ابھی گھر کے سارے کام ختم کر کے آ رہی ہوں سوچا سب کالج سے آنے والے ہوں گے ان کے لیے لنچ میں کچھ نہ کچھ بنا دوں۔ اچھا آنٹی اب سب چیزیں تو بازار سے منگوا لی ہیں اور باقی کیا رہ گیا ہے اسما بیٹا اتنے سالوں سے تم ہی سنبھالتی آئی ہو اس دن کا سارا انتظام تو تم ہی دیکھ لو سب کچھ ہاں آنٹی پریشان مت ہوں پچھلے بیس سالوں سے اس دن کا انتظام سنبھالتے سنبھالتے اب تو عادت سی ہو گئی ہے وقت کتنی جلدی گزر جاتا ہے ایسے لگتا ہے جیسے ابھی کل ہی کی بات ہو پر آج پورے اکیس سال ہو گئے ہیں ایسا لگتا ہے جیسے ابھی کل ہی رخسار ہمارے ساتھ ہو اور آج دیکھو رضا اور ماہم ماشاء اللہ کتنے بڑے ہو گئے ہیں ہاں اسما بیٹا وقت بہت جلد گزر جاتا ہے پتہ بھی نہیں چلا اور اکیس سال ہو گئے اور ان اکیس سالوں کی یادیں رہ گئیں ہمارے پاس جیسے رخسار، رضا اور تمہارے انکل ہمیں چھوڑ کر چلے گئے اور اپنے پیچھے اپنی یادیں چھوڑ گئے اور

باقی کی زندگی بھی ان کی یادوں کے سہارے گزر رہی جائے گی عالیہ بھیگی پلکوں کے ساتھ اٹھی اور اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی اسما کی بھی آنکھیں بھر آئی کبھی کبھی کچھ یادیں ہی ایسی ہوتی ہیں جنہیں یاد کرنے سے فوراً آنکھیں بھر آتی ہیں اسما نے اپنے آنسو صاف کیے اور کچن میں چلی گئی۔

تھوڑی دیر بعد سب کالج سے آگئے اتنی دیر میں اسما نے سب کے لیے کھانا بنالیا تھا تھوڑی دیر بعد سب ڈائننگ ٹیبل پر جمع تھے سب ابھی کھانا کھارہے تھے کہ شاذل آگیا ہیلو ایوری ون شاذل نے سب کو ہیلو بولا۔ آگئے تم سب لوگ نہیں ہم تو نہیں آئے یہ تو ہم سب لوگوں کے بھوت ہیں جو کھانا کھارہے ہیں ماہنے شاذل کو منہ چڑھاتے ہوئے کہا تو سب ہنس پڑے سوائے شرمین کے رکو ماہی کی بچی میں تمہیں آکر بتاتا ہوں پہلے میں یہ سامان رکھ لوں اور میرے آنے سے پہلے جس جس کو جلدی کھانا کھا کر جانا ہے وہ چلا جائے وہ یہ الفاظ جس کے لیے کہہ کر گیا تھا [illegible]ن چکی تھی اب شرمین کی کوشش یہی تھی کہ وہ شاذل کے آنے سے پہلے پہلے کھانے ختم کرلے اور اپنے کمرے میں چلی جائے شرمین بچپن سے ہی ایسی تھی وہ شاذل سے ناراض بھی ہو جاتی اور پھر دونوں بہت جلد مان بھی جاتے شرمین جلدی جلدی کھانا کھارہی تھی وہ دیکھو شاذل بھیا...... ماہی کا جملہ اس کے منہ میں ہی رہ گیا کیونکہ سامنے سے شاذل اور عالیہ بیگم آگئے...... شرمین ان کے ٹیبل پر بیٹھنے سے پہلے ہی کھانا ختم کرکے اٹھ کھڑی ہوئی تو عالیہ بیگم نے پوچھا کھانا کھالیا شرمین ہاں بڑی امی کھالیا شرمین نے ایک نظر شاذل کی طرف دیکھا جبکہ شاذل کی نگاہیں پہلے ہی شرمین کی طرف تھیں وہ ہلکا سا مسکرایا مگر شرمین اس کی مسکراہٹ کا جواب دیئے بغیر اندر چلی گئی پھر شاذل نے بھی کھانا کھایا اور بولا مما مجھے کچھ کام یاد آگیا ہے میں وہ کرکے ابھی آتا ہوں تو ماہی نے فقرہ کسا ہاں ہاں جاؤ کام کرکے آؤ جب آؤ تو ہمیں بھی بتانا کہ کونسا کام کرکے آئے ہو شاذل نے ماہی کو آنکھیں دکھائیں اور وہ دھیرے سے ہنس پڑی......

ارے لگتا ہے آج بھی جناب کا موڈ ٹھیک نہیں ہوا شاذل نے شرمین کے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا شرمین جو اپنی بکس ٹھیک کرنے میں مصروف تھی اس نے شاذل کی بات کا کوئی بھی جواب نہ دیا اوتو جناب کا غصہ ابھی تک ٹھنڈا نہیں ہوا ارے بابا کتنی بار سوری بولا۔ کہا تو بھول گیا تھا آفس میں ایک بہت ضروری کام تھا تو پھر جاؤ آفس میں اور اپنے کام کرو یہاں کیا لینے آئے ہو تمہیں تمہارے کام مبارک اور جو میری دوست کے سامنے میری انسلٹ ہوئی اس کا کیا اس سے تمہیں کیا فرق پڑتا ہے میں نے تو رانیہ کو پہلے ہی سمجھایا تھا کہ تم نہیں آنے والے رانیہ شرمین کی فرینڈ تھی اس کی بچپن کی دوست تب سے جب شاذل اور شرمین کو علیحدہ علیحدہ سکول داخل کروایا گیا تھا شرمین شاذل کے بغیر خود کو تنہا محسوس کرتی تھی تب رانیہ نے اس کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا تھا اور آج تک دونوں ساتھ تھیں کچھ دن پہلے رانیہ نے کہا کہ شاپنگ کو چلیں تو شرمین نے کہا رانیہ ہمارے ساتھ کون جائے گا بڑی امی اکیلے جانے کی تو اجازت نہیں دیں گی ایک آئیڈیا آیا ہے میرے ذہن میں رانیہ نے جھٹ سے کہا کونسا آئیڈیا آیا ہے تمہارے ذہن میں اور پلیز وہ کہیں پچھلی بار کی طرح سٹوپڈ نہ ہو ارے نہیں یار اس بار ایک دم مست ہے جب تم سنوگی تو چونک جاؤ گی اچھا اب بتاؤ بھی کہ یونہی پہیلیاں بجھاتی رہوگی شرمین تم شاذل کو کیوں نہیں کہتی کہ وہ ہمارے ساتھ چلے اسی بہانے تم دونوں باہر تھوڑا سا وقت بھی گزار لوگے ارے نہیں شاذل نہیں مانے گا ویسے بھی اسے اپنے کاموں سے فرصت ملے تو وہ کسی کے ساتھ جائے گا شرمین مجھے نہیں پتہ کسی بھی طرح شاذل کو تیار کرو، او کے رانیہ میں ٹرائی کرتی ہوں تب شرمین نے شاذل کو ساتھ چلنے پر راضی کرلیا اور شاذل نے بھی وعدہ کرلیا کہ وہ ساتھ چلے گا مگر عین موقع پر شاذل نہیں آیا اسے آفس میں کوئی ضروری کام پڑ گیا تھا بس یہی وجہ تھی کہ شرمین شاذل سے ناراض تھی پھر تھوڑی سی کوشش کے بعد شاذل شرمین کو منانے میں کامیاب ہوگیا شرمین بچپن سے ہی ایسی تھی بچپن میں بھی جب شاذل شرمین کے کھلونے چھین کر بھاگتا تھا تو شرمین اس سے ناراض ہو جاتی پھر شاذل شرمین کو اس کے کھلونے واپس کردیتا تو شرمین مان جاتی یونہی ہنستے کھیلتے روٹھتے مناتے دونوں نے ایک ساتھ جوانی کی دہلیز پر

قدم رکھا دونوں بچپن سے ہی ایک دوسرے کے بنا نہیں رہتے تھے یہی احساس ان کے دلوں نے جب انہیں بڑے ہونے پر کرایا تو وہ سمجھ ہی نہیں پارہے تھے کہ ان کے ساتھ کیا ہورہا ہے بچپن کی بے نام سی چاہت وقت کے ساتھ کب ان کے دلوں میں محبت بن کر دھڑکنے لگی انہیں پتہ بھی نہ چلا پر دونوں اپنے اپنے دلوں میں اپنی خاموش محبت چھپائے پھرتے رہے دونوں میں ہمت نہ تھی کہ وہ اپنی خاموش محبت کا اظہار ایک دوسرے سے کرتے مگر دونوں کی بے چینی کو عالیہ بیگم نے محسوس کرلیا کیونکہ وہ محبت کے جذبے سے اچھی طرح واقف تھی عالیہ بیگم نے جب دونوں سے اس بارے میں پوچھا تو دونوں نے انکار کردیا دونوں نے کہہ دیا کہ وہ صرف ایک اچھے دوست ہیں پھر خاموش ہو گئے پر ایکدن جب شاذل آفس گیا ہوا تھا تو اسما اس کے کمرے میں آئی اسے شاذل کے تکیے کے نیچے سے شاذل کی ڈائری ملی جس میں شرمین کی تصویر تھی اور اس ڈائری میں واضح الفاظ میں لکھا تھا کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے جب یہ بات عالیہ بیگم اور باقی گھر والوں کو پتہ چلی تو سب حیران رہ گئے کیونکہ جب ان دونوں نے ایک دوسرے کو صرف دوست کہہ دیا تھا تو سب پریشان ہو گئے تھے کہ کیا وہ ان دونوں کے ساتھ زبردستی تو نہیں کرنے والے جو انہوں نے شادی کی بات کر رکھی ہے پر اب انہیں کسی بات کی فکر نہ تھی سب نے مل کر ایک پلان بنایا انہیں قریب لانے کا تاکہ وہ ایک دوسرے سے اپنے دل کی بات کہہ سکیں اس پلان کی لیڈر ماہم تھی کیونکہ ایسے پلان صرف اسی کے دماغ میں آتے تھے ایسے سٹوپڈ پلان کسی اور کے دماغ میں نہیں آتے تھے پہلے سب نے منع کیا کہ نہیں یہ غلط ہے مگر پھر ماہم نے سب کو منالیا شام کو شاذل کی فیملی ڈائننگ ٹیبل پر جمع تھی ڈنر کے لیے تو اسما بولی احسن کل رات میں نے آپ سے جس رشتے کی بات کی تھی مجھے تو لگتا ہے وہ لڑکی شاذل کے لیے بالکل ٹھیک ہے لڑکی بھی خوبصورت ہے اور پڑھی لکھی بھی ہے اتنا سننا تھا کہ شاذل کے منہ سے نوالہ باہر آگیا اور فوراً بولا کیا مما آپ نے کیا کہا کس کے لیے لڑکی دیکھی جارہی ہے ارے بیٹا ہمارے گھر میں ایک ہی تو لڑکا ہے اور وہ ہو تم ہم تمہارے ہی رشتے کی بات کررہے ہیں پر مما میں تو ابھی شادی نہیں کرنا چاہتا ابھی کام کرنا چاہتا ہوں پاپا، دادو، سمجھائیں نہ مما کو پر بیٹا آج نہیں تو کل تمہاری شادی ہونی ہی ہے تو پھر آج کیوں نہیں پر مما یہ کیا بیٹا اگر تمہیں کوئی اور لڑکی پسند ہے تو بتادو اور اگر نہیں ہے تو بس مجھے یہ رشتہ منظور ہے بس ہم سب کل کو ہی جارہے ہیں لڑکی دیکھنے اور اس شرمین اور ماہم بھی ہمارے ساتھ چل رہی ہیں نا۔ کیا مما شرمین بھی جارہی ہے آپ لوگوں کے ساتھ ہاں بیٹا وہ کیوں نہیں جاسکتی میں نے ہی ان دونوں سے کہا ہے اور بڑی امی بھی جارہی ہیں مما آپ نے شرمین سے کہا اور وہ مان گئی افکورس بیٹا مان گئی بھلا وہ کیوں نہیں مانے گی بلکہ وہ تو یہ سن کر بہت خوش ہوئی کہ اس کے دوست کی شادی ہورہی ہے سب دل ہی دل میں شاذل کی حالت پر ہنس رہے تھے دوسری طرف شرمین کی حالت بھی کچھ ایسی ہی تھی جب اسے ماہم نے بتایا کہ وہ سب صبح کو شاذل کے لیے لڑکی دیکھنے جا رہے ہیں تو وہ ایک دم شاک رہ گئی آپ کو پتہ ہے ہم دونوں بھی جارہی ہیں پر کیوں ہم دونوں کیوں دی پلیز انکار مت کرو بہت مزہ آئے گا اور شاذل بھائی نے خود کہا ہے کہ شرمین بھی ساتھ چلے گی اس نے کہا ہے کہ وہ شرمین کی پسند کی لڑکی سے ہی شادی کرے گا شرمین کی آنکھوں میں آنسو آگئے ماہی تم چلی جانا میری کچھ طبیعت ٹھیک نہیں ہے او کے جیسی آپ کی مرضی رکو دی شرمین رک گئی۔ ماہم بولی دی دی۔ کیا آپ کو خوشی نہیں ہوئی یہ بات سن کر کیوں ماہم مجھے خوشی کیوں نہیں ہوگی میں بہت خوش ہوں ماہم کیا شاذل خوش ہے اس رشتے سے افکورس دی شاذل بھائی بہت خوش ہیں بلکہ اس نے خود ہی مما کو بتایا ہے کہ وہ اس لڑکی سے شادی کرنا چاہتے ہیں تو شرمین دوڑ کر کمرے میں چلی گئی اور کمرے کا دروازہ بند کرلیا اس نے اپنی بکس سے شاذل کی تصویر نکالی اور رونے لگی شاذل تم کیوں نہیں سمجھ پاتے میری خاموش محبت کو مجھے تو لگتا تھا کہ تم بھی مجھ سے محبت کرتے ہو ایک دن تم مجھ سے اپنی خاموش محبت کا اظہار ضرور کروگے شاذل میں تو اسی انتظار میں تھی کہ تم کب [illegible] محبت کا اظہار کروگے مگر تم نے تو کسی اور کا انتخاب بھی کرلیا ماہی نے کمرے کا دروازہ نوک کیا دی آپ ٹھیک تو ہو [illegible] طبیعت زیادہ خراب تو نہیں ہے بڑی امی کہہ رہی ہیں اگر طبیعت زیادہ خراب ہے تو ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں پھر کل

کو اگر آپ کی طبیعت زیادہ خراب ہوگئی تو پرابلم ہو جائے گی کل کو گھر پر کوئی نہیں ہوگا تو آپ کے ساتھ کون جائے گا شرمین نے کمرے کا دروازہ کھولا اور بولی نہیں شرمین میں بالکل ٹھیک ہوں مجھے کچھ نہیں ہوا تو ماہی دوسری طرف منہ کر کے ہنستی چلی گئی اور اسما کو کال ملا دی تاکہ وہاں کے حالات جان سکیں اور وہاں کے حالات جان کر تو ماہم اور بھی زور زور سے ہنسنے لگی جب شرمین نے ہنسنے کی وجہ پوچھی تو ماہی بولی دی کوئی نہیں وہ زویا کا فون تھا زویا ماہم کی دوست اور کلاس فیلو کا نام تھا۔

دوسرے دن سب تیار ہو گئے جانے کے لیے پلیز مما مان جائیں میں ابھی شادی نہیں کرنا چاہتا پاپا آپ بھی سمجھائیں ناں مماں کو سوری بیٹا میں نے تو بہت سمجھایا ہے تمہاری مما کو مگر وہ کہتی ہے کہ وہ وعدہ کر چکی ہے اپنی دوست سے اس رشتے کے لیے اور بیٹا تم اپنی مما کی خوشی کیلئے اتنا بھی نہیں کر سکتے پھر آگے سے شاذل کچھ نہ بول پایا سب تیار ہو کر گاڑیوں میں بیٹھنے لگے تو اسما نے پھر شرمین سے کہا کہ شرمین اگر تم بھی چلتی تو بہت اچھا ہوتا تم لڑکی کو دیکھ لیتی کیوں کہ تم شاذل کی پسند ناپسند سے اچھی طرح واقف ہو نہیں مما میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے ورنہ میں ضرور چلتی کیا ہوا بیٹا طبیعت کو اسما نے شرمین کے ماتھے پر ہاتھ لگایا تو اسے واقعی بخار ہو گیا تھا ایک پل کیلئے تو اسما کی جان ہی نکل گئی اس سے پہلے کہ وہ شرمین کو سب بتاتی مگر ماہم نے سب سنبھال لیا بولی مما آپ چلئے گاڑی میں بیٹھئے لڑکی والے ہمارا انتظار کر رہے ہوں گے ہم پہلے ہی بہت لیٹ ہو گئے ہیں اور شاذل بھیا ہیں نا گھر پر آپ اسے کال کریئے اور کہہ دیں کہ شرمین گھر پر اکیلی ہے تم اسے ڈاکٹر کے پاس لے جانا اسے بخار ہے نہیں نہیں ماہی مجھے لگتا ہے کہ اب ہمیں یہ ناٹک ختم کر دینا چاہیے۔ بہت ہو گیا ذرا دیکھو تو سہی شرمین بخار میں کیسے تپ رہی ہے نہیں مما ان دونوں نے ہم سے جھوٹ بولا ہے ان دونوں کو اس کی سزا ملنی چاہیے اور تو اور مما ان دونوں نے نہ صرف ہم سے بلکہ خود سے بھی جھوٹ بولا ہے ابھی تک دونوں نے اظہار تک نہیں کیا کہ دونوں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں کوئی بات نہیں مما دیکھنا اب دونوں کریں گے۔ کیونکہ پلان کس کا ہے میڈم ماہم کا سب چلے گئے تھوڑی دیر بعد شاذل شرمین کے پاس گیا شرمین اپنے کمرے میں لیٹی رو رہی تھی جب شاذل کمرے میں داخل ہوا تو وہ جلدی سے اٹھ کر بیٹھ گئی اور اپنے آنسو صاف کرنے لگی شاذل کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ بات کیسے شروع کرے۔ پھر وہ بولا تمہیں بخار ہے کیا۔ تو شرمین بولی نہیں تو مجھے کہاں بخار ہے اور اگر ہوا بھی تو تم کو اس سے کیا تم کون ہوتے ہو مجھ سے یہ پوچھنے والے۔ کیوں شرمین ہم دوست نہیں ہیں کیا۔ بہت عجیب لگ رہا ہے شاذل تمہارے منہ سے یہ دوست کا لفظ سن کے۔ اگر میں تمہاری دوست ہوتی تو تم مجھ سے اتنی بڑی بات نہ چھپاتے کہ تم نے ایک لڑکی پسند کر رکھی ہے اور چوری چوری گھر والوں کو منا کر اس کے رشتے کے لیے بھی بھیج دیا۔ اور مجھے بتانا بھی ضروری نہیں سمجھا نہیں شرمین تمہیں کوئی غلط فہمی ہو رہی ہے ایسی کوئی بات نہیں ہے دراصل مجھے بھی مما نے کل ہی بتایا ہے اچھا اب جب سچ سامنے آ گیا تو تم جھوٹ کا سہارا لے رہے ہو زیادہ ہوشیار مت بنو شاذل۔ شرمین میں تمہیں کیسے سمجھاؤں مجھے کسی بھی بات کا پتہ نہیں تھا اچھا چھوڑو تم ان سب باتوں کو وہ سب ایک لڑکی ہی تو دیکھنے گئے ہیں وہ کونسا آج ہی اسے دلہن بنا کر لانے والے ہیں فی الحال تو ضروری ہے کہ تمہیں ڈاکٹر کے پاس جانا ہے چلو اٹھو اور تیار ہو جاؤ میں نے تم سے کہا ناں کہ مجھے کوئی بخار نہیں ہے اور نہ ہی مجھے ڈاکٹر کے پاس جانا ہے تمہیں تو اس وقت اپنے گھر پر ہونا چاہیے اپنے گھر والوں کا انتظار کرنا چاہیے کیونکہ تم نے جو چاہا وہ تمہیں مل گیا ہے کسی کی بیماری سے تمہیں کیا کوئی جئے یا مرے ایک دم شاذل غصے میں آ گیا اس نے شرمین کو بازو سے پکڑا۔ چھوڑو میرا بازو شاذل مجھے درد ہو رہا ہے شاذل نے اپنا دوسرا ہاتھ شرمین کے منہ پر رکھتے ہوئے کہا چپ ایک دم چپ کتنا بولتی ہو تم بچپن سے ایسے ہی میرا سر کھاتی آئی ہو اور کیا شادی کے بعد بھی ایسے ہی کھایا کرو گی۔ شرمین کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ شاذل کیا بول رہا ہے۔ ہاں شرمین میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں کیونکہ کیونکہ میں تم سے محبت کرتا ہوں صرف اور صرف تم سے، تمہارے علاوہ نہ کوئی لڑکی میری زندگی میں ہے نہ ہو گی نہیں معلوم میں تم سے کب سے محبت کرتا ہوں آ رہا ہوں شاید اس دن سے جب میں تم سے پہلی بار ملا ہوں گا شاید بچپن میں مجھے تمہارا احساس ہی پاکستان کھینچ کے لایا ہو گا۔ مما بتاتی ہیں کہ میں بچپن ایک پل بھی تم سے دور نہیں رہتا تھا پھر بڑے ہونے پر بھی مجھے یہ احساس ہونے لگا کہ میں تمہارے بنا ایک پل بھی نہیں رہ سکتا وہ بچپن کی دوستی معصوم سی چاہت کب محبت بن کر دل میں دھڑکنے لگی مجھے پتہ ہی نہیں چلا تم نہیں جانتی شرمین کہ میں کب سے تمہارے لیے یہ خاموش محبت دل میں چھپائے پھر رہا ہوں میں نے کئی بار تم سے اظہار کرنے کی کوشش کی پر کہہ نہیں پایا۔ اور تم مجھ سے کہتی ہو کہ میں نے کسی اور لڑکی کو پسند کر لیا ہے تم نے یہ سوچا بھی کیسے کہ میں تمہارے علاوہ کسی اور کے بارے میں سوچ بھی سکتا ہوں آئی لو یو شرمین میں آج تم سے اپنی خاموش محبت کا اقرار کرتا ہوں شرمین پھٹی پھٹی نگاہوں سے شاذل کی باتیں سن رہی تھی اسے اپنے کانوں پر یقین نہیں آ رہا تھا کہ شاذل اس سے محبت کرتا ہے اس نے جو ابھی سب سنا ہے وہ سچ ہے یہی تو وہ سننا چاہتی تھی شاذل سے آج شاذل نے اس اپنے دل کی بات کہہ دی تھی اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ اب کیا کرے اس کی زبان اس کا ساتھ نہیں دے رہی تھی...... کیا شاذل تم نے شرمین نے لرزتے ہونٹوں کے ساتھ کہا ہاں یہ سب سچ ہے جو تم نے ابھی سنا ہے اور میں جانتا ہوں شرمین تم بھی مجھ سے بے پناہ محبت کرتی ہو میں نے تمہاری آنکھوں میں اپنے لیے محبت دیکھی ہے اور آج تمہاری اس بیماری نے تمہارے آنسوؤں نے تمہاری بے چینی نے صاف ظاہر کر دیا ہے کہ تم بھی مجھ سے محبت کرتی ہو پر تم بھی میری طرح کہنے سے ڈرتی ہو۔ تو شرمین کی سمجھ میں کچھ نہ آیا اس نے شرما کر پلکیں جھکائی اور شاذل کے سینے سے لگ گئی اس کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا کہ وہ کیا کرے۔ شاذل نے شرمین کے کان میں سرگوشی کی کہ بتاؤ شرمین تم بھی مجھ سے محبت کرتی ہو تو شرمین بولی اب اس سے زیادہ تمہیں اور کیا ثبوت چاہیے کہ میں بھی تم سے محبت کرتی ہوں اور اگر تم پھر بھی سننا چاہتے ہو تو آئی لو یو ٹو۔ شاذل میں بھی تم سے بہت بہت محبت کرتی ہوں باقی کا فقرہ ماہی نے پورا کیا جو کچھ سیکنڈ پہلے دروازہ کھول کے اندر داخل ہو چکی تھی اور اس کے پیچھے باقی گھر والے بھی اندر آ گئے شرمین جلدی سے پیچھے ہٹ گئی تو ماہی بولی ارے کوئی بات نہیں دی ہم نے کچھ نہیں دیکھا یہ دیکھو ہماری آنکھیں تو بند ہیں ماہی نے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تو سب ہنس پڑے کیسا لگا ہمارا سرپرائز ماہم نے شرمین کو چھیڑتے ہوئے کہا وہ ابھی تک دونوں کچھ سمجھ نہیں پا رہے تھے کہ یہ سب کیا ہے سب گھر والے تو لڑکی دیکھنے گئے تھے تو ماہی نے ان کے چہرے کے تاثرات کو پڑھتے ہوئے کہا پریشان مت ہوئیے جی جو جی۔ ماہی یہ تم کیا کہہ رہی ہو اور تم سب تو شاذل کے لیے لڑکی دیکھنے گئے تھے ہاں دی لڑکی دیکھنے ہی تو آئے ہیں کیوں مما بتائیے نہ دی کو ہاں شرمین بیٹا ہم لڑکی دیکھنے ہی تو آئے ہیں اسما نے شرمین کو پیار کرتے ہوئے کہا تو یہ سب جو کل سے ہو رہا ہے ہاں جی جو یہ سب میرا پلان تھا تم دونوں کو قریب لانے کا اگر میں یہ ماسٹر پلان نہ بناتی تو تم دونوں کر ہی لیتے اپنی خاموش محبت کا اظہار تو وہ دونوں ساری بات کو سمجھ گئے اور ماہی سچ ہی تو کہہ رہی تھی پتہ نہیں اگر یہ سب نہ ہوتا تو وہ کبھی اپنی محبت کا اظہار ایک دوسرے سے کر پاتے بھی کہ نہیں پھر اسما نے کہا چلو شاذل تم تو گھر میں تمہاری گھر آ کر خبر لیتی ہوں ہمیں یہاں پر کچھ کام ہے تو شاذل کان کھجاتے ہوئے باہر آ گیا شاذل بھائی آپ کہاں جا رہے ہیں رانیہ نے اندر داخل ہوتے ہوئے پوچھا۔ اور لگتا ہے کہ میں تھوڑی لیٹ ہو گئی تھوڑی نہیں بہت لیٹ ہو گئی ہو...... اتنا کہہ کر شاذل گھر سے باہر نکل گیا سب گھر والے باہر آ گئے اور اندر شرمین کی رانیہ اور ماہی کے ہاتھوں شامت آ گئی ارے رانیہ تمہیں کس نے بلایا اور کس نے بھئی میں نے بلایا ہے ماہی کی بچی تمہیں چھوڑوں گی نہیں میں تینوں کے شور کی آواز کمرے میں گونجنے لگی پھر سب گھر والوں نے مل کر فیصلہ کیا کہ فی الحال تو انگیج منٹ کر دی گئی آج دونوں کی انگیج منٹ کو پورے 2 سال ہو گئے تھے مگر آج بھی دونوں بچپن کی طرح ایک دوسرے سے لڑتے جھگڑتے تھے ایک دوسرے سے ناراض ہوتے تھے مگر پھر مان بھی جاتے تھے ماہی نے آ کر دروازے پر نوک کیا۔ کیا میں اندر آ سکتی ہوں...... آئیے سالی صاحبہ اس میں پوچھنے والی کونسی بات ہے اچھا بھیا کیا مان گئی دی۔ ہاں بھئی اس نے ماننا ہی تھا اور اس نے روٹھ کر کیا کرنا تھا مگر ایک شرط پر منی ہے کیا ماہی نے بیزاری سے پوچھا وہ یہ کہ شادی کے بعد بچوں کو میں سنبھالوں گا۔ کیا دی ایسی شرط رکھی تھی مجھے تو لگا کہ آپ نے آئس

کریم کھانے کی شرط رکھی ہوگی سب جھوٹ بول رہا ہے یہ میں نے ایسی ویسی کوئی شرط نہیں رکھی اس کے ساتھ تو پھر آئس کریم پکی بھیا۔ ماہی نے اچھلتے ہوئے پوچھا۔ ہاں پکی مگر جب میں فری ہوا...... کل کو تو تمہیں پتہ ہے ناں گھر پر کیا ہے ہاں بھائی تینوں کے چہروں پر افسردگی چھا گئی جہاں کچھ دیر پہلے خوشیوں کے ڈیرے تھے۔

12 بجنے میں ابھی 10 منٹ باقی تھے شرمین اور ماہم دونوں ابھی تک جاگ رہی تھی، شرمین نے پوچھا ماہی تمہیں پتہ ہے ناں کہ کل کونسا دن ہے ماہی نے بھیگی آنکھوں اور آواز کے ساتھ کہا ہاں دی جانتی ہوں کل کونسا دن ہے میں کیسے بھول سکتی ہوں کل کا دن ماہی ادھر دیکھو میری طرف جب شرمین نے ماہی کا چہرہ اپنی طرف کیا تو ماہی رو رہی تھی ماہی تم رو رہی ہو۔ ماہی شرمین کے گلے لگ گئی دی میں اور رضی بھیا کتنے بدنصیب ہیں ناں کہ اپنی ماں کا چہرہ تک نہ دیکھ پائے۔ دی ہم کتنے بدنصیب ہیں کہ ہم نے پیدا ہوتے ہی اپنی ماں کی جان لے لی پلیز ماہی ایسا مت کہو، ہاں دی میں ٹھیک کہہ رہی ہوں ہاں شرمین دی، ماہی بالکل ٹھیک کہہ رہی ہے اندر داخل ہوتے ہوئے رضی نے بھی کہا ارے رضی تم سوئے نہیں ہوا بھی تک نہیں دی نیند نہیں آ رہی تھی جب دیکھا کہ آپ کے روم کی لائٹ جل رہی ہے تو چلا آیا۔ اچھا آؤ میں نے تم دونوں کے لیے گفٹ لیے ہیں شرمین نے دونوں کو بہلاتے ہوئے کہا نہیں دی ہمیں نہیں چاہیے کوئی بھی گفٹ دونوں نے کہا۔ ارے بھئی کیوں نہیں چاہیے گفٹ میں جانتی ہوں گھر میں کبھی بھی کسی نے تم دونوں کا برتھ ڈے نہیں منایا اور اس کی وجہ تو تم دونوں جانتے ہی ہو تو کیا ہوا ہم تم دونوں کا برتھ ڈے نہیں منا سکتے مگر میں اپنے سویٹ سے بھائی اور سسٹر کے لیے گفٹ تو لا سکتی ہوں پھر 12 بجنے کے بعد شرمین نے دونوں کو وش کیا اور گفٹ دیئے جب دونوں نے گفٹ کھولے تو دونوں بہت خوش ہوئے کیونکہ گفٹ ان کی پسند کے تھے شرمین دونوں کے چہرے پر مسکراہٹ دیکھ کر بہت خوش ہوئی اور اپنے درد کو چھپا گئی ہاں مگر وہ یہ بھی جانتی تھی کہ رضی اور ماہی کے چہرے پر یہ خوشی پل دو پل کے لیے ہے تھوڑی دیر بعد جب انہیں پھر سے مما کی یاد آنے گی تو وہ پھر سے دکھی ہو جائیں گے۔ پر وہ خوش تھی کہ اس نے اپنا بڑا ہونے کا حق ادا کیا ہے اور وہ کچھ پل کے لیے تو دونوں کے لبوں پر مسکان لانے میں کامیاب ہوئی ہے۔

صبح کو اسمانے اور سب نے مل کر 10 بجے تک سب تیاریاں پوری کر لیں آج رخسار کی 21 ویں برسی تھی عالیہ بیگم ہر سال اس دن گھر میں پڑھائی کرواتی تھیں باقاعدہ ایک محفل کا اہتمام کیا جاتا تھا جس میں عالیہ بیگم خصوصی رخسار، رضا اور سجاد کے لیے دعا کرواتی تھی غریبوں میں کپڑے وغیرہ تقسیم کرواتی تھی شام 4 بجے تک محفل کا اختتام ہوتا تھا محفل کے بعد سب میں نیاز بانٹی گئی سب کو کھانا کھلایا گیا پھر سارے لوگ چلے گئے رات کو فارغ ہو کر اسما نے بھی کہا کہ اچھا آنٹی اب ہم بھی چلتے ہیں ارے یہ شاذل کہاں ہے احسن نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا جی پاپا میں یہاں ہوں بیٹا گھر نہیں چلنا کیا ساری رات یہیں رہنے کا ارادہ ہے کیا، ہاں پاپا، مما مجھے رضا کے ساتھ کچھ کام ہے آپ لوگ چلئے میں آجاؤں گا او کے بیٹا جلدی آنا پھر دلاور احسن اور اسما چلے گئے۔

شرمین نجانے کہاں تھی شاذل کی نگاہیں بار بار اسے ڈھونڈ رہی تھیں جب اس سے رہا نہ گیا تو اس نے ماہی سے پوچھ ہی لیا کہ ماہی تمہاری دی کہاں ہے تو ماہی نے کہا شاذل بھیا سو گئی ہے کہیں شاید اپنے کمرے میں ہوگی جب شاذل اور ماہی کمرے میں گئے تو شرمین وہاں پر نہیں تھی پر وہاں ایک اور سرپرائز تھا ماہی کیلئے ماہی یہ کیا ہے شاذل نے بیڈ سے گفٹ اٹھا کر دیکھتے ہوئے کہا تو ایک دم سے اچھل کر ماہی نے شاذل کے ہاتھ سے گفٹ لے لیا جیسے وہ جانتی ہو کہ یہ کیا ہے وہ جانتی تھی کہ بڑی امی یعنی عالیہ بیگم کا گفٹ ہے عالیہ بیگم رضی اور ماہی کے جنم دن کو مناتی نہ تھی مگر ہر سال انہیں خاموشی سے سالگرہ کے گفٹ ضرور لا کر دے دیتی تھی دوسری طرف رضا کے کمرے میں بھی اس کا گفٹ منتظر تھا۔ اچھا ماہی اب اسے کھول کر تو دکھاؤ اس میں کیا ہے نہیں شاذل بھیا اسے میں دی کے آجانے کے بعد ہی کھولوں گی پر ماہی پہلے یہ تو پتہ چلے کہ وہ کہاں ہے تمہاری دی تو ایسے غائب ہو جاتی ہے جیسے گدھے کے سر سے سینگ پھر اچانک شاذل کو خیال آیا کہ آج

شرمین جب اداس تھی اس کی اداسی کی وجہ آج کا دن تھا وہ جانتا تھا کہ جب شرمین اداس ہوتی ہے تو وہ کہاں جاتی ہے ہاں جب شرمین اداس ہوتی تھی تو اسے رات کی تنہائی میں بیٹھ کر تاروں سے باتیں کرنا بہت اچھا لگتا تھا پھر وہ ماہی سے بولا۔ یاد آیا ماہی کہ تمہاری دی اس وقت کہاں ہو سکتی ہے تم بیٹھو میں ابھی آیا شاذل آہستہ آہستہ سیڑھیاں چڑھتا ہوا چھت پر گیا تو اس نے دیکھا کہ شرمین دنیا جہاں سے بے خبر بیٹھی اپنے خیالوں میں کھوئی ہوئی تھی اسے یہ احساس نہ ہوا کہ پچھلے 5 منٹ سے اس کے پیچھے کھڑا ہے اسے تب احساس ہوا جب شاذل نے آہستہ سے اسے پکارا تو شرمین اپنے خیالوں کی دنیا سے باہر آئی اور جلدی سے اٹھ کے کھڑی ہو گئی ارے شاذل تم کب آئے مجھے تو پتہ ہی نہیں چلا میڈم تم اس دنیا میں ہوتی تو تمہیں پتہ چلتا تم تو دور ستاروں کی دنیا میں کھوئی ہوئی تھی ویسے زیادہ دیر نہیں ہوئی ابھی ابھی آیا ہوں ارے نہیں شاذل ایسی بات نہیں ہے میں تو بس ایسے ہی یہاں بیٹھی تھی ہاں شرمین تم ایسے ہی یہاں بیٹھی تھی اور میں یہ بات پچھلے کئی سالوں سے تمہارے منہ سے سنتا آیا ہوں اچھا چلو آؤ بیٹھو نہیں شاذل ابھی بہت دیر ہو گئی ہے چلو نیچے چلتے ہیں تو شاذل نے بازو سے پکڑ کر شرمین کو بٹھا لیا اور بولا چلو بیٹھو اور بتاؤ کہ کیوں بیٹھی تھی یہاں تنہائی میں کیا آنٹی رخسار کی یاد آ رہی تھی شاذل کے منہ سے یہ بات سن کے شرمین اپنے آنسو برداشت نہ کر سکی ارے ارے تم تو رو پڑی شرمین پلیز رونا بند کرو مجھ سے تمہارے یہ آنسو برداشت نہیں ہوتے بولا شرمین اگر میرے بس میں ہوتا تو کبھی تمہاری آنکھوں میں آنسو نہ آنے دیتا شرمین میں تمہارے ماں باپ کی کمی تو پوری نہیں کر سکتا یہ میں وعدہ کرتا ہوں تم سے کہ کبھی تمہاری آنکھوں میں آنسو نہیں آنے دوں گا۔ تمہیں ہمیشہ خوش رکھوں گا اتنا خوش کہ میں کوشش کروں گا کہ تمہیں تمہارے ماں باپ کی یاد نہ آئے پر شاذل ماں باپ کی یاد تو آتی ہی ہے میں جانتی ہوں تم مجھے بہت خوش رکھو گے اور آج تک رکھتے آئے ہو پر زندگی کی ماں باپ کی کمی تو ہمیشہ ہی رہے گی۔ نہ صرف میری زندگی میں بلکہ رضا اور ماہی کی زندگی سے بھی مگر یہ بھی سچ ہے شاذل مما اور احسن پاپا نے اور بڑی امی نے کبھی ہمیں یہ کمی محسوس تو نہیں ہونے دی مگر پھر بھی زندگی میں کئی ایک موقع ایسے آتے ہیں جب اپنے ماں باپ کی کمی شدت سے محسوس ہوتی ہے کبھی کبھی سوچتی ہوں پہلے اللہ تعالیٰ نے پاپا کو چھین لیا اور بعد مما کو بھی اللہ تعالیٰ نے ایسا کیوں کیا ہمارے ساتھ شاذل تمہیں پتہ ہے میں تو مما، پاپا کی گود میں کھیلی بھی ہوں مگر رضی اور ماہی کو تو دیکھو انہوں نے تو کبھی مما پاپا کی گود میں کھیلا ہی نہیں انہوں نے تو یہ بھی محسوس نہیں کیا کہ ماں کی ممتا کا احساس کیسا ہوتا ہے۔ شرمین اگر میرے بس میں ہوتا تو میں تمہاری زندگی کی یہ کمی بھی محسوس کر کے پوری کر دیتا۔ شاذل نے شرمین کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے کہا اچانک شاذل کے ذہن میں خیال آیا کہ کیسے شرمین کو ہنسایا جائے تو وہ شرمین سے بولا ارے اب میڈم صاحبہ اپنے اس چہرے سے اداسی کو ختم بھی کر لو اگر اگلے ایک سیکنڈ میں یہ اداسی غائب نہیں ہوئی تو میں صبح کو بڑی امی سے شکایت لگا دوں گا کہ تم چھت پر چھپ چھپ کے روتی ہو۔ ارے نہیں شاذل تم بڑی امی کو کچھ نہیں بتاؤ گے اگر میں تو بتاؤں گا بتاؤں گا رکو تمہیں میں بتاتی ہوں جیسے ہی شرمین شاذل کو مارنے کے لیے اٹھی اور اس نے سیڑھیوں کی طرف دیکھا تو وہاں ماہی کھڑی تھی ماہی دونوں کی باتیں سن کے رو رہی تھی مگر جیسے ہی شرمین نے دیکھا تو اس نے اپنے آنسو جلدی سے صاف کر لیے شرمین بولی ارے ماہی تم یہاں کیوں کھڑی ہو بس دی ایسے ہی وہ میں میں آپ کو بلانے آئی تھی میں نے شاذل بھیا سے کہا تھا کہ دی کو بلا کر لاؤ پھر جب آپ نہیں آئیں تو میں خود ہی بلانے آ گئی کیوں کوئی کام تھا ماہی مجھے تو لگا تم اب تک سو گئی ہو گی ہاں دی وہ بڑی امی نے جو گفٹ دیا ہے اسے کھولنا تھا سوچا آپ کے ساتھ ہی کھولوں گی پھر تینوں نیچے چلے گئے ماہم شرمین اور رانیہ تینوں ہی کالج کینٹین میں بیٹھی تھیں اتنے میں ماہم کی دوست زویا اسے بلا کر لے گئی کہ کیا بات ہے رانیہ میں صبح سے نوٹ کر رہی ہوں تم بہت خوش نظر آ رہی ہو شرمین نے رانیہ کے چہرے کا جائزہ لیتے ہوئے پوچھا ہاں شرمین بات ہی کچھ ایسی ہے وہ میں نے تمہیں بتانا تھا کہ عاشر بھائی واپس آ گئے ہیں اپنی سٹڈی کمپلیٹ کر کے ابھی کل ہی واپس آئے ہیں اور بھائی نے یوں اچانک آ کے ہم سب کو سرپرائز کر دیا۔ واؤ شرمین نے کہا یہ تو بہت خوشی

کی بات ہے شرمین بھی عاشر کو جانتی تھی ایک دو بار جب وہ چھٹی پر گھر آئے تھے تو وہ اس سے مل چکی تھی پھر وہ بولی اوہ بات ہے اتنی خوشی کی ورنہ میں بھی کہوں کہ کیوں صبح کی اتنی خوش ہو اچھا رانیہ تمہیں پتہ ہے ناں یہ ہمارا آخری لاسٹ ایئر ہے اور ایگزام میں بھی صرف دو ماہ ہی رہ گئے ہیں ہاں شرمین جانتی ہوں تمہاری تیاری کیسی ہے شرمین فی الحال تو تیاری شروع ہے ایگزام کی یار میرا تو یہ سوچ سوچ کے برا حال ہوتا ہے کہ ہم کالج چھوڑ دیں گی یہ ہمارا لاسٹ ائیر ہے پھر اس کے بعد اس کے بعد تمہاری شادی ہوگی۔ رانیہ تم پھر سے شروع ہونے لگی۔ شرمین نے گھور کر رانیہ کی طرف دیکھا اوکے اوکے بابا نہیں کرتی مگر دل میں تو لڈو پھوٹ رہے ہوں گے۔ شرمین شرما کر رہ گئی۔

رات کو شاذل، رضا، شرمین اور ماہم سب رضا کے کمرے میں جمع تھے سب شور مچا رہے تھے ان کے شور کی آواز سن کے عالیہ بیگم ان کے کمرے میں آئی رضا کہا بڑی امی سب سیدھے ہو کر کھڑے ہو گئے عالیہ بیگم بولی یہ کیا ہو رہا ہے سب نے کیوں شور مچا رکھا ہے اتنا۔ اور شاذل تم بھی ان لوگوں کے ساتھ بچے بنے ہوئے ہو۔ نہیں نہیں بڑی امی میں تو درمیان میں عالیہ بیگم نے بولتے ہوئے کہا بہت ہو گئی مستی، مجھے لگتا ہے اب تم تینوں کو اپنی پڑھائی پر توجہ دینی چاہیے کیونکہ تم تینوں کے ایگزام میں صرف دو ماہ ہی رہ گئے ہیں جی بڑی امی اب کی بار شرمین نے جواب دیا مجھے اب شور کی آواز سنائی نہیں دینی چاہیے۔ اتنا کہہ کر عالیہ بیگم چلی گئی رتھنک گوڈ آج بڑی امی نے مجھے نہیں ڈانٹا ماہی نے ایک لمبا سانس لیتے ہوئے کہا پھر چاروں بیٹھ گئے اچانک ماہی بول اٹھی کیوں ناں لڈو کھیلتے ہیں تو شاذل نے بھی ماہی کی ہاں میں ہاں ملائی کیونکہ آج انہیں کافی دن ہو گئے تھے لڈو کھیلے ہوئے ہمیشہ ماہی اور شاذل، رضا اور شرمین پارٹنر بنتے تھے پر ماہی نے کہا مگر آج ہم پارٹنر بدل کر گیم کھیلتے ہیں کیا مطلب شرمین جلدی سے بولی وہ جانتی تھی کہ ضرور کوئی فضول سا پلان ماہی کے دماغ میں آیا ہوگا کیونکہ سب فضول قسم کے آئیڈیے ہی ماہی کے دماغ میں آتے تھے پھر ماہی بولی مطلب یہ کہ دی آپ اور میں اور رضی تم اور شاذل بھیا پارٹنر بن کر کھیلیں گے تو پھر مجھے نہیں کھیلنا تم تینوں کھیلو شرمین اٹھ کر جانے لگی تو شاذل نے آہستہ سے کہا پلیز شرمین کھیلو تو مجبوراً شرمین کو کھیلنا پڑ گیا ہو۔ ہم جیت رہے ہیں رضی اور ماہی نے خوشی سے نعرہ لگایا ارے ماہی اور رضی پلیز دھیرے بولو اگر اب کی بار پھر سے بڑی امی آ گئیں تو اب کی بار ہماری خیر نہیں سوری دی ہاں تو شاذل بھیا آج میں آپ کی پارٹنر نہیں ہوں تو اور اگر آج میں جیت گئی تو میں جو مانگوں گی وہ مجھے دینا ہوگا کیونکہ میں آپ کی ہونے والی سالی صاحبہ ہوں تو شاذل نے شرمین کے چہرے پر نظریں جماتے ہوئے کہا افکورس تم میری ہونے والی سالی ہو میں تو چاہتا ہوں ماہی تم جلد از جلد ہونے والی سالی سے سالی بن جاؤ۔ نہیں تھوڑا انتظار کر لو میرے ہونے والے جی جان پھر شاذل بولا وہی تو نہیں ہوتا اب اس سے پہلے کہ شرمین کچھ اور سن پاتی وہ شاذل کے جملوں اور نگاہوں کی تاب نہ لاتے ہوئے بھاگ گئی ارے دی کہاں جا رہی ہو گیم تو پوری کر کے جاؤ مگر شرمین اب کہاں رکنے والی تھی۔ پھر وہ تینوں کھیلنے لگے تھوڑی دیر بعد ماہی نے نعرہ لگایا کہ میں جیت گئی اب تو شاذل بھیا جو میں آپ کو کہوں گی وہ آپ کو کرنا ہوگا ماہی کچھ دیر سوچنے کے بعد بولی بس زیادہ کچھ نہیں بس اگلے سنڈے کو مجھے شوپنگ پر لے جانا ہوگا۔ ارے شادی سے پہلے یہ حال ہے تو نجانے بعد میں کیا ہوگا شاذل منہ میں ہی بڑبڑایا کیا کیا ماہی نے آنکھیں دکھاتے ہوئے پوچھا۔ ک۔ ک۔ کچھ نہیں تینوں ہنس پڑتے ہیں آج سنڈے تھا شاذل کو کوئی کام نہیں تھا اس نے کال کر کے ماہی سے کہا کہ وہ آج اسے شوپنگ پر لے جا رہے ہیں تو تیار رہنا ماہی کب سے تیار ہو کر شاذل کا ویٹ کر رہی تھی دی دیکھو کتنی دیر ہو گئی ہے شاذل بھیا اب تک نہیں آئے اس نے وعدہ کیا ہے نا کہ وہ آج مجھے لے کر جائیں گے ضرور شاذل بھیا کہہ کر بھول گئے ہیں اور اب آ نہیں رہے ہیں بڑی امی سے اجازت بھی تو لینا ہے ڈونٹ وری مائی سویٹ سسٹر میں پہلے ہی بڑی امی سے اجازت لے چکی ہوں شاذل نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا ہائے شرمین اس نے شرمین کو ہیلو بولا۔ سو سویٹ شاذل بھیا آپ کتنے اچھے ہیں چلو دی تم بھی تیار ہو جاؤ ارے بھئی میں کیوں تیار ہوں کیوں دی۔ آپ نہیں چل رہی ہیں دی میں نہیں چل رہی مجھے گھر پر کچھ ضروری کام ہے اس لیے تم دونوں جاؤ پھر شاذل نے بھی شرمین کو زیادہ ریکویسٹ نہیں کی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ جب شرمین ایک بار کوئی بات کہہ دے پھر وہ نہیں مانتی چلو چلو ماہی جیسے نہیں چلنا وہ نہ جائے ہم اس کے لیے اپنی پسند کی شوپنگ کر لائیں گے مگر کوئی اتنا تو بتا دے کہ کسی کو کسی چیز کی ضرورت بھی ہے یا نہیں۔ شرمین شاذل کی بات سن کے ہلکا سا مسکرائی اور بولی نہیں کچھ نہیں چاہیے۔ شاذل مسکراتے ہوئے باہر چلا گیا اور ماہی بھی اس کے پیچھے چل دی۔

دوسری طرف رانیہ کب سے اپنے بھائی کو منا رہی تھی پلیز بھائی مان جاؤ کتنے دن ہو گئے ہیں آپ کو آئے ہوئے بھائی آپ نے وعدہ کیا تھا کہ کسی دن ضرور شوپنگ پر لے کر چلیں گے تو پلیز بھائی آج لے چلو نہ دیکھئے ناں مما بھائی مان نہیں رہے ہیں جبکہ بھائی نے وعدہ کیا تھا چلو بیٹا لے جاؤ رانیہ کب سے ضد کر رہی ہے وہ مما اسے کہو کہ میں آج بزی ہوں پھر کبھی لے کر چلوں گا نہیں بھائی مجھے آج ہی جانا ہے آپ کو پتہ ہے بھائی 2 دن بعد کیا ہے۔ بھائی 2 دن بعد 14 فروری ہے ویلنٹائن ڈے اور ہمارے کالج میں ویلنٹائن ڈے کے حوالے سے فنکشن ہے بس اسی کے لیے شوپنگ کرنی ہے۔ ایک شرط پر لے کر چلوں گا رانیہ پہلے مجھے بک سنٹر چلنا ہے مجھے ایک بک کی ضرورت ہے پھر اس کے بعد شوپنگ پر چلیں گے اگلے ہی پل دونوں کار میں بیٹھے تھے تھوڑی دیر بعد وہ دونوں بک سنٹر پر تھے رانیہ بولی بھائی تم اپنی بکس خرید کر آ جاؤ میں نہیں چلوں گی اوکے رانیہ تم یہیں کار میں بیٹھو میں بس ابھی آیا۔

شاذل بھیا، شاذل بھیا پلیز گاڑی روکئے کیوں بھئی اب کیا ہوا وہ شاذل بھیا مجھے یہاں سے ایک بک خریدنی ہے ارے یہ اب شوپنگ میں بک کہاں سے آ گئی پلیز بھیا بس تھوڑی دیر میں یوں گئی اور یوں آئی ماہی نے جلدی سے بک لی اور وہ بے دھیانی میں چلی آ رہی تھی دوسری طرف سے عاشر بھی چلا آ رہا تھا وہ ماہی سے ٹکرا گیا ماہی کے ہاتھ سے بک نیچے گر گئی عاشر نے ایک نظر ماہی کے چہرے کی طرف دیکھا اس سے پہلے کہ عاشر کچھ کہتا ماہی نے جلدی سے بک اٹھائی اور عاشر کو بنا دیکھے سوری کہہ کر بک سنٹر سے باہر نکل گئی جبکہ غلطی عاشر کی تھی ارے میڈم ذرا سنئے تو وہ غلطی میری تھی مگر ماہی کچھ سنے بغیر باہر نکل گئی ماہی کے جانے کے بعد عاشر خود سے بولا کتنی عجیب لڑکی تھی سوری کہہ کر چلی گئی جبکہ غلطی تو اس کی تھی خیر چلو چلتے ہیں عاشر بھی بک سنٹر سے باہر نکل آیا کار میں آ کر اس نے رانیہ کو بتایا کہ ایسا ہوا ہے بک سنٹر کے اندر تو رانیہ بولی شکر کرو بھائی آپ کو سوری کی بجائے کہیں تھپڑ نہیں پڑ گیا کیونکہ یہ امریکہ نہیں ہے یہ پاکستان ہے یہاں اگر کوئی لڑکا کسی لڑکی سے ٹکراتا ہے تو اس کا یہی مطلب ہے کہ وہ اسے چھیڑ رہا ہے آپ کی تو قسمت اچھی تھی کہ آپ بچ گئے۔

رانیہ کب ہو گئی پوری تمہاری شوپنگ میں تو تھک گیا ہوں تمہارے ساتھ پھرتے پھرتے۔ بس بھائی تھوڑی دیر اور اچھا تو تم کر لو اپنی شوپنگ میں بس ابھی آیا اوکے بھائی پر کہیں گھوم مت جائیے گا ارے اب میں بچہ تھوڑی ہی ہوں اور کیا میں اس ملک میں پہلی بار تھوڑی آ رہا ہوں پاگل۔ پھر عاشر چلا گیا اور رانیہ اپنی شوپنگ کرنے لگی اچانک سے عاشر کی نظر پھر سے ماہی پر پڑ گئی وہ اپنے دھیان میں شوپنگ کر رہی تھی عاشر نے سوچا کہ یہ اچھا موقع ہے سوری کہنے کا اس ارادے سے وہ ماہی کی طرف بڑھا اس نے ماہی کے پاس جا کے بولا ہیلو ایکسکیوز می میڈم ماہی نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے پوچھا۔ سنیں کیا آپ مجھ سے مخاطب ہیں۔ جی ہاں میڈم میں آپ سے ہی مخاطب ہوں جی کہئے آپ کو کیا کہنا ہے۔ جی وہ دراصل مجھے آپ کو سوری بولنا ہے تو ماہی نے حیرانگی سے کہا بٹ۔ مگر وائی میں پوچھ سکتی ہوں کہ آپ مجھ سے سوری کیوں بولنا چاہتے ہیں تو عاشر بولا آپ کو شاید یاد نہیں آپ نے مجھے دیکھا نہیں ہوگا مگر میں نے آپ کو دیکھا تھا پھر عاشر نے بک سنٹر والا واقعہ یاد کروایا ماہی کو اور بولا دراصل غلطی میری تھی میں ہی کسی اور کی طرف دیکھ کے چل رہا تھا اور بے دھیانی میں آپ سے ٹکرا گیا تھا تب مجھے لگتا ہے سوری مجھے کہنا چاہیے تھا مگر آپ بنا غلطی کے مجھے سوری بول کے چلی گئی میں نے آپ کو پیچھے سے آواز بھی دی تھی مگر شاید آپ جلدی میں تھیں اور کوئی بات نہیں مسٹر۔ جی عاشر میرا نام عاشر حسین ہے۔ اف یو ڈونٹ مائنڈ مسٹر عاشر آپ کے نام کیا لینا دینا ہے۔ پر مجھے خوشی ہوئی یہ جان کر کہ دنیا میں آپ جیسے انسان بھی موجود ہیں جو اپنی غلطی کو تسلیم

کرنا جانتے ہیں اور رہی بات میرے سوری کہنے کی تو میری نظر میں کسی کو سوری کہنے سے کوئی چھوٹا بڑا نہیں ہو جاتا بغور ماہم کے چہرے پر نظریں جمائے دیکھے جا رہا تھا اس نے آج تک ماہم کی طرح مدہم مزاج بولنے والی لڑکی نہیں دیکھی تھی۔ ماہم نے پہلی ملاقات میں ہی عاشر کو کسی حد تک امپریس کر دیا تھا۔ ماہم بولتی جا رہی تھی اور عاشر بس ماہم کو دیکھ رہا تھا اور ماہم کی شخصیت بھی کچھ ایسی ہی تھی کہ ہر دیکھنے والے کو اپنے سحر میں جکڑ لیتی تھی اب عاشر کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہوا تھا وہ پہلی نظر میں ہی ماہم کے سحر میں جکڑ گیا تھا اس کا دل اچانک سے کسی لڑکی کے لیے دھڑک اٹھا تھا حالانکہ وہ 5 سالوں سے سٹڈی کے لیے امریکہ میں مقیم تھا دوران سٹڈی وہ ہزاروں لڑکیوں سے ملتا رہا ہے اس کی یونیورسٹی میں ہزاروں لڑکیاں پڑھتی تھیں پر کسی نے اسے اتنا امپریس نہیں کیا تھا جتنا آج پہلی ملاقات میں ماہم نے کیا تھا اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا ماہم سے اچانک پیچھے سے شاذل آ گیا۔ ارے ماہم یہاں کیا کر رہی ہو اور یہ کون ہے۔ کوئی نہیں بس یہ کوئی اجنبی تھا جو اپنی غلطی پر معافی مانگ رہا ہے چلو چلتے ہیں یہ کہہ کر اس نے شاذل کا ہاتھ پکڑا اور دونوں چلے گئے عاشر شاذل کے منہ سے ماہم کا نام سن چکا تھا اور یوں شاذل کا ہاتھ تھام کر جانا اس کے لیے کئی سوال چھوڑ گیا وہ ایک آہ بھر کے رہ گیا اور بے اختیار اس کے منہ سے یہ الفاظ نکلے۔

یہ دل جو پہلی نظر میں اسے دیکھ کر دھڑکنا بھول گیا ہو جیسے
اور ایک وہ ہیں جو تھام کر ہاتھ کسی اور کا اجنبی کہہ کر چل دیئے

ارے بھائی کہاں کھوئے ہوئے ہو جیسے ہی رانیہ نے آ کر پیچھے سے پکارا تو عاشر چونک گیا بھائی میں کب سے آپ کو ڈھونڈ رہی ہوں کہاں چلے گئے تھے۔ بس یہیں تھا رانیہ، چلو چلتے ہیں سارے راہ عاشر ماہم کے بارے میں سوچتے آیا نجانے وہ کہاں رہتی ہے کیا وہ دوبارہ اس سے مل پائے گی۔ ہاں مگر اس کا نام تو پتہ چل گیا تھا یہ کس سے تعلق بڑھانے کے لیے صرف اس کا نام ہی تو کافی نہیں ہوتا پھر وہ خود سے بولا کہ اچھا اگر قسمت نے آج اسے مجھ سے دوبار ملایا ہے تو ضرور تیسری بار بھی ملائے گا۔ ماہی گاڑی سے اتری شاذل بھیا کیا آپ اندر نہیں آئیں گے۔ نہیں ماہی ابھی مجھے کچھ کام ہے اس لیے ابھی نہیں آ سکتا شام کو ملتے ہیں او کے بھیا۔ بائے۔

ماہی نے اپنے بیگ اٹھائے اور اندر آ گئی جب وہ اندر آئی تو سب سے پہلے اس کا سامنا عالیہ بیگم سے ہو گیا تم اتنی دیر کیوں لگا دی عالیہ بیگم نے آتے ہی سوال کر دیا وہ بڑی امی ...... وہ اچھا چلو کوئی بات نہیں مگر آئندہ دھیان رہے اتنی دیر نہ ہو او کے بڑی امی ......

ماہی نے دھڑام سے بیڈ پر گرتے ہوئے کہا کہ تھنک گوڈ بچ گئے ورنہ میری تو جان ہی نکل گئی تھی بڑی امی کی طرف دیکھ کر تو اتنی دیر کیوں لگا دی تم دونوں نے میں کب سے ویٹ کر رہی ہوں اور تم اکیلی شاذل کہاں ہے کس نے کہا تھا کہ یہاں بیٹھی رہو تم بھی چلتی نہ ہمارے ساتھ دی تم بھی چلتی نہ تو کتنا مزہ آتا جب شاذل بھیا کی ساری جیب خالی ہوتی ...... اچھا چلو دکھاؤ کیا کیا شوپنگ کی ہے یہ دیکھو دی یہ ڈریس تمہارے لیے پرسوں کے فنکشن کے لیے پیارا ہے ناں ہاں ماہی بہت پیارا ہے اور یہ دیکھو یہ ہے میرا واؤ ماہی کتنا پیارا ہے یہ ڈریس لائٹ ریڈ کلر بہت پیارا لگے گا تم پر ہاں ہاں میں ہوں ہی پیاری تو پیارا کیوں نہیں لگے گا دیکھنا جب میں اسے پہنوں گی سب دیکھتے ہی رہ جائیں گے۔ اچھا اچھا بابا تم بہت خوبصورت ہو اور یہ ڈریس پہن کر تو تم اور بھی خوبصورت لگو گی اچھا اور بھی دکھاؤ کیا کیا شوپنگ کی ہے۔ اور یہ بکس۔ بکس نکالتے وقت ماہی کو بک سنٹر والا واقعہ یاد آ گیا دی آپ کو بتانا تھا آپ کو پھر ماہی نے شرمین کو سب بتایا اور بولی دی بہت عجیب شخص تھا یار آج کے دور میں کون اپنی غلطی مانتا ہے پر وہ اپنی غلطی مان کر تم سے معافی مانگ لی۔ ہاں پر دی ایک بات ہے وہ یہاں کا رہنے والا لگ نہیں رہا تھا ایسے لگ رہا تھا کہ جیسے وہ آؤٹ کنٹری سے آیا ہو۔ باہر کے ملک کا نام سن کر شرمین کو بھی کچھ یاد آ گیا۔ ہاں ماہی یاد آیا مجھے بھی کچھ بتانا تھا تمہیں وہ رانیہ بتا رہی تھی کہ اس کا بھائی ہے نا جو امریکہ میں سٹڈی کیلئے گیا ہوا تھا وہ واپس آ گیا ہے ماہی کیا تم اس سے ملی ہو پر میں ایک بار ملی تھی اس سے رانیہ کے گھر پر جب وہ ایک بار چھٹی پر گھر آیا ہوا تھا اچھا چھوڑ و اسے دی ہمیں کیا لینا دینا ہے اس سے آپ یہ دیکھو میں نے ہیل والی سینڈل خرید ہے پیاری ہے ناں۔ پرسوں اس کو اسی ڈریس کے ساتھ پہنوں گی یہ دعا کرو دی میں یہ پہن کر چل پاؤں ورنہ میرا تو خدا ہی نگہبان ہے۔

دوسرے دن شام میں شرمین کچن میں تھی ...... ہائے شرمین کیا ہو رہا ہے۔ شاذل نے دروازے کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے ہوئے پوچھا، کچھ نہیں بس رات کے کھانے کی تیاری ہو رہی ہے اچھا کیا بنا رہی ہو۔ چکن بریانی، مٹر کی سبزی، واؤ میری پسند کی ڈشز میرا ابھی ڈنر پکا ادھر ہی ہے ویسے ایک بات ہے شرمین شادی کے بعد ہمیں ایک میٹ رکھنے کی ضرورت نہیں ہے وہ کیوں؟ وہ اس لیے کہ میری ہونے والی بیوی جو اتنی اچھی ڈشز بنا لیتی ہے تو شرمین بولی شاذل میں مذاق کے موڈ میں بالکل بھی نہیں تم جاؤ ماہی ٹی وی دیکھ رہی ہو گی اس کے ساتھ جا کے ٹی وی دیکھو۔ اور یہ مذاق بھی اسی کے ساتھ جا کے کرو مگر شرمین میں ماہی سے مذاق کرنے نہیں میں تم سے کچھ ضروری بات کرنے آیا ہوں ہاں بولو کیا ضروری بات ہے تو شاذل بولا وہ کیا ہے شرمین میرے ایک فرینڈ کی نئی نئی انگیج منٹ ہوئی ہے اور اس نے کل کو سب دوستوں کو پارٹی دی ہے سب اپنی اپنی فیونسی کے ساتھ آ رہے ہیں اور میں تمہیں اپنے ساتھ لے جانا چاہتا ہوں وہ پر میں کیسے جا سکتی ہوں تمہیں پتہ ہے ناں کہ بڑی امی رات کو گھر سے باہر جانے کی کبھی بھی اجازت نہیں دیں گی تو میں کب تمہیں رات کو باہر لے جانے کی بات کر رہا ہوں تو کیا پارٹی دن میں ہوتی ہے ہاں شرمین دن میں ہو گی میں نے اپنے دوست کو بہت مشکل سے منایا ہے کہ پارٹی دن میں رکھے ورنہ وہ تو رات میں رکھنے والا تھا پلیز کیا تم چلو گی میرے ساتھ لیکن دن میں تو تم جانتے ہو ناں کہ شاذل ہمارے کالج میں فنکشن ہے تو میں کیسے جا سکتی ہوں تو کیا شرمین تم میرے ساتھ ایسا بھی نہیں کر سکتی شاذل منہ بنا کر کھڑا ہو گیا اچھا بابا چلوں گی مگر ایک شرط پر پہلے تم بڑی امی سے اجازت لینا ہو گی۔ کیونکہ میں بڑی امی سے اجازت لیے بنا نہیں جا سکتی اگر بڑی امی اجازت دیں گے تو ہی میں چلوں گی۔ اچھا تو اب پرابلم یہ ہے کہ بڑی امی کو بھی منانا پڑے گا جی ہاں جاؤ اور اب مجھے کام کرنے دو کیا ہو رہا ہے شرمین عالیہ نے کچن میں داخل ہوتے ہوئے پوچھا اور شاذل تم تم یہاں کیا کر رہے ہو تمہیں کچھ چاہیے تھا کیا نہیں نہیں بڑی امی کچھ نہیں چاہیے تھا اور وہ کچن سے باہر چلا گیا جبکہ عالیہ بیگم دونوں کی باتیں سن چکی تھی وہ دل میں خوش تھی کہ اس نے رخسار کے مرنے کے بعد اس کے بچوں کی تربیت میں کوئی کمی نہیں چھوڑی رات کو سب ڈنر پر جمع تھے شاذل شرمین کو اشارہ کر رہا تھا کہ وہ کیسے پوچھے جبکہ عالیہ بیگم شاذل کی ساری حرکتیں نوٹ کر رہی تھی کیا بات ہے شاذل تم کچھ کہنا چاہتے ہو نہیں بڑی امی کچھ نہیں کوئی بھی بات نہیں ہے پھر ہمت کر کے شاذل بول ہی پڑا وہ بڑی امی میں شرمین کو ...... تو ہاں ہاں لے جانا ساتھ مگر ایک شرط پر کہ تم دونوں جلد واپس آؤ گے کیا بڑی امی شاذل نے حیرانگی سے پوچھا ہاں تم شرمین کو باہر اپنے ساتھ لے جانا چاہتے ہو تو لے جاؤ پر میری شرط یاد رکھنا او کے بڑی امی میں اپنی شرط یاد رکھوں گا شاذل نے اٹھ کر عالیہ بیگم کے گلے میں بانہیں ڈال دیں پر بڑی امی آپ کو کیسے پتہ چلا کہ میں شرمین کو کہیں لے جانا چاہتا ہوں وہ میں نے تم دونوں کی کچن میں باتیں سن لی تھیں سو سویٹ بڑی امی آپ کتنی اچھی ہیں شرمین کو شاذل نے اپنی جیت پر آنکھ سے اشارہ کیا تو جواب میں شرمین بھی ہلکا سا مسکرائی کیونکہ دل سے وہ بھی چاہتی تھی کہ وہ کل کا دن شاذل کے ساتھ گزارے مگر اب بھی ایک مسئلہ تھا وہ تھی رانیہ اگر رانیہ کو پتہ چل جاتا تو وہ اسے کچا چبا جائے گی اس لیے شرمین نے سوچا کہ وہ رانیہ کو بتائے گی نہیں۔ اور

جب کالج جائے گی تو رانیہ کو منالے گی کیونکہ رانیہ نے ناراض تو ہونا ہی تھا......

کیا بات ہے بھائی میں کچھ دنوں سے دیکھ رہی ہوں کہ آپ بہت کھوئے کھوئے رہتے ہیں آپ کی طبیعت تو ٹھیک رہتی ہے ناں بھائی ہاں رانیہ طبیعت تو بالکل ٹھیک ہے پر یونہی دوستوں کی بہت یاد آتی ہے یونی کے دوستوں کی اور خاص کر عمیر کی۔ بھائی عمیر آپکا بہت اچھا دوست تھا ہاں رانیہ بہت اچھا دوست ہے اور یہاں پر تو میرا کوئی دوست بھی نہیں ہے تو بنا لیجئے نہ بھائی دوست بنانے میں کتنی دیر لگتی ہے پر رانیہ کبھی کبھی دل جس سے دوستی کرنا چاہتا ہے تو وہ اس کے پہنچ سے بہت دور ہوتا ہے ارے واہ کیا بات ہے بھائی کیا ہے کوئی آپ کی نظر میں جس سے آپ دوستی کرنا چاہتے ہیں ارے نہیں نہیں رانیہ نظر میں تو کوئی بھی نہیں ہے میں تو بس یونہی کہہ رہا ہوں اچھا بھائی مگر میں تو کچھ اور ہی سمجھتی تھی ایک دوں گا جب دیکھو الٹ میں سوچتی رہتی ہے نہیں نہیں نہیں بھائی ماریئے گا نہیں عاشر نے اٹھایا ہوا کشن رکھ دیا اچھا تو بھائی میں کہہ رہی تھی کہ بنا لیجئے دوست اور خوش رہا کریں کیونکہ مما بھی کل پوچھ رہی تھی کہ پتہ نہیں عاشر کو کیا ہو گیا کچھ دنوں سے بالکل اداس اداس رہنے لگا ہے۔ رانیہ کے جانے کے بعد عاشر گہری سوچ میں ڈوب گیا کاش کوئی اس کی زندگی میں بھی ہوتا کوئی سم ون سپیشل۔ کاش!

دوسرے دن رانیہ کالج کے فنکشن پر جانے کے لیے تیار ہو کر کب سے عاشر کی منتیں کر رہی تھی کہ وہ اسے کالج چھوڑ آئے پر عاشر جانے کو تیار نہیں تھا پلیز بھائی چھوڑ آئیں ناں۔ پھر نجانے عاشر کے ذہن میں کیا بات آئی وہ اچانک سے بولا چلو میں تمہیں چھوڑ آتا ہوں......

آئی ایم ریڈی۔ ماہی نے تیار ہو کر سب کو آ کر کہا میں کیسی لگ رہی ہوں مما جیسے ہی اسما نے ماہی کی طرف دیکھا تو ساتھ ہی اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے کبھی کبھی زندگی کی کچھ ایسی یادیں ہوتی ہیں جو اچانک ہی ہمیں یاد آ جاتیہیں جن کے یاد آ جانے سے آنکھیں بے اختیار بہہ نکلتی ہیں اسما کو آج یاد تھا وہ دن اچھی طرح جب اس نے رخسار کو اپنے ہاتھوں سے تیار کیا تھا بالکل ایسی ہی ڈریس میں لائٹ ریڈ کلر اور آج ماہم نے بھی بالکل ویسا ہی ڈریس پہنا تھا ایسے لگ رہا تھا جیسے رخسار اس کے سامنے آ گئی ہو۔ بتاؤ نہ بڑی امی مما میں کیسی لگ رہی ہوں مجھے دی نے تیار کیا ہے کہیں بھوت تو نہیں لگ رہی ہوں نہیں بیٹا تم بہت پیاری لگ رہی ہو عالیہ بیگم نے ماہی کو ماتھے سے چومتے ہوئے کہا کسی کی نظر نہ لگے اور عالیہ بیگم اپنے آنسوؤں کو روک نہ سکی آج برسوں بعد پھر سے ایک بار دل کے زخم جو تازہ ہو گئے تھے وہ اپنے کمرے میں چلی گئی کیونکہ آج کے دن ہاں 14 فروری سے عالیہ بیگم کی بھی بہت سی یادیں جڑی تھیں جو اسے یاد آ گئی تھیں ارے مما یہ بڑی امی کو کیا ہوا ہے وہ اچانک سے رو کیوں پڑی ہیں کچھ نہیں ہوا ماہی بس یونہی پر تم بتاؤ کہ تم نے یہ ڈریس کہاں سے لی ہے مما وہ میں اس دن گئی تھی ناشا ذل بھیا کے ساتھ شوپنگ کے لیے بس اسی دن ہی خرید اتھا اچھا مما اب میں جاؤں کتنی دیر ہو گئی ہے اور وہ زویا کی بچی کتنی بار فون کر چکی ہے زویا ماہی کی دوست کا نام تھا جو اسکی کلاس فیلو تھی زویا سے ماہی کی دوستی زیادہ پرانی تو نہیں تھی مگر ایسے لگتا تھا جیسے دونوں کے بیچ کوئی بہت گہرا رشتہ ہو ہاں جاؤ اسما نے اجازت دیتے ہوئے کہا ماہی گاڑی میں بیٹھ رہی تھی کہ زویا کی پھر کال آ گئی تو زویا بولی ارے بابا آ رہی ہوں گاڑی میں بیٹھ رہی ہوں......

پلیز عاشر بھائی آپ بھی باہر آئیں نہ گاڑی سے نہیں رانیہ تم جاؤ بس میں یہیں سے جا رہا ہوں پلیز بھائی پلیز گیٹ تک تو چھوڑنے آئیں نہ میری دوستوں کو بھی تو پتہ چلے کہ میرا بھائی کتنا ہینڈسم ہے اور میں بھی ہو سکتا ہے یہاں آپ کو کوئی دوست مل جائے مجبوراً عاشر کو ساتھ چلنا پڑا رانیہ اندر چلی گئی اور عاشر واپس آنے کے لیے جیسے ہی پلٹا تو وہ پیچھے سے آتے ہوئے کسی سے ٹکرا گیا اس سے پہلے کہ ٹکرانے والا گرتا عاشر نے اسے تھام لیا گرتے وقت ماہی کے منہ سے صرف یہ الفاظ نکلے ہائے مر گئی۔ (پیار محبت اور سسپنس سے بھرپور کہانی جاری ہے)۔

خاموش محبتیں

"دردِ دل کی آواز"

تحریر: شبیر احمد، ضلع شیخوپورہ

خیر ابو نے اپنا فیصلہ سنانا شروع کیا اور میں بڑے غور سے سنتا رہا ابو بولے بیٹا اج سے یہ تیرا باپ اور یہ تیری ماں تجھے مار دیں تجھے زندہ رکھیں تجھے سولی پر لنکا دیں تیری زبان میں ہمارا نام نہیں انا چاہیے۔ والد صاحب فیصلہ بھی سنا رہے تھے اور زارو قطار رو بھی رہے تھے اور اگر تو نے اس گھر سے باہر قدم رکھا تو تو ہمارے لیے مر گیا اور ہم تیرے لیے اس گھر میں واپس نہیں انا۔ اس گھر میں انے سے پہلے اپنے اپ کو ختم کر لینا اور ہاں اگر یہ تیرا ماں باپ تجھے اجازت دے کہ جاؤ مل اؤ تو انا ورنہ نہیں انا میں اپنے ابو کے فیصلے کو بڑے غور سے سن رہا تھا اور اس سخت فیصلے پر دل پھٹ رہا تھا دماغ کام کرنا چھوڑ گیا بڑی مشکل سے خود کو سنبھالا اور میں نے کہا کہ ابو جی میں بھی کچھ عرض کر سکتا ہوں تو ابو نے کہا کہ ہاں بولو کیا بات ہے تو میں نے کہا کہ ابو جی یہ ماں باپ مجھے کتنی دیر کے لیے بیٹا بنا رہے ہیں تو میرا بھنوئی بولا بیٹا ساری عمر کے لیے اور وہ سارے حقوق کے ساتھ جو والدین کے ہوتے ہیں ویسے بھی میرا جو کچھ بھی ہے وہ اپ کا ہی ہو گا یہ سب سننے کے بعد میں نے کہا اگر کوئی لالچ دے کر اپ کے رشتہ دار اور برادری والے ہمیں کہیں گے کہ زمین کے لالچ میں بیٹا دے دیا یہ سب باتیں ابو جی اپ کے سامنے ائیں گی

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں

قارئین میرا نام شبیر احمد باجوہ ہے ہم کل پانچ بہن بھائی ہیں۔ تین سسٹر اور دو بھائی میں سب سے چھوٹا ہوں چھوٹا ہونے کے ناطے والدین بہن بھائی سب نے مجھے بڑے لاڈ پیار سے پالا تھا اور میری پیدائش سانگلہ ہل کے نواحی گاؤں میں ہوئی اسی گاؤں کی آغوش میں میں نے چھٹی کلاس تک تعلیم حاصل کی اور اس وقت ہمارے پورے گاؤں میں پہچان تھی والد صاحب چار بھائی اور ایک بہن تھے اور ان کے آپس میں سلوک کی وجہ سے اور زمینداری کی وجہ سے کافی دور دور تک پہچان تھی۔ میرے والد صاحب سب سے بڑے تھا اور بڑے ہونے کے ناطے والد صاحب نے بہن بھائیوں کے تمام فرائض بڑی خوش اسلوبی سے انجام دیئے اس کے بعد وقت کی تیز رفتار کے ساتھ ساتھ حالات بدلنے شروع ہو گئے درمیان والے دو چچا جو تھے ان کی بیویوں کی وجہ سے گھر کے حالات بکھرتے گئے یہاں تک کہ سب اپنے اپنے گھروں میں علیحدہ ہو گئے۔

اس کے باوجود وہ دونوں بھائی خوش نہ تھے کیونکہ ان کی بیویوں نے ان کی ایسی حالت بنا دی کہ ان کا کسی کام کو دل نہ کرتا تھا اور نہ ہی کچھ کرنے کے قابل رہے تھے اور آہستہ آہستہ اپنے حصے کی زمین بیچنی شروع کر دی جب والد صاحب کو پتہ چلا تو ابو نے بہت سمجھایا کہ ایسا مت کرو زمین مت بیچو لیکن انہوں نے ایک نہ سنی اور سب کچھ ختم

کر لیا اور ان دنوں والد صاحب کے ساتھ میرا بڑا بھائی جو بارہ تیرہ سال کا تھا والد صاحب کا ہاتھ بھی بٹاتا اور سب بہن بھائی تعلیم بھی جاری رکھے ہوئے تھے اور سب کچھ بہت اچھا چل رہا تھا لیکن یہ سب کچھ ہمارے ان شریکوں کو پسند نہ آیا وہ سب ہمیں ہنستا مسکرات دیکھ کر برداشت نہ کر سکے اور انہوں نے ایسی چالیں چلنی شروع کر دیں کہ ہمارے بھی حالات دن بدن بدلتے گئے۔

انہوں نے جادو ٹونے کرانے شروع کر دیئے تو پھر کبھی بھائی بیمار، کبھی باجی تو کبھی امی، کبھی ابو، ابو جان پر تو خیر اتنا اثر نہیں تھا کیونکہ وہ بچپن سے ہی نمازی پرہیز گار تھے اور ماشاء اللہ ابھی تک بھی ان کی یہی عادت ہے خیر وہ دن بھی آ گئے ہماری بربادی کے کہ ہم بہت بھاگے بہت علاج کروائے کچھ فرق نہ پڑا اسی دوران ایک بزرگ تھے ان سے کوئی اللہ اللہ کروائی تو بزرگ نے کہا کہ آپ جتنی جلدی ہو سکے یہ گاؤں چھوڑ کر کسی دوسرے گاؤں چلے جاؤ کیونکہ یہ کالے جادو کا اثر ہے اور بہت برا ہونے والا ہے کچھ دیر لگے گی اور آپ کو یہاں سے دور جانا ہوگا سو والد صاحب نے فیصلہ کر لیا کہ ہم ادھر اس گاؤں میں نہیں رہیں گے ہم چلے جائیں گے جب چچا کو پتہ چلا کہ یہ لوگ گاؤں چھوڑ کر جا رہے ہیں تو انہوں نے ہمارے ساتھ بہت زیادتی کی اور ہماری فصل جو کہ پکی ہوئی تھی فصل پر زمین پر قبضہ کر لیا اور ہماری تیار فصل کاٹ کر اپنے گھروں میں لے آئے اور ان کی اس گھناؤنی حرکت پر گاؤں والوں نے بھی بہت کچھ کہا اور سمجھایا لیکن انہوں نے کسی کی نہ سنی اور کہنے لگے کہ یہ ہمارا گھریلو معاملہ ہے آپ لوگ کون ہوتے ہو ہمیں سمجھانے والے ان کی اس حرکت کا پتہ جب میرے ماموں اور ان کے بیٹوں کو لگا تو وہ بہت غصے میں آئے اور انہوں نے کہا کہ ہم ان کو دیکھتے ہیں کہ یہ کیا کرتے ہیں ہم ان کو نہیں چھوڑیں گے انہوں نے یہ کیا سلوک کیا ہے پھوپھو کے ساتھ اور ان کو یہ بھی احساس نہیں ہے کہ چھوٹے چھوٹے بچے ہیں کیا کریں گے کدھر جائیں گے اپنا تو سب کچھ بیچ کر ہڑپ کر چکے ہیں اور ابھی دوسروں کا حق کھاتے ہیں۔

ہم سب یہ نہیں ہونے دیں گے۔ خیر امی ابو نے ان کو سمجھایا کہ چلو اب کوئی بات نہیں ہے ہو سکتا ہے کہ وہ فصل وہ رزق ہماری اور ان بچوں کی قسمت میں نہیں تھا ہم اللہ پر شاکر ہیں اس نے جو بھی کیا بہتر کیا ہوگا خیر یہ سب کچھ ہم نے برداشت کیا اسکے بعد جب والد صاحب زمین میں گئے تو انہوں نے کہا کہ آپ اس زمین کے کچھ نہیں لگتے یہ اب ہماری ہے تو والد صاحب نے کہا کہ آپ اپنی زمین بیچ چکے ہیں یہ زمین اب ہماری ہے اور ہماری ہی رہے گی اس پر آپ کا کوئی حق نہیں جب گاؤں والوں کو پتہ چلا کہ وہ اب ان کی زمین بھی چھین رہے ہیں تو گاؤں والوں نے برادری والوں نے سب کو کہا کہ دیکھو آپ پہلے ہی ان کے ساتھ بہت زیادتی کر چکے ہو سب کچھ تو ان کا اپنے گھروں میں لے گئے ہو اور اب زمین بھی ہڑپنا چاہتے ہو اب ہم بھی یہ سب کچھ نہیں کرنے دیں گے بہتر یہی ہوگا کہ آپ سلوک اتفاق سے ہی یہ زمین چھوڑ دو تو اچھا ہوگا ورنہ آپ کو بہت بڑی قیمت چکانی پڑے گی خیر جب انہوں نے دیکھا کہ اب ہماری دال نہیں گلے گی تو انہوں نے کہا کہ ہم تو ویسے ہی مذاق کر رہے تھے وہ اس لیے کہ یہ گاؤں چھوڑ کر جا رہے ہیں تو زمین کو ہم سنبھالتے ہیں اسی لیے ہم سب یہ کر رہے تھے تو گاؤں والوں نے کہا کہ میرے والد صاحب کو کہ آپ ابھی کہیں نہیں جائیں گے ہم سب تو آپ کے ساتھ ہیں۔

خیر والد صاحب کی مجبوری بن گئی۔ ہم نہیں گئے وقت اپنی رفتار سے گزر رہا تھا کہ ایک سال کا عرصہ گزرنے کے بعد میری بڑی سسٹر کی شادی آ گئی شادی پر جب چچا کو بلایا تو انہوں نے انکار کر دیا کہ ہم نہیں آئیں گے اور طرح طرح کی باتیں بنانے لگے رکاوٹیں ڈالتے رہے لیکن ان کو کچھ ہاتھ نہیں آیا اور شادی خیر خریت سے ہو گئی اور 2 سال بعد دوسری سسٹر کی شادی کی تیاریاں شروع ہو گئی شادی قریب آ گئی پھر ان کو شامل ہونے کو کہا تو نہیں مانے بہت منت سماجت کی حتیٰ کہ والد صاحب نے اپنے سر کی چادر بھی ان کے پاؤں میں رکھی لیکن وہ نہیں مانے تو برادری والوں نے کہا کہ بھائی جان رہنے دو ان

لوگوں میں انسانیت نام کی کوئی چیز نہیں ہے ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو تو والد صاحب واپس گھر آ گئے اگلے دن برآت آنی تھی برات ہمارے گاؤں سے ہی آنی تھی سو بارات آئی سب رسمیں وغیرہ بخوبی انجام پائیں اور بارات رخصت ہو گئی اس کے بعد کچھ عرصہ گزرنے کے بعد ہمارے گھر کی حالت پھر سے بگڑنے لگی کبھی کوئی بیمار تو کبھی کوئی یہ حالت دیکھ کر والد صاحب نے فیصلہ کیا کہ اب ہم نہیں رہیں گے اس گاؤں میں والد صاحب کا ایک دوست تھا جو ننکانہ صاحب میں رہتا تھا والد صاحب نے سارا ماجرہ اپنے دوست کو بتایا تو اس نے کہا کہ ٹھیک ہے بھائی جان میں آپ کے ساتھ ہوں اور آپ تیاری کرو میں آتا ہوں سو وہ دو تین دن تک آ گیا ہم نے سامان وغیرہ پیک کیا ٹرک منگوایا اور سب سامان اور مویشی وغیرہ سب کچھ لے کر ننکانہ صاحب کے ایک نواحی گاؤں میں چلے گئے اور وہاں سیٹل ہو گئے لیکن مصیبت دن بدن بڑھتی جا رہی تھی وہ دن مجھے اچھی طرح یاد ہیں کہ جب بھائی بیمار ہو گیا اور ایسا بیمار ہوا کہ اس کے علاج کے لیے کوئی شہر کوئی ضلع نہیں چھوڑا اس وقت علاج کے لیے ہمارے پاس کیا تھا مال مویشی اور زمین ہی تو تھی تو والد صاحب مال مویشی بیچ کر علاج کرواتے رہے وہ بھی ختم ہو گئے اور پھر زمین بھی بیچ دی اور آہستہ آہستہ وہ بھی ختم ہو گئی آخر کار بہاولنگر سے علاج شروع کیا ایک بزرگ نے تو اس نے کہا کہ اتنے بکرے ذبح کر کے فلاں جگہ پر ان کا گوشت رکھنا ہو گا سو کرنا پڑا سب کچھ کیا خیر اللہ تعالیٰ نے ہم پر رحم کیا بھائی ٹھیک ہو گیا اور کمزور اتنا تھا کہ ہوا بھی چلتی تو گر جاتا خیر والد صاحب نے اپنی پوری توجہ بھائی کے اوپر دی اور وہ صحت یاب ہوا تو والد صاحب نے ادھر ہی ننکانہ صاحب کے نواحی گاؤں میں اس کی شادی کر دی اور اتنی دیر میں میں بھی ننکانہ صاحب کے گورنمنٹ ہائی سکول میں میٹرک کر لی تھی اور فرسٹ ائیر میں ایڈمیشن کے لیے میرے پاس پیسے نہ تھے میں بہت کوشش کر رہا تھا کہ بھائی نے کہا کہ آپ اس طرح کرو کہ کوئی جاب وغیرہ یا کوئی ہنر سیکھ لو کیونکہ آپ گھر کے حالات ٹھیک نہیں ہیں میں اکیلا ہوں اور ویسے بھی میں تو ٹھیک نہیں رہتا ہوں تو خیر میں کیا کر سکتا تھا وقت کے ہاتھوں مجبور ہو گیا اور جاب کے سلسلے میں چکر کاٹنے لگا اب وقت میرے ساتھ یہ کھیل کھیلے گا مجھے نہیں پتہ تھا اسی دوران میری چھوٹی سسٹر جس کی شادی گاؤں میں ہوئی تھی اس کی ایک ہی بیٹی تھی جو اب پانچ چھ سال کی تھی اس کے بعد ان کو کوئی خوشی نہیں ملی تھی شاید قدرت کو یہی منظور تھا اور چھ سال سے ان گھر والوں کے طعنے سن رہی خیر اسی دوران وہ ہمارے پاس یعنی ننکانہ صاحب آ گئی میں نوکری کی تلاش میں شہر گیا ہوا تھا واپس آیا تو وہ گھر میں تھے میرا انتظار کر رہے تھے سو میں بھی آ گیا دعا سلام کے بعد کہنے لگے کہ آپ کو نوکری تلاش کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہم نے امی ابو سے بات کر لی ہے اور آپ ہمارے ساتھ چلو ہم آپ کو کشیدہ کاری یعنی کڑھائی کا کاریگر بناتے ہیں۔

کیونکہ وہ تمام گھر والے یہی کام کرتے تھے اور پھر جدھر مرضی آپ کام کرنا اور عزت سے روٹی کمانا سب راضی تھے مجھے بھی ماننا پڑا اور وہ اسی دن مجھے ساتھ واپس اپنے گاؤں لے آئے اور میں کام سیکھنے لگا بہنوئی کے گھر والوں کے طعنے سننے لگا میں اپنے کام میں کام رکھتا وہ باتیں کرتے تو بھی میں اس طرح مشین پر بیٹھا رہتا کہ جیسے میں نے کچھ سنا ہی نہیں بہنوئی میری اس عادت پر بہت خوش تھا کہ اتنا سب کچھ سننے کے باوجود یہ کوئی جواب نہیں دیتا اور نہ ہی یہ سب کچھ کبھی اس نے مجھے بتایا ہے بھائی کے گھر والوں کا تو معمول بن چکا تھا کہ روزانہ کوئی نہ کوئی مسئلہ بنا رہتا تھا اور مجھے چار پانچ ماہ ہو گئے تھے کام سیکھتے ہوئے کہ اچانک پتہ چلا کہ امی ابو نے کہا ہے کہ ہم بھی ننکانہ صاحب سے واپس گاؤں آ رہے ہیں سو وہ بھی ہمیشہ کے لیے اپنے گاؤں میں آ گئے اور ہم سب بہت خوش ہوئے مجھے آٹھ ماہ گزر گئے تھے اور میں کاریگر بن گیا میں بھائی سے کہا کہ اگر آپ کو کوئی اعتراض نہ ہو تو میں اب جا سکتا ہوں تو اس نے کہا کہ ابھی نہیں دو ماہ کے بعد آپ مکمل کاریگر ہو جاؤ گے تو پھر آپ کو بھیج دیں گے۔

مجھے کیا پتہ تھا کہ اب میری زندگی عذاب بنے

رہی ہے ایک دن دونوں امی ابو کے پاس گئے اور رو پڑے کہ ابو جی ہم آپ کے پاس آئے ہیں سوالی بن کر ہمیں خیر ڈال دو پلیز ناں مت کرنا ابو کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ ان کا کیا مطلب ہے تو انہوں نے کہا کہ ہم شبیر کو ہمیشہ کے لیے مانگنے آئے ہیں اسے ہمارا بیٹا بنا دیں ہم اس کو بیٹا بنا کر رکھیں گے اور اس کو وہ سب حقوق دیں گے جو ایک بیٹے کو والدین دیتے ہیں اور ویسے بھی اس کو ہمارے ساتھ ایک سال ہونے والا ہے اس نے ہم سب کے دلوں میں اتنی جگہ بنا لی ہے کہ اگر ہمارا اپنا بیٹا بھی ہوتا تو شاید وہ بھی نہ بنا پاتا اور آپ مہربانی کریں ہم آپ کے آگے ہاتھ جوڑتے ہیں ابو جی جواب مت دینا بھائی نے کہا کہ میں اپنی بہنوں اور بھائی سے بھی لے سکتا تھا اور وہ مجھے بیٹا دیتے بھی ہیں یہ سب کچھ دیکھ کر میں نے یہ فیصلہ کیا ہے وہ ایک ہی سانس میں بولے جا رہا تھا اور والد صاحب خاموشی سے سنتے رہے کہ یہ سب کیا کہہ رہے ہیں کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا کہ کیا کریں خیر ابو نے کہا کہ بیٹا دیکھو یہ بات بہت بڑی ہے اس طرح نہیں ہو سکتا کہ ایک بھائی ایک بہن کے گھر میں رہے اور وہ بھی بیٹا بن کر لوگ کیا کہیں گے اور آپ کے گھر والے اور رشتہ دار جن پر آپ کہتے ہیں کہ مجھے اعتماد ہی نہیں وہ اس کے ساتھ اور آپ کے ساتھ کیا سلوک کریں گے اور ویسے بھی ہمارے دو تو بیٹے ہیں کون سے زیادہ ہیں اس کو آپ لے گئے تو دوسرا تو ویسے بھی بیمار رہتا ہے وہ اپنے بچوں کا پیٹ پالے گا یا ہمارا ہم تو اس پر بوجھ بن جائیں گے ہمارا سہارا کون بنے گا لیکن بھائی اور باجی نے کہا کہ وہ سب باتیں آپ پر ہم چھوڑ دو میں نے آپ کو ماں باپ کا درجہ دیا ہے اور مجھے امید ہے کہ آپ بھی مجھے بیٹے جیسا ہی سمجھتے ہیں اور رہی بات شبیر کی تو ویسے بھی بڑے بہن بھائی ماں باپ کی جگہ ہوتے ہیں اور میں یہ ایک دنیا میں مثال بنانا چاہتا ہوں کہ بہنوئی اور بہن نے بھائی کو بیٹا بنا کر رکھا ہے اور میں اسے ہر وہ حق دوں گا جو والدین بچوں کو دیتے ہیں ویسے بھی میرا جو کچھ بھی ہے وہ سب کچھ شبیر کا ہی ہو گا۔ اور اگر پھر بھی آپ کو یقین نہیں تو میں اپنی زمین ابھی اس کے نام کر دیتا ہوں پھر والد صاحب نے کہا کہ نہیں بیٹا نہیں یہ سب لالچ نہیں ہے ہمیں آپ پر یقین ہے تو والد صاحب نے کہا کہ ٹھیک ہے آپ شبیر کو بیٹا بنا کر لے جا سکتے ہو ہماری زندگی جیسے گزرے گی گزار لیں گے اتنے میں مجھے بلوایا گیا میں بھی اپنے گھر آ گیا دیکھا تو سب لوگ رو رہے تھے میں ایک دفعہ تو بہت پریشان ہو گیا کہ کیا ہوا ہے سب لوگ بھی میرے سامنے ہیں اور رو بھی رہے ہیں ابھی میں خاموش کھڑا تھا کہ میری امی جان جو کہ مجھ سے جان سے بھی زیادہ پیار کرتی تھی میرے گلے لگ کر زور زور سے رونے لگی کیونکہ انہوں نے مجھے بڑے لاڈ پیار سے پالا تھا اور میں سب سے چھوٹا بھی تھا اسی لیے ماں باپ بہن بھائی سب کا لاڈ پیار میرے ساتھ تھا یہی وجہ تھی کہ میری امی جان روئے جا رہی تھیں کہ میری جان کا ٹکڑا مجھ سے جدا ہو جائے گا یا اللہ یہ کیسا امتحان ہے میں یہ سب سن تو رہا تھا لیکن جسم میں جان نہیں تھی کہ پتہ نہیں میرے ساتھ کیا ہونے والا ہے میں کیسے سب سے جدا ہو رہا ہوں اور میں نے ایسا کیا کیا ہے جو یہ سب لوگ اس طرح رو رہے ہیں میری ایسی حالت دیکھ کر میری بھابھی نے جلدی سے مجھے پکڑا اور کمرے میں لے گئی اور کہا کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے آپ کو باجی اور بھائی لینے آئے ہیں آپ کو بیٹا بنا کر اپنے گھر لے جانے کے لیے اس لیے سب کی یہ حالت ہے رو رو کر سب کے برے حال ہیں تب جا کر مجھے کچھ سمجھ آئی خیر اتنے میں مجھے ابو نے بلایا سب کے سامنے میں بھی بیٹھ گیا تب ابو نے کہا کہ بیٹا یہ آپ کا بھائی اور باجی آئے ہیں آپ کو بیٹا بنانے کے لیے تو آپ کا کیا خیال ہے تو میں نے کہا کہ ابو جی آج تک آپ فیصلے کرتے آئے ہو اور یہ تو آپ کے اپنے بیٹے کا فیصلہ ہے اور آپ کے فیصلے کے آگے میں کیسے انکار کر سکتا ہوں آپ تو جان بھی مانگتے تو بھی میں دینے کے لیے تیار ہوں یہ تو ایک فیصلہ ہے اور آپ جو بھی فیصلہ کرو گے مجھے منظور ہے۔ ابو نے مجھے گلے سے لگا لیا اور خوب روئے اور کہا کہ بیٹا مجھے فخر ہے آپ پر کہ آپ میرا فیصلہ اور میری نصیحت پر عمل کرو گے کیونکہ تم میرے بیٹے ہو اور مجھے امید ہے کہ آپ ایسا

ہی کرو گے جیسا میں کہوں گا۔ خیر ابو نے اپنا فیصلہ سنانا شروع کیا اور میں بڑے غور سے سنتا رہا ابو بولے بیٹا آج سے یہ تیرا باپ اور یہ تیری ماں تجھے مار دیں تجھے زندہ رکھیں تجھے سولی پر لٹکا دیں تیری زبان میں ہمارا نام نہیں آنا چاہیے۔ والد صاحب فیصلہ بھی سنا رہے تھے اور زار و قطار رو بھی رہے تھے اور اگر تو نے اس گھر سے باہر قدم رکھا تو تو ہمارے لیے مر گیا اور ہم تیرے لیے اس گھر میں واپس نہیں آنا۔ اس گھر میں آنے سے پہلے اپنے آپ کو ختم کر لینا اور ہاں اگر یہ تیرا ماں باپ تجھے اجازت دے کہ جاؤ مل آؤ تو آنا ورنہ نہیں آنا میں اپنے ابو کے فیصلے کو بڑے غور سے سن رہا تھا اور اس سخت فیصلے پر دل پھٹ رہا تھا دماغ کام کرنا چھوڑ گیا بڑی مشکل سے خود کو سنبھالا اور میں نے کہا کہ ابو جی میں بھی کچھ عرض کر سکتا ہوں تو ابو نے کہا کہ ہاں بولو کیا بات ہے تو میں نے کہا کہا ابو جی یہ ماں باپ مجھے کتنی دیر کے لیے بیٹا بنا رہے ہیں تو میرا بہنوئی بولا بیٹا ساری عمر کے لیے اور وہ سارے حقوق کے ساتھ جو والدین کے ہوتے ہیں ویسے بھی میرا جو کچھ بھی ہے وہ آپ کا ہی ہوگا یہ سب سننے کے بعد میں نے کہا اگر کوئی لالچ دے کر آپ کے رشتہ دار اور برادری والے ہمیں کہیں گے کہ زمین کے لالچ میں بیٹا دے دیا یہ سب باتیں ابو جی آپ کے سامنے آئیں گی اور یہ سب میں نہیں چاہتا کہ ایسا ہو باقی آپ کا فیصلہ مجھے منظور ہے لیکن یہ جو زمین مجھے دیتے ہیں وہ میرے حصے کی زمین میری بھانجی یعنی جو کہ اب میری بہن ہے مہک احسان اس کے نام ابھی لگوا دیں مجھے کوئی زمین نہیں چاہیے اور میں نے کہا ابو جی جیسے آپ نے کہا میں ویسا ہی کروں گا یہ کہہ کر میں کمرے میں چلا گیا اور زور زور سے رویا کہا تنا سخت فیصلہ یا اللہ میں کیسے نبھاؤں گا رو رو کر اپنے رب سے فریاد کرنے لگا کہ اے اللہ مجھے اس فیصلے پر پورا اترنے کی ہمت عطا کرنا۔ اتنے میں والد صاحب کمرے میں آ گئے اور مجھے سینے سے لگا کر کہنے لگے بیٹا دیکھو تیری بہن جس کا کوئی بیٹا نہیں اب تو ہی اس کا بیٹا ہے اب وہ تیرے سہارے ہے ہو سکتا ہے اب تیرے سہارے ہی اس نے ساری زندگی گزارنی ہو اب تو دوسروں کے لیے جیئے گا بیٹا اب تیری بہن کی خوشیاں اور زندگی تیرے ہاتھ میں ہے تیرے ساتھ جو بھی ہوگا تجھے سہنا ہوگا تیرا باپ ہے تجھے جو کہے گا تجھے ماننا ہوگا تجھے سہنا ہوگا تجھے بھوکا رکھیں پیاسا رکھیں جدھر بھی کھڑا کریں تجھے یہ سب نبھانا ہوگا۔ میں نے نے ابو سے وعدہ کیا اور میری امی جان جو کہ روئے جا رہی تھی میرا سامان کپڑے وغیرہ سب کچھ تیار کرنے لگی اور تیاری کے بعد مجھے ان کے ساتھ گھر سے الوداع کر دیا اور میں ان کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ان کے گھر چلا گیا بس اس دن سے میری زندگی ختم اور کسی اور کی شروع اپنی سب خواہشوں کو ختم کر دیا۔ اور جینے کا فیصلہ کر لیا پیار محبت زندگی کیا ہوتی ہے مجھے آج تک بھی نہیں پتہ بس اس دن سے میری زندگی میں سوائے دکھوں دردوں اور آزمائشوں کے کچھ باقی نہ رہا پل پل جیتا رہا اور پل پل مرتا رہا میری باجی یعنی میری ماں کو سب کچھ معلوم ہو گیا تھا لیکن وہ بھی کیا کرتی مجبور تھی

عذاب مسلسل سے گزاری ہے زندگی میں نے
نہ جانے کونسی غلطی کی کافی ہے سزا میں نے

مجھے تو اتنا بھی نصیب نہیں ہوا کہ میں اپنے ہنر کی اپنے ہاتھ کی ایک دن کی کمائی اپنے ماں باپ کو دے سکوں بس مجبور بے بس لاچار اپنی بہن کا سہارا بنا رہا اور باہر گاؤں میں میں نے کبھی کسی کو محسوس نہیں ہونے دیا کہ میں کچھ محسوس کرتا ہوں لوگ یہ ہی سمجھتے تھے کہ بہت خوش ہے آخر کیا کرتا اس کے علاوہ تو کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا اور جب کبھی امی ابو سے ملنے کے لیے بھیجتے تو خوشی کی انتہا نہ رہتی گھر جاتا تو دل کرتا کہ سب کچھ اگل دوں لیکن والد صاحب نہیں مانتے تھے کہ نہیں وہ ایسا نہیں کر سکتے آپ کے ساتھ انہوں نے تو خود تجھے ہم سے مانگا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم اس سے اتنا پیار کرتے ہیں کہ اپنے بیٹے بھی نہ کرتے اگر ہوتا تو لیکن ابو نہیں مانتے تھے اس طرح سب کچھ اپنے اندر سمیٹ کر پھر واپس آ جاتا اور اپنے کام میں کام رکھتا ایک ایک رات میں میں تیرہ چودہ سو تک کا کام کرتا اور دن کو بھی یہی حالت ہوتی لیکن میرے بھائی کو احساس نہیں تھا کہ اتنا کام کرتا ہے اس کو بھی کبھی کچھ دوں

اس نے تو کبھی پوچھا ہی نہیں تھا کہ آپ کے سینے میں بھی کوئی دل ہے اور اس میں کوئی خواہش ہے نہیں یہ زحمت ہی نہیں کرتا تھا حتیٰ کے اس کے گھر والوں نے اس سے کہا کہ اس بیچارے پر کیوں اتنا ظلم کرتا ہے اس طرح نہ کیا کرو آخر وہ انسان ہے کیوں اس کی زندگی عذاب بنائی ہوئی ہے لیکن مجھے یہ سب کچھ سہنا تھا سو میں سہتا رہا اور کبھی کوئی چیز کی طلب نہیں کی اور آج تک نہیں کی وہ جو چیز جدھر سے بھی لے آیا تو میں قبول کر لیتا کبھی نہ کہا کہ یہ میں نہیں لیتا لیکن یہ سب میں برداشت کرتا رہا جو کہ شاید ہی کوئی اس زمانے میں کرتا ہوگا لیکن میرے صبر کا پیمانہ اتنا لمبا ہے مجھے نہیں پتہ تھا کہ یہ کب ٹوٹے گا کبھی کبھی میں سوچتا تھا کہ موت سے پہلے یہ صبر کا دامن نہیں چھوٹے گا دل میں کسی چیز کی حسرت نہیں رہی تھی کیونکہ یہ سب دل کو بھی پتہ تھا کہ کوئی خوشی کوئی سکون یا کسی چیز کی حسرت کرنا فضول ہے کیونکہ جو میں اس کے لیے کر ہی نہیں سکتا اس کے لیے میں کیوں اس کے اندر آرمان جگاؤں۔

جب کسی کے مقدر کے ستارے روٹھ جاتے ہیں
بدل جاتی ہے دنیا سہارے روٹھ جاتے ہیں
جب کشتی کے مقدر میں لکھا ہے ڈوب جانا
طوفانوں سے بچ نکلے تو کنارے روٹھ جاتے ہیں

بس زندگی یوں ہی اپنے سفر میں رواں دواں تھی کہ اچانک بہنوئی کے گلے میں تکلیف ہوئی ہسپتال لے جایا گیا تو ڈاکٹروں نے کہا کہ جتنی جلدی ہو سکے اس کا علاج کرنا ہوگا کیونکہ کینسر ہو گیا ہے یہ سن کر سب بہت پریشان ہوئے بیماری کی پریشانی الگ اور دوسری پریشانی یہ کہ ڈاکٹر نے کہا کہ علاج کے لیے ڈیڑھ لاکھ روپے کا انتظام کرنا ہے اور جتنی جلدی ہو سکے اتنی جلدی کرو۔ خیر بہنوئی نے بہت کوشش کی اپنے رشتہ داروں میں لیکن سب نے جواب دے دیا کہ اتنے پیسے ہم کہاں سے لائیں تھک ہار کر گھر واپس آ گیا اور میری باجی کو کہا کہ اب ہمارے پاس ایک ہی رستہ بچا ہے جلدی سے جاؤ اور امی ابو سے کہو کہ وہ پیسوں کا انتظام کریں باجی امی ابو کے پاس گئی اور رو رو کر کہنے لگی کہ میرے شوہر کو بچا لو اب آپ ہی ہمارا سہارا ہو باقی اس کے سارے رشتہ دار منہ موڑ گئے ہیں ابو جی کچھ کرو خدا کے لیے کچھ کرو۔

سب نے ہمیں جواب دے دیا ہے اب ہم کیا کریں کہاں سے لائیں ڈیڑھ لاکھ روپیہ خیر والد صاحب نے فیصلہ کیا کہ اب ہمارے پاس تو گھر والی یہ جگہ ہی ہے تو ہم یہ بھی بیچ دیتے ہیں آپ پریشان نہ ہوں بس جلدی سے علاج شروع کراؤ اور میں پیسے لے کر آتا ہوں تو ابو نے گاؤں میں ہی ایک آدمی سے بات کی تو انہوں نے ہمارا گھر خرید لیا اور ابو پیسے لے کر ہسپتال پہنچ گئے اور کہا کہ یہ لو پیسے اور علاج مکمل ہونا چاہیے ڈاکٹر سے کہا خیر اللہ تعالیٰ نے کرم کیا کہ علاج مکمل ہو گیا اور بھائی بالکل ٹھیک ہو گیا اور باقی کے پیسوں سے والد صاحب نے ساتھ ہی ایک 5 مرلہ کا پلاٹ خرید لیا اور ہم ادھر شفٹ ہو گئے اور مجھے کہا کہ بیٹا یہ میں اپنی طرف سے آپ کو دے رہا ہوں اور تو باقی کوئی چیز نہیں ہے میرے پاس تو والد صاحب نے مجھے ایک بھینس اور ایک مشین کے لیے پیسے 8 ہزار روپے دیئے اور کہا کہ پسند کی مشین لے لینا اب میرے پاس یہ ہی بچا تھا وہ آپ کو دے دیا ہے اب دو تین ماہ گزر گئے تھے کہ مشین نہیں آئی میں نے بھی نہیں کہا کہ کیوں نہیں لاتے مشین مجھے کیا پتہ تھا کہ اب کیا ہونے والا ہے کہ یکدم بھائی مجھ پر مہربان ہو اور کہا کہ دیکھو شبیر اب آپ کی مصروفیات بھی بڑھ گئی ہیں کام بھی کرتے ہو اور بھینس کی بھی دیکھ بھال کرتے ہو تو ویسے بھی ہمیں کام سے فرصت نہیں ہوتی تو ہم ایسا کرتے ہیں کہ بھینس بیچ دیتے ہیں خیر اس نے مجھے بہلا پھسلا کر 68 ہزار کی بھینس بیچ دی اور وہ 68 ہزار روپے کدھر ہیں مجھے آج تک بھی نہیں پتہ اور نہ ہی میں نے کبھی ذکر کیا ہے یہ سب بھی اپنے اندر سمیٹ لی اور برداشت کیا کہ اب میں زندگی کے دن گزارنے ہیں ان پیسوں کا اب میں کیا کروں جب دل میں کوئی حسرت نہیں کوئی پیار نہیں کوئی امید نہیں کوئی روشنی کی کرن نہیں تو یہ سب کچھ میں کیوں سوچتا ہوں بس انہی خیالوں اور سوچوں میں پتہ ہی نہ چلا کہ کب وقت کدھر پہنچ گیا ہے اور سات سال گزر گئے اور ان سات سالوں میں بھائی نے

ایک اور کاروبار شروع کر لیا لیڈیز پرس بنانے کا کام آہستہ آہستہ کافی وسیع ہو گیا اور میں اس کی ان حرکتوں سے واقف تھا بس ان دنوں میرے صبر کا پیمانہ ٹوٹ گیا مجھے بھی زندگی میں کچھ روشنیاں امیدیں خوشیاں نظر آنے لگیں مجھے پتہ چلا کہ آرمی میں بھرتی شروع ہے لاہور میں میں نے ڈرتے ڈرتے بھائی سے بات کی کہ اب آپکے پاس دو تین ملازم بھی ہیں کام بھی بالکل ٹھیک ہے اور حالات بھی اور میں نے آج تک آپ سے کوئی چیز نہیں مانگی اور اب میری ایک چھوٹی سی خواہش پوری کر دیں پلیز میں بیٹا آپ کا ہی ہوں اور آپ کا ہی رہوں گا پوری زندگی لیکن میری یہ خواہش پوری کر دیں پلیز۔

اس کے پوچھنے پر میں نے بتایا کہ میں آرمی جوائن کرنا چاہتا ہوں تو اس پر وہ بھڑک اٹھا خیر اتنے میں میں نے ایک دوست کے ذریعے ڈومیسائل بنوایا سرٹیفکیٹ منگوایا یعنی اپنے ڈاکومنٹ تیار کیے اور باجی سے کہہ کر مسئلہ وغیرہ حل کروایا اور میں بھرتی آفس لاہور فورٹرس سٹیڈیم پہنچ گیا خیر وہاں انٹری وغیرہ کے بعد میڈیکل فزیکل انٹیلی جنس ٹیسٹ وغیرہ سب کچھ کے بعد انہوں نے کہا کہ آپ کو یعنی جتنے بھی لڑکے تھے سب کو کہا کہ اب آپ جائیں اور اب آپ سلیکشن لیٹر کا انتظار کریں آپ کے پتے پر بھیج دیا جائے گا۔ اور اس میں ڈیٹ وغیرہ سب کچھ دے دی جائے گی ہم سب بڑی خوشی سے واپس آ گئے اور انتظار کرنے لگے لیٹر کا۔

میں نے گھر میں سب کو بتایا کہ یہ بات ہے خیر سب خوش ہوئے اور میں نے بھائی سے کہا کہ اب میں باہر ملازمت کروں گا اور آپ گھر میں دیکھ بھال کریں اور میری تنخواہ آپ کو ملتی رہے گی میں نے اور کسی کو دینی ہے خیر وہ راضی ہو گیا بیس دن بعد میری زندگی بدل گئی مجھے سلیکشن لیٹر مل گیا اور 29 دسمبر سینٹر کی پہنچ تھی میں بہت خوش خیر تیاری وغیرہ کی اور میں 29 دسمبر کو نوشہرہ سینٹر پہنچ گیا اور اب میں پاکستان آرمی میں اپنے فرائض سرانجام دے رہا ہوں اور ہر ماہ مجھ سے حساب لیا جاتا ہے کہ اتنی تنخواہ ہے میں ایک ایک روپے کا حساب دیتا ہوں میرے جانے کے بعد آہستہ آہستہ میرے امی ابو کو سب معلوم ہو گیا کہ ہمارا بیٹا کیا کیا سہتا رہا ہے اور کس طرح اس نے یہ زندگی گزاری ہے وہ اس کی اصلیت جان چکے تھے لیکن وہ اپنے اس مشن میں بھی کامیاب ہو گیا ہے اور جیسے اب میں زندگی گزار رہا ہوں وہ مجھے پتہ ہے یا میرے رب کو پتہ ہے مجھے کچھ سمجھ نہیں آتا کہ میں کیا کروں پتہ نہیں میں نے کونسا گناہ کیا ہے یا میں نے اسے کوئی تکلیف دی یا میں نے کوئی جرم کیا ہے کہ اس نے مجھے اتنی بڑی سزا دی میں اس سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ میں نے کیا غلط کیا جو اس نے مجھے سزا دی اور قارئین کی آرا کا منتظر رہوں گا کہ ابھی اس نے گھر میں پرس سلائی کرنے والی ایک لڑکی سے شادی کر لی ہے اتنی گھٹیا حرکت میں تو سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ ایسا بھی کرے گا کہ اس کو اب ہماری کوئی بھی قربانی یاد نہیں آئی وہ سب قول قرار بھول گیا ہے اپنے سبھی وعدوں سے پھر گیا ہے اس کی خاطر سب کچھ برباد کر دیا ہم نے میں نے اپنی زندگی ختم کر دی اس کی خاطر اور اپنی ہر خواہش کو مٹا دیا اس کی خاطر میرے والدین نے وہ سب کچھ کیا اس کی خاطر جو کوئی نہیں کرتا اپنے جگر کے ٹکڑے تک کو قربان کر دیا اپنے گھر بار تک بیچ دیا لیکن کیوں کیوں ہوتا ہے ایسا جو میرے دن تھے ہنسنے کھیلنے کے ماں باپ کے پیار کے سائے کے وہ میں نے کس اور کے لیے دفن کر دیئے اور اپنی سب حسرتوں کو مٹا دیا اپنی ہر خوشی کو دفن کر دیا صرف اس کی خاطر اب مجھے کیا ملا کچھ نہیں دکھ درد کے سوا کچھ نہیں ملا مجھے اس ظالم نے میری زندگی تباہ کر دی برباد کر دیا مجھے میری زندگی ختم کر دی اس نے کیا قصور تھا میرا مجھے کچھ تو بتا تا اب زندگی میں کچھ نہیں دل کرتا ہے یہ زندگی ختم کر دوں لیکن نہیں یہ مایوسی گناہ ہے یہ بزدلی ہے کیونکہ اب اپنے والدین کی خدمت کرنا چاہتا ہوں جس کا مجھے ابھی موقع ملا ہے میرے ابو ابھی کہتے ہیں کہ بیٹا آپ نے میرے فیصلے کی ایسی لاج رکھی ہے کہ آپ نے اپنی زندگی تباہ کر دی ہے کاش ہم یہ فیصلہ اتنا سخت نہ کرتے لیکن یہ اپنی بربادی میں نے آج تک کسی کو نہیں بتائی سب دوست کہتے ہیں کہ آپ کے اندر کوئی ایسا طوفان ہے جو آپ سمیٹے ہوئے ہیں اس کو باہر نکالو ہمیں بتاؤ لیکن آج تک کسی کو نہیں بتایا کیونکہ اب جواب عرض سے دوستی ہو گئی ہے اور اب ہمارے دکھ درد جواب عرض کو شیئر کروں گا کیونکہ جواب عرض دکھی دلوں کا سہارا ہے جو قارئین تک ہماری آواز لے کر جاتا ہے اور ہمیں کچھ سکون ملتا ہے تو قارئین تھی میری داستان جو میں نے جواب عرض کے ذریعے آپ تک پہنچائی ہے اور قارئین میری آپ سے التجا ہے پلیز مجھے بتاؤ کہ میں کیا کروں آپ کی آراء کا منتظر رہوں گا۔

❀❀❀

غزل

تیری یاد ہم لے کے آگے چلیں گے
یہی جام جم لے کے آگے چلیں گے
جدائی کا دکھ تو اٹھانا پڑے گا
اب آنکھوں میں تم لے کے آگے چلیں گے
سفر میں مسافر وہی خوش رہیں گے
جو اسباب کم لے کے آگے چلیں گے
یہ دنیا سرائے سے کم تو نہیں ہے
سرائے میں دم لے کے آگے چلیں گے
نشاں منزلوں کے منور ہیں جن سے
وہ نقش قدم لے کے آگے چلیں گے
نہ ہم دور ہوں گے نہ تم دور ہونا
یہاں سے قسم لے کے آگے چلیں گے
محبت سے بڑھ کر کوئی شے نہیں ہے
یہ اونچا علم لے کے آگے چلیں گے
اگر جھک گئے تو جھکا لے گی دنیا
انا کا بھرم لے کے آگے چلیں گے
زمانے میں غم کے سوا اور کیا ہے
زمانے کے غم لے کے آگے چلیں گے
نہیں اپنی تلوار پر ہے بھروسہ
مگر ہم قلم لے کے آگے چلیں گے
کچھ اپنے بھی دکھ ساتھ رکھیں گے باقی
کچھ اوروں کے غم لے کے آگے چلیں گے
(محمد آفتاب شاد، کوٹ ملک دوکوٹہ)

غزل

وہ جو تیرا رقیب سا ہے
وہی تو میرا نصیب سا ہے
چلا تھا کبھی ہاتھوں میں ہاتھ لے کر
وہ جو کبھی حبیب سا ہے
زخمی ہوا جب بھی کبھی من میرا
بس وہی شخص میرا طبیب سا ہے
فاصلے کتنے بھی ہوں درمیاں مگر
میرے تو دل کے قریب سا ہے
بس اک بات ہے اس میں نرالی سی
محبت میں کچھ کچھ غریب سا ہے
(اسحاق انجم، کنگن پور)

غزل

ہم تمہیں اپنا بنا سکتے ہیں
ساری رسمیں چھوڑ کر آ سکتے ہیں
تمہاری قسم جو تم کہو
وہ قسم ہم کھا سکتے ہیں
وعدہ کیا جو وہ نبھائیں گے
آپ کو چھوڑ کر کہاں جا سکتے ہیں
ہماری بھی آپ سے التجا ہے
آپ چلمن سے چہرہ دکھا سکتے ہیں
اک بار کہو تو سہی انجم
تیری پلکوں کیلئے چاند تارے لا سکتا ہوں
(اسحاق انجم، کنگن پور)

”تمہیں میری قسم“

تحریر: ایم، حاصل پور ضلع بہاولپور

پھر عمران کی سسٹر مجھے صائم کے گھر لے گئی اس کے گھر والے کیسے تھے اس بات کو چھوڑیں البتہ اس کی ماں بہت اچھی تھی پھر عمران مجھے صائم کی شاپ پر لے گیا راستے میں مجھے بہت ڈر لگ رہا تھا دل کی دھڑکن بہت تیز ہو رہی تھی عجیب عجیب خیال ا رہے تھے دل میں پتہ نہیں کیا ہو گا پھر اچانک عمران بھائی کھنے لگا یہ سائیڈ پر ایک شاپ ھے جاؤ میں نے تب بھی کھا میں نے نہیں جانا پھر ا جاؤں گی اب تو اتی رہوں گی نا پلیز چلتے ھیں پھر سہی کھتا نہیں جاؤ کوئی نہیں ھے اس کی شاپ پر خیر میں چلی گئی اسے دیکھتے ھی جیسے میرے دل کی دھڑکن جیسے بند ھی ہو گئی ہو میرے منہ سے کوئی لفظ نہیں نکل رہا تھا صائم مجھے دیکھتے ھی غصے میں اگیا کھتا ایڈریس کس نے دیا ھے تمہیں؟ کیوں ائی ہو یہاں؟ میں نے کھا تمہاری شاپ بہت اچھی ھے میں تمہارے گھر سے ا رھی ہوں کھتا کیوں گئی تھی گھر۔ میں نے عمران کی بہن کے ساتھ ویسے ھی میں نے پھلی بار اسے اتنے غصے میں دیکھا تھا مگر مجھے اس ک غصے پر بھی پیار ا رہا تھا بہت اچھا لگ رہا تھا غصے میں کھتا تمہیں خدا کا واسطہ بھول جاؤ مجھے چھوڑ دو مجھے اور جاؤ یہاں سے میں نے کھا میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتی تو صائم کھتا پھر مر جاؤ مرتی کیوں نہیں یہ بات سن کر میرا دل کر رہا تھا کہ کاش ابھی زمین پھٹ جائے اور میں اس میں سما جاؤں۔

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں

محبت بھی کیا چیز ہے اچھے بھلے انسان کو پاگل بنا دیتی ہے کچھ لوگ تو آسانی سے منزل کو پا لیتے ہیں اور کچھ اس محبت کے ہاتھوں بری طرح بدنام اور رسوا ہو کر بھی خالی دامن رہتے ہیں۔

دل کے ارمان آنسوؤں میں بہہ گئے
ہم وفا کر کے بھی تنہا رہ گئے

میرا نام ایم ہے میں نے ابھی ابھی بی ایس سی کا امتحان دیا ہے گھر میں بہت لاڈلی ہوں میں ایک بہن ہوں اور میرے 4 بھائی ہیں سب مجھ سے بہت پیار کرتے تھے مگر یہ پیار ایک دن نفرت میں بدل جائے گا مجھے نہیں پتہ تھا کہ اچانک میری زندگی میں غم ہی غم آ جائیں گے اور میں تنہا رہ جاؤں گی۔

یوں وفا کے سلسلے نہ رکھ کسی سے ساغر
لوگ اک خطا کے بدلے ساری وفائیں بھول جاتے ہیں

ہوا کچھ یوں کہ ایک شام میں چولہے کے پاس بیٹھی تھی سردی کافی تھی تو اچانک موبائل پر کال آئی میں نے کال ریسیو کی تو کوئی لڑکا تھا یہ نمبر میں نہیں جانتی تھی میں نے کوئی بات نہیں کی صرف کال ریسیو کر کے

خاموش رہی تو وہ لڑکا کہتا آپ نے اچھا نہیں کیا میں نے یہ بات سن کر کال بند کر دی میں نے سوچا یہ کون ہے جو مجھے کہہ رہا ہے آپ نے اچھا نہیں کیا۔

خیر رات کو جب میں کمبل میں بیٹھی اپنی دوستوں سے ایس ایم ایس پر بات کر رہی تھی تو اسی نمبر سے پھر میسج آیا میں نے پوچھا کون؟ تو کہا آپ ایم ہیں نام میں نے کہا جی پر آپ کون؟ اس نے مجھے کوئی جواب نہ دیا میں نے کہا مجھے لگتا ہے آپ زین کے دوست ہو تو اس کا ایس ایم ایس آیا کہ کون زین میں کسی زین کو نہیں جانتا پھر میں نے کہا او کے۔

اس کے بعد اس کے ایس ایم ایس آتے رہے کبھی کہتا میں آپ کو بچانا چاہتا ہوں کبھی کہتا آپ کے ساتھ بہت برا ہونے والا ہے آپ کوئی مشکل میں پھنسنے والی ہو کبھی کچھ کہتا اور کبھی کچھ میں ہر بار نظر انداز کر دیتی میں یہی سوچتی رہی کہ یہ لڑکا ہے کون؟ اور مجھے کیوں بچانا چاہتا ہے پھر ایک دن میں کالج سے واپس آئی تو اس لڑکے کے بہت سارے ایس ایم ایس آئے ہوئے تھے پھر میں نے سوچا چلو اس سے بات کر کے دیکھتی ہوں پھر میں نے پوچھا آپ کون ہو اور میری مدد کیوں کرنا چاہتے ہو پھر اس کا میسج آیا کہ میں آپ کو بچانا چاہتا ہوں کسی سے میں نے پوچھا او کے بتایئے کیا مدد کر سکتے ہو میری تو کہتا میں آپ کو کچھ بتانا چاہتا ہوں بہت ضروری بات ہے میں نے کہا او کے بتائیں کیا بات ہے تو کہنے لگا ایسے نہیں پہلے تم مجھ سے ملو پھر بتاؤں گا میں نے کہا میں آپ سے نہیں مل سکتی جو بھی بات ہے پلیز بتا دو آپ مجھے پریشان کر رہے ہو تو کہتا میں تو آپ کو پریشانی سے نکالنا چاہتا ہوں میں نے کہا میں مل نہیں سکتی ایسے ہی بتا دو پر وہ تو جیسے ضد پہ تھا کہ میں مل کر بتاؤں گا اس کے بعد میں اکیڈمی چلی گئی پھر رات کو بات ہوئی تو میں نے کہا آپ میرا نام تو جانتے ہیں آپ کا نام کیا تو کہنے لگا علی میں نے کہا مجھے نہیں لگتا جو ٹھیک نام ہے وہ بتائیں تو کہنے لگا میرا نام صائم ہے میں نے کہا او کے پھر کہنے لگا آپ مجھ سے مل کیوں نہیں سکتی میں نے بتایا کچھ مجبوریاں ہیں جس کی بنا پر نہیں مل سکتی پھر کہتا آپ کو مجھ پر اعتبار نہیں تو میں نے کہا یہ بات نہیں لیکن میں مل نہیں سکتی پھر دوسرے دن ہماری بات ہوئی تو کہنے لگا آپ لگتا ہے مجھے مذاق سمجھ رہی ہو تب اس نے کہا ٹھیک ہے اگر کوئی کنوئیں میں گر رہا ہو تو اسے بچانا نہیں چاہیے بلکہ اسے دھکا دینا چاہیے میں نے کہا کیا مطلب تب اس نے کہا وقت بہت کم ہے میں کچھ بتانا چاہتا ہوں پلیز مجھے ملو۔

میں نے کہا یہ ممکن نہیں ہے تب صائم نے کہا کہ پہلے آپ مجھے دیکھ لیں پھر مل لینا میں نے کہہ دیا او کے پھر اس نے کہا بتاؤ کہاں آپ کا ویٹ کروں؟ میں نے اسے بتایا کہ میں کالج جاتے وقت آپ کو دیکھ لوں گی آپ کالج کے ساتھ کھڑے ہو جانا اس نے بتایا کہ میں نے ریڈ کلر کی شرٹ اور بلیو جینز پہنی ہو گی میں نے بتایا کہ میں نے وائٹ یونیفارم پہنا ہو گا پنک بیگ ہے آپ صبح 8:20 پر آ جانا جب میں کالج گئی تو پہلے سے ہی میرا انتظار کر رہا تھا میں نے اسے ایک نظر دیکھا اور چلی گئی میرے ساتھ میرا بھائی تھا ہم پیدل کالج جاتے تھے موٹر سائیکل تو تھا مگر پیدل جانے کا اپنا ہی مزہ ہے کالج واپسی پر اس نے کافی میسج آئے پر میں نے کوئی جواب نہ دیا وہ پوچھ رہا تھا کہ میں آپ کو کیسا لگا آپ مجھے مل سکتی ہو کہ نہیں تب اس نے مجھے میسج کیا لگتا ہے میں آپ کو اچھا نہیں لگا اس لیے Reply نہیں کر رہی۔

تب میں نے شام کو میسج کیا کہ آپ اچھے ہو پر میں مل نہیں سکتی۔ پھر اس نے مجھے کافی مجبور کیا تب میں نے کہا ہم 9 فروری کو ملیں گے تب اس نے کہا واقعی اس دن میری برتھ ڈے ہے مجھے بہت خوشی ہو گی اس کے بعد میں کچھ مصروفیات کی وجہ سے 9 فروری کو نہ مل سکی میں نے کہا ہم 14 فروری کو ملیں گے پھر ہماری روز بات ہوتی 14 فروری کو ابھی کافی دن تھے پھر اس نے کہا آپ سے ایک بات کہوں اگر آپ مائنڈ نہ کرو تو پھر میں نے کہا جی بتائیں تو کہا آئی لو یو میں نے کوئی جواب نہیں دیا پھر کہتا آئی لو یو میں نے جسٹ یہ کہا

تھینکس میں نے یہ ساری باتیں اپنی ایک دوست کو بتائیں تا کہ مجھے کوئی اچھا سا مشورہ دے سکے کہ مجھے اس سے ملنا چاہیے کہ نہیں؟

صائم بہاولپور میں پڑھتا تھا سیکنڈ ائیر میں تھا جبکہ اس کا گھر B.K میں ہے وہ گھر میں سب سے چھوٹا ہے بہن ایک چھوٹی باقی بڑی ہیں 2 بھائی بڑے ہیں یہ سب باتیں اپنی دوست کو بتائیں اس نے مجھے بتایا کہ تم اسے شادی کا بولو اگر ہاں بولا تو کر لینا اس پر اعتبار اس کے بعد میں نے جب صائم سے بات کی تو میں نے اسے کہا کہ مجھ سے شادی کرو گے تب وہ چند سیکنڈ خاموش رہا بعد میں کہنے لگا یہ فیصلہ اتنی جلدی خیریت میں نے کہا کرو گے یا نہیں؟ جواب دیں تب اس نے کہا ہاں کرو پھر اس نے لو یو بولا میں نے کوئی جواب نہ دیا اس کے بعد میں نے سارا دن کوئی بات نہ کی کیونکہ کالج میں میرا ٹیسٹ تھا میں پڑھنے میں بہت ذہین تھی ایف ایس سی میں میں نے پورے حاصلپور میں سے پوزیشن لی تھی میرے نام کے پوسٹر پورے شہر میں لگے تھے ہر اکیڈمی نے مجھے جوائن آفر دی پھر میں نے تھرڈ ائیر میں ہوپ اکیڈمی میں پڑھنا شروع کر دیا جو حاصل پور کی نمبر 1 اکیڈمی تھی خیر کہانی کس طرف چلی گئی میرا کالج میں ٹیسٹ تھا میں رات 2 بجے تک پڑھتی رہی ٹھیک 4 بجے صائم کا میسج آیا میں نے پوچھا آپ سوئے نہیں تو کہتا میں مووی دیکھ رہا تھا رات کو لیٹ ہی سوتا ہوں مجھے نیند آ رہی تھی میں گڈ نائٹ بول کر سو گئی پھر صبح صبح ہی صائم کی کال آ گئی کہنے لگا کب ملو گی میں نے کہا ہم پرسوں ملیں گے پھر میں نے ناشتہ کیا اور ماموں کے گھر چلی گئی ماموں کا گھر بھی قریب ہی تھا صرف 10 منٹ کا فاصلہ تھا پیدل جاتے ہوئے۔ میرے سب ماموں اکٹھے رہتے ہیں سب کی شادی ہوئی ماموں کا شمار شہر کے اونچے گھرانے سے ہے سارا شہر جانتا ہے ماموں کو۔ میں نے اگلے دن اپنی چھوٹی مامی کو صائم کے بارے میں سب کچھ بتایا اور کہا کہ کل آپ میرے ساتھ چلو گی؟

مامی نے کہا ہاں ضرور چلوں گی آخر پتہ تو چلے کہ ایسی کونسی بات ہے جو تمہیں بتانا چاہتا ہے اگلے دن میں صبح صبح اٹھی تو صائم کا میسج آیا کتنے بجے آؤ گی میں نے اسے بتایا آپ مجھے کالج سے لے لینا 10 بجے پھر میں نے ناشتہ کیا اور ٹی وی دیکھنے لگ گئی کیونکہ 10 بجنے میں کافی وقت تھا پھر اچانک میرے چھوٹے کزن کی طبیعت خراب ہو گئی اور مامی اسے لے کر ہسپتال چلی گئی ان کے ساتھ ایک مامی اور چلی گئی 9:30 ہو چکے تھے پر مامی نہیں آئی صائم کے بار بار میسج آ رہے تھے کہ کہاں ہو میں آ رہا ہوں 10 منٹ پر کالج کے سامنے پر میں ابھی گھر پر ہی تھی مامی نہیں آئی تھی میں تیار ہو کر مامی کا انتظار کر رہی تھی 10:30 ہو چکے تھے پر مامی نہیں آئی صائم کو کالج کے سامنے آتے ہوئے 30 منٹ ہو چکے تھے وہ ہر منٹ بعد مجھے میسج کرتا تو میں یہ کہہ دیتی کہ بس آ رہی ہوں صائم کہتا مجھ سے اتنا انتظار نہیں ہوتا جلدی آؤ خیر 11 بجے مامی بھی آ گئی میں نے صائم کو میسج کیا 10 منٹ تک آ رہے ہیں مامی نے تیاری کرتے 30 منٹ لگا دیئے تب صائم کا میسج آیا مجھے لگتا آپ نے نہیں آنا میں واپس جا رہا ہوں میں نے کہا بس 5 منٹ میں آ رہی ہوں خیر ہم کالج پہنچ گئے وہ ڈیڑھ گھنٹے سے میرا انتظار کر رہا تھا کالج کے باہر دھوپ میں خیر پھر میں اس کے ساتھ ایک ہوٹل میں چلی گئی وہاں جا کر میں نے اسے پہلی بار آنکھ بھر کر دیکھا تھا صائم بہت پیارا تھا اس دن 14 فروری تھا اس نے مجھے ویلنٹائن ڈے کا کارڈ دیا اور اس دن صائم کی برتھ ڈے بھی تھی میں بہت پزل تھی کیونکہ پہلی بار اس طرح مل رہی تھی ہم نے کافی باتیں کیں اور کیک بھی کاٹا مگر مجھے بہت غصہ آ رہا تھا کہ جس بات کیلئے مجھے ملنا تھا وہ بات تو بتا نہیں رہا تھا پھر میں نے خود ہی پوچھ لیا کہ آپ نے میرا نمبر کہاں سے لیا ہے تو کہتا میرے بھائی نے نیا موبائل لیا تو اس میں آپ کے نام کے ساتھ آپ کا نمبر سیو تھا پھر وہ بات کو ٹالنے کیلئے کہنے لگا آپ کا شہر مجھے بالکل پسند نہیں کبھی ہمارے شہر آنا دیکھنا کتنا اچھا ہے مجھے بہت غصہ آ رہا تھا میں نے کہا ٹھیک ہے دوبارہ نہ آنا اتنا ہی برا ہے تب کہتا نہیں میں مذاق کر رہا تھا کافی دیر ہو گئی تھی مامی ویٹ کر رہی تھی پھر

ہم نے کھانا کھایا اور واپس آ گئے واپسی پر مامی چلی گئی تھی پھر اس نے مجھے گھر چھوڑ دیا پھر ہم روز بات کرتے رہے پتہ ہی نہ چلا وقت گزرتا رہا وہ مجھے کافی بار آئی لو یو بولتا پر میں کوئی جواب نہیں دیتی پھر ایک دن کہنے لگا تمہیں پیار کا جواب دینا نہیں آتا میں نے کہا نہیں کیا جواب دوں تو کہتا پتا نہیں تو نہ دو پھر 13 مارچ کو میرے کزن کے سکول میں فنکشن تھا میں نے بھی وہاں جانا تھا اور پھر آج صائم سے بھی ملنا تھا سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ گھر والوں سے کیا کہوں پھر دوست کا بہانہ لگایا کہ وہاں سے کیمرہ لینا ہے پھر میں صائم سے ملی اس دن میں بلیک کپڑے پہنے تھے اور صائم نے بھی بلیک شرٹ اور جینز پہنی تھی ہم نے کھانا کھایا کافی باتیں کیں پھر صائم مذاق سے کہتا آج ہوٹل کا بل تم نے دینا ہے میں نے بھی مذاق سے کہا کہ خود کو بیچ کر جو پیسے ہوں گے وہ بل دے دینا تو صائم نے میرے منہ پر تھپڑ مار دیا اور ناراض ہو گیا میں نے کہا میں نے مذاق سے کہا تھا پھر کافی دیر بعد مان گیا اور کہا دوبارہ ایسی بات مت کہنا پھر اس نے مجھے گھر چھوڑ دیا تھپڑ کھانے کے بعد صائم میرے دل و دماغ پر چھا گیا تھا۔

پہلے تو نہ تھی ایسی حالت جیسے اب ہو گئی ہے
بے چین دل ہے آنکھوں کی نیند کھو گئی ہے
نہ جانے تجھ کو دیکھ کے کیوں دل ڈھیٹ کہنے لگا
ایسا لگتا ہے کہ جیسے تم سے محبت ہو گئی ہے

پھر شام کو 7 بجے ہم سب لوگ فنکشن پر گئے پر میرا بالکل دل نہیں لگ رہا تھا پھر میں نے صائم کو کال کی تو وہ رو رہا تھا میں نے وجہ پوچھی تو کہتا گھر والوں سے لڑائی ہوئی ہے میں لاہور جا رہا ہوں پر میں نے کہا نہیں تم کہیں نہیں جاؤ گے پھر میں کال بند کی اور فوراً گھر آ گئی فنکشن تو 11 بجے ختم ہونا تھا پر میں سب کو بتا کر 8 بجے ہی آ گئی پھر ... کو کال کی اور کہا تم لاہور نہیں جاؤ گی اس نے بتایا ... بس میں بیٹھا ہوں اور لاہور جا رہا ہوں۔

ہم بھی ہیں اک اجڑے ہوئے شہر کی مثال
تمہیں بتا ... ہیں کہ اداس تم بھی ہو

مجھے بہت افسوس ہو رہا تھا کہ آخر اس کے ساتھ ایسا کیا ہوا ہے خیر ساری رات مجھے یہی پریشانی رہی پھر صبح ہوتے ہی صائم کی کال آئی تو کہتا میں لاہور نہیں گیا گھر پر ہی ہوں پھر خدا کا شکر ادا کیا میں نے کہا دوبارہ ایسا مت کرنا تو کہتا تم مجھ سے دور مت ہوا کرو ورنہ میں اداس ہو جاتا ہوں تمہارے بنا نہیں رہ سکتا تم سے بہت پیار کرتا ہوں مجھے کبھی مت چھوڑنا میں نے کہا ٹھیک ہے کبھی نہیں چھوڑوں گی مجھے بھی صائم سے بہت محبت ہو گئی تھی۔

کس کی کیا مجال جو ہمیں خرید سکے
ہم تو خود ہی بک گئے خریدار دیکھ کر

اب تو ہر وقت صبح سے شام تک اس سے باتیں کرتی رہتی اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے پڑھتے لکھتے ہر وقت صائم کے خیالوں میں گم رہتی میں ماموں کے گھر ہی میں تھی اور وہیں رہتی تھی ہر وقت مامی سے صائم کی باتیں کرتی رہتی صائم کی محبت پا کر میں بہت خوش تھی ایسا لگتا تھا کہ جیسے ہواؤں میں اڑ رہی ہوں اس کے پیار میں مجھے پڑھنا لکھنا کھانا پینا سب بھول گیا تھا ہم سارا دن باتیں کرتے گانے سناتے مذاق کرتے ہم بہت خوش تھے میں صائم کے علاوہ کسی کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔

تیری چوکھٹ سے سر اٹھاؤں تو بے وفا کہنا
تیرے سوا کسی اور کو دل میں بساؤں تو بے وفا کہنا
میری وفاؤں پر اگر شک ہو تو خنجر اٹھا لینا
میں شوق سے نہ مر جاؤں تو بے وفا کہنا

اب تو اک پل بھی صائم کے بغیر دل نہیں لگتا تھا صائم بھی دن میں 4,2 بار مجھے کال کر لیتا اکثر مامی سے بھی بات ہو جاتی۔

نہ جانے اتنی محبت کہاں سے آ گئی ہے اس کے لیے
کہ میرا دل بھی اس کی خاطر مجھ سے روٹھ جاتا ہے

ایک دن صائم نے سارا دن مجھے کوئی میسج اور کال نہ کی جب میں نے شام کو میسج کیا تو کوئی لڑکی تھی کہتی خبردار دوبارہ اس نمبر پر میسج کیا تو صائم صرف میرا ہے وہ مجھ سے پیار کرتا ہے ہم دونوں ایک دوسرے کیلئے ہیں یہ خبر میرے دل پر بجلی کی گرج گری میرے احساسات منجمد ہو گئے میری آنکھوں تلے اندھیرا چھا گیا میں خود پر قابو نہ کر سکی اور زور زور سے رونے لگی۔

یونہی موسم کی ادا دیکھ کے یاد آیا ہے
کس قدر جلد بدل جاتے ہیں انسان یہاں

میں ساری رات کمبل میں منہ چھپا کر روتی رہی اور آدھی رات کے بعد میرے سینے پر درد ہونے لگا درد تو پہلے بھی اکثر ہوتا تھا پر اس رات تو برداشت سے باہر تھا پھر صبح مامی نے پوچھا تمہاری آنکھیں کیوں لال ہیں رات روتی رہی ہوں میں نے کہا جی میرے سینے پر درد ہو رہا تھا مامی کہتی پاگل ہمیں اٹھا لیتی پھر میں مامی اور ماموں جی ہسپتال چلے گئے انہوں نے میرے ٹیسٹ لیے اور ہم گھر آ گئے ماموں ہمیں گھر چھوڑ کر خود رپورٹ لینے چلے گئے پھر سارا دن بھی میرے درد ہوتا رہا مامی نے دوائی دی تو کچھ بہتر ہو جاتی لیکن کچھ دیر بعد پھر شروع ہو جاتی جب ماموں رپورٹ لیکر آئے تو مامی کو آواز دی ماموں کافی پریشان لگ رہے تھے جب مامی ماموں کی بات سن کر میرے پاس آئے تو مامی بھی کافی پریشان تھی میں نے پوچھا کیا ہوا تو مامی کہتی 2 دن بعد تمہارا آپریشن ہے بہاولپور میں میں نے پوچھا کیوں تو مامی نے کوئی جواب نہ دیا اور بات کو ٹال کر کہتی تم نے صبح سے کچھ نہیں کھایا میں کھانا لے کر آتی ہوں میں نے کہا مجھے بھوک نہیں ہے۔ 2 دن ہو گئے تھے میں نے صائم سے کوئی بات نہیں کی تھی اور نہ اس کا کوئی میسج آیا تھا میں یہی سوچتی رہتی پتہ نہیں کہاں چلا گیا ہے اب میں ہر وقت اس کی یاد میں پل پل تڑپ رہی تھی لیکن وہ پتہ نہیں اپنی دنیا میں کہاں مگن تھا وہ تو شاید خوش ہو گا لیکن میرا برا حال تھا مامی اکثر پوچھتی کہ کیا مسئلہ ہے اداس کیوں ہو؟ تو میں یہ کہہ دیتی کہ آپریشن کی وجہ سے مجھے نہیں کروانا آپریشن مجھے کیا ہوا ہے بس اسی طرح ٹال مٹول سے کام لیا۔ اس طرح دن گزر رہے تھے آپریشن کا دن بھی آ گیا تھا آج ہم نے بہاولپور جانا تھا آپریشن کیلئے میں زندگی سے مایوس ہو گئی تھی لگتا تھا کہ میں زندگی کی بازی ہار جاؤں گی اور موت آ جائے گی۔

خوشیاں تجھے نصیب ہوں غم تو اپنے مجھے دے جا
مجھے موت سے پیار ہے میری زندگی تو لے جا

ہم 2 بجے کے قریب بہاولپور پہنچ گئے میرے بہت درد ہو رہا تھا اور میں رو رہی تھی 4 بجے میرا آپریشن تھا 3:45 پر مجھے آپریشن تھیٹر لے گئے میرا دل بہت کانپ رہا تھا پتا نہیں کیا ہو گا خیر میرے انجکشن لگایا گیا اور مجھے بے ہوش کر دیا رات 3 بجے ہوش آیا ہوش آتے ہی میرے نام پر صائم کا نام تھا بار بار صائم صائم پکار رہی تھی میرا آپریشن ہو گیا تھا پھر مامی نے مجھے سمجھایا کہ تمہارے ماموں پاس ہیں ہوش کرو۔ مامی نے مجھے جوس پلایا مجھے بلڈ ڈرپ لگی ہوئی تھی 2 دن کے بعد ہم گھر آ گئے جب شام کو میں اپنی امی کے پاس گئی تو مامی کہتی کچھ کھا لو کچھ بھی نہیں کھائی اور واقعی میرے کھانا کھانے کو بالکل دل نہیں کرتا تھا پھر امی چلی گئی تو مامی نے بتایا رات میری صائم سے بات ہوئی تھی وہ تم سے بات کرنا چاہتا تھا وہ بہاولپور بھی گیا تھا کل رات پر اسے تمہارا کمرہ نہیں ملا میں نے اسے بتایا کہ تمہارا آپریشن ہوا ہے یہ بات سن کر مجھے بہت خوشی ہوئی میں نے مامی سے پوچھا وہ کیسا ہے؟ ٹھیک تو ہے؟ مامی کہتی خود ہی پوچھ لینا مجھے تو لگا کہ میں اچانک ٹھیک ہو گئی ہوں بہت اچھا محسوس کر رہی تھی پھر شام کو صائم سے بات کی تو میں نے بتایا کہ تمہارے نمبر سے مجھے کسی لڑکی نے میسج کیے تھے اور کہتی تھی کہ صائم صرف میرا ہے پھر صائم نے مجھے بتایا کہ میری طبیعت خراب تھی ٹانگ پر چوٹ لگی ہے پتہ نہیں وہ میسج کس نے کر دیئے خیر میں نے بھی نظر انداز کر دیا اس نے بتایا ٹانگ پر کافی چوٹ لگی ہے چلا بھی نہیں جاتا اس کا مجھے بہت افسوس ہوا پھر اسی طرح دن گزرتے گئے ہم روز بات کرتے میرا صائم کو ملنے کو بہت دل کرتا تھا پر وہ کہتا جب تم بالکل ٹھیک ہو جاؤ گی پھر ملیں گے ایسے نہیں ہم سارا دن بہت باتیں کرتے ہمیشہ ساتھ نبھانے کے وعدے کرتے۔

سارے زمانے سے بڑھ کے تمہیں پیار دوں گی

دل کیا چیز ہے جان بھی تم پہ وار دوں گی
غم کا کوئی لمحہ نہ آنے دوں گی پاس تیرے
خوشیاں زمانے کی تمہیں بے شمار دوں گی

پھر کچھ ہی دنوں بعد میرے امتحان شروع ہونے والے تھے لیکن آپریشن کی وجہ سے میں پڑھ بھی نہیں سکتی تھی کسی کام کرنے کو دل نہیں کرتا تھا کھانا بھی نہیں کھاتی تھی پھر ایک دن مامی نے صائم کو بتا دیا کہ ایم کھانا نہیں کھاتی کل سے کچھ نہیں کھایا پھر جب میری صائم سے بات ہوئی تو کہتا کھانا کیوں نہیں کھایا میں نے کہا دل نہیں کرتا اس نے کہا تمہیں میری قسم کھانا کھاؤ ابھی پھر مجھے کھانا پڑ گیا اس طرح روز میری جان مجھے اپنی قسم دیکر کھانا کھلا دیتا بلکہ ہر بات پر اپنی قسم دے دیتا پھر ایک دن صائم نے مجھے کہا ہم جمعہ کو ملیں گے مجھے بہت خوشی ہوئی میرے ابھی بھی زخم پر درد ہوتا رہتا تھا میں نے کہا مجھے کالج جانا ہے رول نمبر سلپ لینے مگر کسی نے جانے نہیں دیا سب کہتے تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے تمہارے ماموں لے آئیں گے مگر میں نے مامی کو بتایا کہ میں نے صائم سے ملنا ہے تب مامی نے چپکے سے جانے دیا اس دن میں صائم سے ملی میں نے کالا پی پڑے پہنے تھے اور میری جان نے جینز کے ساتھ بلیک میض بہت اچھا لگ رہا تھا ہم نے کھانا کھایا صائم مجھے جو میسج بھی کرتا میں سیو کر لیتی پھر جس دن ملتی اسے دکھاتی بہت مزہ آتا اس کا ایک میسج مجھے بہت اچھا لگا بلکہ آج بھی بہت یاد آتا ہے وہ میسج کچھ یوں تھا۔

"پلیز آپ اپنا خیال رکھا کریں آپکی وجہ سے میری سانسیں چلتی ہیں پلیز میرے لیے اپنا خیال رکھا کرو"۔

یہ میسج بھی میں نے اسے دکھایا کھانا کھانے کے بعد ہم شاپنگ کرنے چلے گئے میری جان صائم نے مجھے بہت سی چیزیں خرید کر دیں اس کے بعد صائم مجھے گھر کے سامنے چھوڑ گیا پھر دوسرے دن جب میری صائم سے بات ہوئی تو مجھ پہ انکشاف ہوا جب اس نے بتایا کہ میں BWP میں نہیں پڑھتا میں نے صرف میٹرک کیا ہے اس کے بعد ایک دکان پر کام کرتا ہوں میں تم سے اس لیے نہیں مل رہا تھا کیونکہ مجھے اچھی تنخواہ نہیں ملی تھی جو ملی تھی سب ختم ہوگئی یہ سب سن کر میرے تو ہوش ہی گم ہوگئے مجھے اس بات کی پرواہ نہیں رہی کہ صائم نے مجھ سے جھوٹ بولا بلکہ افسوس اس بات پر تھا کہ وہ پڑھتا کیوں نہیں پڑھائی کے بغیر کوئی زندگی نہیں اس کا بھی دل کرتا تھا پڑھنے کو لیکن حالات کی وجہ سے نہیں پڑھ سکا مجھے بہت زیادہ افسوس تھا اس بات پر میری خاموشی کی وجہ سے صائم کہتا اگر تم چاہو تو مجھے چھوڑ سکتی ہو لیکن جو سچ تھا میں نے بتا دیا میں نہیں چاہتا تم سے کوئی جھوٹ بولوں۔ میں نے کہا ایسی بات نہیں ہے مجھے تم سے محبت ہے تمہاری حیثیت سے تو نہیں بلکہ مجھے خوشی ہے کہ تم نے سچ بول دیا میں تم سے بہت پیار کرتی ہوں۔

مت پوچھو کہ میری زندگی کیسے بسر ہوتی ہے
میرا ہر لمحہ ہر گھڑی تیرے نام ہوتی ہے
دن تو کٹ ہی جاتا ہے جان جی
لیکن میری ہر شام تیرے نام ہوتی ہے

اس کے بعد میری کافی درد ہوتا رہا 3,2 دن بہت درد ہوتا رہا پھر ماموں کہتے BWP چلتے ہیں چیک اپ کیلئے پھر ہم شام کو بہاولپور چلے گئے میرا کزن اور کزنیں پہلے ہی وہاں آئی ہوئی تھیں BWP میں میرا ایک ماموں بھی رہتا ہے وہاں چلے گئے پھر صبح 9 بجے کے قریب ہم چیک اپ کیلئے ہسپتال چلے گئے چیک اپ کے بعد میں مامی اور میرا کزن ہم واپس آگئے ماموں رپورٹ لیکر آگئے پھر ماموں 1 بجے آگئے ماموں بہت پریشان لگ رہے تھے ماموں سے میں نے پوچھا تو ماموں کہتے کچھ نہیں ہے بس تم پریشان نہ ہو میں نے کہا پھر آپ پریشان کیوں ہو ماموں کہنے لگے میں تھک گیا ہوں صائم کہنے لگا ہو گیا چیک اپ کیا بنا۔ میں نے کہا مجھے تو کچھ نہیں بتایا تب صائم کہتا میری مامی سے بات کراؤ پھر مامی سے بات کی تو مامی سیل لیکر دوسرے کمرے میں چلی گئی میرے سامنے کوئی بات نہ کی مجھے بہت پریشانی ہو رہی تھی آخر ایسی کیا بات ہے کہ مجھ سے

چھپا رہے ہیں پھر میں نے جب صائم سے پوچھا کہ مامی کیا کہہ رہی تھیں تو کہتا کچھ نہیں تم ٹھیک ہو جاؤ گی تمہیں کچھ نہیں ہوگا بس تمہیں میری قسم اپنا خیال رکھا کرو۔ پھر شام کو میں فلم دیکھ رہی تھی تو ماموں کہنے لگے آؤ سب گھومنے پھرنے چلتے ہیں میں ماموں مامی میرے کزن اور ایک اور مہمان تھی ہم سب چلے گئے ماموں اور مامی تو پارک میں رک گئے پھر ہم 5 لوگ ہوٹل چلے گئے وہاں جا کر میرے باقی کزن مجھے میرے کزن ارمان کے پاس چھوڑ گئے اور کہنے لگے تم دونوں کچھ کھاؤ ہم تھوڑی دیر تک آتے ہیں مجھے حیرت ہو رہی تھی کہ ہم دونوں کو کیوں چھوڑ کر گئے ہیں پھر میرا کزن کہنے لگا کیا کھاؤ گی میں نے کہا کچھ نہیں مجھے پریشانی لگی ہوئی تھی کیونکہ اپنا موبائل گھر چھوڑ آئی تھی اور اپنی جان کو بھی نہیں بتایا کہ ہم کہیں جا رہے ہیں میرا دل کر رہا تھا کہ ابھی اڑ کر گھر چلی جاؤں ہلکا ہلکا درد بھی ہو رہا تھا لیکن میرا کزن مجھے کمپنی دینے کی کوشش کر رہا تھا لیکن میرا سارا دھیان تو اپنے پرس کی طرف تھا پھر ارمان نے اظہار محبت کر دیا لیکن میں نے اسی وقت کہہ دیا کہ میں کسی اور سے پیار کرتی ہوں تو کہتا وہ کون ہے میں نے کہا تمہیں بتانا ضروری نہیں مجھتی چلیں گھر میرا سیل گھر رہ گیا ہے اس کی کال آئی ہوں گی تو کہتا کچھ کھا تو لیں میں نے کہا نہیں کافی ٹائم ہو گیا ہے چلو پھر اس نے باقی کزنز کو میسج کر دیا کہ ہم گھر جا رہے ہیں تم لوگ آ جانا جب گھر گئی تو صائم کی کافی مس کالز اور میسج آئے ہوئے تھے پھر میں نے کال کی تو ناراض تھا کہ میں کب سے کال کر رہا ہوں میں نے سوری بولا اور اسے منایا پھر ماموں لوگ آ گئے میرے لیے کافی سارا پھل لیکر آئے کہنے لگے یہ سب ایم کے لیے مگر مجھ سے نہیں کھایا جاتا تھا پھر صائم کہتا تمہیں میری قسم کھاؤ پلیز پھر میں نے کھا لیا۔ دوسرے دن ہم گھر آ گئے۔ سارے رستے میں صائم سے باتیں کرتی رہی گھر آ کر مجھے پتہ چلا کہ میرا دوبارہ آپریشن ہوگا اسلام آباد میں۔ مجھے بہت حیرت ہوئی کہ آخر کیوں ایسا ہوا ہے مجھے میں نے سب سے کہہ دیا مجھے نہیں کروانا آپریشن میں نے پیپر دینے ہیں کچھ دن بعد میرے پیپر شروع ہونے والے تھے ماموں کہنے لگے آپریشن ضروری ہے پیپر اگلے سال دے لینا مجھے بہت غصہ تھا میں نے کہا میں نے آپریشن نہیں کروانا بس مامی نے صائم کو بتا دیا کہ ایم کہتی ہے میں نے آپریشن نہیں کروانا تب صائم کہنے لگا تمہیں میری قسم پلیز کروا لو اگر نہیں ہوگا تو ٹھیک کیسے ہوگی پلیز میں نے کہا میں نے پیپر دینے ہیں پھر ماموں بھی مان گئے کہنے لگے چلو پیپر دے لو پھر کروا لیں گے پھر دوسرے دن میں رول نمبر سلپ لینے گئی صائم سے ملنا تھا مگر وہ نہیں آیا خیر 2 اپریل کو میرا پیپر تھا 20 کو میرا اکنامکس کا پیپر تھا صائم سے کوئی بات نہ ہوئی پھر جب رات کو صائم سے بات ہوئی تو لڑائی ہو گئی کہتا بائی فار ایور۔

یہ سن کر مجھے بہت افسوس ہوا رات بھر روتی رہی میں نے نیند کی ٹیبلٹ کھا لیں صبح میری طبیعت کافی خراب تھی ماموں ہسپتال لے گئے مامی بھی ساتھ تھیں وہاں مجھے ڈرپ لگی ہوئی تھی پھر 12 بجے کے بعد مامی لنچ لینے گئیں تو 10 منٹ بعد واپس آ گئیں آ کر کہنے لگیں یہ لو صائم کی کال ہے بات کرو میں نے بات کی تو صائم کہنے میں مصیبت میں ہوں میری مدد کرو پلیز میں نے پوچھا کیا ہوا ہے تب اس نے مجھے سب بتایا میں نے کہا اوکے میں ماموں سے بات کرتی ہوں یہ خبر سن کر مجھے بہت پریشانی ہوئی درد بھی کافی ہو رہی تھی سینے میں اتنے میں صائم کی پھر کال آ گئی کہنے لگا کی ماموں سے بات میں نے کہا نہیں کرتی ہوں اتنی جلدی نہیں۔ کہتا جلدی کرو میرے پاس سیل نہیں ہے میں تو ابھی پریشانی میں تھی۔ ماموں BWP میں تھے میں سوچ رہی تھی کہ کال پہ ماموں کو کیسے سب بتاؤں رات اسی پریشانی میں گزر گئی دوسرے دن میں گھر چلی گئی ماموں بھی آ گئے پھر میں نے ماموں کو سب کچھ بتا دیا ماموں کہنے لگے ٹھیک ہے میں کچھ کرتا ہوں اسی دوران صائم کے کزن سے میری بات ہوتی رہی میں اس کے بارے

میں پوچھتی رہی خیر پھر 26 کی صبح کو صائم اس مصیبت سے نکلا ان 5 دنوں میں مجھے اک پل بھی چین نہیں مل رہا تھا 28 کو میرا پیپر تھا مگر میں کتاب تک نہیں کھول سکی تھی ہر وقت صائم کی فکر رہتی صائم کے کزن عمران کے ساتھ میری فرانکنس ہو گئی تھی میں اسے بھائی کہتی تھی اور وہ مجھے آپی کہتا تھا بہت اچھا تھا اس نے میری کافی مدد کی صائم کی خیریت معلوم کرتی رہتی اس سے صائم مصیبت سے بچ گیا مجھے بہت خوشی ہوئی میں اک لڑکی تھی کیا کر سکتی تھی اس کے لیے پھر بھی جو میرے بس میں تھا میں نے کیا ہر ممکن کوشش کی اس کے علاوہ دن رات دعائیں کیں پھر چھ دن بعد میری صائم سے بات ہوئی اس کا حال احوال پوچھا وہ کہتا میں گھر ہوں بعد میں بات کرتا ہوں میں انتظار کرتی رہی شام کو میں نے میسج بھی کیے مگر اس نے جواب نہیں دیا میں رات بھر ویٹ کرتی رہی پھر رات 1 بجے اس کا میسج آیا کہنے لگا مجھے کبھی میسج اور کال نہ کرنا بھول جاؤ مجھے تمہیں خدا کا واسطہ اگر مجھے پیار کرتی ہو تو یہ میسج پڑھ کر میری تو جان ہی نکل گئی میں نے کہا اسے کیا ہو گیا ہے میں نے جواب میں کہا میں تمہیں کبھی نہیں بھول سکتی تم سے پیار کرتی ہوں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتی تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ مگر اس نے کوئی جواب نہ دیا میں رات بھر روتی رہی اور اس کی یاد بہت آتی رہی تھی۔

کچھ محبت کا نشہ تھا ہم کو پہلے ہی سے فراز
پھر دل جو ٹوٹا تو نشے سے محبت ہو گئی

دن بھر میرا ایسے ہی گزرا کچھ نہیں کھایا اور نہ سارا دن کسی سے بات کی پھر رات کو عمران بھائی کی کال آئی تو کہنے لگا صائم سے بات ہوتے ہی بھائی کو بھول گئی میں نے اس کو وہ میسج سینڈ کیا جو رات مجھے صائم نے کیا تھا عمران بھائی کہنے لگا اسے کیا ہو گیا ہے پھر کہا ویسے مجھے صائم نے کہا تھا کہ اب وہ کسی سے بات نہیں کرے گا میں نے پوچھا کسی سے کیا مطلب؟ تب اس نے بتایا میں تمہیں پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا کیونکہ آپ اسے بہت پیار کرتی ہے عمران بھائی نے مجھے بتایا کہ صائم کی بہت ساری لڑکیوں سے دوستی ہے اس کی اپنی دکان ہے شاپنگ کی وہاں روز نہ جانے کتنی لڑکیاں آتی ہیں اور ہر دوسری لڑکی سے صائم کی دوستی ہے میں نے اسے کہا ٹھیک ہے ان سے دوستی ہے مگر مجھ سے تو وہ پیار کرتا تھا دوستی تو بہت سے کی جاتی ہے مگر پیار تو ایک سے ہوتا ہے تب اس نے بتایا کہ وہ سب سے وہی کہتا ہے جو تم سے کہتا ہے سب سے پیار کی باتیں کرتا ہے یہ سب سن کر میں رونے لگی اور کال بند کر دی مجھے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ عمران بھائی کا یقین کروں یا نہ کروں کیونکہ ایک بار صائم نے مجھے کہا تھا اگر کوئی میرے بارے میں بات کرے تو یقین مت کرنا پھر دوسرے دن میری عمران بھائی سے بات ہوئی تو میں نے کہا میری صائم سے بات کراؤ پلیز آپ میری بات کرواؤ صائم نے میرے نمبر پر کوڈ لگایا ہوا ہے پلیز کرا دو تو وہ کہتا ابھی۔ میں نے کہا ہاں کیونکہ صائم میری جان ہے میری سانسیں ہے میری زندگی ہے اگر وہ کسی اور سے پیار کرتا ہے تو کیا ہوا مگر میں تو صرف اسی سے پیار کرتی ہوں اور ہمیشہ کرتی رہوں گی آپ پلیز بات کرا دو اس دوران دو ہفتے گزر گئے میری صائم سے کوئی بات نہ ہوئی عمران بھائی جب صائم سے کہتا ایم سے بات کر لو تو وہ کہتا مجھے نہیں کرنی تم دونوں میری جان چھوڑ دو اور دفعہ ہو جاؤ یہاں سے میرے 3 پیپر ہو چکے تھے اس دوران میری دوست نے بتایا کہ ٹیچر کی ایک سیٹ ہے میں نے کہا تم کر لو تو کہتی میں بہت دور رہتی ہوں تم کر لو اور اپنا ٹرانسفر B.K میں کرا لو میں ایسا ہی کیا کافی دن لگے اور ایک دن میں B.K میں بھی تو واپس آ کر میں نے عمران سے کہا کہ آج میں B.K گئی تھی مجھے وہاں ایک لڑکی ملی تھی اس سے میری کافی دوستی ہو گئی جب میں نے کافی کچھ بتایا تو وہ اس کی بہن تھی مجھے بہت خوشی ہوئی پھر میں نے عمران بھائی کی بہن کو کال کی تو اس نے بتایا کہ تم عمران بھائی کو کیسے جانتی ہو میں نے کہا بس دیکھ لو بائی چانس۔ کہتی اگر اب آؤ گی B.K تو ہمارے گھر لازمی آنا۔ میں نے عمران کو بتایا کہ تمہاری بہن نے یہ کہا ہے تو وہ کہتا ہے ٹھیک ہے ہمارے ضرور آنا

میں نے کہا اگر صائم نے دیکھ لیا تو وہ غصے میں آ جائے گا۔ تو کچھ نہیں ہوتا بلکہ تم صائم سے بھی مل لینا میرے پیپر بھی ختم ہو گئے تھے ماموں کہتے اب کب جانا ہے اسلام آباد میں نے عمران اور اس کی بہن کے بارے میں سب مامی کو بتایا تو مامی بھی کہتی ہاں چلی جاؤ اس طرح صائم سے بھی مل آنا میں نے کہا نہیں وہ بہت ناراض ہو گا لیکن مامی نے زبردستی بھیج دیا میں بس میں بیٹھ کر وہاں گئی عمران بھائی پہلے ہی سے سٹاپ پر میرا انتظار کر رہے تھے وہ مجھے اپنے گھر لے گیا میں اس کے گھر والوں سے ملی اس کی بہن بہت اچھی تھی سب گھر والے بہت اچھے تھے پھر عمران کی سسٹر مجھے صائم کے گھر لے گئی اس کے گھر والے کیسے تھے اس بات کو چھوڑیں البتہ اس کی ماں بہت اچھی تھی پھر عمران مجھے صائم کی شاپ پر لے گیا راستے میں مجھے بہت ڈر لگ رہا تھا دل کی دھڑکن بہت تیز ہو رہی تھی عجیب عجیب خیال آ رہے تھے دل میں پتہ نہیں کیا ہو گا پھر اچانک عمران بھائی کہنے لگا یہ سائیڈ پر ایک شاپ ہے جاؤ میں نے تب بھی کہا میں نے نہیں جانا پھر آ جاؤں گی اب تو آتی رہوں گی نا پلیز چلتے ہیں پھر بھی کہتا نہیں جاؤ کوئی نہیں ہے اس کی شاپ پر خیر میں چلی گئی اسے دیکھتے ہی جیسے میرے دل کی دھڑکن جیسے بند ہی ہو گئی ہو میرے منہ سے کوئی لفظ نہیں نکل رہا تھا صائم مجھے دیکھتے ہی غصے میں آ گیا کہتا ایڈریس کس نے دیا ہے تمہیں؟ کیوں آئی ہو یہاں؟ میں نے کہا تمہاری شاپ بہت اچھی ہے میں تمہارے گھر سے آ رہی ہوں کہتا کیوں گئی تھی گھر۔ میں نے عمران کی بہن کے ساتھ ویسے ہی میں نے پہلی بار اسے اتنے غصے میں دیکھا تھا مگر مجھے اس کے غصے پر بھی پیار آ رہا تھا بہت اچھا لگ رہا تھا غصے میں کہتا تمہیں خدا کا واسطہ بھول جاؤ مجھے چھوڑ دو مجھے اور جاؤ یہاں سے میں نے کہا میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتی تو صائم کہتا پھر مر جاؤ مرتی کیوں نہیں یہ بات سن کر میرا دل کر رہا تھا کہ کاش ابھی زمین پھٹ جائے اور میں اس میں سما جاؤں میں نے کہا میں یہاں اپنی مرضی سے نہیں آئی مجھے مامی نے زبردستی بھیجا ہے 3 دن بعد میرا آپریشن ہے اسلام آباد میں اس لیے مامی کہتی صائم سے مل آنا۔

تیری بے رخی پہ کوئی اعتراض نہیں ہمیں لیکن
کس حال میں ہیں تیرے بن ہم اتنا تو پوچھ لیا کر

میں نے کہا صائم میں تم سے بہت پیار کرتی ہوں ہر روز رات کو آپ کے پچھلے میسج پڑھتی ہوں تو کہتا اپنا سیل دینا میں نے کہا کیوں؟ کہتا دو میں نے نہیں دیا تو کہتا تمہیں میری قسم دو میں نے دے دیا تو صائم نے اپنے تمام میسج ڈیلیٹ کر دیئے اور سم نکال کر جلا دی میرے سامنے ہی۔ مجھے بہت دکھ ہوا پھر میں نے اس کی شاپ سے ایک انگوٹھی لی میں نے پہنا دی مگر اس نے کوئی جواب نہ دیا کہتا جاؤ یہاں سے دوبارہ مت آنا میں نے کہا یہ ناممکن ہے کیونکہ میری یہاں جاب لگ گئی ہے اب تو آتی رہوں گی۔ کہتا اب جاؤ ورنہ میں دکان سے باہر چلا جاؤں گا پھر میرے سینے میں بہت درد ہونے لگا عمران بھائی آ گئے اور میں چلی گئی مگر وہ انگوٹھی وہیں چھوڑ آئی وہ اس روڈ پر پھینک دی عمران نے اٹھا لی سارے رستے میں میرے بہت درد ہوتا رہا پھر بس سٹاپ پر پانی لے کر گولی کھائی۔ اور روتی رہی میں نے عمران کو بتایا کہ صائم نے میری سم جلا دی میری طبیعت خراب تھی اس لیے عمران مجھے گھر چھوڑ گیا عمران بھائی بہت ڈر رہا تھا کہتا صائم میرے گھر بتا دے گا مگر کچھ خبر نہ تھی طبیعت اس قدر خراب تھی جب میں گھر آئی تو مامی کہتی کیا ہوا میں نے کہا کچھ نہیں طبیعت خراب ہے مامی نے کہا صائم نے کیا کیا؟ میں نے سب کچھ بتا دیا جو صائم نے مجھے کہا۔ پھر مامی کہتی کوئی بات نہیں غصے میں اتنا کچھ کہہ دیا تم پریشان نہ ہو۔ مامی نے مجھے دوائی دی اور میں لیٹ گئی مامی کمرے سے چلی گئی اور میں رونے لگ گئی صائم کا رویہ بہت سخت تھا پھر 5 بجے عمران بھائی کی کال آئی تو کہنے لگا کہ صائم نے سب گھر والوں کو بتا دیا کہ تمہیں میں لیکر آیا تھا صائم نے جو گھر والوں سے کہا عمران نے سب مجھے بتایا مجھے بہت غصہ آ رہا تھا میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ صائم کی سوچ اتنی گھٹیا ہو گی اس نے کسی کی پرواہ نہیں کی عمران کی سسٹر کی

بھی فکر نہ تھی صرف خود سچا بن گیا اتنا خود غرض نکلا میں نے سوچا بھی نہ تھا پھر میں نے صائم کو میسج کیے اور کہا کہ تم نے اچھا نہیں کیا میرا احساس نہیں تھا تو اپنی کزن کا ہی خیال کر لیتے تو کہتا مجھے تمہاری قسم میں نے ایسا کچھ نہیں کیا کہتا مجھے معاف کر دو میں نے غصے میں پتہ نہیں کیا کچھ بول دیا میں بہت مجبور ہوں گھر والے مجھے کسی سے بات نہیں کرنے دیتے میں نے کہا ٹھیک ہے اگر میری انسلٹ سے تمہاری تمہارے گھر میں عزت بنتی ہے تو ٹھیک ہے کہتا تم کسی کو مت بتانا کہ میں تم سے بات کرتا ہوں میں نے کہا ٹھیک ہے میں نہیں بتاتی۔

میری نس نس میں بس گیا تیرا پیار اس طرح
میں تجھ کو بھول جاؤں یہ ممکن نہیں رہا

میری تحریر کافی لمبی ہو چکی ہے لہٰذا مختصر یہ کہ اس کے بعد ہماری روز بات ہوتی تھی مگر پہلے والی بات نہیں تھی صائم بہت بدل چکا تھا مگر مجھے خوشی ہوتی کہ کم از کم مجھ سے بات تو کرتا ہے نہ۔ چاہے بے رخی سے ہی سہی۔ پھر اللہ اللہ کر کے میرا اسلام آباد میں آپریشن بھی ہو گیا زندگی کا مشکل ترین وقت تھا زندگی کا کوئی بھروسہ نہ تھا میں واپس بھی آئی 10 دن بستر پر بہت مشکل سے گزارے صائم صرف ایس ایم ایس پر بات کرتا تھا پھر ٹھیک ہو کر میں سکول گئی B.K میں۔

اس دن صائم کے پاس بھی گئی بہت اچھا لگ رہا تھا کیونکہ میں نے پہلی بار اسے قمیض شلوار میں دیکھا تھا واپس آ کر میسج کیا آئی لو یو تو کہتا آئی ہیٹ یو میں نے کہا او کے جہاں تمہاری نفرت ختم ہو گی وہاں میری محبت شروع ہو گی۔ تمہاری نفرت میں اتنا دم نہیں جتنا میری محبت میں دم ہے پھر خود ہی رات کو ٹھیک ہو گیا اور کہتا آئی لو یو میں نے ایسے ہی کہا تھا اس دوران ہماری روز بات ہوتی لیکن چھوٹی چھوٹی بات پر میری جان صائم ناراض ہو جاتا پھر منانے پر مان بھی جاتا ایک دن بہت ناراض ہو گیا میں نے سارا دن کھانا نہیں کھایا پھر دوسرے دن کہنے لگا تم کسی طرح بھی ٹھیک نہیں ہو گی ہر طرح سے دیکھ لیا ہے تم سے دور رہ کر تم سے خفا ہو کر مگر تم کچھ نہیں کھاتی پھر میں نے کھا لیا مگر ماموں نے کھلایا تھا تو کہتا میں کل سے کہہ رہا ہوں تو نہیں کھایا اور ماموں کے کہنے پر کھا لیا ٹھیک ہے خیر اسی طرح دن گزرتے گئے کبھی لڑائی تو کبھی پیار۔ اس دوران ہم ملے بھی تھے اس نے مجھے انگوٹھی پہنائی وہی جو میں نے اس کی شاپ سے خریدی تھی پہناتے وقت کہتا اسے اتارنا نہیں۔ اور آج جب میں یہ تحریر لکھ رہی ہوں تو وہ انگوٹھی میری انگلی میں ہے اس کے بعد ہم روز رات گئے تک بات کرتے بہت مزہ آتا پھر ایک دن ہم دونوں کال پہ بات کر رہے تھے کہ زین نے مجھے کال کی مگر میرا نمبر مصروف تھا زین کون ہے؟ یہ ایک الگ کہانی ہے بس اتنا بتا دو کہ ہمارے بلکہ میرے پیار کا دشمن تھا خیر وہ مجھے بار بار کال کر رہا تھا اسے پتہ چل گیا کہ میں صائم سے بات کر رہی ہوں جب میں نے اس سے بات نہ کی تو اس نے ماموں کو کال کر دی کہ اپنی بھانجی کا نمبر چیک کرو وہ کس سے بات کر رہی ہے زین نے ماموں کو صائم کے بارے میں پتہ نہیں کیا کچھ بتایا کہ اسی وقت ماموں نے مجھے کال کی تو میرا نمبر مصروف تھا پھر صائم نے کچھ ایسی بات کی کہ میں نے کال بند کر دی تو زین کے ساتھ ساتھ ماموں کی بھی مس کالز آئی ہوئی تھیں جب میں نے ماموں کی کال اٹینڈ کی تو ماموں نے مجھے ڈانٹا پہلی بار ماموں نے اتنے غصے میں مجھ سے بات کی تھی میں سب کچھ صائم کو بتا دیا تھا صائم کہتا میں ماموں سے بات کر لوں گا تم فکر نہ کرو میں بہت رو رہی تھی مامی مجھے چپ تو کروا رہی تھی مگر وہ مجھے ڈانٹ رہی تھی کہ تم زین کے بارے میں کبھی نہیں تایا مامی کہتی میں نے کہا تھا نہ کہ صائم کو کہو اپنے گھر والوں کو بھیجے مگر تم نے ایک نہیں مانی اب جی بھر کر رو۔ میں نے رات کو صائم کو کال کی میں نے کہا مجھ سے شادی کرو گے کہ نہیں تو نہیں میں نے او کے کہا اور کال بند کر دی اور پھر رونا شروع کر دیا پھر صبح میں نے صائم کو کافی سارے میسج کیے اور آخر میں کہا ٹھیک ہے خوش رہو خدا حافظ ہمیشہ کیلئے مجھے بہت رونا آ رہا تھا کہ جس سے میں نے اتنا پیار کیا اپنی جان سے زیادہ چاہا

آج اس نے کیا کیا اس کی خاطر سب کی انسلٹ سنی سب سے لڑائی خاص طور پر اپنی مامی سے مامی نے مجھے ڈانٹا کہ تم ایک دھوکے باز سے دل لگا بیٹھی ہو یہ وہ بہت کچھ کہتی مگر میں ان سے بھی لڑ پڑتی کیونکہ مجھے صائم پر بھروسہ تھا اس پہ یقین تھا اس نے اس طرح مجھے ٹھکرا دیا مجھے یا میرے گھر والوں کو میری شادی کی جلدی نہیں تھی میں صائم کو کھونے سے ڈرتی تھی کیونکہ میری زندگی بن یا تھا میں اس کے بنا نہیں رہ سکتی تھی مگر میں نے سوچا جب صائم ہی نہیں چاہتا تو میرے چاہنے سے کیا ہو گا۔

جب سے ملے ہو تم کسی اور سے واسطہ نہیں
اپنا سنانا ہے تمہیں اس کے سوا کوئی راستہ نہیں
دن رات دل میں بسیرا ہے تیری یادوں کا
چاہتی ہوں جتنا تمہیں اتنا کسی کو کوئی چاہتا نہیں

پھر 4 بجے صائم کا میسج آیا کہتا میرا کتنا ویٹ کر سکتی ہو میں نے کہا ساری زندگی آخری سانس تک تو کہتا یہ تمہارا جذباتی فیصلہ ہے سوچ سمجھ کر بتاؤ کتنا ویٹ کرو گی میرا میں نے کہا جتنا تم کہو کیونکہ میں ویٹ کر سکتی تھی مجھے ابھی آگے پڑھنا ہے کچھ بننا ہے اور میرے گھر والے زبردستی میری شادی نہیں کر سکتے تھے تو کہتا میں نے ایک فیصلہ کیا ہے اس پر مزید غور کر کے تمہیں بتاؤں گا میں نمبر آف کرنے لگا ہوں پھر بات ہو گی پھر مجھے کچھ تسلی ہو گئی۔

دو دن سے کچھ نہیں کھایا تھا مگر اس سے بات ہونے کے بعد تھوڑا سا کھانا کھا لیا مگر 2 دن اس نے کوئی بات نہ کی پھر جب بات ہوئی تو کہتا میری ایک بات مانو گی۔ کیا کر سکتی ہو میرے لیے میں نے کہا تمہارے لیے سب کچھ کر سکتی ہوں مگر ایسا کچھ نہیں کر سکتی جسے کرنے سے تم دور ہو جاؤ پھر اس نے کوئی جواب نہ کیا اور نمبر آف کر دیا۔ ماموں بھی BWP سے واپس آ گئے تھے مگر مجھ سے کوئی بات نہ ہوئی کیونکہ اسی وقت ماموں رحیم یار خان چلے گئے ایمرجنسی کال تھی پھر رات کو مجھے میسج آیا کال کی صائم میں نے صائم کو کال کی تو وہ رو رہا تھا میں نے کہا کیا ہوا تو کہتا تمہارے پاس میرے لیے ٹائم ہے میں نے کہا ہاں بتاؤ تو کہتا صبح میرے پاس آ سکتی ہو کچھ بات کرنی ہے میں نے کہا ٹھیک ہے آ جاؤں گی پھر صبح میں 11 بجے صائم کے پاس گئی بہت اچھا لگ رہا تھا بلیک کپڑے پہنے ہوئے تھے موڈ بھی ٹھیک تھا کہتا تمہارے ماموں نے مجھے کال کی تھی تمہارے ماموں کہتے میں تمہارے بارے میں سارا ڈیٹا اکٹھا کروں گا اگر تمہارا کریکٹر ٹھیک ہوا تو میں خود تمہاری اور ایم کی شادی کروا دوں گا اور اگر تمہارا کریکٹر ٹھیک نہ ہوا تو میں تمہیں بہت بری سزا دوں گا صائم مجھ سے کہتا میں ابھی شادی نہیں کر سکتا میں نہیں چاہتا کہ میرے گھر والے کسی مشکل میں پھنسیں۔ میں اپنی ماں کی آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھ سکتا پھر میرا ہاتھ پکڑ کر کہتا تم بتاؤ کیا کرنا چاہیے کیا حل ہے اس کا میں تمہارے ماموں سے بھی نہیں مل سکتا میں نے کہا مجھے نہیں پتہ جو تمہارا دل کرے تم کرو لیکن میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتی۔ تو کہتا ٹھیک ہے میرا پیار ہمیشہ تمہارے ساتھ تمہیں جتنا پیار چاہیے میں دوں گا ہر طرح پیار دوں گا مگر اپنے ماموں کو میرے حالات بتاؤ تم تو سب جانتی ہو اگر میرے بغیر نہیں رہ سکتی تو میرا انتظار کرو۔ میں نے کہا ٹھیک ہے پھر پانی پیا اور واپس آ گئی واپس آ کر پتا چلا کہ ماموں بھی آ رہے ہیں جب شام کو ماموں آئے تو کھانے وغیرہ کھا کر مجھے پاس بلایا اور کہا کہ صائم تمہارے قابل نہیں ہے میں نے پوچھا کیوں کیا ہوا ماموں کہتے میں نے اسے کال کی تھی تو صائم نے مجھے کہا کہ میں ایم سے پیار نہیں کرتا وہ ہی میرے پیچھے لگی ہوئی ہے کہتی ہے مجھ سے شادی کرو ورنہ میں جان دے دوں گی ماموں کہتے کیا تم نے یہ کہا اس سے؟ میں نے صائم کو سچا کرنے کیلئے کہا ہاں ماموں کہنے لگے مگر وہ تم سے پیار نہیں کرتا اس نے تمہیں دھوکہ دیا ہے تم سے پہلے بھی اس کی بہت سی لڑکیوں سے دوستی ہے اور میں اس سے ملوں گا اور تمہیں دھوکہ دینے کی اسے سزا دوں گا میں نے ماموں سے کہا نہیں ماموں وہ مجھ سے پیار کرتا ہے لیکن ابھی شادی نہیں کر سکتا اس نے مجھے ویٹ کا کہا ہے ماموں کہتے چلو ٹھیک ہے اس سے مل کر

بات کرتا ہوں پھر میں نے صائم کو کال کی کہ ماموں تم سے ملنے آ رہے ہیں تو کہنے لگا اگر تمہارا ماموں یہاں آئے تو میں جان دے دوں گا میں ان سے نہیں مل سکتا اور میں تم سے اس سے پہلے بات نہیں کرتا کیونکہ میں نے پڑھنا شروع کر دیا ہے میرے پاس ٹائم نہیں ہوتا پھر کہتا اگر تم مجھ سے پیار کرتی ہو تو تمہیں اس پیار کی قسم تم مجھے آئندہ کال نہیں کرو گی یہ کہہ کر اس نے کال بند کر دی میں نے اس کو میسج کیا اور کہا میں سب کچھ کر سکتی ہوں مگر یہ نہیں کر سکتی تو کہتا ٹھیک ہے جب میرے پاس ٹائم ہو گا تو کر لیا کروں گا مگر اپنے ماموں کو یہاں نہ بھیجنا میں نے کال کی تو کہتا کیا مسئلہ ہے کوئی کام ہے تمہیں مجھے بہت افسوس ہوا خیر اس کے بعد امی بھی ماموں کے گھر آ گئی ماموں اور مجھے پریشان دیکھ کر امی کہتی کیا ہوا ہے سب کو۔ پھر ماموں نے سب بتا دیا اس طرح سب کو پتہ چل گیا میں نے ماموں سے صرف یہ کہا کہ ماموں آپ صائم سے ملنے نہ جائیں میری اس سے بات ہوئی ہے وہ کہیں گیا ہوا ہے تو ماموں کہتے ٹھیک ہے صبح چلا جاؤں گا پھر صبح ماموں کہتے آج تو میں صائم کی طبیعت صاف کروں گا میں نے اس وقت ماموں کی بہت منتیں کیں کہ ماموں آپ صائم سے نہیں ملیں گے ماموں کہتا ٹھیک ہے تم دوبارہ اس دھوکے باز سے بات نہیں کرو گی تب میں اس سے نہیں ملتا میں نے کہا ٹھیک ہے میں صائم کی خاطر یہ بھی کر لوں گی پھر میں نے صائم کو آخری میسج کیا اور اس سے جھوٹ بول دیا کہ میری شادی ہونے والی ہے تو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے بائی۔ میں نے اسے آئی لو یو بولا اور بائی کہہ دیا مگر اس نے مجھے بائی نہیں کہا کل سے رو رو کر اب تو آنسو بھی خشک ہو گئے تھے مجھے ایسے لگ رہا تھا کہ جسم سے روح نکل گئی ہو جیسے زندگی ختم ہو گئی ہے کوئی حسرت کوئی آرزو کوئی خواہش باقی نہیں رہی دل کرتا تھا ابھی جان دے دوں پھر سوچتا ماموں لوگ صائم کو نہیں چھوڑیں گے۔

کس نے یہ تم سے کہہ دیا کہ بازی ہار بیٹھے ہم
محبت میں لٹانے کو ابھی جان باقی ہے

اس کے بعد میں ہمیشہ کیلئے اپنے گھر آ گئی ایک دن بعد مامی نے ماموں کو سب کچھ بتا دیا کہ میں اس سے اتنی دیر کیلئے ملتی تھی اس کے ساتھ شاپنگ کرتی تھی اور پتا نہیں کیا کیا۔ ماموں نے گھر آ کر مجھے بہت مارا پانی والے پائپ کے ساتھ جس کی لاشیں کئی دن میرے جسم پر رہیں ماموں کہتے میں صائم کو نہیں چھوڑوں گا مگر میں نے اپنا دوپٹہ ماموں کے پاؤں میں رکھ کر ماموں کے پاؤں پکڑ کر کہا ماموں مجھے جو مرضی سزا دیں مگر صائم کو کچھ مت کہیں اسے ملنے کا میں ہی کہتی تھی اس کے علاوہ مامی نے آپ کو جو کچھ بھی بتایا وہ سب جھوٹ ہے پتہ نہیں مامی نے ماموں کو کیا کچھ بتایا کہ ماموں تو میری جان لینے کی حد تک مجھے مارا اس کے بعد پورا ہفتہ میرے جسم پر پائپ کی لاشیں رہیں اور کئی دنوں تک میں نے کھانا نہیں کھایا اور نہ ہی کوئی کھانا کھانے کے لیے کہتا تھا گھر میں کوئی بھی مجھ سے بات نہیں کرتا تھا حتیٰ کہ میری ماں بھی نہیں۔ میرے ابو تو گھر ہی نہیں رہتے تھے اس بارے میں میرے ابو نے مجھے کچھ نہیں کہا وہ مجھ سے بہت پیار کرتے تھے جب ماموں مجھے مار رہے تھے تو ابو اس وقت گھر نہیں تھے ورنہ شاید مجھے بچا لیتے لیکن کون بچاتا سب بدل گئے تھے مامی جس پر مجھے اتنا اعتبار تھا اس نے ہی کچھ خیال نہ کیا۔ مجھے سب پہ اعتبار تھا کہ سب میرا ساتھ دیں گے مگر جب صائم ہی بدل گیا تو باقی سے کیا گلہ کرنا اس کے دو دن بعد میرے تایا ابو کو ان تمام باتوں کا پتہ چلا تو انہوں نے گھر جا کر بتایا وہ لوگ میرا رشتہ مانگ رہے تھے مگر اس کے بعد وہ لوگ ہمارے گھر آ کر جواب دے گئے کہ ہم تمہاری اس طرح کی بیٹی نہیں لے سکتے اسے اپنے پاس رکھو ان کے جاتے ہی امی نے ان کا سارا غصہ مجھ پر اتار دیا مجھے بہت مارا پہلے ہی میرے جسم پر زخم بے انتہا تھے مگر امی کے مارنے سے اور تازہ ہو گئے امی کہتی مر جاؤ کہیں زہر کھا کے دفعہ ہو جاؤ کہیں یہاں مجھے تمہاری شکل نظر نہ آئے مگر میں نہ تو مر سکتی تھی اور نہ کہیں جا سکتی تھی کیونکہ ان باتوں کا الزام بھی صائم پر آنا تھا کہ صائم لے گیا اور میں نہیں چاہتی تھی کہ میری وجہ سے صائم کی عزت پر آنچ آئے

اس لیے سب برداشت کرتی رہتی اور ہر لمحہ صائم کو یاد کر کے روتی رہتی اس کے بعد امی مجھ سے گھر کا سارا کام کرواتی اتنی گرمی میں میں سارا کام کرتی مجھے بہت رونا آتا کہ پہلے امی مجھے کسی کام کو ہاتھ نہیں لگانے دیتی تھی اور اب؟ سارے گھر کی صفائی کرتی تین ٹائم کھانا بناتی مگر کوئی مجھ سے نہیں پوچھتا کہ تم نے کھانا کھایا کہ نہیں میں گھر والوں کو کھانا دے کر برتن اٹھاتی اور دھونے لگ جاتی اس پر مجھے صائم بہت یاد آتا کہ وہ مجھے اپنی قسم دیکر مجھے کھانا کھلاتا اگر میں نہ کھاتی تو وہ بھی نہیں کھاتا اور اب کوئی پوچھتا بھی نہیں مجھ پر ہر لمحہ قیامت سے کم نہیں تھا ہر وقت صائم کی یاد آتی رہتی رات بھر روتی رہتی۔

بے چین یوں کسی کی محبت میں ہم رہے
جیسے کہ لمحہ لمحہ قیامت میں ہم رہے
آنسو کسی کی یاد میں بہتے چلے گئے
جیسے تمام رات عبادت میں ہم رہے

قارئین آج بھی میں صائم سے بہت محبت کرتی ہوں مگر اس کی خوشی کیلئے اس سے بات نہیں کرتی وہ تو کسی اور لڑکی کے ساتھ بہت خوش ہو گا مگر میں لمحہ لمحہ اسکی یاد میں تڑپتی ہوں آج گھر میں میری کوئی عزت نہیں کوئی بھی مجھ سے بات نہیں کرتا آج 42 دن ہو گئے اپنی جان سے بات کیے ہوئے اسے تو میں کبھی یاد بھی نہیں آئی ہو گی کیونکہ اس کے پاس بہت سی لڑکیاں ہیں مگر میں تنہا رہ گئی ہوں۔

تم تو نگاہیں پھیر کے خوشیوں میں کھو گئے
اور ہم نے اداسیوں کو اپنا مقدر بنا لیا

کچھ دنوں بعد میں اپنی کزن سے ملی اس کی منگنی تھی وہ مجھے لے گئی مہندی لگانے کیلئے وہ صائم کے بارے میں سب جانتی تھی اور سب حالات کے بارے میں بھی اس نے مجھے بہت سمجھایا کہا اس دھوکے باز کو بھول جاؤ وہ تو تمہیں کبھی یاد بھی نہیں کرتا ہو گا اور تم نے اپنی کیا حالت بنا رکھی ہے آج پہلی بار میں نے اس کے گھر سے پیٹ بھر کر کھانا کھایا تھا کیونکہ اسے پتا تھا میں کھانا نہیں کھاتی اور میری حالت زندہ لاش جیسی تھی کہتی پلیز میری بہن بھول جاؤ اسے پلیز میں نے کہا نہیں اس کی یادوں کے سہارے تو زندہ ہوں اس کی یاد آتی ہے تو کام میں دل لگا رہتا ہے اس کی یاد آتی ہے تو رات گزر جاتی ہے اس کی یاد آتی ہے تو سانس لیتی ہوں کیسے بھول جاؤں اسے کوئی اپنی زندگی کو کیسے بھول سکتا ہے۔ صائم میری زندگی ہے۔

تیری یادوں کی بزم ہر روز سجاتا ہے دل
کیوں اس طرح مجھے ہر روز ستاتا ہے دل
جب دل سے کہوں اسے بھول جا
تو سو سو بہانے بناتا ہے دل

میری کزن کی منگنی ہو گئی مگر میں نہیں گئی کیونکہ مجھے کوئی لے کر ہی نہیں گیا گھر میں کام کرتی رہی مہمانوں کی وجہ سے کام بہت بڑھ گیا تھا نئے کپڑے بھی نہیں پہنے کہاں میں روز کپڑے بدلتی تھی اور آج کل ہفتہ ہفتہ ایک ہی سوٹ پہنے رکھتی ہوں ہر لمحہ قیامت کی طرح لگتا ہے بس اس طرح صائم کی یاد میں دن گزر رہے تھے پھر میری کزن گھر آئی تو کہتی آخر کب تک اس کی یاد کو اپنا مقدر بنا کر رکھو گی کبھی منہ بھی دھو لیا کرو۔ میں نے کہا خاندان میں مجھ سے کوئی شادی نہیں کرے گا اور باہر میں خود نہیں کروں گی ہمیشہ اسی طرح رہوں گی اور اگر کبھی کسی نے زبردستی میری شادی کی کوشش کی تو جان دے دوں گی مگر کسی سے شادی نہیں کروں گی۔ میں ہمیشہ صائم کا انتظار کروں گی اس نے مجھے انتظار کا کہا تھا اور میں کروں گی آخری سانس تک یہ جانتے ہوئے کہ وہ نہیں آئے گا مگر اک امید پر کہ میں اس سے پیار کرتی ہوں سچا پیار اور کرتی رہوں گی جب تک زندہ ہوں۔

اسے کہنا اداس ہے تیرے جانے سے
ہو سکے تو لوٹ آنا کسی بہانے سے
تو لاکھ خفا سہی ہم سے مگر یک بار دیکھ
کوئی ٹوٹ گیا ہے تیرے جانے سے

مجھے آپکی آراء کا انتظار رہے گا۔ اجازت چاہتی ہوں۔ اللہ نگہبان

❁❁❁
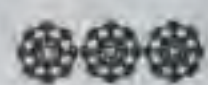
''زخم دل چھپا کے''

تحریر: سید عمران حیدر بخاری، سرگودھا

فون پر اطلاع ملی کہ آپ کے شوہر کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے وہ دوڑتی ہوئی ہسپتال پہنچی تو دیکھا کہ اس کا شوہر گیلری میں پریشان کھڑا تھا ماتھے پر پٹی بندھی تھی وہ گھبرائی ہوئی اواز سے بولی کیا ہوا اپ ٹھیک تو ہیں ناں۔ ہاں میں تو ٹھیک ہوں مگر جس ادمی کے ساتھ میری گاڑی ٹکرائی تھی وہ اپریشن تھیٹر میں ہے دعا کرو تم۔ ابھی یہ الفاظ اس کا شوہر ادا ہی کر رہا تھا کہ ڈاکٹر اپریشن تھیٹر سے باھر ایا اور ان کے پاس جا کر کھا ائی ایم سوری ہم اپ کے دوست کی جان نہیں بچا سکے وہ دونوں نہایت اداسی کے ساتھ اندر گئے تو ماھم بستر پر پڑی بے جان روح کو دیکھ کر سکتے میں اگئی ہاتھ پاؤں سن ہو گئے دماغ کی شریانیں پھٹنے لگیں زمین پیروں سے نکلنے لگی انکھیں پتھرا گئیں روح کانپ اٹھی سانسیں تھمنے لگیں کیونکہ اس کا پیار اس کا محبوب اس کا دوست زندگی کی راھوں میں صدیوں ساتھ ساتھ چلنے والا فھد اج ھسپتال میں زخموں سے چور جھان فانی سے کوچ کر چکا تھا اس کا شوھر رو کر بتا رھا تھا کہ غلطی میری تھی ڈاکٹر بتا رہے تھے کہ ھوش میں اکر انھوں نے گاڑی والے کو معاف کر دیا تھا پھر بے ھوش ھونے کے بعد ابدی نیند سو گئے ماھم کو یقین تھا کہ فھد نے میرے شوھر کو پھچان لیا تھا کیونکہ کل ھی فیملی البم دیکھی تھی وہ دھڑام سے زمین پر گر گئی دو دن بیھوش رھی تیسرے دن ھوش ایا تو انسو تھے کہ تھمنے کا نام نھیں لیتے تھے وہ روئے جا رھی تھی اور کھہ رھی تھی یہ کیا ھو گیا یہ کیا ھو گیا۔

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں

زخم دل چھپا کے روئیں گے
خود کو آزما کے روئیں گے
دل رہے گا تیرا منتظر
جانے والے تجھ کو کیا خبر
ہم تجھے بلا کے روئیں گے
زخم دل چھپا کے روئیں گے

میں تجھے کہاں تلاش کروں، لنکا کی پہاڑیوں میں ڈھونڈوں یا زمانے کی بند گلیوں میں تلاش کروں میرے پاؤں تھک چکے ہیں ان میں چھالے بن گئے ہیں اپنے آنسوؤں میں تو تمہاری تصویر کو کئی بار دیکھا مگر تصویریں کہاں باتیں کرتی ہیں کتنا چاہا تھا تمہیں کاش اس قدر نہ چاہا ہوتا تجھے کئی بار بھلانے کی کوشش کی مگر کیا کروں اس دل کا جو تمہیں بھولتا ہی نہیں کاش مجھے تم سے محبت نہ ہوتی کاش!

قارئین کہانی یوں شروع ہوتی ہے!!

وہ آج پھر راستے میں کھڑا تھا ماہم کالج جانے کے

لیے رکشے میں بیٹھنے لگی تو اسے وہی آنکھیں گھور رہی تھیں ان آنکھوں میں نہ تو وحشت تھی نہ ہوس، یہ ضرور تھا کہ ماہم کو ان آنکھوں میں چاہت نظر آتی تھی عورت تو ویسے بھی پہچان لیتی کہ یہ آنکھ محبت کی ہے یا ہوس کی اس لڑکے کو اپنی طرف متوجہ پا کر وہ کچھ جھینپ سی گئی اور اس نے اپنی انگلی اور انگوٹھے سے نقاب کو اپنی اونچی ناک پر اوپر کی طرف کھسکایا۔ ماہم تین، چار روز سے اس لڑکے کو اپنے انتظار میں کھڑا دیکھ رہی تھی اسے عجیب سا لگنے لگا تھا لیکن وہ تھا کہ ہر صبح جب وہ کالج جانے لگتی اس کے رکشے کے سامنے آ کھڑا ہو جاتا کالج سے جب واپس آتی تو اس لڑکے کو اپنے گھر کے صحن میں امی کے پاس بیٹھا دیکھ کر حیران سی ہو گئی۔

بیٹا یہ ہمارے نئے پڑوسی ہیں ان کی امی بہت اچھی جاننے والی ہیں وہ آج اپنی بیٹی کی طرف گئی ہیں فہد کھانا ہمارے طرف کھائے گا فہد یہ میری بیٹی ماہم ہے بی اے کی سٹوڈنٹ ہے ماہم نے سر کی جنبش سے فہد کو سلام کیا اچانک اسے خیال آیا کہ وہ جو اتنی دیر سے صحن میں کھڑی تھی یہ بھول ہی گئی کہ نقاب تو وہ کب کا اتار چکی تھی فہد بدستور اس کے خوبصورت چہرے کو دیکھے جا رہا تھا خوبصورت گول چہرہ، روشن آنکھیں، لمبی پلکیں گالوں پہ سرخ سفید رنگ کی تپش ستواں ناک کمان کی طرح ابرو، کیا خوبصورت نقش تھے فہد تو کھو سا گیا تھا ماہم جلدی سے کمرے میں گئی بکس رکھ کر کچن میں چلی گئی رات فہد کھانے کھانے آیا تو نجانے کیوں آج ماہم کو اچھا لگ رہا تھا فہد بھی بہت ہینڈسم تھا وہ اجنبی ہو کر بھی ماہم کو اجنبی نہیں لگ رہا تھا ماہم کے ابو اسپین میں ہوتے تھے سال دو سال بعد آ جاتے تھے بس ایک ہی چھوٹا بھائی اسامہ تھا جو 8th کلاس میں تھا وہ فہد سے بہت جلد مانوس ہو گیا فہد ایم اے کر رہا تھا ابو چند سال پہلے فوت ہو گئے تھے لیکن فہد اور اس کی امی کیلئے بہت پیسہ چھوڑ کر گئے تھے ایک ہی بہن تھی جو شادی شدہ تھی خیر کھانے کے دوران ماہم اور فہد ایک دوسرے کو چور نگاہوں سے دیکھ رہے تھے فہد تو چلا گیا مگر ایسا کیا چھوڑ گیا تھا کہ ماہم اس کے سحر سے نہ نکل سکی وہ

ساری رات اسے سوچتی رہی جس سے کوسوں دور تھی ادھر فہد بھی بے قرار تھا وہ دونوں پہلی ہی ملاقات میں گھائل ہو گئے تھے اور ویسے بھی پیار کرنے والوں کو تو اک نگاہ ہی کافی ہوتی ہے دوسرے دن فہد کی امی آ گئیں فہد روزانہ شام کو ماہم کے گھر جاتا اور اسامہ کو ساتھ لے کر پارک میں گھومنے چلے جاتے فہد مکمل طور پر ماہم کی محبت میں گرفتار ہو گیا تھا وہ اسے سب کچھ بتانا چاہتا تھا مگر کیسے۔ چند روز بعد فہد اس کے گھر گیا تو وہ اکیلی تھی امی پڑوس میں گئی تھیں فہد آج اسے دل کا حال بتانا چاہتا تھا مگر لب خاموش تھے اس کی آنکھیں بہت کچھ کہنا چاہ رہی تھی آخر بول ہی پڑا۔

ماہم سمجھ نہیں آ رہی بات کہاں سے شروع کروں میں آج تک کسی کو نہیں چاہا کسی نے میرے دل پر دستک ہی نہیں دی تمہیں دیکھا اور دیکھتا ہی رہ گیا تم میری آنکھوں سے دل میں اتر گئی ہو میرے اعصاب پہ سوار ہو چکی ہو تمہیں نہ دیکھوں تو سانس رکنے لگتا ہے میں کیا کروں میرا تم بن رہنا بہت مشکل ہے میں نہیں رہ سکتا میں گھنٹوں تمہارے گھر کے سامنے کھڑا رہتا تھا کہ شاید تم چھت پہ آؤ میں تمہیں اپنانا چاہتا ہوں تمہیں ہمسفر بنانا چاہتا ہوں بتاؤ میرا ساتھ دو گی بتاؤ ماہم وہ جو اتنی دیر سے خاموش تھی وہ تو کب کا فہد کو دل دے بیٹھی تھی زیر لب مسکرائی جیسے کہہ رہی ہو آج سے ماہم تمہاری ہے ماہم ہر روز فہد کے گھر آ جاتی اور اس کی امی سے خوب باتیں کرتی امی کے پاس بیٹھا دیکھ کر فہم بولا امی اگر ماہم آپ کو اتنی ہی پیاری ہے تو اسے بہو بنا لیں خوب بنے گی آپ دونوں کی مہم جھٹ بولی اوئے شکل دیکھی ہے اپنی، فہد بولا کیا ہے میری شکل کو اتنی پیاری تو ہے فہد کی امی ان کی باتیں سن کر ہنس پڑی فہد یونیورسٹی جانے کیلئے شیو بنانے لگا تو ماہم نے زبردستی ریزر پکڑ لیا اور اس کی شیو بنانے لگی ڈھیر سارا صابن لگا کر زور سے جو ریزر کو ٹھوڑی کے خم والی جگہ پہ رگڑا تو ٹھوڑی کے نیچے سے خون کے سرخ قطرے نے سر نکالا ریزر اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور اس نے اپنے دوپٹے کا پلو اس کی ٹھوڑی کے نیچے رکھ دیا اداس نظروں سے بولی سوری

فہد۔ فہد ہنس پڑا کوئی بات نہیں شیو میں کٹ لگنا نارمل سی بات ہے تیار ہو کر یونیورسٹی جانے لگا تو ماہم پاس کھڑی ہو گئی فہد نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور بولا ماہم بتاؤ امی کو تمہارے گھر کب بھیجوں۔ تیرے بن جی نہیں لگتا وہ بولی تھوڑا انتظار کر لو اگلے ماہ ابو آنے والے ہیں اسپین سے امی ان سے بھی بات کر لیں گی۔ میری امی کو تو کوئی اعتراض نہیں ہو گا بس ایک ماہ انتظار کر لو فہد بولا اگر تمہارے ابو میرے رشتے پہ نہ راضی ہوئے تو؟ ماہم نے ذرا اپنا ہاتھ فہد کے ہونٹوں پہ رکھ دیا ایسا نہ کہو پلیز میں نہیں رہ سکتی تم بن میں نے تمہیں دل میں بسایا ہے فہد نے اس کا ہاتھ ایسے دبایا جیسے اب یہ ہاتھ کبھی نہ چھوٹے گا۔

دو دن ان کی ملاقات نہیں ہو سکی تیسرے دن اسامہ نے بتایا کہ آپی کو بہت تیز بخار ہے فہد جلدی سے اس کے گھر گیا اس کی امی اسے پٹیاں کر رہی تھی ماہم کیسی ہو ماہم بولی ٹھیک ہوں اب۔ اس کی امی بولی اب کافی بہتر ہے بخار کا زور ٹوٹ گیا ہے امی چائے بنانے کے لیے اٹھیں تو وہ پاس رکھی کرسی پر بیٹھ گیا تم نے بتایا ہی نہیں کہ بخار ہے اور تمہاری آنکھیں بھی سرخ ہیں جیسے ساری رات جاگتی رہی ہو۔ ماہم رونے لگی وہ بولا کچھ بتاؤ ہوا کیا ہے وہ بولی کل ابو کا فون آیا تھا وہ اگلے ماہ آ رہے ہیں اور کہہ رہے تھے کہ انہوں نے میرا رشتہ پھوپھو کے بیٹے سے طے کر دیا ہے وہ ان کے آنے کے بعد باقاعدہ منگنی کے لیے آئیں گے فہد کے چہرے کا رنگ اڑ گیا لیکن اس نے تسلی دی کہ پریشان نہ ہو میں امی کو بھیجوں گا وہ تمہارے ابو کو راضی کر لیں گی ابھی تمہارا رشتہ تھوڑا ہوا ہے فہد نے اسے تو تسلی دے دی مگر اپنے دل کو تسلی کیسے دیتا بوجھل دل لیے گھر واپس آ گیا ایک ماہ گزر گیا ماہم کے ابو آ گئے فہد کی امی رشتہ مانگنے ان کے گھر گئیں مگر ماہم کے ابو نے دوٹوک انکار کر دیا ماہم کی امی نے بھی بہت کوشش کی مگر وہ نہ مانے وہ خالی ہاتھ واپس آ گئیں فہد بہت پریشان تھا اور ماہم کا رو رو کر برا حال تھا پھر اچانک فہد کی دنیا اندھیری ہو گئی اس کی امی بیمار ہو گئیں اور دوسرے ہی دن اسے ہمیشہ کیلئے چھوڑ گئیں ماہم اور اس کی امی بھی ان کے گھر آ گئیں تھیں وہ بھی بہتر و رہی

تھیں فہد کا تو بہت برا حال تھا اس کی بہن اور بہنوئی بھی آ گئے اور باقی رشتہ دار بھی سب نے اسے تسلی دی ماہم کے ابو بھی اس کے غم میں شریک تھے انہوں نے بھی تسلی دی چالیسویں کے بعد فہد کے کہنے پر اس کی بہن اور بہنوئی ماہم کے گھر رشتہ مانگنے گئے مگر اس کے ابو بولے کہ ماہم کی منگنی ہو گئی ہے لہٰذا آئندہ ہمارے گھر رشتہ مانگنے کبھی مت آنا ماہم کے آنسو تھے کہ تھمنے کا نام نہ لیتے تھے فہد کے بہنوئی نے اسے اپنے ساتھ لے جانے کی ضد کی کہ یہ مکان بیچ کر ہمارے ساتھ چلو وہ ایک دفعہ اس سے ملنا چاہتا تھا آخر چھت پہ موقع مل گیا دونوں ایک دوسرے کے سامنے سرخ آنکھیں لیے کھڑے تھے ماہم میں کیسے رہ پاؤں گا کاش تم نہ ملی ہوتی اور مجھے محبت نہ ہوتی مگر اب بچھڑنا ناممکن ہے اس کا گلا بیٹھ سا گیا ماہم بھی دونوں ہاتھوں سے چہرہ تھامے رو رہی تھی فکر نہ کر فہد میں پھر امی سے بات کرتی ہوں ورنہ میں صاف انکار کر دوں گی میں نے ایک بار محبت کی ہے اور تمہاری محبت ہی میری پہلی اور آخری محبت ہے فکر نہ کرو ہم جدا تھوڑی ہو رہے ہیں آنسوؤں کے قطرے ان کی آنکھوں سے چھلک رہے تھے آخر تسلی دے کر وہ اپنے اپنے گھر آ گئے لیکن ماہم کے ابو نے ان دونوں کو چھت پہ کھڑے دیکھ لیا تھا وہ بہت غصے میں تھے لیکن کہا کچھ نہیں شام کو اسامہ، فہد کو خط دے گیا کہ آپی نے دیا ہے خط کیا تھا دھماکہ تھا اس میں لکھا تھا کہ۔

فہد کہاں سے شروع کروں سب کچھ ختم ہو گیا ہے لاکھ کوشش کے باوجود ابو راضی نہیں ہو رہے ہماری شادی نہیں ہو سکتی اور ویسے بھی میرے لیے اپنا خاندان چھوڑنا بہت مشکل ہے میں نے بہت سوچا بس ہم اس سے آگے نہیں چل سکتے پلیز مجھے معاف کر دینا اور سنو میری شادی ہونے والی ہے مجھے یقین ہے کہ تم آئندہ مجھ سے رابطہ نہ کرو گے۔

ماہم

فہد کا سر چکرا گیا وہ جو زندگی بھر ساتھ مرنے کا وعدہ کر رہی تھی کتنی آسانی سے سب کچھ کہہ گئی تھی اب اس کے پاس کچھ بھی نہ بچا تھا آخر وہ اپنی بہن کے ساتھ چلا گیا

مکان بیچ دیا اور بیرون ملک چلا گیا کہ اس طرح شاید ماہم کو بھلا سکے وقت کٹی پتنگ کی طرح گزرنے لگا دن کے بعد مہینے پھر سال گزرنے لگے مگر فہم ماہم کو نہ بھلا سکا ماہم کی شادی کو آٹھ سال ہوگئے اللہ نے اسے بیٹا دیا جو چھ سال کا تھا پھر ان دونوں کو بچھڑے دس سال کا عرصہ گزر گیا اب اس کا بیٹا سکول جاتا تھا ایک دن وہ بیٹے کی سالانہ پروگریس رپورٹ دیکھنے سکول گئی بیٹے سے ملنے کے بعد ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ کے کمرے میں گئی تو ٹھٹک گئی ہاتھ پاؤں سن ہوگئے آنکھیں پتھرا سی گئیں رنگ اڑ گیا اس کا ماضی فہد علی اس کے سامنے کھڑا تھا اسی وجاہت کے ساتھ بس کنپٹیوں کے بال تھوڑے سفید ہو گئے تھے۔ فہد تم، یہاں آخر آج تقدیر نے ہمارا سامنا کروا ہی دیا ناں دھوکے باز مجھے پیار کی راہوں میں لا کر اکیلا چھوڑ کر غائب ہوگئے تھے میری محبت کو جوتی کی نوک پر رکھا میرے ارمانوں کو ویران کھنڈر بنا دیا کیوں کیا تھا تم نے ایسا وہ زور زور سے رو رہی تھی کتنا چاہا تھا تمہیں، میں نے اپنی انا کو مارا اپنی ضد کا گلا گھونٹا اور تم سے محبت کی مگر تم صرف ایک خط دے کر چلے گئے کہ آئندہ مجھ سے کبھی مت ملنا کیوں کیا فہد علی میرے ساتھ ایسا کیوں کیا اور وہ جو اسے دیکھ کر دم بخود کھڑا تھا ہونٹ سل گئے تھے آخر ضبط نہ کر سکا اور بول پڑا بیوفا تو تم تھی خط تو تم نے لکھا تھا کہ مجھے بھول جاؤ اور زندگی سے نکل جاؤ ہمارا کوئی رشتہ نہیں۔ کیا؟ میں نے کوئی خط نہیں دیا تھا اب انہیں معلوم ہوا کہ کسی نے بہت گھناؤنا مذاق کیا ان کے ساتھ اور زندگی بھر کا وچھوڑا ان کے حصے میں آیا۔ آخر وہ دونوں آمنے سامنے بیٹھ گئے شادی کرلی تم نے؟ نہیں! کیوں؟ پتہ نہیں اور تم نے؟ ہاں! دو بچے ہیں بیٹے ایک آپ کے سکول میں ہے ایک چھوٹا۔ کیا نام ہے اس کا؟ فہد علی نام ہے میرے بیٹے کا۔ کیا؟ فہد چونک پڑا ہاں فہد میں شاید تمہیں بھلا نہ سکی وہ بھی بول پڑا میں بھی تمہیں نہ بھلا سکا تمہیں بھلانے کیلئے بیرون ملک چلا گیا وہاں پکڑا گیا دو سال جیل میں رہا پھر کسی ہمدرد نے رہائی دلوائی اور پاس رکھ لیا نو سال خوب محنت کی اور پچھلے ماہ واپس آیا ہوں اپنا کاروبار بھی چلا رہا ہوں اور یہ اسکول بھی وہ اتنے عرصے کے بعد ملے تھے خوب دل کھول کر باتیں کر رہے تھے ماہم گھر آگئی مگر اسے دنیا بہت پیاری لگ رہی تھی فہد کو دیکھ کر تمام خوشیاں اس کی بانہوں میں آ گئی تھیں دوسرے دن وہ فیملی البم لے گئی اور اپنے بچوں اور شوہر کی تصویریں دکھائیں وہ اب تقریباً روز سکول جاتی فہد سے جی بھر کر باتیں کرتی اور وعدہ لے کر آئی کہ تمہاری شادی میں کراؤں گی فہد راضی ہوگیا تھا۔

اسی شام اسے فون پر اطلاع ملی کہ آپ کے شوہر کا ایکسیڈنٹ ہوگیا ہے وہ دوڑتی ہوئی ہسپتال پہنچی تو دیکھا کہ اس کا شوہر گیلری میں پریشان کھڑا تھا ماتھے پر پٹی بندھی تھی وہ گھبرائی ہوئی آواز سے بولی کیا ہوا آپ ٹھیک تو ہیں ناں۔ ہاں میں تو ٹھیک ہوں مگر جس آدمی کے ساتھ میری گاڑی ٹکرائی تھی وہ آپریشن تھیٹر میں ہے دعا کرو تم۔ ابھی یہ الفاظ اس کا شوہر ادا ہی کر رہا تھا کہ ڈاکٹر آپریشن تھیٹر سے باہر آیا اور ان کے پاس جا کر کہا آئی ایم سوری ہم آپ کے دوست کی جان نہیں بچا سکے وہ دونوں نہایت اداسی کے ساتھ اندر گئے تو ماہم بستر پر پڑی بے جان روح کو دیکھ کر سکتے میں آگئی ہاتھ پاؤں سن ہوگئے دماغ کی شریانیں پھٹنے لگیں زمین پیروں سے نکلنے لگی آنکھیں پتھرا گئیں روح کانپ اٹھی سانسیں تھمنے لگیں کیونکہ اس کا پیار اس کا محبوب اس کا دوست زندگی کی راہوں میں صدیوں ساتھ ساتھ چلنے والا فہد آج ہسپتال میں زخموں سے چور جہان فانی سے کوچ کر چکا تھا اس کا شوہر رو کر بتا رہا تھا کہ غلطی میری تھی ڈاکٹر بتا رہے تھے کہ ہوش میں آ کر انہوں نے گاڑی والے کو معاف کر دیا تھا پھر بے ہوش ہونے کے بعد ابدی نیند سو گئے ماہم کو یقین تھا کہ فہد نے میرے شوہر کو پہچان لیا تھا کیونکہ کل ہی فیملی البم دیکھی تھی وہ دھڑام سے زمین پر گر گئی دو دن بیہوش رہی تیسرے دن ہوش آیا تو آنسو تھے کہ تھمنے کا نام نہیں لیتے تھے وہ روئے جا رہی تھی اور کہہ رہی تھی یہ کیا ہو گیا یہ کیا ہوگیا۔ فہد کیوں دور چلے گئے، کیوں ساتھ چھوڑ گئے تم تو کہتے تھے کہ ساری زندگی ساتھ رہیں گے پر کیوں ایسا کیا وہ روتی جا رہی تھی کہ فہد تمہارا قصور نہیں تھا۔ قصور تو پھر بھی میرا ہی نکلا میرے شوہر کی گاڑی نے تمہیں دور

ہونے پر مجبور کر دیا۔ کاش یہ سب نہ ہوا ہوتا کاش تم نہ بچھڑے ہوتے بہت چاہا تھا تمہیں اب جہاں تم گئے ہو وہاں سے تو کوئی بھی واپس نہیں آیا کرتا میں تمہاری مجرم ہوں میں ہی مجرم ہوں وہ گزرے وقت کو یاد کر کے رو رہی تھی آخر رات کی کالی چادر نے اس کی سسکیوں کو روک سا دیا ماہم سسکتی ہوئی فہم کو یاد کر رہی تھی۔

میں نے پیار تم سے ہے کیا
تو نے درد مجھ کو ہے دیا
آنسو بھی چھپا کے روئیں گے
خود کو آزما کے روئیں گے
زخم دل کے چھپا کے روئیں گے
خود کو آزما کے روئیں گے

فہد میں بھلا کیسے تمہارے بن اس دنیا میں رہوں گی پہلے تم ساتھ تو ہوا کرتے تھے تمہاری صورت دیکھ لیا کرتی تھی مگر اب جب تک زندگی میری باقی ہے تمہاری جدائی کا زخم بھرنے والا نہیں ہے۔ یہ میری آنکھوں سے برسنے والے آنسو تیری نشانی ہیں۔ میں ان کو ہمیشہ سنبھال کر رکھوں گی۔ فہد

دل وچ درد ہے تے اکھا وچ اتھرو
سام سام رکھیاں نیں تیریاں نشانیاں
دل تیرے پیار دیاں پاندا ہے کہانیاں
دل تیرے پیار دیاں پاندا ہے کہانیاں

ماہم، فہم کی لحد پہ بیٹھی یہ باتیں کر رہی تھی آخر اس نے اپنے دوپٹے کے پلو سے پھولوں کی پتیاں نکالیں اور ان کو فہد کی قبر کے پیروں کی طرف پھیلا دیں روتی آنکھوں کے ساتھ خدا حافظ کہہ کر واپس آگئی۔

اب بھی کبھی کبھار دسمبر کی راتوں میں ماہم گرم بستر چھوڑ کر چھت پہ آجاتی ہے اور آسمان کی طرف دیکھ کر فہد، فہد پکارتی ہے کہ کاش کبھی اس کی آواز فہد کو کھینچ لائے کاش! پیار کرنے والوں کا ایک اور باب بند ہوگیا۔

قارئین کیسی لگی میری کہانی؟ اپنی قیمتی آراء سے ضرور آگاہ کیجئے گا والسلام۔

❀❀❀

کچھ باتیں قابل غور

جب کوئی کسی کے جذبات سے کھیلتے تو دکھ لگتا ہے
دکھوں کی سوغات سے کھیلتے تو دکھ لگتا ہے
وفادار دوست بھی بے وفا ہو جاتا ہے
جب قسمت کس کے حالات سے کھیلتے تو دکھ لگتا ہے
اس دور کے سکندر جھوٹ پہ بھروسہ کر لیتے ہیں
جب جھوٹ حق بات سے کھیلتے تو دکھ لگتا ہے
زمانہ کیا جانے محبت کے جذبوں کی تحریر
جب کوئی کسی کے خیالات سے کھیلتے تو دکھ لگتا ہے
عاشق سو محبوب ادا پہ جان فدا کر دے
کوئی کسی عادات سے کھیلتے تو دکھ لگتا ہے
عربی عجمی، گورا، کالا، سب ہیں برابر
جو کوئی کسی ذات سے کھیلتے تو دکھ لگتا ہے
رضا نظام قدرت کا تو کیا جانے سلسلے
جب کوئی رب کریم کے ارشادات سے کھیلے تو دکھ لگتا ہے

(منیر رضا، ساہیوال)

یہ جو برسات آتی ہے

(یہ غزل ایس کے نام)

یہ جو برسات آتی ہے خوب بارش ہوتی ہے
ہم کو کچھ یاد دلاتی ہے خون کے آنسو رلاتی ہے
کبھی ہم بھی اس برسات میں تم سے ملتے تھے
وہ تیری ملاقات ہم کو بہت رولاتی ہے
اس بارش میں تیری یاد ہم کو بہت آتی ہے
ان بادلوں سے کہا کہ نہ آئے اس دیس میں
ہم تو روز اس کی یاد میں آنکھوں کی برسات ہوتی ہے
اب ان آنکھوں میں پانی ختم ہو رہا ہے بارش کیوں آتی ہے
جب بھی یہ بارش آتی ہے میرا دل ٹوٹ کے بکھر جاتا ہے
اس موسم کی بارش وکی کو بہت رولاتی تڑپاتی ہے

(محمد لقمان اعوان)

”میرا سہانا بچپن“

تحریر: قاضی شیر محمد عثمانی، مظفر گڑھ

یہ راز تو صرف وھی جانتا ھے جس نے کن کھہ کر آدم کو بنایا، حوا کو بنایا، عیسی کو بنایا موسیٰ کو بنایا، ادریس کو بنایا، یحییٰ کو بنایا، علیھم السلام اور حضرت محمد مصطفی ﷺ کو پیدا فرمایا یہ راز تو وھی جانتا ھے جس نے عثمان کی روح بنائی، عثمانی کو فکر و نظر کی قوتیں دے کر اس عالم رنگ و بو میں اتارا یہ راز تو وھی جان سکتا ھے جس نے میرے محبوب کی روح بنائی میرے محبوب کے بال بنائے میرے محبوب کا سر بنایا میرے محبوب کا ماتھا بنایا میرے محبوب کا ناک بنایا میرے محبوب کے کان بنائے میرے محبوب کا گلا بنایا میرے محبوب کے رخسار بنائے میرے محبوب کے دانت بنائے میرے محبوب کے ھاتھ بنائے ٹانگیں بنائیں پائوں بنائے انکھیں بنائیں۔

اس کھانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ھیں

میرے دوست!
میری زندگی کے ساتھی!
میرے ہمدم، میرے محبوب!

ہاں آج شب مجھے تمہاری یاد بہت آ رہی ہے گزرے ہوئے سہانے دن، گزری ہوئی سہانی راتیں آج شب کو پھر یاد آ رہی ہیں۔

وہ بھی کیا دن تھے جب میرے دیس کی دھرتی پر بادلوں کا راج ہوا کرتا تھا وہ برساتیں وہ شباب آلود برساتیں، وہ حسین برساتیں، وہ پیاری برساتیں وہ دلگداز برساتیں نجانے کہاں چلی گئی ہیں۔ ہائے بادل کیسا سماں باندھتے تھے۔ ہم اکٹھے سکول پڑھنے جایا کرتے تھے۔ گرمیاں تو گرمیاں، سردیاں کی بارش بھی عجیب ہوا کرتی تھی۔ جس دن موسم ابر آلود ہوتا ہمارے ہیڈ ماسٹر صاحب سکول کو وقت سے دو تین گھنٹے پہلے ہی بند کر دیا کرتے تھے تاکہ بچے موسم کی چیرہ دستی سے محفوظ رہیں۔

تیز و تند سردی سے لبریز ہوائیں چلتیں تو دوسرے لڑکوں کی طرح میں اور تم بھی اپنے اپنے گھروں کا رخ کرتے تھے اور ہم نیلے اور سرمئی بادلوں کا نظارہ کرنے کے لیے گھر سے باہر نکل پڑتے تھے۔ ٹیلوں پر گھومتے تھے۔ ہائے کیا پھوار مزہ دیتی تھی ٹیلے کا حسن ہی نرالہ تھا ریت کے بڑے بڑے ٹیلے مجھے ابھی تک نہیں بھولے ہاں بارش میں مجھے تیرے ساتھ نہانا بھی یاد ہے جب ساون میں موسلا دھار بارشیں اپنا رنگ دکھاتیں تو ہم دونوں بھی لنگوٹ پہن کر باہر نکل آتے تھے بارش کا شور، ہوا کا شور اور تیرے شباب کا شعور اور بستی کے دیگر نہاتے ہوئے ننھے منے بچوں کا شور نجانے کتنے شور ہوا کرتے تھے بارش کا پانی تیرے سنہری بالوں کو مکمل طور پر گیلا کر دیتا تھا۔ اور تیرے چہرے پر شادابی کی لہر دوڑ جایا کرتی تھی اور تیرا گلابی چہرہ بارش میں نہا کر کچھ زیادہ ہی نکھر جایا کرتا تھا۔

تیرے بھیگے بدن کی خوشبو سے لہریں بھی ہوئیں مستانی سی
تیری زلف کی لہر کو چھو کر آج ہوئی خاموش ہوا دیوانی سی

وہ سانولی سلونی شامیں، میں ان کا حسن کیسے بیان کروں جب سورج آم کے پیڑوں کی اوٹ میں غروب ہو رہا ہوتا تھا تو ڈوبتے سورج کی آخری کرنیں تیرے چہرے پر پڑتیں تو چہرہ چہرہ سونے کی طرح دمک اٹھتا تھا۔

ہاں قوس قزح کے رنگ ہی نرالے ہوتے تھے بڑی سی قوس قزح جو کمان کی صورت میں میری بستی کو ڈھانپ لیتی تھی جو میرے سکول کی بلند و بالا عمارت کو اپنے حصار میں لے لیا کرتی تھی۔

اور پھر تم اور میں قوس قزح کے رنگ گننا شروع کر دیتے تھے، میں گنتی میں بھول جایا کرتا تھا، میں کہتا تھا کہ قوس قزح کے رنگ چھ ہیں اور تم کہتے تھے کہ سات ہیں بہر حال میں شریف بچوں کی طرح اپنی ہار مان لیتا تھا اور تم سے لڑتا نہیں تھا اور تمہاری ہی گنتی کو درست تسلیم کر لیتا تھا۔

ارے واہ! میرے سکول کی عمارت نہا دھو کر کتنی چمکدار ہو جایا کرتی تھی ہاں، خوب یاد آیا، میرے سکول دھرم پورہ میں دو نیم کے درخت بھی تو ہوا کرتے تھے ناں۔ بارش کے موسم میں ان میں جان پڑ جایا کرتی تھی نیم کے درخت نہا دھو کر سبز جوڑا زیب تن کر لیا کرتے تھے ہاں نیم کے درختوں کی چھوٹی چھوٹی کونپلیں لذتِ نظارہ بخشتی تھیں اور ان کونپلوں سے نکلنے والی سوندھی ان نیم کے درختوں کے نیچے بیٹھ کر گرمیوں کے موسم میں مجھے اپنا سبق یاد کرنا اچھی طرح یاد ہے۔ ہاں خوب یاد آیا میرے سکول میں پھولوں کی کیاریاں بھی تو ہوا کرتی تھیں۔ جہاں گیندے کے پھول اُگے ہوتے تھے۔

ارے واہ: گیندے کے پھولوں کا حسن ہی عجیب ہوا کرتا تھا ان کی خوشبو ہمارے ذہنوں کو عجیب کیف سا بخشتی میں گیندے کے پھولوں کو دیکھتا رہتا اور جس دن بارش ہوتی تو اس دن تو میں ضرور ہی ان پھولوں کو دیکھتا ہلکی ہلکی بارش میں گیندے کے پھول نہا رہے ہوتے تھے موسم کی رنگینی سے لطف اٹھا رہے ہوتے تھے۔

ارے واہ: بارش ہر چیز کو گیلا کر دیا کرتی تھی گیندی کے پھول مسرت سے جھوم رہے ہوتے تھے اور اپنے آفتابی سروں کو ہلا ہلا کر برسات کے گیت گا رہے ہوتے تھے۔

جس شب کو بارش ہوتی تو میں اگلے روز سکول ضرور جاتا تھا، گیندے کے پھولوں کو دیکھنے کے لیے ہاں ان دنوں میرے سکول کے نزدیک ہوٹل یا چائے خانے نہیں ہوا کرتے تھے چپڑاسی ہی چائے بنایا کرتے تھے اساتذہ کرام چائے کی چسکیاں لے رہے ہوتے تھے اور ہم انہیں حسرت بھری نگاہوں سے دیکھ رہے ہوتے تھے۔

اچھا محبوب، اچھا دوست! تمہارا شباب بھی کتنا پیارا تھا، میں نے آج تک کسی کا ایسا شباب نہیں دیکھا جوانی کے خون کی حدت اور تمازت سے تمہارا چہرہ سرخ انگارے کی طرح دہک رہا ہوتا تھا تمہاری آنکھوں سے آگ کے شرارے نکل رہے ہوتے تھے تم مسکراتے تو ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے بجلی کوند رہی ہو۔

ہاں خوب یاد آیا، برساتوں کے موسم میں ہم ٹیلے پر کھیلا بھی تو کرتے تھے ناں دوڑ دوڑ کھیلتے تھے کبڈی کھیلتے تھے اس وقت کرکٹ وغیرہ ہمارے گاؤں میں نہیں آئی تھی بس لڑکے بالے شام کو دودھ ہی کھیلتے تھے یا کبڈی شام کو روزانہ ہی یہ کھیل کھیلا جاتا تھا کبھی کبھی جب بادلوں نے آسمان کو ڈھانک رکھا ہوتا تھا اور بارش نہ ہوتی تھی تو ہم ٹیلوں پر کھمبیاں تلاش کرتے پھرتے تھے کھمبیاں وغیرہ کی تلاش میں ٹیلوں وغیرہ پر آوارہ گردی کرنے کا عجیب ہی مزہ ہوتا تھا۔

ساون کے موسم میں ہم باغ کی سیر بھی تو کیا کرتے تھے ناں۔ کچی املیوں کی تلاش میں سارا دن باغ میں پھرتے رہتے تھے پھر ہم نمک مرچ کا مسالہ بھی تو گھر سے بنا کر لے جایا کرتے تھے کڑکتی دوپہروں میں گرمیوں میں آم کے درخت ہی تو ہمیں سایہ مہیا کرتے تھے ارے واہ نہر میں نہانا یاد آ رہا ہے ایک دوسرے پر پانی کے چھینٹے اڑانا یاد آ رہا ہے ایک دوسرے کو نہر کے پانی میں گڑتیاں دینا یاد آ رہا ہے۔ ہاں خوب یاد آیا، میرے دادا جان کی گھانڈیں بھی تو ہوا کرتی تھیں یعنی کولہو۔ اس کے آگے دو بیل جوتے جاتے تھے جو کہ سرسوں وغیرہ کا تیل نکالتے تھے پھر گھانڈیں کے ساتھ پرچون کی دکان بھی تو ہوا کرتی تھی یعنی کریانہ سٹور ہوا کرتا تھا میرے دادا جان کا لوگ دور دراز سے میرے دادا جان سے سودا سلف لینے آیا کرتے تھے لوگ دور دراز سے میرے دادا کی گھانڈیں سے تیل نکلوانے آیا کرتے تھے دکان کے آگے چھپر ہوا کرتا تھا جس میں دو چار پائیاں دھری ہوتی تھیں جہاں گاہک لوگ آن بیٹھتے تھے یا علاقے کے دوسرے لوگ آ جاتے تھے، دادا جان کی باتیں سننے کے لیے میرے دادا عظیم انسان تھے، بزرگ آدمی تھے ان جیسے دیگر بزرگوں کی بدولت میری بستی پر رحمت کی بارش برسا کرتی تھی فضا میں ایک کیف سا چھایا رہتا تھا فضا میں ایک قسم کی بزرگی پھیلی ہوتی تھی۔

کیسے اچھے لوگ تھے عدم کو
سدھار گئے اللہ ان کی قبروں پر
رحمتیں نازل فرمائے (آمین)

یا الٰہی وہ صورتیں کس دیس بستیاں ہیں
کہ دیکھنے کو جن کے آنکھیں ترستیاں ہیں

تب ان دنوں میں بہار کا رنگ بھی دیکھنے کے لائق ہوتا تھا میری بستی قاضیاں کے نزدیک ہی آموں کے علاوہ دیگر پودے بھی ہوتے تھے کچھ آموں کی مہک فضا میں سارا سال پھیلی رہتی تھی جب ساون آتا تو باغ میں جھولے پڑتے تھے معصوم جوانیاں جھولے جھولا کرتی تھیں اور پریت کے نغمے الاپا کرتی تھیں۔

ساون آئے، ساون جائے
تجھ کو پکاریں گیت ہمارے

ارے ہاں مجھے آج سے کافی برس پہلے بیتی ہوئی بھادوں کی چاندنی راتیں یاد آ رہی ہیں واہ کیسا حسن تھا ان راتوں میں باغ کے تمام درخت چاندنی میں نہا جایا کرتے تھے گلاب کے پھول چاندنی رات میں مہک رہے ہوتے تھے کوئل اپنی دلکش آواز سے فضا کو مست بنا رہی ہوتی تھی چاندنی رات میں ہم گھروں میں دبک کر تو نہیں بیٹھے رہتے تھے بلکہ چاند کے حسن سے لطف اندوز ہونے کے لیے ہم گھروں سے باہر نکل پڑتے تھے اور ساری رات کھیل کود میں گزار دیتے تھے سیر و تفریح میں گزار دیتے تھے۔ قصے کہانیوں میں گزار دیتے تھے۔

ہاں وہ صبحیں بھی تو عجیب ہوا کرتی تھیں ناں سورج کیسی آب و تاب سے نکلا کرتا تھا سورج کی روپہلی کرنیں جب پکے ہوئے آموں پر پڑتیں تو آم جوش میں آ کر دمکنے لگتے تھے آموں کے دل خوشی سے لبریز ہو جایا کرتے تھے ان کے چہرے خوشی سے تمتما اٹھتے تھے۔

ہاں مختلف قسم کے پرندے باغوں میں آ کر خدا کی حمد کے گیت گاتے، طوطے صبح ہی صبح ٹیں ٹیں کرنے لگتے۔ کوے کائیں کائیں کرنے لگتے کوئل کوکو کرنے لگتی چڑیاں چوں چوں کرنے لگتیں سب پرندے مل کر صبح کے سہانے وقت ایسی محفل موسیقی سجاتے کہ بس دل چاہتا تھا کہ وقت رک جائے اور یہ محفل موسیقی کبھی برخاست نہ ہو۔

ہائے وہ دن گزر گئے میرے شباب کے وہ سہانے دن گزر گئے میرے بچپن کے معصوم دن گزر گئے وہ چاندنی راتیں ہی چلی گئیں مجھے اداس کر کے وہ بہاریں ہی مجھ سے روٹھ گئیں مجھے پریشان کر کے وہ برساتیں ہی عدم کو چلی گئیں مجھے خوفناک اضطراب کے حوالے کر کے ہاں وہ سردیاں ہی چلی گئیں میرے دل کی دھڑکنوں کو منجمد کر کے ہاں وہ گرمیاں ہی چلی گئیں میری زیست کو مسائل کے دہکتے جہنم کے حوالے کر کے وہ چاندنی راتیں ہی چلی گئیں میری زندگی کو تاریک کر کے وہ گیندے کے پھول ہی مرجھا گئے وہ نیم کے درخت ہی جڑ سے اکھاڑ دیئے گئے وہ میرے سکول کی عمارت ہی بوسیدہ ہو کر گر پڑی وہ میرے دادا کی گھانڈیں بھی اپنی عمر پوری کر کے وفات پا گئیں وہ بیل بھی مر گئے وہ دکان ہی ختم ہو گئی ارے وہ آموں والے باغ بھی خزاں نے اجاڑ کر رکھ دیئے وہ لہلہاتی کھیتیاں بھی برباد ہو گئیں وہ سونا اگلنے والی زمینیں بھی سیم زدہ ہو گئیں وہ بزرگ لوگ نیک سیرت لوگ درد دل رکھنے والے لوگ محبت کرنے والے لوگ ستودہ صفات والے لوگ وہ چمکتے چہروں پر لوگ وہ گلابی ہونٹوں والے لوگ وہ سفید داڑھیوں والے لوگ وہ عہد زریں کے وارث لوگ وہ شب کو جاگ کر عبادت کرنے والے لوگ شہر خموشاں میں

جانسوئے۔

فنا ہے حسن کو، دولت کو زندگانی کو
باغ نہ دنیا میں کوئی بے خزاں دیکھا

میرے محبوب وقت بیت گیا شیر خوارگی بیت گئی میرا بچپن بیت گیا میرا لڑکپن بیت گیا میری جوانی بیت گئی میرا شباب بیت گیا نجانے کتنی بہاریں خزاؤں کی نذر ہو گئیں، نجانے کتنے چاند افق کے اس پار تاریکی میں ڈوب گئے نجانے کتنے باغ اجڑ گئے کتنی برساتیں گزر گئیں کتنی خزائیں گزر گئیں ایک جگ بیت گیا ہے کوئی ایک دو سال کی بات نہیں ربع صدی بیت گئی ہے حالات کہاں سے کہاں جا پہنچے ہیں کتنی تبدیلیاں میرے اس دیس کی دھرتی پر آ چکی ہیں۔

مگر میرا دل نہیں بدلا میرا دل تبدیل نہیں ہوا اتنے اداسیوں اور خوشیوں کے موسم گزرنے کے باوجود بھی میرا دل تجھے فراموش نہ کر سکے گا میرا دل تجھے کب بھول سکتا ہے میرا پیار کوئی رسمی پیار تو نہیں ہے میرا پیار کوئی جسمانی تو نہیں ہے میرا پیار روحانی ہے جس طرح روح کو فنا نہیں اس طرح میرے پیار کو بھی فنا نہیں دل میں اترنے والے کب نکل سکتے ہیں دل میں بسیرا کرنے والے کب بھاگ سکتے ہیں کہاں بھاگ سکتے ہیں۔

دل میں رہنے والے دل سے نہیں نکلتے
بدلے ہزار موسم رشتے نہیں بدلتے

میرے محبوب میں نے تمہیں زندگی کے کسی موڑ پر بھی نہیں بھلایا اور نہ ہی بھلاؤں گا اور نہ ہی بھلا سکتا ہوں میرے عزیز میرے دوست تو سدا خوش رہے، آباد رہے شاد رہے ہم اداسیوں میں رہ کر بھی زندگی گزار لیں گے۔

تیرا پہلو آباد رہے تیرے دل کی طرح
تجھ پہ گزرے نہ قیامت شب تنہائی کی

میرے محبوب میرے دوست!

آج میں جدائی کا کرب برداشت کر رہا ہوں کل وصل کی لذت بھی نصیب ہوگی ہجر کی شب اگر طویل ہو جائے تو گھبرانا نہیں چاہیے۔ کیونکہ ایسی کوئی شب نہیں ہوتی جس کی طرح نہ ہو۔

طول غم حیات سے نہ گھبرا اے جگر
ایسی بھی کوئی شام ہے جس کی سحر نہ ہو

میرے دوست تم ہی بتاؤ یہ کیسے ممکن ہے کہ دو دل جنہیں فطرت نے ایک بنایا ہے جنہیں ازل سے ایک دوسرے کی سچی محبت ہو ہمیشہ کے لیے ایک دوسرے سے کیسے جدا ہو سکتے ہیں۔

ہاں حالات آ جاتے ہیں پریشانیاں آ جاتی ہیں مجبوریاں آ جاتی ہیں بچھڑنے سے محبت ختم نہیں ہو جاتی دور رہنے سے تعلق خاطر ٹوٹ تو نہیں جاتا دور بھاگنے سے ہمارا روحانی رشتہ ختم تو نہیں ہو سکتا۔

ہاں گردش ایام آ گیا ہے خدا مجھے آزما رہا ہے سچی محبت میں ہی دکھ آتے ہیں تکلیفیں آتی ہیں مصائب آتے ہیں مگر رشتہ نہیں ٹوٹ سکتا میرے پیارے۔ ہمارا رشتہ کوئی آج سے تو قائم نہیں ہوا ہمارا رشتہ قائم ہوئے ایک دو سال کی بات تو نہیں ہے کوئی پل دو پل کی بات نہیں ہے کوئی صدی دو صدی کی بات تو نہیں ہے کوئی ہزار دو ہزار سال کی بات تو نہیں ہے کوئی لاکھ، دو لاکھ سال کا قصہ تو نہیں ہے کوئی کروڑ دو کروڑ سال کی بات تو نہیں ہے کوئی ارب دو ارب سال کی بات تو نہیں ہے یہ تو کوئی کھربوں سال پہلے کی بات ہے۔

میرے دوست نجانے کتنے کھرب سال پہلے میں نے تم سے پیار کیا تھا ہاں میں نے تم سے عالم ارواح میں پیار کیا تھا روحیں ایک ہی دن میں ایک ہی بار ایک ہی لمحے میں پیدا کی گئیں میں نہیں جانتا کہ روحیں کب پیدا ہوئیں کتنا عرصہ ہو گیا ہے روحیں پیدا ہوئے کتنے کھرب سال ہو گئے ہیں روحیں پیدا ہوئے یہ تو میرا خداوند قدوس ہی جانتا ہے خالق ارض و سماء ہی جانتا ہے یہ تو وہی جانتا ہے جو احمد ہے جو صمد ہے جو عالم کل ہے جو رزاق ہے جو اد ہے یہ راز تو صرف وہی جانتا ہے جس کی کرسی نے ارض و سماء کو گھیر رکھا ہے یہ راز تو وہی جانتا ہے جسے نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند یہ راز تو وہی جانتا ہے جس کے حکم سے پھول کھلتے ہیں کلیاں مسکراتی ہیں بہاریں پھولوں سے جھولیاں بھرتی ہیں شہد کی مکھیاں اپنے چھتوں میں شہد تیار کرتی ہیں جس میں

لوگوں کے لیے شفا ہے۔

یہ راز تو وہی جان سکتا ہے وہی جانتا ہے جس نے کن کہہ کر زمین بنائی، کن کہہ کر آسمان بنائے، کن کہہ کر پربت بنائے کن کہہ کر سمندر بنائے کن کہہ کر موتی ہیرے بنائے لعل جواہر بنائے کن کہہ کر گلاب، چنبیلی، نرگس، لالہ، موتیا، موگرا، گرنے نستران وغیرہ کے پھول اگائے کن کہہ کر برساتیں بنائیں کن کہہ کر بادل بنائے کن کہہ کر چشمے بنائے کن کہہ کر گل رنگ چہرے بنائے کن کہہ کر ہاتھی گھوڑے، خچر گدھے، بیل گائے، بھینس، بھیڑ، بکری اور چیتے شیر بنائے کن کہہ کر جنت بنائی، کن کہہ کر جہنم بنائی کن کہہ کر فرشتے بنائے کن کہہ کر لوح بنائی کن کہہ کر قلم بنایا کن کہہ کر عرش بنایا کن کہہ کر فرش بنایا کن کہہ کر جن بنائے کن کہہ کر جنت کے باغات پیدا فرمائے کن کہہ کر ان باغوں میں پیڑ اگائے کن کہہ کر جنت میں دودھ، شہد آب کوثر وغیرہ کی نہریں جاری فرمائیں کن کہہ کر جنت کے محلات بنائے کن کہہ کر جنت میں حوروں غلمان تخلیق کیے کن کہہ کر جنت سجائی کن کہہ کر جہنم کے سانپ بچھو، اور دیگر موذی چیزیں پیدا کیں۔

یہ راز تو صرف وہی جانتا ہے جس نے کن کہہ کر آدم کو بنایا، حوا کو بنایا، عیسیٰ کو بنایا موسیٰ کو بنایا، ادریس کو بنایا، یحییٰ کو بنایا، علیہم السلام اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو پیدا فرمایا یہ راز تو وہی جانتا ہے جس نے عثمان کی روح بنائی، عثمانی کو فکر و نظر کی قوتیں دے کر اس عالم رنگ و بو میں اتارا یہ راز تو وہی جان سکتا ہے جس نے میرے محبوب کی روح بنائی میرے محبوب کے بال بنائے میرے محبوب کا سر بنایا میرے محبوب کا ماتھا بنایا میرے محبوب کا ناک بنایا میرے محبوب کے کان بنائے میرے محبوب کا گلا بنایا میرے محبوب کے رخسار بنائے میرے محبوب کے دانت بنائے میرے محبوب کے ہاتھ بنائے ٹانگیں بنائیں پاؤں بنائے آنکھیں بنائیں۔

تیری صورت سے ہے عالم میں بہاروں کو ثبات
دنیا میں تیری آنکھوں کے سوا رکھا کیا ہے

جس نے میرے محبوب کو حسن بخشا، جس نے عثمانی کو دولت عشق دی، یہ راز تو وہی جان سکتا ہے جس نے حسن اور عشق میں تعلق پیدا کر دیا۔

میں کیا جانتا ہوں، میں کیا جان سکتا ہوں میری عمر ہی کیا ہے میرا علم ہی کیا ہے میری فکر ہی کیا ہے میرا تجربہ ہی کیا ہے میں تو کچھ بھی نہیں، پاگل ہوں، احمق ہوں، بے وقوف ہوں فاتر العقل ہوں ذہنی مریض ہوں، اور خدا کا ادنیٰ ترین بندہ ہوں میری جرات کیا ہے کہ میں کچھ لکھ سکوں یہ تو کوئی لکھواتا ہے سب تعریفیں اسی کے لیے ہیں جو ہر کسی کا خالق، و مالک رازق اور محافظ ہے۔

❀❀❀

غزل

آؤ کبھی ملنے کو بہانا نہیں اچھا
نظروں میں رہو میری زمانہ نہیں اچھا
مانگوں جو خوشی سے تو دل او جان لٹا دوں گا
یوں چھپ کے میرے دل کو چرانا نہیں اچھا
ہم آج بھی قائل ہیں اسی بات کے جان
جب دل نہ ملے ہاتھ ملانا نہیں اچھا
دو دن کی زندگی ہے اسے ہنس کر گزارو
ان قیمتی لمحوں کو گنوانا نہیں اچھا

(شاہد اقبال خٹک، کرک جندری)

غزل

تمہارے چاند سے چہرے پر غم اچھے نہیں لگتے
ہمیں کہہ دو چلے جاؤ جو ہم کو اچھا نہیں لگتے
ہمیں وہ زخم دو جانا جو ساری عمر نہ بھر پائے
جو جلدی بھر کے مٹ جائیں وہ زخم اچھے نہیں لگتے
تمہیں ہر غزل میں لکھنا میرا دستور ہے لیکن
ساری محفل کرے تیرے چرچے مجھے اچھے نہیں لگتے
میں چاہت کی اس منزل پہ پہنچا ہوں شاید
تمہارے چاہنے والے مجھے اچھے نہیں لگتے

(شاہد اقبال خٹک، کرک جندری)

"جیا نہ جائے"

☑.....تحریر: عنصر علی بریار، گوجرانوالہ

میں الف سے شادی کرنا چاھتا ھوں یا غ سے صرف بس اسی خوشی میں کہ میرے گھر والے وھاں رشتہ لینے کے لیے جا رھے ھیں میں یھی خیال کر رھا تھا کہ وہ صرف الف کا ھی ھاتھ مانگنے گئے ھیں لیکن میں اس وقت بھت زیادہ پچھتایا جب مجھے پتہ چلا کہ میرے ابو الف سے نھیں بلکہ غ سے میرا رشتہ پکا کر ائے ھیں مجھے خود پر بھت افسوس ھو رھا تھا کہ میں یہ کیا کر بیتھا ھوں میں نے دوبارہ اپنے ابو سے بات کی اور انھیں اپنی غلطی کا احساس دلایا کہ میں تو الف سے شادی کرنا چاھتا تھا غ سے نھیں...... میری یہ بات سن کر میرے ابو نے بڑے غصے سے مجھے خبردار کر دیا اور کھا یہ بات تم مجھے ان کے گھر جانے سے پھلے بھی بتا سکتے تھے اب خاموش ھو جائو ابھی کچھ بھی نھیں ھو سکتا اور اپنے کان کھول کر میری بات سن لو تمھیں غ سے ھی شادی کرنا پڑے گی کیونکہ میں نے اس کے لیے زبان کر لی ھے اور ویسے بھی الف کی منگنی انھوں نے اسی وقت میاں عنایت کے بیٹے نعمان سے کر دی ھے جو انھیں کی برادری کا ھے۔

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں

جہاں محبت ہو وہاں اگر اپنی سوچ کو بیدار رکھا جائے تو اس سے بڑی سمجھداری کہیں نہیں ملتی کئی لوگ محبت کو اتنی گہرائی سے محسوس کرتے ہیں کہ اپنے محبوب کی خاطر کچھ بھی کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ ایسا ہی ایک خاموش، لیکن پاگل سا، مجنوں میرا دوست رفاقت ہے جس نے اپنی محبت کی ادھوری کہانی اس طرح سنائی آیئے اس کی زبانی سنتے ہیں۔

وہ دن میری زندگی کا بہت اہم دن تھا جس روز میں اپنی زندگی کی اصل روح سے ملا تھا مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میری روح کو کسی نے زور سے جھنجھوڑا ہو میری آنکھیں پتھر بن گئیں دل منجمد ہو گیا اور جسم نمائشی پتلا بن گیا۔

میں معمول کے مطابق اس روز بھی اپنے کھیتوں میں کام کرنے کے لیے گیا ٹھنڈی ہوا کے جھونکوں سے میری ہری بھری فصل لہرا رہی تھی میں اکثر جب بھی کھیتوں میں اپنے کام میں مصروف ہوتا تھا تو کبھی بھی آس پاس کے کھیتوں میں کام کرنے والوں پر اتنا دھیان نہیں کرتا تھا صرف اپنے کام میں ہی مست رہتا۔

وہ عمر تو میرے پڑھنے لکھنے کی تھی لیکن میٹرک کے بعد میں نے اپنا سب کچھ اپنے کھیتوں کو ہی سمجھ لیا تھا۔

آج اچانک مجھے دور سے ایک رنگ برنگے کپڑوں میں ملبوس ایک نئی چال چلتی ہوئی لڑکی دکھائی دی یقیناً وہ اس سے پہلے ادھر کبھی نہ آئی تھی اسے دور سے دیکھ کر ہی میرے دل میں اک عجب سا احساس پیدا ہوا مجھے یوں محسوس ہوا کہ شاید میں کچھ کھو بیٹھا ہوں اور اسے تلاش کرنا چاہتا ہوں میں کسی اپنے کندھے پر رکھے ایک چھوٹی سی پگڈنڈی پر کھڑا تھا وہ لڑکی تیز تیز قدم رکھتے ہوئے سامنے کچے رستے پر آ رہی تھی میں اس کچے رستے سے تقریباً بیس میٹر دور اپنی فصلوں میں کھڑا تھا ٹھنڈی ہوا کے جھونکے میری زلفوں کو بھی اپنے ساتھ اڑا کر لیجانا چاہتے تھے لیکن لیجا نہیں پا رہے تھے وہ رنگ برنگی پری میرے قریب پہنچ گئی

اس کے رنگ برنگے کپڑے بھی ٹھنڈی ہوا کے جھونکوں سے اڑ رہے تھے اس کے آس پاس رنگ برنگی تتلیاں بھی اڑ رہی تھیں اس منظر نے میرے دل میں اک عجب سی کشش پیدا کر دی کہ میں بہت گہرے خیالوں میں چلا گیا۔

اس لڑکی نے ایک ہاتھ میں کھانے کا ٹفن پکڑا ہوا تھا اور دوسرے ہاتھ سے اپنا دوپٹہ کچھ اس طرح پکڑا ہوا تھا کہ اپنے چہرے کی دونوں گالوں کو دوپٹہ مضبوطی سے پکڑ کر چھپایا ہوا تھا مجھے وہ رنگ برنگی پری بھی اک ہوا کا جھونکا لگ رہی تھی چلتے چلتے اس نے تیز نگاہوں سے میری طرف دیکھا، مڑتے ہی اسے اس طرح دیکھ کر میرا جسم اک مرتبہ کانپ سا گیا میں پچھتا رہا تھا کہ میں نے اسے اس سے پہلے کیوں نہ دیکھا۔

چچا بخشو کا ڈیرہ کہاں ہے اس لڑکی کی آواز بہت ہی سریلی تھی میں نے سامنے ایک بڑے پیپل کے درخت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ وہاں پیپل کے درخت کے نیچے چچا بخشو بیٹھا ہوگا وہ لڑکی میرے منہ سے نکلے یہ الفاظ سن کر اس پیپل کے درخت کی طرف چل پڑی اس نے اک مرتبہ بھی میری طرف مڑ کر نہ دیکھا لیکن جوں جوں وہ آگے بڑھ رہی تھی مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے میری جان نکلے جا رہی ہے میں اسے ہمیشہ اپنی آنکھوں کے سامنے اسی لمحے کی طرح ہری بھری لہراتی ہوئی فصلوں میں دیکھتے ہی رہنا چاہتا تھا کاش وہ لمحہ رک جاتا زندگی تھم جاتی اور وقت اس سے آگے ختم ہو جاتا لیکن ایسا نہیں ہو سکتا تھا۔ وقت گزر گیا۔

میں نے اپنے ڈیرے کے سامنے ہی اک ڈیرے پر آنے والے ایک چھوٹے سے لڑکے محسن سے پوچھا کہ وہ لڑکی کون تھی جو ابھی ابھی یہاں سے گزر کر چچا بخشوں کے ڈیرے پر گئی ہے پھر محسن نے مجھے سب کچھ بتایا۔

وہ چچا بخشو کی چھوٹی بیٹی تھی اس کا نام الف تھا پہلے اس کی بڑی بیٹی غ ہر روز یہاں کھانا لے کر آتی تھی وہ آج بیمار ہو گئی تھی اس لیے آج غ کی بجائے الف کھانے لے کر آئی تھی میں نے غ کو پہلے بھی دیکھا ہوا تھا وہ سانولے رنگ کی اک عام سی لڑکی دکھائی دیتی تھی کھیتوں میں اپنے باپ کا ہاتھ بھی بٹاتی تھی غ نے تو کئی مرتبہ مجھ سے بات کرنے کی کوشش بھی کی تھی لیکن میں اس سے بات نہ کرتا اور وہ شرمندہ ہو کر واپس چلی جاتی۔

آج میری زندگی کا رخ ہی تبدیل ہو چکا تھا الف رنگ برنگے کپڑوں میں بہت خوبصورت لگ رہی تھی اس روز مجھے اپنی زندگی کا مقصد کوئی بھی دکھائی نہ دیا۔ صرف وہی میری زندگی تھی میں سارا دن اسی لمحے کی طرح کھڑا اس کی واپسی کا انتظار کرتا رہا اور میری نظر سارا دن چچا بخشو کے ڈیرے پر رہی آخر کیا ہوا الف کھانا کھلانے کے کافی دیر بعد تیز تیز قدم رکھتی ہوئی واپس گاؤں کی طرف چلی گئی اور اس نے ایک نظر بھی میری طرف دوبارہ مڑ کر نہ دیکھا۔ میں اپنا سینہ جلاتا ہوا دور تک اس جاتے ہوئے دیکھتا رہا اور آخر وہ میری نظروں سے اوجھل ہو گئی۔

دوسرے دن دوبارہ مجھے اک لڑکی دکھائی دی جو چچا بخشو کے ڈیرے کی طرف جا رہی تھی لیکن وہ الف نہیں تھی بلکہ غ تھی شاید وہ صحت یاب ہو گئی تھی اس روز نا جانے کیوں میں نے غ کو اشارے سے اپنے پاس بلایا وہ خوشی خوشی میرے پاس آ گئی جب وہ میرے قریب پہنچ گئی تو میں نے اس سے صرف یہی سوال کیا کہ سنا تھا کل تم بیمار تھی اور تمہاری جگہ تمہاری چھوٹی بہن کھانا لے کر آئی تھی وہ آج نہیں آئی غ نے کہا وہ کبھی نہیں آتی اگر میں بیمار نہ ہوتی لیکن میں آج بہت خوش ہوں کہ تمہیں کسی نہ کسی بہانے میری محبت کا خیال تو آیا پھر غ خوشی خوشی اپنے ڈیرے کی طرف چلی گئی۔

تھوڑی دیر بعد مجھے وہ چھوٹا لڑکا محسن دکھائی دیا محسن ہماری فصلوں میں سے گزرتا ہوا میری طرف آ رہا تھا اس کے ہاتھ میں دو ٹشو پیپر تھے جن پر کچھ لکھا ہوا تھا محسن نے وہ ٹشو پیپر پر لکھا ہوا خط مجھے پکڑا دیا اور خود جلد ہی واپس چلا گیا اور وہ خط پڑھنے لگا۔ میں بہت حیران تھا کہ اس سے پہلے مجھے کسی نے اس طرح کا بلکہ کسی قسم کا خط نہیں دیا تھا آج یہ خط کہاں سے آ گیا۔ میں بڑی دلجوئی سے وہ خط پڑھنے لگا جس پر یہ لکھا ہوا تھا......

میری جان آئی لو یو۔

میں تم سے بہت زیادہ محبت کرتی ہوں اور اک لمحے

کی طرح کھڑی تمہارا انتظار کر رہی ہوں کہ تم کب میرے سامنے آؤ گے اور مجھ سے محبت بھری باتیں کرو گے لیکن شاید تمہاری محبت میرے نصیب میں نہیں ہے کہ تم مجھے ہمیشہ مجھ سے دور دور ہی محسوس ہوتے ہو۔ کبھی سامنے نہیں آئے تم خود ہی مجھے تلاش کر لو تمہاری محبت۔

یہ خط پڑھ کر میں بہت زیادہ پریشان سا ہو گیا میں نے سوچا کہ پتہ نہیں یہ خط کس نے لکھا ہے پھر اچانک صرف ایک ہی خیال میرے ذہن میں بیٹھ گیا کہ یہ خط صرف الف ہی لکھ سکتی ہے اور صرف الف نے ہی مجھے یہ خط لکھا ہوگا میں مزید اپنے دل کی تسلی کیلئے اس لڑکے محسن کو تلاش کرنے لگا کہ یہ خط اسے کس نے دیا تھا میں بھی پاگل ہوں پہلے پوچھنا بھول گیا لیکن افسوس اس دن محسن مجھے کہیں دکھائی نہ دیا اور آخر کار شام ڈھلے میں واپس گاؤں چلا گیا۔

اس دن کے بعد اچانک تقدیر کا ورق الٹ گیا اور میں اس ورق کی اوڑھ میں اپنے کھیتوں اور اپنے گاؤں کے لیے چھپ گیا میرے بڑے بھائی نے میرے میٹرک پاس کرنے کے بعد میرے کاغذات بنا کر ایک سرکاری محکمے میں جمع کروا رکھے تھے اسی دن سرکاری محکمے سے سپاہی بھرتیاں ہونے کا کال لیٹر بھی آ گیا پھر میں سرکاری محکمے میں بھرتی ہو گیا اور سپاہی کی ٹریننگ کے لیے چلا گیا۔

پھر میں ٹریننگ کے بعد جب واپس اپنے گاؤں آیا تو میرے ذہن میں صرف الف کا چہرہ ہی تھا مجھے اس دن بھی صرف یہی محسوس ہو رہا تھا کہ میں آج بھی سرکاری ملازم نہیں بلکہ الف کا انتظار کرنے والا وہی عام آدمی ہوں جو اپنی ہری بھری لہراتی ہوئی فصلوں میں کھڑا اپنی رنگ برنگی پری کو دیکھنا چاہتا ہوں۔

میں کسی بھی قیمت پر الف سے شادی کرنا چاہتا تھا مجھے یہ بھی یقین تھا کہ جب میں الف کے گھر شادی کا پیغام بھیجوں گا تو وہ ضرور رشتہ دے دیں گے میں نے بڑی ہمت کر کے اپنے بڑے بھائی سے یہی بات کی پھر میرے بھائی نے میری بات سن کر میری خواہش پوری کرنے کی حامی بھی بھر لی میں بہت خوش ہو گیا میرے بھائی نے میرے ابو کو بھی منا لیا میری خوشی کی انتہا نہ رہی میرے ابو امی چچا بخشو کے گھر رشتہ لینے کے لیے چلے گئے جب ابو امی ان کے گھر سے واپس آئے تو وہ بھی بہت خوش واپس آئے تھے کیونکہ وہ رشتہ پکا کر آئے تھے انہوں نے یہ خوشخبری مجھے بھی سنا دی۔ میں بھی بہت خوش تھا اور اپنی قسمت پر ناز کر رہا تھا کہ میں نے جسے چاہا اسے ہی پا لیا۔

ہمارے یہاں سب سے بڑی منگنی بس یہی ہوتی ہے کہ لڑکے کا باپ اور لڑکی کا باپ صرف زبان سے اقرار کر لے تو رشتہ پکا ہو جاتا ہے ایسے ہی میرے ساتھ ہوا پھر اچانک میرے ذہن میں اک سوال پیدا ہوا میں اپنے گھر والوں سے شاید کچھ پوچھنا چاہتا تھا مجھے کوئی کہیں پر کمی محسوس ہو رہی تھی میں کچھ بھول چکا تھا جو اپنے گھر والوں سے کہنا تھا یقیناً وہ میری ہی بھول تھی اور پھر مجھے اپنی بھول پر بہت شرمندگی ہوئی میں تڑپ کر رہ گیا وہ رات اندھیرے کمرے میں آنسو بہاتے ہوئے گزر گئی مجھے اپنا کوئی بھی ٹھکانہ دکھائی نہ دیا شاید مجھے زندگی سے نفرت ہو چکی تھی میں نے جب اپنے ضمیر کو جھنجھوڑا تو میری بھول میرے سامنے آن کھڑی ہوئی اور وہ بھول یہ تھی کہ جب میرے ابو امی چچا بخشو کے گھر رشتہ لینے کے لیے گئے تو میں نے اس فرق کو نمایاں نہیں کیا تھا کہ میں الف سے شادی کرنا چاہتا ہوں یا غ سے صرف بس اسی خوشی میں کہ میرے گھر والے وہاں رشتہ لینے کے لیے جا رہے ہیں میں یہی خیال کر رہا تھا کہ وہ صرف الف کا ہی ہاتھ مانگنے گئے ہیں لیکن میں اس وقت بہت زیادہ پچھتایا جب مجھے پتہ چلا کہ میرے ابو الف سے نہیں بلکہ غ سے میرا رشتہ پکا کر آئے ہیں مجھے خود پر بہت افسوس ہو رہا تھا کہ میں یہ کیا کر بیٹھا ہوں میں نے دوبارہ اپنے ابو سے بات کی اور انہیں اپنی غلطی کا احساس دلایا کہ میں تو الف سے شادی کرنا چاہتا تھا غ سے نہیں...... میری یہ بات سن کر میرے ابو نے بڑے غصے سے مجھے خبردار کر دیا اور کہا یہ بات تم مجھے ان کے گھر جانے سے پہلے بھی بتا سکتے تھے اب خاموش ہو جاؤ ابھی کچھ بھی نہیں ہو سکتا اور اپنے کان کھول کر میری بات سن لو تمہیں غ سے ہی شادی کرنا پڑے گی کیونکہ میں نے اس کے لیے زبان کر لی ہے اور ویسے بھی

الف کی منگنی انہوں نے اسی وقت میاں عنایت کے بیٹے نعمان سے کردی ہے جوانہیں کی برادری کا ہے۔

ابو جان کے یہ الفاظ سن کر تو جیسے میری جان ہی نکل گئی تھی میں بہت زیادہ گھبرا گیا اور ابو جان سے بس اتنا ہی کہا میں کبھی بھی شادی نہیں کروں گا ٹریننگ کے بعد والی وہ چھٹیاں صرف وہم اور پچھتاوے میں گزر گئیں اور آخر کار میں اسی پچھتاوے کی زد میں واپس اپنی نوکری پر چلا گیا۔

پردیس میں مجھے میری محبت نے اور بھی زیادہ تڑپایا الف کی یاد نے اور میری بھول نے مجھے نکما کر دیا تھا نوکری میں بھی میرا جی نہیں لگ رہا تھا کیونکہ میں صرف الف کے بارے میں ہی سوچتا اسے اپنا بنانے کی کوئی ترکیب سوچتا رہا کبھی میرے ذہن میں خون خرابے کی باتیں آتیں تو کبھی دکھ سہنے کی۔ میں بہت زیادہ پریشان تھا میرے ذہن میں کوئی بھی فیصلہ کرنے کی سکت نہ رہی پھر میرے دل میں ایک ہی خیال آیا جو میرے دل کو بھا گیا اور وہ خیال یہ تھا کہ میں الف سے اپنی محبت کا اظہار کر دوں اور غ کے خیالات کو اپنے لیے ختم کر دوں اور کسی طرح الف کو اپنا بنانے کے لیے راضی کر لوں۔

اس کے بعد کچھ عرصے میں چھٹی پر تھا اس دوران میں الف سے اپنی محبت کا اظہار کرنا چاہتا تھا کبھی میں سوچتا کہ پتہ نہیں الف کیا سوچے گی لیکن میں بے بس تھا ان کے گھر ٹیلی فون بھی نہیں تھا جس پر کال کر لیتا اور اپنے دل کا حال بتاتا میں بہت زیادہ فکر مند تھا کبھی کبھی میں ڈر بھی جاتا کہ کہیں وہ ناراض ہی نہ ہو جائے کیونکہ اس کی بڑی بہن سے تو پہلے ہی میری منگنی ہو چکی تھی۔

چند دن بعد مجھے وہ چھوٹا لڑکا محسن دکھائی دیا میرے ذہن میں فوراً اس پرانے خط والی بات آئی میں نے اسے روک لیا اور اس خط کے بارے میں اس سے پوچھا محسن نے بتایا کہ وہ خط اسے غ نے دیا تھا محسن چلا گیا میں عجیب کشمکش میں پھنس چکا تھا غ بھی مجھ سے محبت کرتی تھی لیکن میں پھر بھی اس سے شادی نہیں کرنا چاہتا تھا میرے سپنوں کی رانی صرف اور صرف الف ہی تھی اور اسے میں کسی قیمت پر بھی کھونا نہیں چاہتا تھا۔

اسی کشمکش میں آخر کار میں نے اپنی کزن ن سے بات کی اور اسے اپنی ساری کہانی بتائی ن نے حامی بھر لی کہ وہ ضرور الف سے میری بات کرائے گی ن کے پاس اپنا موبائل فون تھا وہ موبائل فون لیکر الف کے گھر کی طرف چلی گئی میں بڑی بے تابی سے ن کی مس کال کا انتظار کرتا رہا آخر کار وہ لمحہ آ ہی گیا اور ن نے میری بات الف سے کرا ہی دی پھر موبائل فون سے مجھے الف کی آواز سنائی دی شاید اس نے کبھی فون پر بات نہیں کی تھی اس لیے الجھی ہوئی تھی یا پھر کیا وجہ تھی وہ صرف موبائل فون کان سے لگائے ہنسے جا رہی تھی آخر وہ تھوڑا خاموش ہوئی تو میں نے اسے اپنے دل کی بات بتائی میں نے کہا الف میں تم سے بہت زیادہ محبت کرتا ہوں تمہارے بغیر شاید زندہ بھی نہ رہ سکوں پھر اسے اپنی بھول کے بارے میں بتایا کہ میں تم سے شادی کرنا چاہتا تھا لیکن میرا رشتہ غ سے ہو گیا پھر کہا الف مجھ سے وعدہ کرو کہ تم میرا ساتھ دو گی مجھے اپنا ضرور بناؤ گی میں پاگلوں کی طرح باتیں کیے جا رہا تھا اور وہ ہنسے جا رہی تھی اس نے وقتی طور پر کوئی بھی بات نہ کی اور سوچ کر بتانے کا فیصلہ سنا دیا پھر کال ختم ہو گئی۔

میں بہت گہری سوچوں میں گم ہو چکا تھا میرے ارادے کچھ ٹھیک نہیں تھے میں الف کے منگیتر نعمان کو اس رشتہ سے باغی کرنا چاہتا تھا سب سے پہلے میں نے نعمان سے دوستی کرنے کا فیصلہ کیا ہماری پہلی ملاقات کے دوران ہی ہماری بہت اچھی اور گہری دوستی ہو گئی پھر ہم اک دوسرے کے راز دار بن گئے میرے دل میں کھوٹ تھی جب میں نعمان کے دل کی گہرائی میں گیا تو مجھے پتہ چلا کہ اس کی کمزوریاں کیا ہیں ہمیشہ دوست ہی انسان کو غلط رستہ بھی دکھاتا ہے اور صحیح رستہ بھی دکھاتا ہے البتہ میں نے الف کی خاطر نعمان کو غلط رستے پر لگانے کی کوشش کی تا کہ الف کے گھر والے اسے رشتہ دینے سے انکار کر دیں۔

نعمان بھی اتنا اچھا نہیں تھا اس کی بہت نادان کمزوری تھی اور وہ کمزوری یہ تھی کہ وہ م سے عشق کا ڈھونگ رچا تا تھا اس کے حسن کا دیوانہ تھا ہمیشہ اسے اپنی محبت کے لباس میں پہنا کر رکھتا م بھی نعمان کے بغیر ادھوری تھی

اسے کچھ بھی دکھائی نہیں دیتا تھا صرف نعمان ہی اس کے لیے سب کچھ تھا نعمان کے لیے م اپنے گھر والوں کی عزت بھی داؤ پر لگا سکتی تھی۔

بھائی یقین کرو میں الف کی محبت میں اندھا، نعمان کے اندھے پن سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرنے لگا اور نعمان کو غلط حرکتوں پر اکسا دیا نعمان نے میری کوئی بات نہ مانی البتہ میں نے کسی اور دوست کے ذریعے اسے م کو گھر سے بھگانے پر مجبور کر دیا میں اس وقت چھٹی ختم ہونے کے بعد اپنی نوکری پر تھا جب مجھے پتہ چلا کہ نعمان م کو لے کر گھر سے بھاگ گیا ہے یہ سن کر میں بہت خوش ہوا اور نعمان کی ساری کہانی الف کے گھر والوں کو مرچ مصالحے لگا کر سنا دی الف کے گھر والے بہت پریشان ہو گئے اور نعمان کو الف کا رشتہ دینے سے انکار کرنے کی باتیں کرنے لگے میں بہت پر امید تھا کہ ایسا ہی ہو گا البتہ نا جانے کیوں حالات میرے خلاف ہو گئے اور چار پانچ دن کے بعد نعمان اپنے گھر آ گیا اور م کو اپنے گھر پہنچا دیا۔ ان دونوں کی اس طرح واپسی کے بعد ان کے گھر کی اندرونی کہانی کا تو مجھے پتہ نہ چلا البتہ الف کے گھر والوں نے رشتے سے انکار نہ کیا اور بات ویسی کی ویسی ہی رہی۔

میں نے اپنی کزن ن کے ذریعے پھر اپنی جان الف سے بات کی اور اسے نعمان کے خلاف بھڑکایا اور پھر اپنی محبت کا دیوانہ پن بھی ظاہر کیا اسے بھی کسی حد تک مجھ سے محبت تھی لیکن وہ واضح الفاظ میں اظہار نہ کرتی۔

آہستہ آہستہ وقت گزرتا رہا اور میں پردیس میں اپنی جان الف سے موبائل فون پر باتیں کرتا رہا یہاں تک کہ وہ بھی میری دیوانی ہو گئی وہ بھی جب تک مجھ سے بات نہ کر لیتی اسے بھی نیند نہ آتی تھی پھر ہماری بہت لمبی لمبی باتیں ہو جاتیں اور ہم نے دنیا کی ہر چیز کا مقابلہ کرنے کا حوصلہ اپنے دل میں بھر لیا ایک دوسرے کے لیے ہم جان بھی آسانی سے دے سکتے تھے تین چار برس کا طویل عرصہ گزر گیا پھر اک مرتبہ الف نے مجھ سے ملنے کا وعدہ کیا اس دوران جب میں چھٹی پر گیا تو میں بہت خوش تھا مجھے یقین نہیں آ رہا تھا کہ میں الف سے ملوں گا۔ الف نے مجھے اک ویران جگہ پر بلایا میں وہاں پہنچ گیا ہم وہاں آمنے سامنے کھڑے ایک گھنٹے تک باتیں کرتے رہے میں نے الف کو ایک گفٹ بھی دیا الف بھی بہت خوش تھی اور مجھ پر جان چھڑک رہی تھی میں بھی اس پر فدا ہو رہا تھا اس کا حسن مجھے پاگل کر رہا تھا اور اس کی آواز میرے دل کو سکون دے رہی تھی ہم ایک گھنٹہ تک باتیں کرتے رہے، اور اس ویران جگہ پر ہم نے ہاتھ سے ہاتھ تک نہ ملایا۔ پھر وہ ملاقات ختم ہو گئی اور ہم واپس چلے گئے۔

الف سے وہ پہلی اور دوسری ملاقات مجھے زندگی کے کسی موڑ پر بھی نہیں بھولے گی وہ بہت ہی سادہ لیکن بہت ہی شرمیلی سی لڑکی ہے میں اکثر اسے اپنے خیالوں میں اپنی ہری بھری لہراتی ہوئی فصلوں میں رنگ برنگے کپڑوں میں ملبوس دیکھتا ہوں میں آج بھی کسی بھی قیمت پر اسے حاصل کرنے کیلئے تیار ہوں لیکن عزت کے ساتھ پھر میں اپنی بھول پر شرمندہ ہوتا ہوں اس ملاقات کے ہماری ملاقات تو کوئی نہیں ہوئی البتہ آج بھی میری الف سے موبائل فون پر بات ہوتی ہے الف بھی کچھ نہیں کر سکتی اور میں بھی کچھ نہیں کر سکتا نہ وہ شادی کسی اور سے کرنے کا نام لیتی ہے اور نہ میں ایسا کر سکتا ہوں میرے ماں باپ کی زبان نے مجھے قید کر دیا ہے دونوں گھر والے چاہ کر بھی اپنا فیصلہ تبدیل نہیں کر سکتے پردیس میں ہر رات روتے روتے ہی گزار دیتا ہوں صرف الف کے بارے میں ہی سوچتا ہوں کہ میں کیسے اپنی بھول کو سدھار سکتا ہوں آج کل تو کبھی کبھی الف کا لہجہ بھی بدل جاتا ہے کہ جیسے وہ مجھ سے یہ کہنا چاہتی ہو کہ تم غ سے شادی کر لو لیکن یہ خیال سوچتے ہی میری جان سی نکل جاتی ہے جیسے الف کے بغیر جیا نہ جائے۔

قارئین اس کہانی کے بارے میں مجھے ضرور آگاہ کیا جائے کہ میرا دوست اب کیا کرے۔ کیونکہ اس نے اپنے دل سے پکا ارادہ کیا ہوا ہے کہ اگر اسے الف کی محبت ہمیشہ کے لیے نہ ملی تو وہ زندگی میں کبھی بھی شادی نہیں کرے گا صرف اس کے جینے کا مقصد الف کی محبت ہے۔

آپ کی قیمتی آراء کا منتظر رہوں گا۔

❀❀❀

”محبت کی سزا“

☑ ......تحریر: مدد حسین بلوچ، پاکپتن شریف

آخر وہ دن بھی آگیا جب اس امیر ترین آدمی کی بیٹی نے جو مجھے سے بہت پیار کرتی تھی جج صاحب کے سامنے روتے ہوئے اور لڑکھڑاتی ہوئی اواز میں کہا جج صاحب اس شخص نے مجھ پر گولی چلائی ہے اور مجھے مارنے کی کوشش کی ہے یہ بات سن کر جیسے میرا کلیجہ منہ کو آگیا میں اندر سے تڑپ گیا کہ جس سے میں نے پیار کیا جس کی خاطر میں نے پولیس کی مار برداشت کی اسی نے مجھے تڑپ تڑپ کے مرنے کیلئے چھوڑ دیا ہے مجھے بہت دکھ ہوا یہ فیصلہ سن کر اسد صاحب بہت خوش ہوئے اور ثمینہ رونے لگی وہ کر بھی کیا سکتی تھی۔

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں

یہ ایک مشہور مثال ہے کہ زمین اور آسمان ایک نہیں ہو سکتے۔ یہ بھی ایک مثال ہے کہ جہاں پھول ہوں وہاں کانٹے بھی ہوتے ہیں غریب اور امیر لوگوں کی آپ نے بہت سی باتیں سنی ہوں گی۔ بہت سی کہانیاں پڑھی ہوں گی لیکن یہ غریب اور امیر کی انوکھی کہانی ہے جو میرے ایک دوست ساجد کے ساتھ پیش آئی۔ تو آیئے سنتے ہیں ساجد کی زبانی۔

میرا نام ساجد ہے اور میں ایک گاؤں کا رہنے والا ہوں میرے گاؤں کے تمام لوگ غریب ضرور ہیں مگر وہ محنتی بھی ہیں میں بھی ایک بہت ہی غریب خاندان سے تعلق رکھتا ہوں ہم تین بہن بھائی ہیں اور میں سب سے بڑا ہوں۔ میرے والد محنت مزدوری کرتے تھے اور ہم سب کا پیٹ بھرتے تھے ایک دن والد صاحب جب شام کو واپس گھر آئے تو بہت بیمار سے نظر آئے حالانکہ وہ پہلے بھی بیمار رہتے تھے مگر اس دن وہ کچھ زیادہ ہی بیمار نظر آئے میں نے اگلے دن صبح ہوتے ہی والد صاحب کو ساتھ لیا اور ہسپتال لے گیا ڈاکٹر صاحب نے ان کا معائنہ کیا اور خون وغیرہ کے ٹیسٹ بھی لیے اور کہا کہ دو دن بعد رپورٹ آئے گی۔

دو دن بعد ہم دوبارہ ہسپتال گئے تو ڈاکٹر صاحب کی بات سن کر جیسے میرے پاؤں سے کسی نے زمین چھین لی ہو اور مجھے ایک زبردست سا جھٹکا لگا ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ آپ کے والد صاحب کو کینسر ہے اور آخری مرحلے میں ہے اب اس کا علاج ممکن نہیں اور یہ چند دن کے مہمان ہیں ہم سب بہت پریشان تھے امی دن رات ان کی صحت کیلئے دعائیں کرتی رہتی مگر والد صاحب کی طبیعت روز بروز خراب سے خراب تر ہوتی گئی اور ایک ماہ بعد والد صاحب خالق حقیقی سے جا ملے ہمارے گھر پر تو جیسے قیامت ٹوٹ پڑی ہم سب بالکل تنہا ہو گئے ہمارے سر کا سائبان ہم سے بچھڑ گیا اب ہمارے لیے کما کر لانے والا بھی نہیں تھا ہمارے گھریلو حالات بہت زیادہ خراب ہو گئے اور ہم پر فاقہ کشی کے دن آ گئے تو میرے چچا بشیر احمد اللہ ان کو لمبی زندگی دے انہوں نے ہم سب کو سنبھالا چھوٹے بہن بھائی سکول جاتے تھے اور میں اس وقت گیارہویں کلاس میں پڑھتا تھا اس کے بعد میں نے پڑھنا چھوڑ دیا اور اپنے کزن سعید کے پاس لاہور چلا گیا جو وہاں

پر ایک صاحب کی گاڑی چلاتا تھا میں تقریباً ایک ماہ تک اس کے پاس رہا اس نے مجھے ڈرائیوری سکھائی اور پھر اپنے صاحب سے کہہ کر مجھے بھی ایک امیر صاحب اسد خاں صاحب کے پاس ڈرائیور رکھوا دیا۔

اسد کی ایک بیٹی تھی جس کا نام ثمینہ تھا اور ایف ایس سی کر رہی تھی میرا کام صرف ثمینہ کو یونیورسٹی چھوڑنا اور واپس لانا تھا اس کے عوض اسد صاحب جو کہ بہت ہی امیر آدمی تھے مجھے پانچ ہزار روپے ماہانہ دیتے تھے جس سے اس مہنگائی کے دور میں ہمارا اچھی گزر بسر ہو جاتا تھا مجھے اسد صاحب کے پاس کام کرتے ہوئے تقریباً چھ ماہ گزر چکے تھے چھ ماہ سے لگاتار میں ثمینہ کو یونیورسٹی لے بھی جاتا اور واپس بھی لاتا تھا وہ ایک بہت ہی خوبصورت اور پیار کرنے والی لڑکی تھی میں بھی صحت مند اور خوبصورت نوجوان تھا وہ مجھ کو بہت اچھی لگنے لگی میں اس سے پیار کرنے لگا اور وہ بھی مجھ سے پیار کرنے لگی لیکن ہم دونوں ایک دوسرے کو کہہ نہ پا رہے تھے وہ سوچتی تھی کہ پہلے یہ محبت کا اظہار کرے اور میں سوچتا تھا کہ پہلے یہ اظہار کرے اسی کشمکش میں چھ ماہ گزر گئے اس وقت ثمینہ کے گیارہویں کے پیپرز ہو چکے تھے جس کا کچھ دنوں بعد رزلٹ آیا اور اس نے اپنی کلاس میں پہلی پوزیشن حاصل کی اور وہ بہت خوش تھی۔

ایک دن ثمینہ نے اپنی تمام سہیلیوں کو ریسٹورٹ میں دعوت دی ہم مقررہ وقت پر ریسٹورنٹ پہنچ گئے ایک ایک کر کے تمام سہیلیاں بھی آ گئیں سب ایک دوسری کے گلے ملیں اور سب نے اس کو مبارکباد دی اس ملنے ملانے والے کام سے فارغ ہو کر سب اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے تو ثمینہ نے کھڑے ہو کر کہا کہ تم سب کو دعوت دینے کی دو وجوہات ہیں ایک تو آپ سب جانتی ہیں کہ میں نے پہلی پوزیشن حاصل کی ہے اور دوسری یہ کہ میں آپ تمام کے سامنے اعلان کرتی ہوں کہ میں ساجد سے پیار کرتی ہوں اور پھر مجھ سے پوچھا کہ تم مجھ سے پیار کرتے ہو کہ نہیں میں نے ہاں تو کہہ دی لیکن مجھے ڈر لگ رہا تھا کہ کچھ ہو نہ جائے کہ میں غریب لڑکا ہوں اور وہ ایک امیر ترین لڑکی اس کی یونیورسٹی کے ساتھ ہی تھوڑے سے فاصلے پر ایک ریسٹورنٹ تھا ہم روزانہ واپسی پر وہاں جاتے کھانا وغیرہ کھاتے اور ڈھیروں باتیں کرتے اور وہاں ہم نے ساتھ جینے اور مرنے کی قسمیں کھائیں ہمیشہ ساتھ نبھانے کا وعدہ کیا۔

ہماری محبت کو ایک سال کا عرصہ گزر گیا ابھی تک ہماری محبت کا ہمارے علاوہ کسی کو پتہ نہ تھا جس ریسٹورنٹ میں ہم مل بیٹھتے تھے اس کا منیجر مسٹر تنویر احمد جو کہ ثمینہ کے والد اسد صاحب کا بہت اچھا دوست تھا وہ کچھ دنوں سے ہمیں وہاں آتا جاتا دیکھتا تھا ایک دن شام کے وقت اس نے اسد صاحب کو فون کر کے بتایا کہ آپ کی بیٹی روزانہ کسی لڑکے کے ساتھ ریسٹورنٹ آتی ہے یہ بات سن کر وہ غصے سے لال پیلا ہو گیا وہ فوراً ثمینہ کے کمرے میں گیا وہ اس وقت پڑھ رہی تھی کچھ دیر اس کے پاس خاموش بیٹھے رہے اور پھر بولے مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے وہ بولی جی ابو جی حکم کریں وہ بڑے غصے سے بولے تم کس کے ساتھ ریسٹورنٹ جاتی ہو وہ سمجھ گئی کہ ان کو پتہ چل گیا ہے خیر وہ بڑے اطمینان سے بولی ڈیڈی میں ساجد کے ساتھ جاتی ہوں یہ سن کر ان کو اور زیادہ غصہ آ گیا اور کہا کہ کیا رشتہ ہے تمہارا اس دو کوڑی کے ملازم کے ساتھ جس سے تم مل کر ہماری عزت کو ہماری شان و شوکت کو تباہ و برباد کر رہی ہو وہ پھر بڑے حوصلے اور اطمینان سے بولی اور صاف صاف الفاظ میں کہہ دیا کہ میں ساجد سے پیار کرتی ہوں اور اس کو اپنے سا کا تاج بنانا چاہتی ہوں یہ بات سنتے ہی انہوں نے اس کے نرم و نازک رخسار پر ایک تھپڑ رسید کر دیا اور یہ کہتے ہوئے چلے گئے کہ میں ابھی دیکھتا ہوں اس بے غیرت دو کوڑی کے ملازم کو وہ رونے لگی اور ساتھ یہ کہہ رہی تھی کہ میرا باپ جو مجھ سے بہت زیادہ پیار کرتا تھا جو میرے منہ سے نکلنے والی ہر بات پوری کرتا تھا آج وہی باپ اس کی بیٹی سے اس کی زندگی چھیننا چاہتا ہے ادھر اسد صاحب سیدھے میرے پاس آئے اور کہا نکل جاؤ میرے گھر سے بے غیرت آج کے بعد میرے گھر کے قریب بھی آئے تو زندہ بچ کر نہ جا سکو گے جاؤ دفع ہو جاؤ نکل جاؤ

اس گھر کے ملازم چوکیدار وغیرہ جو میرے ساتھ مل کر کھانا کھاتے تھے جو مجھے اپنا بہترین دوست سمجھتے تھے اپنے ہاتھوں نے دھکے دیکر مجھے اس گھر سے نکالا میں گرتا سنبھلتا وہاں سے نکلا اور مڑ کے دیکھا تو ثمینہ چھت پر کھڑی اپنی محبت کو رسوا ہوتے دیکھ رہی تھی میری آنکھوں میں آنسوؤں کا سیلاب رواں تھا اور اس کی آنکھوں سے بھی آنسوؤں کا دریا جاری تھا وہ منہ سے تو کچھ نہ بول رہی تھی مگر وہ میرے ساتھ ہونے والے اس برے سلوک سے بہت رنجیدہ تھی اور مجھ کو ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے وہ پکار پکار کر کہہ رہی ہو میں آج بھی تمہاری ہوں اور کل بھی وہ بہت مجبور تھی مگر بے وفا نہ تھی یہ اس کے بس میں نہ تھا ورنہ وہ کبھی بھی مجھے اپنے سے الگ نہ ہونے دیتی میں نے خود کو سنبھالا اور اس کو روتا ہوا چھوڑ کر سیدھا اپنے کزن سعید کے پاس آ گیا۔

اس کو سارا ماجرہ کہہ سنایا اس نے مجھ کو بہت حوصلہ دیا اور کہا کہ اگر تمہارا پیار سچا ہے تو تم کو ضرور ملے گا ادھر ثمینہ پر مکمل پابندی لگا دی گئی تم نہ کسی کو فون کر سکتی ہو اور نہ ہی کسی کا فون سن سکتی ہو۔ اور اس سے اس کا موبائل بھی چھین لیا گیا اب اسد صاحب خود اس کو یونیورسٹی چھوڑنے جاتے اور لے آتے ہم دونوں ایک دوسرے سے ملنے کیلئے بے قرار تھے جہاں ہم روز ملتے تھے ڈھیروں باتیں کرتے تھے آج ایک ہفتہ گزر گیا ایک دوسرے کی شکل دیکھے ہوئے نہ ہی فون پر بات ہو سکتی تھی اسی طرح دن گزرتے گئے ہر روز چڑھتا سورج ہمارے پیار اور چاہت میں مزید اضافہ کر دیتا تھا جون کا مہینہ تھا اور بہت تیز دھوپ تھی سورج جیسے آگ برسا رہا ہو اور دن کا تقریباً ایک بج رہا تھا میں اور میرا کزن ہم دونوں سو رہے تھے کہ اچانک میرے موبائل کی گھنٹی بجنے سے ہم دونوں کی آنکھ کھل گئی میں نے موبائل اٹھایا اور کال ریسیو کی تو میری خوشی کی انتہا نہ رہی کہ فون پر ثمینہ بات کر رہی تھی جو کہ اس وقت لاری اڈے کے پاس پی سی او سے بول رہی تھی اس نے کہا کہ تم جہاں بھی ہو جلدی سے لاری اڈے پہنچو میں تمہارا انتظار کر رہی ہوں میں آپ کیلئے اپنے گھر اور اپنے باپ کو چھوڑ آئی ہوں اتنی بات سننا تھی کہ میں وہاں سے فوراً نکل پڑا سعید مجھ کو روکتا رہا مگر میں ثمینہ کی محبت میں پاگل ہو چکا تھا مجھے اس کے علاوہ کچھ نظر نہ آتا تھا میں نے سعید کی ایک نہ سنی اور لاری اڈے کیلئے نکل پڑا ادھر اسد صاحب کو پتہ چل گیا کہ ثمینہ گھر سے غائب ہے انہوں نے اپنے تمام ملازموں کو بلایا اور کہا کہ مجھے سو فیصد یقین ہے کہ وہ اس لڑکے کے پاس گئی ہو گی اسے ڈھونڈنے نکلو اور ہاں وہ لڑکا جہاں بھی نظر آئے اسے گولی مار دینا اور ثمینہ کو گھر لے آنا ادھر انہوں نے پولیس کو فون کر دیا کہ ساجد میری بیٹی کو اغوا کر کے لے گیا ہے پولیس بھی ہماری تلاش میں نکل پڑی میں تقریباً پندرہ منٹ کے بعد لاری اڈے پہنچ گیا جہاں پر وہ میرا انتظار کر رہی تھی مجھے اپنے پاس دیکھ کر اس کا چہرہ پر رونق ہو گیا ہم دونوں ایک دوسرے سے مل کر بہت خوش ہوئے ہم ایک دوسرے کے آمنے سامنے کھڑے باتیں کرتے رہے کہ میرے پیچھے اور ثمینہ کے سامنے اسد صاحب کے آدمی گاڑی پر آ رہے تھے اور وہ ہم سے تھوڑے ہی فاصلے پر تھے ایک آدمی نے اپنی بندوق اٹھائی اور مجھے مارنے کیلئے میری طرف سیدھی کی اور میں بے خبر کھڑا باتیں کر رہا تھا کہ اچانک ثمینہ نے دیکھ لیا ادھر سے اس آدمی نے ٹریگر کو دبایا ادھر ثمینہ جو میرے سامنے کھڑی تھی اس نے مجھے زور سے دھکا دیا کہ میں نیچے گر گیا اور وہ گولی جو مجھے مارنے کیلئے چلائی گئی تھی ثمینہ کو جا لگی اور وہ بے ہوش ہو کر گر پڑی جب ان آدمیوں نے دیکھا کہ گولی میرے بجائے ثمینہ کو لگ گئی ہے تو وہ وہاں سے بھاگ گئے اور اسد صاحب کو فون کر کے بتا دیا کہ گولی ثمینہ کو لگ گئی ہے میں نے اس کو سیدھا کیا اور اٹھانے ہی والا تھا کہ پولیس موقع پر پہنچ گئی انہوں نے مجھ کو گرفتار کر لیا ثمینہ کو ہسپتال داخل کروا دیا۔

اسد صاحب جو بہت امیر ترین آدمی تھا انہوں نے میرے خلاف ایف آئی آر درج کروا دی کہ اس نے میری بیٹی پر گولی چلائی ہے اور اس کو مارنے کی کوشش کی ہے میں کچھ دن تھانے کی حوالات میں بند رہا اسد صاحب اکثر اوقات تھانے چکر لگاتے اور مجھ پر تشدد کروانے کیلئے

پولیس والوں کو پیسے دیتے تھے یہ تو ہمیشہ سے چلا آ رہا ہے کہ جس کی لاٹھی اس کی بھینس پولیس والے مجھ پر بہت تشدد کرتے تھے وہ مجھے اتنا مارتے اتنا مارتے کہ میں بے ہوش ہو کر گر پڑتا اس دن ثمینہ کو ہسپتال سے چھٹی ہو گئی اور اسی دن مجھے بھی جیل بھیج دیا گیا تھا پندرہ دن کے بعد میری تاریخ تھی پندرہ دن بعد مجھے جج صاحب کے سامنے پیش کیا گیا انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ تم نے اس لڑکی کو مارنے کی کوشش کی ہے میں نے کہا نہیں جناب اس پر اسد صاحب کے آدمیوں نے گولی چلائی ہے میں تو سچ بول رہا تھا لیکن میں اس بات سے بے خبر تھا کہ ہمارے ملک میں کوئی بھی سچ کی زبان نہیں سنتا۔

خاص کر کورٹ کچہری میں تو چلتا ہی جھوٹ ہے یہاں تو جس کے پاس پیسہ ہے جس کے پاس کرسی ہے سب کچھ انہی کیلئے ہے اگر وہ چاہیں تو سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ کر سکتے ہیں میں یہ سب نہ چاہتے ہوئے سچ بول رہا تھا لیکن میری کسی نے نہ سنی اور جج صاحب نے 20 دن کے بعد آنے کو کہا اور اسد صاحب سے کہا کہ اس تاریخ پر اس لڑکی کو بھی حاضر کیا جائے اس کے بیانات سننے کے بعد ہی ہم کسی نتیجہ پر پہنچیں گے مجھے ثمینہ پر بہت اعتماد تھا کہ وہ میرے حق میں بیان دے کر مجھے اس قید سے آزاد کرائے گی لیکن اسد صاحب نے اس کو بہت مجبور کر دیا کہ وہ میرے خلاف بیان دے ورنہ وہ مجھ کو جیل میں زہر دے کر مروا دیں گے ثمینہ میری موت کی بات سن کر تڑپ اٹھی اس نے کہا آپ اس کو زندہ رہنے دیں میں اس کے خلاف بیان دوں گی جیسے آپ کہیں گے ویسا ہی کروں گی بس آپ اس کو زندہ رہنے دیں۔

آخر وہ دن بھی آ گیا جب اس امیر ترین آدمی کی بیٹی نے جو مجھ سے بہت پیار کرتی تھی جج صاحب کے سامنے روتے ہوئے اور لڑکھڑاتی ہوئی آواز میں کہا جج صاحب اس شخص نے مجھ پر گولی چلائی ہے اور مجھے مارنے کی کوشش کی ہے یہ بات سن کر جیسے میرا کلیجہ منہ کو آ گیا میں اندر سے تڑپ گیا کہ جس سے میں نے پیار کیا جس کی خاطر میں نے پولیس کی مار برداشت کی اسی نے مجھے تڑپ تڑپ کے مرنے کیلئے چھوڑ دیا ہے مجھے بہت دکھ ہوا یہ فیصلہ سن کر اسد صاحب بہت خوش ہوئے اور ثمینہ رونے لگی وہ کر بھی کیا سکتی تھی۔

ایک دن میں حوالات میں بیٹھا سوچ رہا تھا کہ آخر تمام سزا میں تمام تکلیفیں غریب لوگوں کا ہی مقدر کیوں ہوتی ہیں امیر گناہ کر کے بھی بے قصور رہتا ہے غریب بے گناہ ہو کر بھی قصور وار ٹھہرتا ہے مجھے حوالات میں بند ہوئے تقریباً چھ ماہ ہو گئے تھے اس دوران میری بوڑھی ماں اور معصوم بہن بھائی جن کو کما کر کھلانے والا میں اکیلا تھا وہ گلیوں کی خاک بن گئے میری ماں جو ہمیشہ میری کامیابی کیلئے دعائیں کرتی تھی جو خود تکلیف برداشت کر کے بھی مجھے راحت دیتی تھی وہ ماں بھی آج مجھ سے بچھڑ گئی کچھ دنوں بعد میری پیاری سی بہن اور بھائی بھی بیماری کا علاج نہ ہونے کی وجہ سے ٹوٹی ہوئی چارپائی پر دم توڑ گئے ان سب کی موت کی خبر مجھے ایک ماہ بعد ملی میں اتنا رویا کہ آنکھیں سوج گئیں اور میری آواز بیٹھ گئی ایک تو میں امیر لوگوں سے محبت کا نتیجہ بھگت رہا تھا میرے لیے یہی دکھ کم نہ تھا کہ اوپر سے ماں کی موت کا دکھ آ پہنچا میں روتا سسکتا اپنے رب سے دعائیں مانگتا حوالات میں پڑا رہتا ایک دن اسد صاحب حوالات میں آئے اور کہنے لگے دیکھ لیا امیروں سے محبت کا نتیجہ تم ایک جھونپڑی میں پلنے والے تم کہاں اور میری بیٹی کہاں تم اس قابل نہیں کہ امیروں سے محبت کرو تم ایک غریب آدمی ہو اور اپنی سوچ کو بھی غریب رکھو وہ میرے زخموں پر نمک ڈال کر مجھے غربت کا طعنہ دے کر چلے گئے۔

ایک دن اسد صاحب کی گھر پر غیر موجودگی کا فائدہ اٹھا کر ثمینہ میرے پاس حوالات آئی وہ مجھ سے رو رو کر معافی مانگنے لگی اور کہنے لگی میں بہت مجبور تھی اگر میں ایسا نہ کرتی تو وہ لوگ آپ کو مروا دیتے ساجد میں تم کو زندہ دیکھنا چاہتی ہوں میں تم سے پیار کرتی ہوں میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتی اور کہا میں تم کو یہاں سے جلد از جلد نکلوا لوں گی تم میرا یقین کرو میں تمہاری ہوں صرف تمہاری وہ کافی دیر مجھ سے باتیں کرتی رہی مجھے تسلیاں دیتی رہی اور

آنے کا کہہ کر چلی گئی ادھر اسد صاحب ثمینہ کی شادی کے بارے میں سوچ رہے تھے ایک دن اسد صاحب نے اپنے بہت ہی اچھے دوست ایس پی کاشف علی کو پیغام بھیجا کہ وہ اپنی بیٹی کا رشتہ آپ کے بیٹے فیاض احمد سے کرنا چاہتا ہے کاشف صاحب نے کہا اس سے اچھی ہمارے لیے اور کیا بات ہو سکتی ہے مجھ کو اس رشتے پر بہت خوشی ہو گی کچھ دنوں کے بعد اسد صاحب نے کاشف علی اور ان کے بیٹے فیاض احمد کو کھانے پر بلایا اور ثمینہ سے کہا کہ آج کچھ مہمان آ رہے ہیں تم تیار ہو جاؤ ثمینہ نے ان کی بات کا کوئی اثر نہ لیا اور چپ چاپ بیٹھی آنسو بہاتی رہی اس کو میرے علاوہ کچھ اچھا نہ لگتا تھا وہ ہر وقت میرے بارے میں سوچتی رہتی تھی شام کو مہمان آ گئے سب لوگ کھانے کی میز پر موجود تھے مگر ان میں ثمینہ نہیں تھی وہ اپنے کمرے میں بیٹھی قسمت پر رو رہی تھی ادھر کاشف صاحب نے پوچھا کہ ہماری بیٹی کہاں ہے نظر نہیں آ رہی اسد صاحب نے کہا کہ وہ اپنے کمرے میں ہو گی میں ابھی بلا کر لاتا ہوں جب اسد صاحب اس کے کمرے میں گئے تو وہ رو رہی تھی انہوں نے اسے سخت لہجے میں کہا کہ جلدی سے اپنا حلیہ ٹھیک کرو اور باہر آؤ ہم انتظار کر رہے ہیں اس کو ایک تو مجھ سے دوری کا غم تھا اور دوسرا اپنے باپ کے رویے کا بھی بہت افسوس تھا لیکن وہ اٹھی منہ پر پانی پھیرا اور کھانے کی میز پر جا بیٹھی سب لوگوں نے کھانا شروع کر دیا وہ بھی آہستہ آہستہ ان کے ساتھ کھانا کھاتی رہی اور دل ہی دل میں روتی رہی کاشف صاحب کھانے سے فارغ ہو کر ثمینہ سے مخاطب ہو کر بولے بیٹا ہم آپ کا رشتہ اپنے بیٹے فیاض کیلئے مانگنے آئے ہیں یہ بات سن کر اس کو بہت غصہ آیا اور اس نے سخت لہجے میں کہا کہ میں صرف ساجد سے شادی کروں گی میں اس گھر میں اس کی امانت ہوں اس کی یہ بات سن کر کاشف صاحب اسد صاحب سے معذرت کر کے چلے گئے اسد صاحب کو ثمینہ کے اس رویے پر بہت غصہ آیا مگر وہ کر بھی کیا سکتے تھے شام کو اسد صاحب ثمینہ کے کمرے میں گئے اور اسے سمجھاتے رہے بہت پیار کرتے رہے کچھ دنوں کے بعد اسد صاحب کے ایک دوست کے بیٹے کامران کا رشتہ آیا مگر ثمینہ نے اس سے بھی انکار کر دیا اس طرح بہت سے اچھے اچھے اور امیر گھرانوں کے رشتے آئے مگر وہ انکار کرتی رہی اور اسد صاحب کو اپنے دوستوں کے سامنے شرمندگی ہوتی رہی ہر بار ناکامی اور شرمندگی سے تنگ آ کر وہ ہماری محبت کے آگے ہار گئے وہ امیر ترین ہونے کے باوجود مجھ غریب کی محبت کو ختم نہ کر سکے ہماری محبت کے آگے ان کا لیبر فیکٹری جائیداد وغیرہ سب کچھ ناکام ہو گیا اور آخر کار تھک ہار کے اور اپنی ضد کو چھوڑ کے ثمینہ کے پاس گئے اور اس سے معافی مانگی اور ہماری محبت کو دل و جان سے تسلیم کر لیا اور مجھ کو اپنا بیٹا بنانے کا فیصلہ کر لیا اگلے دن اسد صاحب نے کورٹ جا کر اپنا کیس واپس لے لیا اور مجھے آزاد کروا دیا اور مجھے کہا کہ دو دن بعد آپ کا اور ثمینہ کا نکاح ہے اسد صاحب کے منہ سے یہ بات سن کر مجھے بہت خوشی ہوئی اور اسد صاحب جو اپنی بیٹی کے نام کے ساتھ میرا نام سننا پسند نہیں کرتے تھے جو ہر وقت مجھ کو مارنے کا منصوبہ بناتے رہتے تھے آج اپنے ہی ہاتھوں سے ہم دونوں کو لا کر ایک ہی صوفے پر بٹھا دیا یہ دن ہمارے لیے بہت ہی خوشی کا دن تھا جو برسوں کی مصیبتیں جھیلنے کے بعد آیا تھا آج ہماری خوشی کی انتہا نہ تھی کہ دو چاہنے والے ایک ہو رہے تھے ہماری محبت اور چاہت کو ایک نام مل رہا تھا اور وہ نام بہت ہی انمول نام ہے شوہر اور بیوی کا نام۔

اسد صاحب نے میری اور ثمینہ کی شادی کرنے کے بعد اپنی تمام جائیداد بنگلہ فیکٹریاں وغیرہ سب کچھ میرے نام کر دیا اور اپنی امیرانہ سوچ کو بدل دیا اپنی عیش و عشرت والی زندگی کو چھوڑ کر سادہ زندگی بسر کرنے لگے وہ ہم دونوں کو خوش دیکھ کر بہت خوش ہوتے اور ہمیشہ ہماری کامیابی اور خوشیوں کیلئے دعائیں کرتے رہتے۔ شاعر نے خوب کہا ہے۔

یہ ضروری نہیں کہ جس کو چاہا جائے وہ مقدر میں ہو فراز
ضروری یہ ہے کہ اتنا ٹوٹ کے چاہو کہ تقدیر ہی بدل جائے

❀❀❀

''میری خطا''

☑ ......تحریر: راشد لطیف، ملتان

میں یاسر کے آگے رونے لگا مجھے نسرین سے ایک بار ملوا دو یاسر نسرین کے پاس پھر گیا اور ھاتھ جوڑ کر منت سماجت کی ایک بار میرے دوست سے ملو نسرین نے کھا ٹھیک ھے میری ایک شرط ھو گی که تمھارا دوست اس گائوں میں پھر کبھی نھیں ائے گا یاسر نے کھا چلو ٹھیک ھے ھماری ملاقات باغ میں ھوئی میں اسے دیکھ کر بھت شرمندہ ھوا اور بھت خوش بھی تھا نسرین نے کھا یھاں کیوں ائے ھو مجھے رسوا کرنے ائے تم جو کوئی بھی ھو میں نے تجھے معاف کیا اور پھر یھاں نھیں انا میری منگنی ھو چکی ھے اور کچھ دنوں کے بعد میری شادی ھے نسرین کی باتیں سن کر میرا دماغ گھومنے لگا۔

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں

دنیا میں پیار کے نام سے کیا کچھ نہیں ہوتا یہ زندگی عجب کھیل کھیلتی ہے ایسا ہی کھیل میرے دوست ساجد نے کھیلا ساجد اس وقت جیل میں ہے اس نے مجھے بلایا میں اس سے ملنے گیا وہ مجھے دیکھ کر رونے لگا راشد تم مجھے ٹھیک کہتے تھے کاش میں ایسا نہ کرتا آج مجھے یہ دن نہ دیکھنا پڑتا راشد تم جواب عرض پڑھتے ہو یہ میری کہانی جواب عرض تک ضرور پہنچا دینا آگے کی کہانی میرے دوست ساجد کی زبانی۔

میں ماں باپ کا شہزادہ بیٹا تھا ہم دو بھائی اور دو بہنیں تھیں جو میں ضد کرتا وہ پوری ہوتی تھی میری دوستی کچھ برے لڑکوں کے ساتھ تھی اور کچھ میرے اچھے دوست بھی ہیں ان میں سے ایک راشد بھی ہے جب میں برا کام کرتا تو راشد مجھے سمجھاتا یار ایسا نہ کیا کرو۔

میرے محلے میں ایک شادی تھی شادی والے گھر پر مہمانوں کا بہت رش تھا دور دور سے مہمان آئے ہوئے تھے شادی والا گھر ہمارے گھر کے سامنے تھا دوستوں کے ساتھ میں گلی میں کھڑا تھا کچھ لڑکیاں ہمارے قریب سے گزریں میرے دوستوں نے کہا دیکھو کیسا مال ہے ساجد ان میں سے ایک بہت حسین تھی جو میرے دل کو بہت اچھی لگی پہلے میں کبھی کسی لڑکی کو غور سے نہیں دیکھتا تھا پہلی بار کسی لڑکی کو اتنے قریب سے دیکھ رہا تھا۔

نہ جانے میرے دماغ کو کیا ہو گیا تھا عجیب عجیب خیال آنے لگے کیا یہ پیار تھا یا شیطانی سوچ تھی میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا میں سیدھا راشد کے پاس چلا گیا اس کو میں نے سب کچھ بتایا راشد کہنے لگا ٹھیک ہے تمہیں پیار ہونے لگا ہے اب تم بدل جاؤ گے پیار کرو پر تم کسی کی عزت خراب نہ کرنا اور اسے دھوکا نہ دینا کتنی عجیب چیز ہے پیار اور میں چلا آیا مجھے ایک پس چین نہیں آ رہا تھا وہ میرے سامنے میں اسے دیکھتا ہی رہوں میں یہ سوچ رہا تھا تو وہی لڑکیاں سامنے سے گزریں میرے منہ سے نکلا ذرہ

ٹھہر جاؤ وہ لڑکیاں رکیں اور غصہ کرنے لگیں او مسٹر تم کون ہو اور کیوں ہمیں روکا ہے تم ہمیں جانتے نہیں ہو ہم کون ہیں تمہاری ماں بہن کوئی نہیں ہے مجھے نہ جانے ان کی باتیں سن کے کیا ہو گیا تھا۔

میں نے اس حسن والی لڑکی کا ہاتھ پکڑا وہ شور مچانے لگی اور بہت سارے لوگ آگئے جو نہیں ہونا تھا وہی ہو گیا سب نے مجھے برا بھلا کہا اور سب نے کہا تم بدتمیز ہو بے غیرت لڑکے ہو جاؤ یہاں سے چلے جاؤ مجھے خود پر بہت غصہ آیا یہ میں نے کیا کیا قارئین مجھے کیا معلوم تھا محبت کیسے کرتے ہیں پھر میں سوچتا رہا کیا وہ لڑکی مجھ سے محبت کرے گی۔

عشق تو اندھا ہوتا ہے نہ جانے میں کیا کیا سوچتا رہا اگلے دن دوست راشد کے پاس گیا میں نے اس کو سب کچھ بتایا راشد نے کہا ساجد پریشان نہ ہو خدا اکرم کرے گا تم جا کے اس لڑکی سے معافی مانگو یار مجھے معلوم نہیں وہ کہاں رہتی ہے چلو میں معلوم کر کے تمہیں بتاؤں گا راشد نے کہا میں پریشان ہو کر گھر چلا آیا سارا دن اس کے خیالوں میں گم رہا اور مجھے پتہ نہ چلا اور رات ہو گئی کیسے مجھے نیند آتی سوچتے سوچتے آخر کار نیند کی دیوی مہربان ہو گئی صبح اٹھ کر کر راشد کے پاس چلا گیا جب میں وہاں پہنچا تو مجھے دیکھ کر راشد مسکرانے لگا مجھے لگتا ہے ساجد تم پاگل ہو گئے ہو اس نے کہا میں نے سب کچھ معلوم کر لیا ہے وہ کہاں رہتی ہے ہمارے ساتھ والا گاؤں وہ وہاں رہتی ہے اس کا نام نسرین ہے۔

یہ سن کر میں بہت خوش ہوا میں راشد سے اجازت لے کر اور اس کے گاؤں میں چلا گیا جب میں وہاں پہنچا تو میں نے سوچا اب میں کیسے ملوں اس سے وہاں میرا دوست رہتا تھا میں دوست کے پاس چلا گیا اور اس کو سب کچھ بتایا وہ کہنے لگا دوست میں کچھ کرتا ہوں وہ میرے دوست کے رشتہ دار لگتے تھے اور وہ ان کے گھر گیا نسرین کو اس نے سب کچھ بتایا نسرین غصہ میں آگئی وہ کہنے لگی وہ بدتمیز لڑکا ہے یاسر تم میرے گھر سے چلے جاؤ قارئین میں اپنے دوست کا نام بتانا بھول گیا جو نسرین کے گاؤں کا رہنے والا تھا۔

اس کا نام یاسر تھا اور نسرین کا کزن تھا اور میرا بہت اچھا دوست تھا یاسر تم میرے کزن نہ ہوتے تو برا سلوک کرتی نسرین نے کہا یاسر وہاں سے چلا آیا اور مجھے آ کر سب کچھ بتایا میں یاسر کے آگے رونے لگا مجھے نسرین سے ایک بار ملوا دو یاسر نسرین کے پاس پھر گیا اور ہاتھ جوڑ کر منت سماجت کی ایک بار میرے دوست سے ملو نسرین نے کہا ٹھیک ہے میری ایک شرط ہو گی کہ تمہارا دوست اس گاؤں میں پھر کبھی نہیں آئے گا یاسر نے کہا چلو ٹھیک ہے ہماری ملاقات باغ میں ہوئی میں اسے دیکھ کر بہت شرمندہ ہوا اور بہت خوش بھی تھا نسرین نے کہا یہاں کیوں آئے ہو مجھے رسوا کرنے آئے تم جو کوئی بھی ہو میں نے تجھے معاف کیا اور پھر یہاں نہیں آنا میری منگنی ہو چکی ہے اور کچھ دنوں کے بعد میری شادی ہے نسرین کی باتیں سن کر میرا دماغ گھومنے لگا۔

میں نے نسرین کے آگے ہاتھ جوڑ کر کہا میں آج تک کسی کے پیار نہیں کیا نہ مجھے کوئی پسند آیا ہے دیکھو میرا دل نہ توڑو تیرے بغیر میں مر جاؤں گا اس نے میری ایک نہ سنی اور کہا اب تم جاؤ میں نے کہا نسرین میری بات کان کھول کر سن لو تم میری نہیں بنو گی تو میں کسی اور کا نہیں بننے دوں گا تو سوچ بھی نہیں سکتی میں کیا کچھ کر سکتا ہوں میں نے کچھ اس طرح کہا۔

عشق جنت بھی ہے عشق جہنم بھی ہے
عشق آسان بھی ہے عشق مشکل بھی ہے
عشق پاگل کرے عشق بے گھر کرے
عشق بے درد کرے عشق زندگی بھی ہے
عشق موت بھی ہے عشق ہنساتا بھی ہے
عشق رلاتا بھی ہے عشق مجبوری بھی ہے
عشق معذوری بھی ہے عشق سوچ کر کرنا
عشق بڑا ظالم بھی ہے

میں نے کہا نسرین اچھا چلتا ہوں میری بات یاد رکھنا میں کچھ بھی کر سکتا ہوں نسرین نے کہا میری منگنی نہ ہوتی تو شاید تم سے پیار کرتی خدا کے لیے تم مجھے بھول جاؤ میں تمہاری نہیں ہو سکتی مجھے دنیا میں رسوا مت کرنا میں ایک شریف لڑکی ہوں اگر تم مجھے سچا پیار کرتے ہو تو میری خوشی کو اپنی خوشی سمجھو اور خدا کے لیے کبھی بھی میرا نام اپنی زبان پر نہ آنے دینا مجھے یقین ہے تم ایسا ہی کرو گے۔

اب میں چلتی ہوں اور دیکھو ساجد تم کوئی اچھی سی لڑکی دیکھ کر شادی کر لو میں نے کہا نسرین میں نے تم سے محبت کی ہے تجھے اپنا بنا کے رہوں گا دیکھو میں بہت ضدی ہوں جو بات میں کرتا ہوں وہ پوری کرتا ہوں ساجد میں پھر بھی تمہیں کہتی ہوں مجھے رسوا مت کرنا چلو میں اب چلتی ہوں خدا حافظ۔

وہ چلی گئی میں اسے دیکھتا رہا میری صرف ایک پل کی محبت تھی جو ختم ہو گئی میں گھر چلا آیا گھر آتے ہی مجھے بخار ہو گیا اور راشد میرے گھر آیا میرا پتہ لینے کیلئے میں نے راشد کو نسرین کی سب باتیں بتائیں راشد نے کہا جو خدا کرتا ہے وہ ٹھیک کرتا ہے چلو نسرین نے تجھے معاف تو کر دیا راشد چلا گیا میں بیٹھ کر سوچتا رہا اب میں کیا کروں ان ہی سوچوں میں دن گزرتے گئے اور مجھے پتہ نہ لگا ایک دن یاسر کا فون آ گیا ساجد کل نسرین کی شادی ہے میرا دماغ گھومنے لگا میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ میں کیا کروں میں پاگل ہوتا جا رہا تھا آخر کار میں اس سوچ پر پہنچا کہ کل میں وہاں ضرور جاؤں گا اور نسرین کو آخری بار دلہن کے روپ میں دیکھوں گا میں یاسر کو فون کیا کل میں آپ کے پاس آ رہا ہوں یاسر نے کہا چلو ٹھیک ہے کل میں یاسر کے پاس پہنچ گیا اس نے بتایا نسرین نے مجھے کہا تھا کہ تیرا دوست بہت اچھا ہے میری منگنی نہ ہوئی ہوتی تو میں ضرور تیرے دوست سے محبت کرتی۔ اور شادی بھی کرتی اسے کہنا خدا کے لیے نسرین کو معاف کر دینا یاسر نے کہا آؤ چلیں شادی والے گھر جب ہم وہاں پہنچے تو یاسر نے کہا آؤ تمہیں دلہن والے کمرے میں لے چلوں ابھی ہم چلنے کی تیاری کر رہے تھے تو وہ دلہن کو باہر لے کر آ رہے تھے جب میرے سامنے نسرین آئی بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔

میں کیا سوچ کے گیا تھا اور کیا ہو گیا میری سوچ تھی کہ میں نسرین کے سامنے خود کو ختم کر لوں لیکن ایسا نہ ہوا میری سوچ بدل گئی میرے دماغ میں اندھیرا ہو گیا میں نے جیب سے پسٹل نکالا اور نسرین کو گولی مار دی میں خود کو گولی مارنے لگا کچھ آدمیوں نے آ کر مجھے پکڑ لیا۔

قارئین یہ تھی میرے دوست ساجد کی کہانی تمام قارئین سے گزارش ہے کہ نسرین کیلئے دعا کریں اللہ تعالیٰ نسرین کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

آپ کی قیمتی آراء کا منتظر رہوں گا۔

❀❀❀
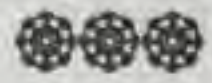
نعت رسول مقبولؐ

شوق و نیاز و عجز کے سانچے میں ڈھل کے آ
یہ کوچۂ حبیبؐ ہے پلکوں سے چل کے آ
امت کے اولیا بھی ادب سے ہیں دم بخود
یہ بارگاہِ سرورِ دین ہے سنبھل کے آ
آتا ہے تو جو شہر رسالت مآب میں
حرص و ہوا کے دام سے باہر نکل کے آ
ماہِ عرب کے آگے تیری بات کیا بنے
اے ماہتاب روپ نہ ہر شب بدل کے آ
سوز و تپش سخن میں اگر چاہتا ہے تو
عشق نبیؐ کی آگ سے مریز پگھل کے آ

(مریز بشیر گوندل، گوجرہ)

میری ماں

تپتی دھوپ کے شعلوں میں
کالی رات کی گھٹاؤں میں
میری ماں میرا سہارا ہے
ڈوبتے سمندر کے ساحل جیسے
میری ماں میرا کنارہ ہے
دنیا کی بے موج ہواؤں میں
میری ماں کا وجود گوارہ ہے

(عبادت کاظمی، ڈیرہ اسماعیل خان)

"دوراستے"

تحریر: محمد شہباز گل، گوجرانوالہ

آپ ایک بچے کے باپ ہو جس نے زندگی کا ہر پل آپ کی یاد میں اور آپ کے ساتھ گزارنے کا سوچا مگر اپ نے یہ کیا کیا میں نے کبھی اپ کے علاوہ کیسی کے بارے میں سوچا نہیں اور اپ شادی کی بات کر رہے ہو میں اپنی زندگی اپ کے قدموں میں گزارنا چاھتی ہوں اور اپ مجھ کو اپنے قدموں سے ہٹا رہے ہو میں یہ سب باتیں بول رہی تھی اور وہ چپ چاپ سن رہا تھا جواب دو وقاص یہ جو چار سال تھے کیا تھے میری باتوں کا اس پر کچھ اثر نہیں ہوا اور بولا کہ تم میرے ساتھ رہنا چاھتی ہو یا پھر طلاق لینا چاھتی ہو؟ اف خدایا میں نے کتنی بڑی بھول کر دی جس کی خاطر میں نے اپنے ماں باپ کو ٹھکرا دیا ہر چیز کو چھوڑ دیا یہاں تک کہ اپنی ذات کو بھی بھول گئی وہ اج زندگی کے چوراھے پر لا کر ایسا کرے گا میں نے تو کبھی سپنے میں بھی نہیں سوچا تھا کہ زندگی اس طرح ٹوٹ کر بکھر جائے گی وہ محبت کا پیکر اج میری محبت سے سودا کرے گا افسوس ھے اپنی بے بسی پر کہ مجھ کو دھوکے میں رکھا اور میری زندگی سے کھیلتا رہا اس نے اپنے بات ہونے کو بھی نہ دیکھا کہ میری بیٹی کا کیا ہو گا۔

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں

وہ مجھ سے محبت تو کرتا تھا پر نہ جانے کیوں میری محبت میں کون سی کمی آ گئی جو وہ دوسری شادی کے بارے میں سوچنے لگا اور محبت کا دعویٰ کرنے لگا لیکن پھر بھی میں اس کا ساتھ چاہتی ہوں کیونکہ وہ میری محبت ہے اور میں اپنی محبت کو کھونا نہیں چاہتی کبھی نہیں۔

زندگی بھی نہ جانے کس موڑ پہ لا کر کھڑا کر دیتی ہے کہ ہر فیصلہ کرنا بہت مشکل ہو جاتا ہے کچھ لوگ اپنی محبت کے لیے روتے ہیں کچھ لوگ اپنی قسمت پہ روتے ہیں تو کچھ لوگ اپنے مقدر پہ مگر میں کیسے روؤں کچھ سمجھ نہیں آتا میں آپ کو بتاتا چلوں میرا نام محمد شہباز گل ہے یہ کہانی میری ایک جاننے والی کی ہے جو کہ جواب عرض پڑھتی ہے اور اس کے بہت زیادہ اصرار پر میں یہ کہانی لکھنے جا رہا ہوں مجھے محبت ہوئی اور اپنی ہر سانس دل و جان سے بھی زیادہ اس کو چاہا اور اس نے بھی مجھے اتنا ہی پیار کیا مگر جو قسمت کو منظور ہو ہوتا وہی ہے ہم نے اپنی محبت کو پانے کے لیے ہر ممکن کوشش کی رشتہ دار ہونے کی وجہ سے ہم مل بھی [illegible] اف میں آپ کو اپنا نام بتانا بھول گئی جی میرا نام انمول ہے لیکن اب بے انمول ہو گئی ہوں جیسے میری قیمت کھو گئی ہو خیر ہم ایک دوسرے جنون کی حد تک پیار کرتے تھے ہم گھر والوں سے لڑتے جھگڑتے گئے پر ہار نہیں مانی وقاص مجھے اکثر کہتا تھا کہ انمول اگر ہم نہ مل سکے تو میں جذباتی ہو جاتی چیخنا شروع کر دیتی روتی اپنی حالت

پاگلوں جیسی بنالیتی اور کہتی کہ اگر تم نہ مل سکے تو میں خود کو مٹا دوں گی ہر چیز کو آگ لگادوں گی مگر گھر والے مان گئے اور پھر ہماری شادی ہو گئی ہم دونوں بڑے خوش تھے خوش بھی کیوں نہ ہوتے زندگی میں جس چیز کو شدت سے چاہا اس کو پالیا وقاص کو پا کر جیسے میری قیمت اور بڑھ گئی دنیا کا سب سے قیمتی سرمایہ محبت جو میرے ساتھ تھی اب تو ہر رات چاندرات ہر موسم بہار کا موسم لگتا تھا میں اپنی محبت کو لے کر اتنی خوشی تھی کہ دنیا میں اپنے آپ کو بہت خوش قسمت سمجھتی تھی کہ لوگ اپنی محبت میں مر مٹ جاتے ہیں پر محبت کو حاصل کرنے میں ناکام ہو جاتے ہیں پر میں نے محبت کی اور اس کو حاصل بھی کیا زمانے کی ہر چیز میں مجھ کو پیار نظر آنے لگا وقاص کے قرب کو پا کر میں تو اس جہان اس دنیا اس زمانے کو ہی بھول گئی تھی ہر وقت بس وقاص کے خیالوں میں کھوئے رہنا ہی میری زندگی کا مقصد ہو جیسے ہر چیز مجھ پر مہربان تھی پھر اک سال بعد اللہ نے ہمیں اک چاند سی بیٹی دی اور پھر میرے دل میں وقاص کے لیے اور بھی محبت بڑھ گئی وہ میرا بہت زیادہ خیال رکھتا تھا دنیا جہاں کی خوشیاں میری قدموں میں تھی اس قدر دنیا کو بھول گئی تھی کہ اپنے سائے سے بھی وقاص کی باتیں کرتی تھی مگر نہ جانے کیوں وہ کبھی کبھی اک لڑکی سے بات کرتا تھا جو کہ ہماری رشتہ دار تھی تو مجھ کو تو وقاص پہ یقین تھا مگر لڑکی کا کیسے کرتی تو میں وقاص کو کہتی کہ آپ کا اس لڑکی سے بات کرنا مجھ کو اچھا نہیں لگتا تو وقاص کہتا میری جان وہ تو میری کزن ہے بھلا آپ کو کیا پرابلم ہے میں تو صرف اپنی جان کا ہوں اور میں تھی کہ ہر بات بھول جاتی کہتے ہیں محبت اک خوبصورت دریا ہے جو اپنے ساتھ ہزاروں خوشیاں خواب لیے بہتا ہے اور میں تو اس کی گہرائی سے بھی آگے نکل چکی تھی میں نے اپنی ہر سانس میں اپنے شوہر کو پرو دیا تھا میری صبح میری شام بس وقاص کے نام میں تو اک پل کی بھی دوری برداشت نہیں کرتی تھی کہ میرا وقاص مجھ سے دور ہو اور وہ بھی مجھ سے بے پناہ پیار کرتا تھا مگر اس نے ایسا کیوں کیا یہ آج تک میں نہیں جان پائی جب وقاص گھر ہوتے تو میں ہر پل ان کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھتی اور جب وہ کام پر چلے جاتے تو اپنی پیاری سی بیٹی کو پیار کرتی زندگی کا پہیہ مسلسل اسی طرح چل رہا تھا اور وہی وعدے جو وقاص نے میرے ساتھ کیے تھے وہ کسی اور کے ساتھ بھی ہو رہے تھے لیکن میں بے خبر تھی دیکھتے دیکھتے ان کی محبت بہت زور پکڑ گئی اب مجھ کو لگا جیسے وقاص کا رخ مجھ سے کچھ ہٹ گیا ہے اور میں یہ بات وقاص کو کہہ بھی دیتی کہ آپ آج کل پریشان رہتے ہیں وہ کام کا بہانہ بنا کر مجھ سے جان بچا لیتے مگر مجھے کچھ کچھ گھبراہٹ ہونے لگتی کہ کچھ تو ہے جو میری جان مجھ سے چھپا رہی ہے۔

خیر ایک دن میں نے وقاص کو فون پر بات کرتے دیکھ لیا وہ کچھ شادی وغیرہ کی بات کر رہا تھا مجھ کو دیکھا تو فون بند کر دیا آج مجھے لگا کہ شاید میری محبت میں کوئی کمی تھی جو وقاص میری معصوم محبت سے کھیلتا رہا مگر وہ ایسا تو نہیں تھا پھر کیوں میں نے وقاص کے قدموں میں گر کر کہا تو وہ چپ رہا آج تو جیسے زندگی اور سانس مجھ پر بوجھ لگ رہی تھی زندگی اک ایسے چراغ کی مانند بن گئی جس کو لوگ اپنے مطالب کے لیے جلاتے اور بجھاتے ہیں کیا محبت میں بھی ایسا ہوتا ہے میں نے تو ہر چیز کو بھلا دیا یہاں تک کہ اپنے آپ کو بھی مگر مجھ کو کیا ملا شام کو جب وقاص گھر آیا تو میں نے کہا کہ جان مجھ کو بتا دو کہ کیا بات ہے تا کہ میرا میری محبت پر جو غرور تھا وہ ٹوٹ جائے تو آخر وقاص بول پڑا کہ میں اپنی کزن سے محبت کرتا ہوں اور اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں اس نے یہ بات بولی اور میری ساری خوشیاں اداسیوں میں بدل گئیں ہر اک چیز مجھ کو بے وفا سی لگی کہ جس کو میں نے اپنی ذات سے بڑھ کر چاہا وہ آج کسی اور سے محبت کر رہا ہے تو میں نے کہا وقاص مجھ کو اک بات کا جواب دو جو مجھ سے تم نے کی وہ کیا تھی کیا وہ محبت تھی یا؟

آپ ایک بچے کے باپ ہو جس نے زندگی کا ہر پل آپ کی یاد میں اور آپ کے ساتھ گزارنے کا سوچا مگر آپ نے یہ کیا کیا میں نے کبھی آپ کے علاوہ کسی کے بارے میں سوچا نہیں اور آپ شادی کی بات کر رہے ہو میں اپنی زندگی آپ کے قدموں میں گزارنا چاہتی ہوں اور آپ مجھ کو اپنے قدموں سے ہٹا رہے ہو میں یہ سب باتیں بول رہی تھی اور وہ چپ چاپ سن رہا تھا جواب دو وقاص یہ جو چار سال تھے کیا تھے میری باتوں کا اس پر کچھ اثر نہیں ہوا اور بولا کہ تم میرے ساتھ رہنا چاہتی ہو یا پھر طلاق لینا چاہتی ہو؟ اف خدایا میں نے کتنی بڑی بھول کر دی جس کی خاطر میں نے اپنے ماں باپ کو ٹھکرا دیا ہر چیز کو چھوڑ دیا یہاں تک کہ اپنی ذات کو بھی بھول گئی وہ آج زندگی کے چوراہے پر لا کر ایسا کرے گا میں نے تو کبھی سپنے میں بھی نہیں سوچا تھا کہ زندگی اس طرح ٹوٹ کر بکھر جائے گی وہ محبت کا پیکر آج میری محبت سے سودا کرے گا افسوس ہے اپنی بے بسی پر کہ مجھ کو دھوکے میں رکھا اور میری زندگی سے کھیلتا رہا اس نے اپنے بات ہونے کو بھی نہ دیکھا کہ میری بیٹی کا کیا ہوگا۔

میں ہر طرح سے روئی تڑپی کہ وقاص ایسا مت کرو آخر تم ایک باپ ہو ایک شوہر بھی ہو یہ تم کیا کر رہے ہو مگر پتہ نہیں اسے کیا ہو گیا تھا جب میری محبت اپنا دم توڑ گئی اور میری ساری کی ساری کوششیں ناکام ہو گئیں تو میں اپنے ماں باپ کے گھر چلی گئی وہ ہی ماں باپ جن کو میں سالوں پہلے ٹھکرا کر آئی تھی ایک ایسے شخص کی خاطر جو آج مجھ سے اپنا رخ موڑ گیا میں اور میری بیٹی اپنی امی ابو کے گھر آ گئے شاید مجھ کو اپنے ماں باپ کو ستانے کی سزا مل رہی تھی میں امی ابو کے قدموں میں گر پڑی اور رو رو کر اپنی غلطی کی معافی مانگی تو امی نے پوچھا کہ ہوا کیا ہے کیا بتاتی کہ جس کو چاہا جس کی محبت پہ یقین تھا آج وہ میرا ساتھ چھوڑ رہا ہے ساری بات گھر والوں کو بتائی اب گھر والے کیا کر سکتے تھے سوائے افسوس کرنے کے ہاں یہ بات سچ ہے کہ زندگی میں ہر چیز بے وفا ہو سکتی ہے مگر ماں باپ نہیں میں ٹوٹ کر بکھر گئی پر میرے ماں باپ نے مجھے سہارا دیا کہ اللہ خیر کرے گا اب تمہارا کیا خیال ہے مگر میں تھی کہ اب بھی وقاص کو کھونا نہیں چاہتی تھی کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

ان سے اک پل میں کیا بچھڑ جائیں ہم
جن کو ملنے میں شاید زمانے لگے ہیں

میں تو اب بھی اسے کھونا نہیں چاہتی تھی میں تو بس اس کے نام سے منسوب رہنا چاہتی تھی گھر والوں نے کہا کہ تم طلاق لے لو مگر میں ایسا ہرگز نہیں کرنا چاہتی تھی لاکھ کوشش کے باوجود میں نے یہ فیصلہ کیا کہ میں وقاص کے ساتھ ہی رہوں گی اور چاہے وہ دوسری شادی کر لے میں کسی صورت بھی اسے کھونا نہیں چاہتی اور آج میں نے یہ فیصلہ کر لیا ہے میں وقاص کے قدموں میں ہی مروں گی بس! پتہ نہیں کیوں ہم جس چیز کو چاہتے ہیں اس کے مل جانے کے نشے میں کیوں کھو جاتے ہیں کہ دنیا جہاں سے بے خبر ہو جاتے ہیں اپنے دکھ کم کرنے کی کوشش کرتی ہوں مگر یہ دکھ ہے کہ اور بڑھ جاتے ہیں ایسا لگتا ہے جیسے ان کے سوا اور کوئی نہیں ہے نہ جانے کیوں آج مجھ کو میری محبت ہی مجھ اندر سے کھائے جا رہی ہے اور میں کمزور ہوتی جا رہی ہوں ایک بار پھر سے میں نے ہر چیز کو ٹھکرا کر فیصلہ کیا پتہ نہیں اب کیا ہوگا میں نے تو زندگی میں ایک بار محبت کیا اور آج بھی اس کو نبھا رہی ہوں نہ جانے لوگ محبت کو کیا سمجھتے ہیں جو ہر ایک نیا چہرہ دیکھا اس سے محبت کا اظہار کر لیا اصل میں محبت اپنا وجود کھو چکی ہے انسان میں صرف لالچ اور مکاری ہے ہر چیز کھوکھلی ہو گئی ہے رشتوں کی پہچان ختم ہو گئی ہے لوگ بس زندگیوں سے کھیلتے ہیں دلوں کو کھلونا سمجھتے ہیں پتہ نہیں کیوں انسان ایسا کرتا ہے شاید اپنی ذات کے لیے یا اپنی انا کے لیے میری درخواست ہے ان پیار کرنے والوں سے جو کسی کو پیار تو کرتے ہیں خدایا اس پیار کو آخر سانس تک نبھائے ایک بار جس کا ہاتھ تھام لے تو تا قیامت نہ چھوڑیئے آپ سے گزارش ہے کہ میرے لیے دعا کریں اس بار میں اپنی محبت کو جیت جاؤں اور اس فیصلہ سے مجھ کو پچھتانا نہ پڑے اللہ تعالیٰ ہر کسی کی محبت کو نظر بد سے بچائے۔ آمین میں کہاں تک کامیاب ہوا ہوں آپ کی آراء کا انتظار رہے گا۔

❀❀❀

"بکھری بکھری سی ہے زندگی"

☑......تحریر: مجید احمد جائی، ملتان

رات ارمانوں کی نظر ہو گئی اس نے جو کہنا تہا جو کرنا تھا کر لیا صبح ولیمہ تھا اس نے چند دوستوں کو مدعو کیا تھا اس کی دوسری بیوی کو کچھ علم نہ تھا وہ مجھے دور ایک محل میں لے ایا تھا جہاں صرف اور صرف میں مقیم تھی اس کے کسی رشتے دار کو علم نہ تھا ولیمہ والے دن وہ یہ کہہ کر گیا کہ جان تم ارام کرو میں دوستوں کے ساتھ جا رہا ہوں شام تک واپس لوٹ اٹوں گا میرا والد بھی واپس چلا گیا میں تنہا چار دیواری میں قید تھی کوی میرا ساتھی نہ تھا لمحے پل میں بدلتے رہے منٹ گھنٹوں میں تبدیل ہوتے گئے صبح سے دوپہر، دوپہر سے شام کے سائے ڈھلنے لگے ہر طرف اندھیرا چھانے لگا ساتھ ساتھ میری زندگی بھی تاریکی میں ڈوبتی گئی ایک ایک لمحہ اذیت بنتا گیا بے رحم وقت دوڑتا رہا انیظار کی سولی پر لٹکی رہی رات گزرتی رہی ایک رات گزر گئی دن گزر گیا وہ نہ ایا اسی طرح اٹھ دن بیت گئے میری زندگی کامالک جسے میں اپنا مقدر اپنا سب کچھ سمجھ چکی تھی مجھے عذابوں میں مبتلا کر کے دور کھیں جا چکا تھا میں ڈر گئی میرا ایک ایک لمحہ اذیت بنا ہوا تھا تنہائی مجھے ڈسنے لگی تھی سانسیں رکتی ہوئی محسوس ہوتی تھیں لمحہ لمحہ مرتی رہی تنہائی کی ناگن ڈستی رہی اسمان بھی میری بے بسی پر ھنستا رہا گھر کی دیواریں میرا مذاق اڑاتی رہیں نہ کھانے کا ہوش نہ پینے کا ہوش اپنے اپ کو کوستی رہی مقدر سے شکوے ہوتے رہے انسو گرتے رہے میں غموں میں نہاتی رہی دنیا کے لوگوں کو کیا خبر اس محل میں کوئی زندگی کتنی تڑپ رہی ہے کتنی سسک رہی ہے غموں کی وادی میں ڈوبتی رہی بالآخر اٹھویں دن شام کے سائے ڈھل چکے تھے سورج اپنی تمازت سمیٹ چکا تھا اندھیرا چھانے والا تھا کہ میری زندگی کا مالک میرے حسن کا مالک اگیا میں رونے لگی انسو رکنے کا نام نہیں لے رہے تھے زندگی میرا مذاق اڑا رہی تھی میں مورتی بنی کھڑی رہی اس نے مجھے باہوں میں بھر لیا۔ (درد بھری سچی کہانی)

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں

عیدالفطر کی چھٹیاں گزارنے کے بعد میں واپس لاہور آ رہا تھا لوکل گاڑی سے وہاڑی چوک پہنچا وہاں سے لاہور کے لیے علی ایکسپریس کا انتخاب کیا میں وقت سے پہلے پہنچ چکا تھا انتظار گاہ میں جواب عرض کا مطالعہ کرتا رہا آخر کار گاڑی کا ٹائم ہوا اور میں اپنا بیگ ان کے حوالے کرنے کے بعد اپنی سیٹ پر آ بیٹھا رات کے 9 بجنے والے تھے میں اپنی سیٹ پر گم سم بیٹھا زندگی کا جائزہ لے رہا تھا یادوں کا دین ایمان نہیں ہوتا کب اور کہاں آ جائیں

دوستوں سے ایس ایم ایس کے ذریعے باتوں کا سلسلہ جاری تھا اسی دوران میں نے ایک ایس ایم ایس اپنی پیاری دوست کو کیا جو جواب عرض کی بہت اچھی رائٹر اور شاعرہ بھی جواب عرض کے ہر کونے میں ان کا نام سجا ہوتا ہے انہوں نے جواب عرض میں جب شمولیت اختیار کی میں زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہا تھا چار سال بستر مرگ پر گزر گئے اور اس دوران انہوں نے بہت نام کمایا ان کی تحریریں شاعری جواب عرض کے قارئین نے بہت پسند کی۔ لیکن کسی کو کیا خبر کہ لوگوں کو ہنسانے والی یہ شخصیت اندر سے کتنی ٹوٹ چکی ہے اس نے اپنے اندر کتنے درد و غم چھپائے ہوئے ہیں غموں کی آگ انسان کو جلا کر رکھ دیتی ہے افراتفری کے دور میں کسی کے پاس اتنا وقت بھی نہیں کہ کسی کو دو بول محبت کے کہہ سکے چہرے پہ چہرے بدلتے لوگ کیا جانے محبتوں کے رشتے کیسے ہوتے ہیں حقیقت تو یہ ہے کہ کسی نے یہ جاننے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی لوگ صرف لفظوں سے محبت کرتے ہیں شہرت سے محبت کرتے ہیں دولت سے محبت کرتے ہیں حسن کے پجاری جسموں سے کھیلنے والے کیا جانیں دل کیا ہوتا ہے کاش کوئی اندر کے دکھ بھی بانٹ لیتا بہت کم لوگ دنیا میں ایسے ملتے ہیں جو کسی کے درد کو محسوس کرتے ہیں ایکاش میں دنیا کے ہر دکھی انسان سے اس کے غم دکھ خرید کر خوشیاں مفت میں دے دیتا پھول پیش کر کے کانٹے خرید لیتا کاش میں کسی کے کام آ سکتا۔

میری پیاری دوست آپ کا ہر غم میرا غم ہے زندگی کے کسی پل کسی لمحہ کسی موڑ پر میری ضرورت پڑے تو صرف ایک مس کال یا ایس ایم ایس کر دینا۔ یہ ٹوٹا ہوا، بکھرا ہوا، زخموں سے چور چور، زمانے کا ستایا ہوا محبت کا پجاری وفا نبھانے، الا آپ کا منتظر ہو گا آپ میرے دکھ درد جاننا چاہتی ہو تاں ضرور زندگی نے ساتھ دیا تو شیئر کروں گا۔

ہاں تو میں اصل موضوع کی طرف آتا ہوں اس عظیم ہستی نے ہمیں اس قابل سمجھا کہ میرے ایک لفظ سے انہوں نے مجھ سے رابطہ کیا۔ ماہ اگست میں میری اسٹوری کڑوے بادام کے نام سے شائع ہوئی اور کالم آئینہ روبرو میں میرا رابطہ نمبر بھی شائع ہوا تو اس محبت کرنے والی ہستی نے رابطہ کیا ایس ایم ایس کے ذریعے ایک دوسرے کا تعارف ہوا۔ سنڈے والے دن میں نے درخواست کی کہ میں آپ کو کال کرنا چاہتا ہوں اجازت ہو تو کیونکہ میں ہر کسی کی مجبوریاں سمجھتا ہوں مجھے فوراً ایس ایم ایس ملا کر لیں کال ایس ایم ایس ملتے ہی میں نے کال کی رسمی سلام دعا کے بعد میں نے نام پوچھا تو انہوں نے جواب دیا جس کے بارے میں آپ نے جواب عرض میں لکھا تھا بات جاری رکھتے ہوئے جواب دیا نہیں مجھے آپ سے سننا ہے تو انہوں نے اپنا پیارا نام بتا دیا کاش ناموں کی طرح زندگی بھی حسین ہوتی اتنا پیارا نام اور زندگی میں دکھوں کے طوفان میرے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ شاید زندگی ہے بھی مر مر کے جیئے جانے کا نام اسی طرح ہمارا کبھی کبھار ایس ایم ایس کے ذریعے رابطہ ہو جاتا لیکن مصروفیات کی وجہ سے بات نہیں ہو پائی تھی میری طرح ان کی زندگی بھی دکھوں کی دلدل میں پھنسی ہوئی تھی وہ بھی زخموں سے چور چور تھی اسے بھی اپنوں نے دکھ دیئے اپنوں نے جینا عذاب بنا دیا اپنوں نے برباد کیا اپنوں نے زندگی کی کشتی سمندر بھنور میں لا کھڑی کی تھی میری طرح وہ بھی خون کے آنسو روتی تھی وہ بھی زندگی سے خفا تھی میں بھی زندگی سے بیزار تھا میں چاہتا تھا کہ کال کر کے ایک دوسرے کے حال و احوال معلوم کیے جائیں لیکن بے رحم وقت نے ایسا نہیں ہونے دیا کبھی کبھار ایک دو منٹ کی کال وہ بھی مجبوریوں کی نظر ہو جاتی تھی خیر اس دن میں ملتان سے لاہور جاب پر آ رہا تھا تو انہوں نے مجھے اپنی زندگی کے حالات بتائے ان دنوں وہ ہستی خانیوال اپنے کسی رشتے دار کے پاس آئی ہوئی تھی میں خانیوال پہنچا تو ان کی یاد شدت اختیار کر گئی اور یوں ایس ایم ایس کے ذریعے رابطے شروع ہو گئے پھر جو انہوں نے داستان بتائی یقین کریں ان کے ساتھ ساتھ میرے بھی آنسو جاری تھے زندگی کسی کے ساتھ ایسا مذاق بھی کرتی ہے انسان پھولوں کی نگری میں رہنا چاہتا ہے لیکن کانٹوں سے دامن بھر جاتا ہے انسان خوش رہنا چاہتا ہے لیکن بے درد زمانہ دکھوں کی نگری میں دھکیل دیتا

ہے کسی کے ارمانوں کا جذبات کا خون کر کے کیا حاصل ہوتا ہے ان لوگوں کو۔ اپنے مقاصد کیلئے کسی کی زندگی یوں اجیرن بنا دیتے ہیں یہ سوچتے ہوئے جسم کا روں روں کانپ اٹھتا ہے اس دن انہوں نے کال کی تھی اسی دوران آنسو جاری تھے میں محسوس کر سکتا تھا کہ میری پیاری دوست رو رہی تھی روہانسی آواز نے مجھے بے چین کر دیا، میرا بھی دامن آنسوؤں کے سیلاب سے تر ہوتا گیا سبھی مسافر خواب خرگوش کے مزے لے رہے تھے میں نے خوب دل کا بوجھ ہلکا کیا میں کال کرنا چاہتا تھا لیکن سفر میں ایسا ممکن نہیں تھا دو منٹ کے بعد رابطہ منقطع ہو گیا پھر ایس ایم ایس کے ذریعے گفتگو شروع ہوئی تو مجھے پتہ بھی نہ چلا کہ چھ گھنٹے کا سفر ختم ہو گیا۔ آیئے اس عظیم ہستی کی زندگی کے نشیب و فراز پر نظر کرتے ہیں جو مجھے ایس ایم ایس کے ذریعے موصول ہوئی اور میں لفظوں کی مالا پہنانے کی کوشش کر رہا ہوں۔

دوست میں اپنی اجڑی بکھری سی زندگی کی داستان کہاں سے شروع کروں کوئی لمحہ ایسا نہیں جہاں پھول بکھرے ہوں ہر کسی نے مجھے برباد کیا مجھے زخموں کی مالا پہنا دی میری زندگی دکھوں کے سمندر میں ڈوب گئی میرا حسن میری خوبصورت میری بربادی کا باعث بنا کاش میں خوبصورت نہ ہوتی تو آج تن تنہا نہ ہوتی۔ سسک سسک کر جینے سے بہتر ہے موت کی آغوش میں چلی جاتی لوٹ میرے اپنے، میرے چاہنے والے میری زندگی برباد کرتے میری تین بہنیں اور دو بھائی ہیں میں ایک متوسط گھرانے میں پیدا ہوئی بچپن کیسے گزرا کچھ معلوم نہیں اتنا یاد ہے کہ بچپن کے دن بہت حسین تھے اس وقت تو جی بھر کے رو لیتی تھی اب تو رونا بھی بدنامی کا باعث ہوتا ہے مجھے تنہائی میں تو اپنا دامن نمکین پانی سے تر ہوتا ہے آج کوئی میرا اپنا نہیں ہے جسے میں حال دل بتا سکتی گھر میں میرا دوسرا نمبر تھا سبھی مجھے پیار کرتے تھے غموں سے ناآشنا تھی خوشیوں کے میلے تھے میرے ابو کی کافی زمینیں تھیں میرے ابو کا ایک دوست تھا جو کافی زمیندار تھا اور ہمارے مقابلے میں اس کی جائیداد بہت زیادہ تھی ابو اور اس کی دوستی لاکھوں میں ایک تھی ان کا اٹھنا بیٹھنا اکٹھے ہوتا تھا جب بھی وہ ہمارے گھر آتے مجھے اپنی گود میں لے لیتے تھے اور بہت پیار کرتے تھے اسی طرح زندگی کا گھوڑا محو سفر رہا دن رات میں بدلتے رہے اور رات دن میں تبدیل ہوتی رہی۔

جب تھوڑی سمجھ بوجھ آئی تو مجھے اسکول میں داخل کرا دیا گیا میں صبح سویرے اسکول جاتی اور دوپہر کے سائے ڈھلتے گھر لوٹ آتی سہیلیاں مجھ سے مذاق کرتی رہتی تھیں ایک دوسرے سے ہنسی مذاق کرتے زندگی خوبصورت گزر رہی تھی سہیلیاں میرے حسن کی داد دیتی تھیں اللہ تعالیٰ نے مجھے لاکھوں میں ایک بنایا تھا خوبصورت نین نقش کسی قسم کی کمی نہیں تھی قدرت والے نے بھی تر نعمتوں سے نوازا تھا زندگی اونچے نیچے راستوں پر چلتی رہی اور میں بچپن سے جوانی میں داخل ہو گئی تمام تر خوبیاں مجھ میں پنہاں تھیں مسکراتی زندگی سہیلیوں کی دوستی نے چار چاند لگا دیئے تھے سب کچھ ٹھیک چل رہی تھی کہ اچانک زندگی نے رخ تبدیل کیا اور ایسا طوفان آیا کہ میرا سب کچھ بہہ گیا میری مسکراہٹیں غائب ہو گئیں خوشیاں روٹھ گئیں غموں نے قبضہ جما لیا لبوں پر قفل لگ گئے اور میں ایسی اجڑی کہ موت کی تمنا کرنے لگی میرے احساسات، جذبات، خواہشات میرے ارمانوں کا خون کیا گیا میرے سبھی خواب ریت کی دیوار ثابت ہوئے سب کچھ بکھر گیا میری زندگی کا تاج محل پل بھر میں ریزہ ریزہ ہو گیا باقی بچا تو صرف اور صرف بے نام سی زندگی جس میں سوائے آہوں سسکیوں، غموں آنسوؤں دردناک عذاب کے کچھ بھی نہیں میں جینا چاہتی تھی لیکن زندگی نے موت کے دامن میں بٹھا دیا میری سبھی سہیلیاں روٹھ گئیں میری گڑیاں چھوٹ گئیں اب سوائے غموں کے سیلاب، زخموں سے چور چور درد میں ڈوبا دل اور بے رحم زمانے کے ستموں کے کچھ بھی نہیں۔

ہوا یوں کہ میرے ابو کے دوست کے ہاتھ دعوت تھی جو انہوں نے الیکشن جیتنے کی خوشی میں کی تھی ہم بھی گھر والے وہاں گئے جہاں سے میری بربادی شروع ہوئی

کاش وہ دن میری زندگی میں نہ آتا میں حویلی میں عورتوں کے جھرمٹ میں موجود تھی میرے ابو کا دوست آیا میری امی اور میں پردہ کرتی تھیں آج تک کسی نے مجھے بے پردہ نہیں دیکھا تھا میں اسکول میں نقاب سے جاتی تھی اس منحوس دن کو میں منہ ہاتھ دھونیکے بعد امی کے پاس جارہی تھی راستے میں میرے ابو کے دوست کا آمنا سامنا ہوگیا جوانی کی دہلیز میں قدم رکھتے ہوئے پہلی مرتبہ اس نے مجھے بے پردہ دیکھا تھا میں جلدی سے گزرتی ہوئی امی کے پاس جا پہنچی وہ شخص جسے میں اپنے والد کی جگہ دیتی تھی میرے دل میں وہی مقام تھا جو میرے دل میں میرے ابو کا تھا پھر کیا ہوا دعوت ختم ہوئی ہم بھی گھر آگئے وہ شخص اسی دن سے میرا دیوانہ ہوگیا مجھے حاصل کرنے کے طریقے ڈھونڈتا رہا اور میں نادان بے خبر اپنی زندگی میں گم تھی مجھے حاصل کرنیکے لیے اس نے میرے ابو کو اپنے ہاتھ میں لیا اور میرا ابو اسی کا غلام ہوگیا وہ روز میرے ابو کو بڑی محفلوں میں لے جاتا شراب نوشی عام تھی عورتوں کی محفلیں روز سجتی تھیں اور میرا ابو قدم بہ قدم ان محفلوں میں ساتھ دیتا رہا نجانے اس نے کیا جادو کیا میرا ابو اس کے گن گانے لگا ہر بات میں ان کا ذکر ہونے لگا پھر ایک دن اس نے میرے ابو سے میرا ہاتھ مانگ لیا وہ شخص جو میرے والد سے بھی بڑا تھا جس کی پہلے سے تین بیویاں تھیں لیکن اولاد کی دولت سے محروم تھا دولت کی ہوس نے اسے اندھا کردیا تھا میرا والد بھی آنکھیں رکھتے ہوئے اندھا ہوچکا تھا اسے بیٹی جو رحمت ہوتی ہے زحمت نظر آنے لگی کاغذی نوٹوں نے انہیں مردہ کردیا وہ اپنا ایمان فروخت کرچکے تھے گھر میں رشتے کی باتیں ہونے لگیں میرے بھائیوں اور امی نے مخالفت کی لیکن بے سود انہوں نے ایک ہی دھمکی سے سبھی کو خاموش کرادیا سبھی کے لبوں پر قفل لگ گئے پہلے امی کو شدید مارا اس کے بعد حکم صادر کیا اگر تم نے اس رشتے سے انکار کیا تو میں تمہیں طلاق کا تحفہ پیش کروں گا۔ پھر کیا تھا زندگی عذابوں کا دریا بن گئی۔ زندگی نے دکھوں کا گھر دیکھ لیا تھا۔

دن رات سولی پر گزرنے لگے گھر کا ماحول جنگ کی شکل اختیار کرچکا تھا ہر کسی کا چہرہ سوکھے پھول کی طرح ہوگیا میں اسکول متواتر جارہی تھی میٹرک میں تھی کہ ایک دن اسکول سے واپسی گھر گئی تو لوگوں کا ہجوم موجود تھا مجھے کیا پتہ تھا کہ میری دنیا لٹ گئی ہے میرا حسن میری خوبصورتی لے ڈوبی تھی پھر سوائے رونے کے کوئی چارہ نہ تھا میں نے ہتھیار ڈال دیئے میری آواز کون سنتا میری التجائیں کون سنتا میں کمزور نادان سی لڑکی کر بھی کیا سکتی تھی اس دن میری زندگی کا فیصلہ کیا گیا۔ اور میں مجرم سی بنی عدالت کا فیصلہ سنتی رہی اسی دن میرا نکاح اس زمیندار سے کرادیا گیا جو میری عمر سے کئی گنا بڑا تھا میں نے حالات سے سمجھوتہ کرلیا کیسا باپ تھا دولت کے نشے میں بیٹی فروخت کررہا تھا کہتے ہیں ناحق قتل ہو تو آسمان والا نشانی ظاہر کرتا ہے اس دن بادل کیوں نہیں روئے زمین کیوں نہیں پھٹی۔ آسمان سے کوئی آفت کیوں نہیں آئی ایک باپ بیٹی فروخت کررہا تھا زمانہ تماشائی تھا حوا کی بیٹی کو نیلام کیا جارہا تھا اس دن قدرت بھی خاموش تھی کسی کی غیرت نہیں جاگی تھی سبھی کی زبانیں کاغذی نوٹوں نے خاموش کرادی تھیں کاش بیٹیاں پیدا نہ ہوں جب ان کو نیلام ہونا ہے اس دنیا میں آنکھ ہی نہ کھلے زمانے والے بیٹی کو زحمت کیوں سمجھتے ہیں بیٹیاں پیدا ہوتے ہی زحمت کیوں بن جاتی ہیں۔ اے آسمان والے اے سبھی کے مالک اے زمین و آسمان کے مالک اگر کوئی بیٹی کا وجود برداشت نہیں کرسکتا تو بیٹیاں کیوں دیتا ہے کیا تیری قدرت میں کمی ہے تو کیا کچھ نہیں کرسکتا اگر بیٹیاں کسی کو دیتی ہیں تو ان کے نصیب بھی اچھے کردے ان کی زندگیاں خوشیوں بھری کردے۔ آمین۔

میرے سارے خواب سارے سپنے چکنا چور ہوگئے جو لڑکی انجمن میں سجائی ہے اس کا چاہنے والا ایسا ہوگا وہ خوشیوں میں ناچا کرے گی ہزاروں خواب من میں سجا کر اپنے آپ کو محو گفتگو رکھتی ہے میں نے بھی اپنے من میں ہزاروں خواب سجائے تھے لیکن مجھے کیا معلوم کہ خواب تو خواب ہوتے ہیں یہ کب پورے ہوتے ہیں تقدیر کے کھیل بھی نرالے ہوتے ہیں جو مقدر میں ہوتے ہیں مل

جاتے ہیں جنہیں انسان چاہتا ہے وہ دور ہوجاتا ہے اور جو من مندر کے کسی کونے میں نہیں ہوتے وہی ہمسفر بن جاتے ہیں قدرت کے عجیب نظام ہیں میرے خواب تھے کہ میرے ہاتھوں پہ مہندی سجے گی۔ میرا ہمسفر باراتیوں کے ہمراہ آئے گا اور مجھے لے جائے گا سہیلیاں مجھے اسی کے نام سے تنگ کریں گی لیکن قسمت کی ماری کو کیا خبر جوڑے آسمانوں پر بنائے جاتے ہیں زمینوں پر صرف جدوجہد کی جاتی ہے ہوتا وہی ہے جو قسمت میں لکھا گیا ہو۔ تیرے مقدر تو کب کے لکھے جاچکے تھے تیری زندگی میں دکھوں کا بسیرا ہوگا تو اپنے آپ کو جھوٹی تسلیاں دے کر کیا کرے گی مجھے کیا خبر جاگتی آنکھوں کے خواب کبھی پورے نہیں ہوتے میری پڑھائی ختم ہوگئی میں اس بوڑھے شخص کی بیوی بن کر اس کے آنگن آچکی تھی میرے والد کی مرادیں پوری ہوگئی تھیں وہ میری زندگی کی قیمت وصول کرچکا تھا آج سوچتی ہوں کبھی باپ ایسے ہوتے ہیں جو چند کاغذی نوٹوں کی بدولت اپنی عزت اپنی غیرت فروخت کردیتے ہیں اگر کبھی باپ ایسے ہوتے ہیں تو مجھے نفرت ہے ایسے باپ سے خدا ایسے باپ کو کبھی بیٹی نہ دے جو بیٹی کی عظمت، بیٹی کی عزت نہ جانتے ہوں۔

مجھے تن کے لباس کے ساتھ رخصت کردیا گیا میں آنسوؤں کا جہیز لے کر پیا گھر سدھار گئی سہاگ رات جب وہ میرے پاس آیا تو کہنے لگا مجھے معاف کردینا میں تمہیں شاید خوشیاں نہ دے سکوں۔ میں نے جب اپنے گھر میں تجھے دیکھا تھا تیرے حسن کا دیوانہ ہوگیا تھا اسی لمحے دل میں تہیہ کرلیا تھا کہ تجھے ہر صورت میں حاصل کرنا ہے سو آج میں نے تمہیں حاصل کرلیا ہے مجھے صرف اور صرف آپ کی خوبصورتی سے غرض تھی میرے لیے کسی کو حاصل کرنا مشکل نہیں ہے میرے پاس دولت، زمینیں ہیں ہر کوئی میری خواہش کرے گا۔ میں اسے بتاتی کہ تو نے میرا حسن میری خوبصورتی میرا جسم تو حاصل کرلیا لیکن دل تو نہ لے سکے میرے خواب تو ٹوٹ گئے میرے سپنے تو بکھر گئے میری دنیا تو لٹ گئی تو تو صرف حسن کا پجاری تھا خوبصورتی تیری کمزوری تھی تجھے جسم سے لگاؤ تھا تجھے کیا معلوم دل کیا ہوتا ہے ارمان کیا ہوتے ہیں تیری نظر میں تو دولت ہی سب کچھ ہے تو نے دولت کے نشے میں ہر چیز تو خرید لی لیکن دل کسی کا نہ جیت سکا۔

رات ارمانوں کی نظر ہوگئی اس نے جو کہنا تھا جو کرنا تھا کرلیا صبح ولیمہ تھا اس نے چند دوستوں کو مدعو کیا تھا اس کی دوسری بیوی کو کچھ علم نہ تھا وہ مجھے دور ایک محل میں لے آیا تھا جہاں صرف اور صرف میں مقیم تھی اس کے کسی رشتے دار کو علم نہ تھا ولیمہ والے دن وہ یہ کہہ کر گیا کہ جان تم آرام کرو میں دوستوں کے ساتھ جارہا ہوں شام تک واپس لوٹ آؤں گا میرا والد بھی واپس چلا گیا میں تنہا چار دیواری میں قید تھی کوئی میرا ساتھی نہ تھا لمحے پل میں بدلتے رہے منٹ گھنٹوں میں تبدیل ہوتے گئے صبح سے دوپہر، دوپہر نے شام کے سائے ڈھلنے لگے ہر طرف اندھیرا چھانے لگا ساتھ ساتھ میری زندگی بھی تاریکی میں ڈوبتی گئی ایک ایک لمحہ اذیت بنتا گیا بے رحم وقت دوڑتا رہا انتظار کی سولی پر لٹکی رہی رات گزرتی رہی ایک رات گزر گئی دن گزر گیا وہ نہ آیا اسی طرح آٹھ دن بیت گئے میری زندگی کا مالک جسے میں اپنا مقدر اپنا سب کچھ سمجھ چکی تھی مجھے عذابوں میں مبتلا کرکے دور کہیں جاچکا تھا میں ڈر گئی میرا ایک ایک لمحہ اذیت بنا ہوا تھا تنہائی مجھے ڈسنے لگی تھی سانسیں رکتی ہوئی محسوس ہوتی تھیں لمحہ لمحہ مرتی رہی تنہائی کی ناگن ڈستی رہی آسمان بھی میری بے بسی پر ہنستا رہا گھر کی دیواریں میرا مذاق اڑاتی رہیں نہ کھانے کا ہوش نہ پینے کا ہوش اپنے آپ کو کوستی رہی مقدر سے شکوے ہوتے رہے آنسو گرتے رہے میں غموں میں نہاتی رہی دنیا کے لوگوں کو کیا خبر اس محل میں کوئی زندگی کتنی تڑپ رہی ہے کتنی سسک رہی ہے غموں کی وادی میں ڈوبتی رہی بالآخر آٹھویں دن شام کے سائے ڈھل چکے تھے سورج اپنی تمازت سمیٹ چکا تھا اندھیرا چھانے والا تھا کہ میری زندگی کا مالک میرے حسن کا مالک آگیا میں رونے لگی آنسو رکنے کا نام نہیں لے رہے تھے زندگی میرا مذاق اڑا رہی تھی میں مورتی بنی کھڑی رہی اس نے مجھے بانہوں میں بھر لیا۔ اور معافی مانگنے لگا کئی باتیں کہتا

رہا مجھے کب ہوش تھا میں کیا جواب دیتی اچھا تھا یا برا تھا اب تو میرا سر تاج تھا عورت کیلئے سب کچھ اس کا شوہر ہوتا ہے اب تو میں اس پر جان قربان کر سکتی تھی میرا ساتھ جو کچھ ہوا میرا نصیب تھا اب رونے دھونے سے کیا حاصل ہونا تھا مقدر کا لکھا سمجھ کر خاموش ہو گئی اس کی چکنی چکنی باتوں نے مجھے اپنی لپیٹ میں لے لیا زندگی رفتہ رفتہ گزرنے لگی اب ہر روز شام کو آ جاتا میں بھی اپنے غم بھولنے لگی تھی اسی طرح کچھ عرصہ بیت گیا باتوں سے باتیں نکلتی ہیں چوری چھپی شادی کا راز عیاں ہو گیا اس کی دوسری بیوی کو علم ہو گیا پھر کیا تھا قیامت برپا ہو گئی وہ اس کے خاندان سے تھی اور میں دوسرے خاندان سے تھی ایک غم بھولا ہی نہیں تھا کہ زندگی نے دوسرے امتحان میں مبتلا کر دیا اس نے زمین آسمان ایک کر دیا مجھے برا بھلا کہنے لگی گالیاں، طنز کے تیر پیوست کیے گئے تشدد کیا گیا، اذیت دی گئی میں کیا کرتی خاموش رہی کسی کو گلہ بھی نہیں دے سکتی تھی جب اپنے ہی اپنے نہ رہے تو غیروں سے کیسی التجائیں کرتی۔ میرے اپنے ظلم نہ کرتے تو یہ دن نہ دیکھتی۔ پھر کیا تھا ہر روز قیامت برپا ہوتی ہر روز اذیتوں کے طوق میرے گلے میں ہوتے روز قیامت پر آنسو بہاتی زمین بھی میرے مقدر پر روتی تھی بادل بھی میرے غم برداشت نہ کر سکتے تھے وہ بھی رونے لگے کائنات کا ذرہ ذرہ میرے مقدر پر روتا تھا اپنوں نے خبر تک نہ لی۔ لیتے بھی کیسے جن کے دامن نوٹوں سے بھر چکے ہوں وہ کیا خبر لیتے۔ جن کی نظر میں دولت ہی سب کچھ ہو ان کو رشتوں کی کیا پہچان میں روز مرتی اور جیتی میری صحت گرتی رہی کہاں چنچل سی لڑکی خوبصورت نشیلی آنکھوں والی سب ختم ہو گیا اب تو صرف زندہ لاش بن گئی تھی چلتی پھرتی لاش وہ بھی اپنی مرضی سے نہیں چل سکتی تھی روز گھر کے کام مجھ سے کروائے جاتے شام کو اذیت ناک لمحے الگ سے منتظر ہوتے زندگی عذاب بن گئی تھی اوپر والے نے کیا لکھا تھا میرے مقدر میں کچھ علم نہیں تھا میرے ساتھ کیا بیت رہی تھی۔

اس کی خبر ایک دن میری امی کو معلوم ہو گئی پھر رفتہ رفتہ گھر میں ہنگامے ہونے لگے سبھی نے رابطہ کرنا شروع کر دیا سب مجھے طلاق لینے کا کہہ رہے تھے لیکن ان کو کیا سمجھاتی کہ عورت طلاق کا دھبہ برداشت نہیں کر سکتی میں مر تو سکتی تھی طلاق نہیں لے سکتی تھی جو مجھے ملنا تھا مل چکا تھا میں اپنا سب کچھ اس پر قربان کر چکی تھی تو اب کیسے علیحدہ ہوتی اب کوئی خبر لے نہ لے مجھے کوئی غرض نہیں تھی زندگی نے جو کھیل کھیلنے تھے کھیل لیے جو غم ملنے تھے مل گئے اب میرے اپنوں کی آنکھیں کھلی تھی۔ جب زندگی برباد ہو گئی تھی اب تو میرا سر تاج بھی جب دل کرتا خبر لے لیتا تھا زندگی اسی طرح گزر رہی تھی میں نے تنہائی کو ختم کرنے کے لیے بچہ گود لینے کا فیصلہ کیا اپنی خواہش شوہر پر ظاہر کی انہوں نے اجازت دے دی اس طرح میں نے بچہ گود لے لیا اور اسی کے سہارے زندگی گزارنے لگی اللہ تعالیٰ نے مجھے اولاد کی نعمت سے محروم رکھا تھا شاید کائنات کے مالک نے میرے مقدر میں اولاد نہیں لکھی تھی اب میری کل کائنات صرف اور صرف میرا بچہ تھا جب آنسوؤں کا سمندر بے قابو ہوتا تھا اسے گود میں لے کر خوب دل کا بوجھ اتار لیتی تھی اپنے دکھ اس ننھی سی جان کے ساتھ شیئر کرتی تھی لیکن اس کو کیا خبر تھی کہ جیسے وہ ماں سمجھتا ہے وہ تو دکھوں سے مری ہوئی ہے اب ننھا پودا جوانی کی طرف بڑھ رہا ہے نجانے زندگی اس کے ساتھ کیا کھیل کھیلے گی اپنی زندگی پر نظر پڑتی ہے تو کانپ اٹھتی ہوں خدا کہیں اس کے مقدر بھی میرے جیسے...... نہیں نہیں ایسا کبھی نہیں ہوگا میرا چاند پھولوں میں کھیلے گا سبھی خوشیاں اس کی ہوں گی غم کا کوئی جھونکا اس کے قریب سے بھی نہیں گزرے گا میں اپنے غم بھول کر اپنے بچے پر پوری توجہ دیتی تھی پھر قدرت نے ایک اور امتحان میں ڈال دیا کیا پہلے غم کم تھے اوپر سے ایک اور قیامت برپا ہو گئی میرا اسا یہ میرا سر تاج چھین لیا گیا کچھ ایام بیمار ہوئے پھر خالق حقیقی سے جا ملے وہ تو یہ دنیا چھوڑ کر چلا گیا ہمیں دکھوں کے حوالے کر گیا سبھی دولت سبھی اثاثہ نہیں رہ رشتے داروں اور بیوؤں نے ہنگامہ کر دیا ان کو جائیداد کی ہوس تھی مجھے کچھ نہیں چاہیے تھا مجھے گھر سے بے گھر کر دیا میری دنیا پہلے بھی اجڑ چکی تھی انہوں نے گھر سے نکال دیا میں ہارے جواری کی طرح اپنے بچے کو لے کر جاتے ہوئے بھی والدین کے گھر آ گئی اجڑے ہوئے انسان کو کون سہارا دیتا ہے اب میرے شوہر کو اس دنیا سے گئے ہوئے دو سال ہو گئے ہیں میں والدین کے رحم و کرم پر ہوں کوئی سہارا نہیں ہے گھر والے کہتے ہیں اب شادی کر لو۔ لیکن اس اجڑی ہوئی دکھوں کی ماری زخموں سے چور چور جس کا دل مردہ ہو چکا ہے جو زندہ لاش بن گئی ہے کون شادی کرے گا کون اپنائے گا جب شاخ سے پھول ٹوٹ جائیں تو پھر کب واپس جڑتے ہیں مرجھائے ہوئے پھول کو کون اٹھاتا ہے ہر کوئی دولت پر مرتا ہے دولت کے پجاری ہیں جہاں دلوں کے سودے ہوتے ہیں جہاں زخموں پر زخم ملتے ہیں مرہم لگانے والا کوئی نہیں زندگی کا کیا ہے اسی طرح گزر جائے گی اور پھر ایک دن بے وفا دنیا سے کنارہ ہو جائے گا چند دن کوئی یاد کرے گا پھر خاک کی ڈھیری تک بھول جائیں گے چلو دوست ایک فائدہ تو ہوگا پھر کوئی دکھ دینے والا نہ ہوگا۔ کوئی نوٹوں پر ضمیر فروخت نہیں کرے گا کوئی کسی کے ارمانوں کا خون نہیں کرے گا اب میں یہ بکھری بکھری سی زندگی کہاں لے جاؤں دوست بس اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ میرے جیسے مقدر کسی کے نہ لکھے کوئی میری طرح یوں اذیتوں بھری زندگی نہ گزارے ہر طرف پھول بکھری ہوں نفرتوں کے جال نہ ہوں محبتیں عام ہو جائیں دکھ درد ختم ہو جائیں سبھی ایک ہو جائیں ایک دوسرے کے غم بانٹ لیں۔ زندگی نے وفا کی تو رابطہ رہے گا۔ ورنہ دوست مجھے کبھی ایس ایم ایس یا کال نہ کرنا جب کبھی موقع ملے گا میں رابطہ کر لوں گی۔ تجھے دوستی کی قسم میرا انجر رکھنا۔ والسلام اللہ حافظ

آپ کی دکھیاری دوست

ہاں تو قارئین یہ تھی میری پیاری دوست جواب عرض کی رائٹر اور شاعرہ کی داستان زندگی دعا کریں اللہ تعالیٰ انہیں خوش رکھے آمین ثم آمین۔ زندگی نے وفا کی تو جلد نئی داستان کے ساتھ حاضر خدمت ہوں گا اس وقت تک اجازت فی امان اللہ۔

❀❀❀

غزل

میں نہیں ہوں اپنے وجود میں
مجھے جانے کس نے چرا لیا
میرے ساتھ رہتا ہے اک شخص
کوئی جادو اس نے چلا دیا
میری روح میں وہ سما گیا
مجھے عشق کرنا سکھا دیا
میری زندگی وہ بنا گیا
مجھے جینا سکھا دیا

(مجید احمد جائی، ملتان)

غزل

تم اگر یاد رکھو گے تو عنایت ہو گی
ورنہ ہم کو کہاں تم سے شکایت ہو گی
تو بیوفا لوگوں کی دنیا ہے
تم اگر بھول بھی جاؤ تو روایت ہو گی

(مجید احمد جائی، ملتان)

غزل

تیری چاہت کے خزانے چاہیے
دل بھی لٹنے کے بہانے چاہیے
مرہم وقت جنہیں بھر بھی چکی
تو وہی زخم پرانے چاہیے
میں کہ ماضی کے تصور سے ڈروں
تو کہ پہلے سے زمانے چاہیے
جانے کیوں من کا یہ پاگل پنچھی
سوکھے پیڑوں پہ ٹھکانے چاہیے
بانٹ کر تیرے جہاں میں خوشیاں
کب صلے میرے وفا کے چاہیے
عمر بھر جو رہے غافل اُس سے
ایسے بندے بھی خدا نے چاہیے

(بشیر اعجاز)

❀❀❀
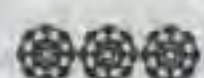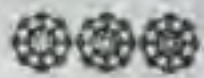
"یہ جو محبت ہے"

تحریر: شاکر حسین شاہ بخاری، ٹنگن پور

چند دن کے بعد ایک بارات آئی میری محبت کا جنازہ اٹھانے کے لیے اس وقت میری کیا حالت تھی یہ صرف میں ہی جانتا ہوں آپ آسانی سے پڑھ سکتے ہیں لیکن جب میں نے دیکھا کہ بارات آئی ہے اور وہ میری جان کو لے کر جائے گی تو میں نے اپنے ماں باپ سے گڑگڑا کر کہا کہ میری شادی ارم سے کر دو ورنہ میں مر جاؤں گا لیکن وہ نہ مانے تو میں نے بجلی کو ہاتھ لگایا تو اس نے مجھے دور پھینک دیا میں نے پھر لگا دیا تو ظالم بجلی نے مجھے اس وقت چھوڑا جب میں بے ہوش ہو چکا تھا اور میرے منہ سے جھاگ بہہ رہی تھی میرے والدین مجھے جلدی سے ڈاکٹر کے پاس لے گئے پھر چند گھنٹوں کے بعد جب مجھے ہوش آیا تو میرے گھر والے میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے مجھے اپنے آپ کو زندہ پا کر بہت دکھ ہوا میں مر جانا چاہتا تھا میری دنیا اجڑ چکی تھی۔

(ایک درد بھری سچی کہانی)

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں

یہ جو تحریر میں پیش کر رہا ہوں یہ میرے ایک دوست کی آپ بیتی ہے اور بالکل سچائی پر مبنی ہے امید ہے کہ قارئین پسند فرمائیں گے۔ تو ہم اس کی آپ بیتی اسی کی زبانی سنتے ہیں۔

میرا نام تنزیل ہے اور لوگ مجھے تبسم کہہ کر پکارتے ہیں جب میں پانچویں جماعت میں تھا تبھی مجھے میرے محلے کی ایک لڑکی سے محبت ہو گئی ہوا کچھ یوں کہ میں اپنے محلے کی ایک لڑکی سے محبت ہو گئی۔ ہوا کچھ یوں کہ میں اپنے محلے کے ایک گھر میں اکثر ٹیلی ویژن دیکھنے جایا کرتا تھا اسی دوران مجھے وہاں کی ایک لڑکی جس کا نام ارم تھا سے پیار ہو گیا ایک دن ارم نے مجھے کہا کہ آئی لو یو یعنی میں تم سے پیار کرتی ہوں کیا تم بھی مجھ سے پیار کرتے ہو تو میں نے کہا کہ میں تمہیں اپنی جان سے بھی زیادہ چاہتا ہوں بس اظہار محبت سے ڈرتا تھا اسی طرح ہم روز ملنے لگے اور ایک دوسرے سے ڈھیر ساری باتیں کرتے اور

اسی دوران لوگوں میں چہ میگوئیاں ہونی شروع ہو گئی اور لوگ طرح طرح کی باتیں کرنے لگے اس دوران میرے گھر والوں کو بھی پتہ چل گیا انہوں نے اس کے گھر جانے سے روک دیا لیکن میں پھر بھی نہ ٹلا اور اس کے گھر والوں نے بھی مجھے روک دیا پھر میں نے اپنے دوست اسلم کو ساری بات بتا دی اور اس سے کہا کہ میری اس کے ساتھ ملاقات کروا دو اس نے مجھے تسلی دی اور پھر وہ میرے دوست کے گھر آنے لگی اور ہم خوب باتیں کرتے۔

ایک دن ہم اکیلے باتیں کر رہے تھے کہ اچانک اس کا بڑا بھائی مدثر آ گیا اور ہم دونوں کو مارنا شروع کر دیا ارم نے اپنے بھائی کو پکڑ لیا اور مجھے کہا کہ میں بھاگ جاؤں اور میں بھاگ گیا تو اس کے بھائی نے اسے بہت مارا اس طرح پورے محلے میں ہماری محبت کا چرچا ہو گیا پھر ایک دن میں نے اسے کہا کہ ہم یہاں سے بھاگ چلتے ہیں اس نے بھی میرا ساتھ دیا اور ہم نے ایک دن مقرر کر کے

پروگرام ترتیب دیا۔

چلو میرے ہم نوا چلو میرے ہم نشین
یہاں پہ اب ہمارا گزارہ نہیں
پھول ہوتے تو سہہ بھی لیتے
اب تو ان کانٹوں پہ بھی حق ہمارا نہیں

ہم مقررہ دن کو گھر سے نکلے اور دوسرے شہر میں میرا ایک دوست تھا ہم نے اس کے گھر میں پناہ لی ارادہ تھا کہ کورٹ میرج کرلیں گے لیکن دوست نے کہا کچھ دن بعد کرلینا اس طرح ہم وہاں پندرہ دن تک ٹھہرے اور ارم پریشان رہنے لگی اور کہتی کہ ہم نے اچھا نہیں کیا ہمارے ماں باپ پریشان ہوں گے میں نے اس کی بات مان لی اور ہم واپس گھر جانے لگے جب ہم سٹیشن پر پہنچے تو میں نے اسے سمجھایا کہ پہلے تو اکیلی گھر چلی جاؤ میں دو تین دن کے بعد آؤں گا وہ اکیلی جانے کے لیے تیار نہ تھی لیکن میں نے اسے سمجھایا کہ اگر ہم اکٹھے گئے تو بہت برا ہوگا تم کہہ دینا کہ میں اپنی بہن کے گھر گئی تھی اس طرح وہ مان گئی اور میں نے دو دن اپنے دوست کے پاس گزارے اور میں کچھ نہ کھاتا ہر وقت اس کے غم میں نڈھال رہتا آخر کار جب میں واپس اپنے محلے میں داخل ہوا تو لوگوں نے مجھے ڈرایا اور سمجھایا کہ تم یہاں سے بھاگ جاؤ ارم کے بھائی اور تمہارے گھر والے تمہیں ڈھونڈ رہے ہیں میں بھی ڈر گیا اور واپس چلا گیا لیکن رات کو پھر آ گیا اور سیدھا اپنے گھر گیا میرے باپ نے مجھے اتنا مارا کہ میں بتا نہیں سکتا اور مجھے گھر سے نکال دیا رات بہت سرد تھی اور اس پر اوپر سے بارش ہونے لگی میں ساری رات گلیوں میں بھاگتا اور بھیگتا رہا خدا خدا کر کے صبح ہوئی تو مجھے ارم کے انکل نے دیکھا اور مجھے پکڑنے کے لیے میرے پیچھے بھاگا اور میں نے بھی دوڑ لگادی آخر کار اس نے مجھے پکڑ لیا اور اپنے گھر لا کر ستون کے ساتھ باندھ دیا اور مجھے اتنا مارا کہ میں بے ہوش ہو گیا بھوکا پہلے سے ہی تھا اور وہ لوگ مجھے ڈاکٹر کے پاس لے گئے کم از کم ایک ہفتہ بعد میں تندرست ہو گیا اور میرے گھر والوں نے مجھے سمجھایا کہ اب میں اسے نہ بلایا کروں تو میں مان گیا اور انہوں نے مجھے پھر سے سکول داخل کروا دیا اور پھر کچھ دنوں کے بعد جب میں نے ایک گلی سے اسے گزرتے دیکھا تو مجھے بیتے ہوئے لمحے یاد آنے لگے پھر میں نے اس سے کہا کہ وہ مجھے آج شام نہر کے کنارے ملے جب میں شام کو نہر پر گیا تو وہ پہلے سے ہی وہاں اپنی ایک سہیلی کے ساتھ موجود تھی ابھی ہم دونوں باتیں کر ہی رہے تھے کہ ارم کا باپ وہاں آ گیا اور اس نے مجھے مارنا شروع کر دیا تو مجھے بھی غصہ آ گیا اور میں نے بھی اسے مارنا شروع کر دیا ارم نے اپنے باپ کو پکڑ لیا اور میں گھر بھاگ آیا اور اسی دوران ارم کا باپ بھی ہمارے گھر آیا اور میرے ماں باپ کو بتایا تو انہوں نے بھی مجھے مارا پھر انہوں نے مجھے فیصل آباد کام کرنے کے لیے بھیج دیا جب بات زیادہ بگڑ گئی تو ارم کے والد ہمارے گھر آئے اور میری ارم کے ساتھ شادی کی بات کی لیکن میرے گھر والے نہ مانے جب مجھے اس بات کا پتہ چلا تو میں فیصل آباد سے گھر آ گیا اور گھر والوں سے ضد کردی کہ اگر میں شادی کروں گا تو ارم سے ہی کروں گا ورنہ میں مر جاؤں گا تو انہوں نے مجھے تسلی دیتے ہوئے کہا کہ تمہاری بڑی بہن کی شادی کے بعد تمہاری شادی کردیں گے تو میں مان گیا پھر میں واپس فیصل آباد چلا گیا اور دو ماہ بعد مجھے پتہ چلا کہ ارم کے والدین نے اس کی شادی دوسرے شہر میں کسی اور کے ساتھ طے کر دی ہے تو میں روتا ہوا گھر واپس آیا اور اپنے دوست کی مدد سے میں نے ارم سے ملاقات کی اور اس سے پوچھا کہ تمہیں یہ شادی منظور ہے تو اس نے کہا ہاں یہ سننا تھا کہ میں پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا تو اس نے کہا کہ میں کیا کرتی تمہارے ماں باپ نے ہم دونوں کی شادی سے انکار کر دیا تھا تو میں پھر کیا کرتی میں وہاں سے اٹھا اور گنے کے کھیت میں گھس کر میں نے اپنی کلائی کو بلیڈ سے زخمی کرنا شروع کر دیا اور میری کلائی کی وین کٹ گئی اور میں وہیں گر گیا اور بے ہوش ہو گیا شام کے وقت مجھے ہوش آیا تو میں نے اپنے آپ کو بہت کمزور محسوس کیا اور میری کلائی کا خون بھی جم چکا تھا جب میں نے اٹھنے کی کوشش کی تو چکرا کر گر پڑا۔ کتنا بے بس تھا میں دل میں خیال آیا کاش، میرا محبوب اس وقت میرے پاس ہوتا آخر کار

لڑکھڑاتا ہوا گھر پہنچا تو والدین نے میری مرہم پٹی کرائی تو کچھ دن کے بعد میں تندرست ہو گیا۔

چند دن کے بعد ایک بارات آئی میری محبت کا جنازہ اٹھانے کے لیے اس وقت میری کیا حالت تھی یہ صرف میں ہی جانتا ہوں آپ آسانی سے پڑھ سکتے ہیں لیکن جب میں نے دیکھا کہ بارات آئی ہے اور وہ میری جان کو لے کر جائے گی تو میں نے اپنے ماں باپ سے گڑگڑا کر کہا کہ میری شادی ارم سے کردو ورنہ میں مر جاؤں گا لیکن وہ نہ مانے تو میں نے بجلی کو ہاتھ لگایا تو اس نے مجھے دور پھینک دیا میں نے پھر لگا دیا تو ظالم بجلی نے مجھے اس وقت چھوڑا جب میں بے ہوش ہو چکا تھا اور میرے منہ سے جھاگ بہہ رہی تھی میرے والدین مجھے جلدی سے ڈاکٹر کے پاس لے گئے پھر چند گھنٹوں کے بعد جب مجھے ہوش آیا تو میرے گھر والے میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے مجھے اپنے آپ کو زندہ پا کر بہت دکھ ہوا میں مر جانا چاہتا تھا میری دنیا اجڑ چکی تھی۔

میری جان اپنے پیا کے گھر جا چکی تھی وہ کسی اور کی ہو چکی تھی جو کہتی تھی ساتھ جئیں گے اور ساتھ مریں گے وہی مجھے تنہا چھوڑ گئی تھی وقت سب سے بڑا مرہم ہوتا ہے وقت کے ساتھ ساتھ میں نے اپنے دل کو سمجھا لیا اور اب میں اپنے آپ کو کچھ بہتر محسوس کرتا ہوں اس کی ایک بیٹی ہے اور میں نے اب تک شادی نہیں کی۔ اب بھی ان لمحات کو یاد کرتا ہوں تو رونے لگ جاتا ہوں۔

تو دوستو یہ تھی میرے دوست کی دکھ بھری کہانی اپنی قیمتی آراء سے ضرور نوازیے گا۔

ویسے تو ٹھیک ہوں اس سے بچھڑ کر فراز
مگر دل کا سوچتا ہوں کہیں دھڑکنا ہی نہ چھوڑ دے

پسندیدہ اشعار

پھول کی پتی سے بھی نازک تھا دل میرا
تیری باتوں نے مجھے پتھر بنا دیا

⊗

محبت مٹ نہیں سکتی نہ کر کوشش مٹانے کی
میرے دل کی حسرت ہے S کو اپنا بنانے کی

⊗

جب یاد تمہاری آتی ہے دل خون کے آنسو روتا ہے
بے درد زمانہ کیا جانے اس پیار میں کیا کیا ہوتا ہے

⊗

مجھے اپنوں نے لوٹا غیروں میں کہاں دم تھا
میری کشتی وہاں ڈوبی جہاں پانی کم تھا

⊗

اے قلم رک جا ادب کا مقام آیا ہے
تیری نوک کے نیچے میری صنم کا نام آیا ہے

⊗

یہ کاغذ کا ٹکڑا کیا بتا سکے گا تجھے غم داستان میری
مزہ تو تب ہے اس کاغذ کو لگ جائے زبان میری

⊗

عید آتی ہے پل، دو پل کے لیے
دوستی رہے گی عمر بھر کے لیے

(ولی محمد اعوان، گولڑوی)

صرف میرا رہے

میری دنیا میں بیشک اندھیرا رہے
تیرے لب پہ ہنسی کا بسیرا رہے
پھول کھلتے رہیں تیرے چاروں طرف
تیری ہر سمت خوشبوؤں کا ڈیرہ رہے
زندگی میں تیری کبھی شام نہ آئے
ایسا چمکتا دمکتا سویرا رہے
تو میرے سنگ ہو یہ ضروری نہیں
تو جہاں بھی رہے صرف میرا رہے

بھلایا نہیں جاتا

پیار کی تڑپ کو دکھایا نہیں جاتا
دل میں لگی آگ کو بجھایا نہیں جاتا
کتنی بھی دوری ہو پیار میں مگر
آپ جیسے دوست کو بھلایا نہیں جاتا

(ایس انمول، بھابڑہ)

"یہ ستم نہ بھولے گا"

تحریر: منظور اکبر تبسم، جھنگ

میں آرمی سنٹر گیا تو کرنل امتیاز صاحب نے جب میرا بازو پر F لکھا دیکھا تو ان فٹ کر دیا اور کہا کہ بیٹے یہ تم نے کیا کر دیا ہے اب تو تم آرمی کے اہل نہیں رہے آج تم اپنا ہاتھ جلا سکتے ہو تو کل تم خود کشی بھی کر سکتے ہو میں نے تمام بات سر کو بتا دی مگر ان کا جواب یہی تھا کہ بیٹے رشتے تو مل ہی جاتے ہیں مگر نوکریاں بار بار نہیں ملتیں تم نے اپنے مستقبل کو بجائے روشن کرنے کے تاریک کر دیا ہے انہوں نے میرے سرٹیفکیٹ پر ان فٹ لکھ کر ساتھ میں بازو والا کارنامہ تحریر کر کے مجھے پکڑا دیا میں نے اپنی ان فٹنگ کی خبر گھر والوں کو سنائی تو سب کے چہرے اداس ہو گئے میرے ابو نے مجھ سے پوچھا کہ دیکھاؤ ان فٹ سرٹیفکیٹ پر لکھا کیا ہے آپ کس وجہ سے ان فٹ ہوئے ہو بس جب انہوں نے بازو والا واقعہ پڑھا تو آگ بگولہ ہو گئے مجھے اتنا مارا کہ میں بے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش آیا پھر بے قابو ہو گئے اور مجھے بہت مارا میرے کچھ دوستوں نے میری جان بچائی میں خون میں لت پت ایک دوست نے مجھے ہسپتال تک پہنچایا۔

(ایک درد بھری سچی کہانی)

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں

دوپہر کا وقت تھا گرم لو زوروں پر تھی اور دور دور تک کوئی چیز نظر نہیں آتی تھی بس یہی محسوس ہوتا تھا کہ کہیں آگ لگی ہوئی ہے ہر کوئی گرم لو سے بچنے کیلئے درختوں کے نیچے اوپر پتلی چادریں اوڑھے چارپائیوں پر سو رہے تھے بظاہر تو وہ سو رہے تھے مگر اتنی گرمی میں بھلا نیند کسے آتی تھی۔ میں بھی سونے کی کشمکش میں چارپائی پر لیٹا ہوا تھا مگر اتنی گرم لو تھی کہ ہاتھ پاؤں جھلس رہے تھے میں ادھر ادھر کروٹیں بدل رہا تھا کہ اتنے تک میرے موبائل کی گھنٹی بجی میری ہمیشہ سے یہی عادت رہی ہے کہ میں کال بہت جلد اٹینڈ کر لیتا ہوں سکرین پر نیو نمبر شو ہو رہا تھا مگر میں نے بغیر کسی پرواہ کے کال اٹینڈ کی اور سلام عرض کیا آگے سے کسی مرد کی آواز نے وعلیکم السلام کہا۔ رسمی علیک سلیک کے بعد میں نے اس سے نام پوچھا مگر اس نے یہ سوال کیا کہ بھائی آپ منظور اکبر تبسم ہو میں نے کہا جی وہی ہوں آپ کون ہو اور مجھے کیسے جانتے ہو؟ اس آدمی نے جواب دیا کہ میرا نام ولید اعوان ہے میں لاہور سے بات کر رہا ہوں مجھے آپ کا نمبر جبرائیل آفریدی نے دیا ہے میں نے کہا اچھا تو ہمارے استاد محترم بھائی جبرائیل آفریدی نے نمبر دیا ہے میں بتاتا چلوں کہ میں بھائی جبرائیل آفریدی کو استاد محترم کہتا ہوں کیونکہ میں آج یہاں تک پہنچا ہوں اس میں بھائی جبرائیل آفریدی نے میری لمحہ بہ لمحہ ہیلپ کی ہے میں نے کہا جی فرمائیے ولید بھائی کیا حکم ہے؟ بھائی حکم تو نہیں بس ایک گزارش ہے اپنی زندگی کی سچی اور دکھی سٹوری لکھوانا چاہتا ہوں میں نے کہا بھائی جبرائیل آفریدی نے کیوں نہیں لکھی؟ ان کا جواب تھا کہ وہ آج کل بہت مصروف ہیں ہاں بالکل بھائی جبرائیل آفریدی

آجکل مصروفیات سے دوچار ہیں میں نے کہا ٹھیک ہے میں آپ کی سٹوری لکھتا ہوں پیارے قارئین یقین مانیں جب ولید بھائی سٹوری لکھوا رہے تھے ان کی آواز ایسی بھرائی ہوئی تھی جیسے رو رہے ہوں قارئین یہ اس نوجوان کی سٹوری ہے جسے اپنے لڑکپن میں ہی آزمائش نے دوچار کر دیا اور رشتہ داروں نے ٹھکرا دیا والدین اور عزیزوں کا پیار لیکر لاہور میں آگئے اس کے ساتھ اور ان کے پہلے پیار کے ساتھ کیا کیا ظلم ہوئے آیئے ان کی زبانی سنتے ہیں۔

میرا نام ولید اعوان ہے میں روشنیوں کے شہر کراچی میں 1980ء میں پیدا ہوا میرے والد اس وقت ریلوے میں جاب کرتے تھے ہم چھ بھائی اور دو بہنیں ہیں میں سب سے آخر میں ہوں میں نے پیدا ہوتے ہی بہت پیار حاصل کیا اتنا پیار کہ جس کی مثال نہیں ملتی میں اپنے بھائیوں کے ساتھ سارا دن کھیلتا رہتا کبھی بھاگ کر کسی بھائی کے گلے ملتا کبھی کسی بھائی کے گلے۔ اسی طرح اپنی توتلی زبان بولتے بولتے پانچ سال کا ہوگیا اپنے بہن بھائی تو پیار کرتے کرتے تھکتے نہیں تھے زندگی بہت حسین تھی کاش کہ میں اس وقت وہی بچہ ہی رہتا تا کہ آج پردیس میں اپنوں سے دور در در کی ٹھوکریں نہ کھاتا۔

میرے والد نے مجھے وہیں شہر میں ایک گھر کے قریب سکول تھا اس میں داخل کرا دیا شروع شروع میں تو پڑھنے کو دل ہی نہیں کرتا تھا مجھے میرے بھائی زبردستی سکول لے جاتے تھے مگر جلدی ہی مجھے سکول سے محبت ہو گئی سب اساتذہ کے دل میں گھر کر گیا تمام اساتذہ مجھے بڑی محنت اور لگن سے پڑھاتے میں پیارے اساتذہ کے قواعد وقوانین کا احترام کرتا صبح سویرے نہا دھو کر جلدی سکول جاتا الغرض مجھے سکول سے بہت زیادہ محبت تھی اور میرے بہت پیارے دوست بنے جنہیں آج بہت یاد کرتا ہوں یار تھے میرے میں دل کی بات ان سے شیئر کرتا تھا ہمارا ایک دوست شکیل ہوا کرتا تھا جسے ہم بہت تنگ کرتے تھے اسے سارا دن چھیڑتے تھے جب وہ رونے لگتا تو پھر ہم مناتے تھے بہت پیارا لڑکا تھا ہمیں کینٹین سے کافی چیزیں خرید کر کھلاتا تھا واقعی بچپن جیسی سہانی زندگی پھر کبھی میسر نہیں ہوتی بچپن ہی انجوائمنٹ کی زندگی ہے۔

پل پل انتظار کیا اس پل کے لیے
وہ پل بھی آیا تو اک پل کے لیے
اب ہر پل دعا ہے اس پل کے لیے
کاش پھر آ جائے وہ پل اک پل کے لیے

وقت کا پنچھی محو سفر تھا زندگی نشیب وفراز میں سے گزرتی رہی اور میں پانچویں کلاس پاس کر گیا پانچویں پاس کرنے کے بعد مجھے ہائی سکول میں داخل کروایا گیا وہاں پر بڑے پیارے دوست ملے دوستوں کی بہترین صحبت تھی ابھی کچھ مہینے ہی گزرے تھے کہ ابو جان ریٹائر ہو گئے اور اپنے آبائی گاؤں کلر کہار چکوال کے لیے تیاری شروع کر دی مگر میری ضد تھی کہ میں کراچی کو نہیں چھوڑ سکتا میرے دوست ہیں میں ان کے پاس ہی رہوں گا میں روشنیوں کے شہر کراچی کو کیسے چھوڑ سکتا تھا یہاں میرا بچپن گزرا کبھی کلفٹن، منوڑا پر تو کبھی مزار قائد یا عبداللہ شاہ غازی کے دربار پر جاتا تھا کبھی ساحل سمندر الغرض کراچی کی جگہ جگہ سے واقف تھا اب میں اکیلا کیا کر سکتا تھا آخر کار سب کے آگے ہتھیار ڈالنے پڑے اور ہم نے اپنا سارا سامان اٹھایا اور اپنے آبائی گاؤں کلر کہار آ گئے یہاں آ کر تو بالکل دل نہیں لگتا تھا دوستوں کی بہت یاد آتی تھی میں سچ بتاؤں کہ پہاڑیوں کو دیکھ کر ڈر جاتا تھا بس یہی کہتا کہ میں کس مصیبت میں آ گیا ہوں آہستہ آہستہ میں نے دل لگا لیا اور قریبی سکول میں داخلہ لے لیا۔ دوستوں کے لیٹر آتے تھے کہ بھائی ولید ملنے آ جاؤ مگر میرا یہی جواب ہوتا کہ میں اب ہمیشہ ہمیشہ کیلئے کراچی کو خیر باد کہہ کر آیا ہوں میں نہیں آ سکتا مجھے کرکٹ سے خاصی دلچسپی تھی پہاڑوں کے دامن میں کرکٹ کھیلنے کا کچھ علیحدہ مزہ تھا ابھی تک مجھے کراچی شہر نہیں بھولا تھا میرے دوست مجھے اتنے یاد آتے تھے کہ روتا رہتا تھا اب تو کوئی دلاسہ بھی نہیں دیتا تھا اب تو شکیل کی بہت یاد آتی تھی جسے ہم تنگ کرتے تھے وہ تو ہماری جان تھا۔

کوئی دور ہے تو کوئی پاس ہے
یہ وقت کی بات ہے

ہم دور ہیں تو کیا ہوا شکیل
ہماری دعا ہر پل آپ کے ساتھ ہے

زندگی گزرتی رہی شبانہ روز دوستوں کی یادیں دل پر وار کرتی رہیں مگر اب دل پتھر سا ہو گیا تھا اب دوستوں کو بھولنے لگا میرے دو ماموں تھے جو کہ جہلم میں آرمی آفیسرز تھے ایک دفعہ میرے ایک ماموں پوری فیملی کے ساتھ ہمارے آشیانے پر آ گئے میں اس وقت ساتویں کلاس کا سٹوڈنٹ تھا میں نے اپنے ماموں لوگوں کو نہیں دیکھا تھا بس یہی جانتا تھا کہ ہمارے ماموں ہیں جو آرمی میں رہتے ہیں میں اس وقت پیار محبت کے کھیل سے ناآشنا تھا بس کبھی کبھار فلمیں دیکھ لیا کرتے تھے۔ دل میں جوش نہیں تھا کہ کسی لڑکی سے پیار کروں میں باہر کرکٹ کھیلنے گیا ہوا تھا جیسے ہی اندر داخل ہوا تو کچھ لوگ خوش گپیوں میں مصروف تھے میں نے جا کر سلام کیا سب نے جواب دیا میرے ابو اٹھ کر میرے کندھے پر ہاتھ کر تعارف کرانے لگے کہ بیٹا یہ تمہارے ماموں لوگ ہیں اور میرا ابھی ان لوگوں کو بتایا کہ یہ ہمارا بیٹا ولید ہے پھر کیا تھا ان کے درمیان رچ بس گیا میں بتانا بھول گیا کہ میرے ماموں کی ایک ہی بیٹی تھی جوان کے ساتھ آئی ہوئی تھی میں پہلی ہی نظر میں اس پر فدا ہو گیا اٹھتے بیٹھتے کھیلتے میری نظر صرف اسی پر ہوتی تھی میرے اندر لاوا عشق ابھرنے کی پوری تگ ودو کر رہا تھا دل کرتا تھا کہ ابھی اس کو جا کر کہوں کہ میں تم سے پیار کرتا ہوں میری دنیا ہی تم ہو مجھے آج آ کر پتا چلا ہے تیرا خیال میرے دل سے جاتا نہیں ہے۔ میرے اور اس کے درمیان کافی سارا مذاق ہوتا تھا بس دل کرتا کہ اب مذاق کی بجائے حقیقت میں بول دیتا ہوں کہ میں تم سے پیار کرتا ہوں۔

مجھے اپنا لو ورنہ میں ٹوٹ جاؤں گا
میں تمہارا ساتھ نہیں چھوڑوں گا

تیرے ساتھ جیوں گا مروں گا میرے اندر آگ لگی ہوئی تھی وہ ہوس کی نہیں محبت کی آگ تھی۔

نہ اب دن کو سکون نہ رات اچھی لگتی ہے
تیرا خیال تیری ہر بات اچھی لگتی ہے
ذرا میرے قریب آؤ تجھے تحفے میں اپنی زندگی دوں
تیری حسین نگاہوں کی سوغات اچھی لگتی ہے

ایک دن میں نے سگریٹ کی ڈبی پر سب کچھ لکھ دیا اور اس کے ہاتھ میں ڈبی تھما کر چلا گیا میں بتاتا چلوں کہ اس کا نام فرزانہ تھا تقریباً شام کے بعد میں واپس آیا اور اپنے پیار کا جواب لینے کی کوشش کی مگر اس نے کچھ نہ بتایا اسی طرح مجھے عشق کی آگ میں جھلتے ہوئے تین دن گزر گئے مگر وہ تو بت بنی ہوئی تھی تیرے دن شام کو وہ میرے کمرے میں آئی میں اس وقت ہوم ورک کر رہا تھا آتے ہی بولی میرے مجنوں کیا ہو رہا ہے لگتا ہے پڑھائی سے بہت زیادہ محبت ہے آپ کو میں نے کہا ہاں محبت ہے مگر آپ سے زیادہ محبت نہیں۔ اچھا تو تم مجھ سے پیار کرتے ہو جی ضرور میں آپ سے اتنا پیار کرتا ہوں کہ اس کی مثال نہیں ملتی مگر افسوس کہ آپ نے میرے پیار پہ یقین نہیں کیا میرے محبت نامے کا جواب نہیں دیا۔ فرزانہ بولی سچ بتاؤں تو میں بھی آپ سے پیار کرتی ہوں مگر میں آپ کو تھوڑا تڑپانا چاہتی تھی میں جھٹ سے بولا سچی۔ سچی میں اتنا خوش ہوا کہ کیا بتاؤں اپنے آپ کو ہواؤں میں اڑتا ہوا محسوس کرنے لگا میں نے کہا میں آپ سے بہت پیار کرتا ہوں کوئی ایسا لمحہ نہیں ہے جس پر آپ کے خیالات نے مجھ پر بادل نہ برسائے ہوں کوئی ایسا پل نہیں جس میں آپ کی یاد نہ آئی ہو۔ رات کو چاند کی چاندنی کی طرف دیکھتا ہوں تو مجھے تیرا پیار یاد آتا ہے مجھے آپ سے انتہائی محبت ہے اس طرح ہم نے ساتھ جینے مرنے کی قسمیں کھائیں اور میں تو ہوم ورک بھی بھول گیا بس وہیں گپ شپ مارتے رہے دوسرے دن وہ لوگ جانے کے لیے تیار ہو گئے میں نے مشکل سے اپنے آنسوؤں کو ضبط کیا میں نے کہا پھر کب آؤ گی بہت جلد ہمیشہ ہمیشہ کے لیے وہ لوگ چلے گئے میں ایسا محسوس کرنے لگا بس میرے جسم سے جان نکل گئی ہو۔

وہ جو آشیانے ہمارے پر آئے تھے آشیانہ چھوڑ گئے
ہمیں اپنی حسین نگاہوں کا بنا کے دیوانہ چھوڑ گئے

اپنے دل کو بہکانے کے لیے جو کتاب اٹھاتے ہم

وہ کتاب کی ہر لکیر پر عشق کا فسانہ چھوڑ گئے
جاتے ہوئے کوئی تحفہ دے کر جاتے تو اچھا تھا
وہ تو جاتے ہوئے اپنی سلگتی یادوں کا نذرانہ چھوڑ گئے

اب میرا دل اس کے بغیر ایک پل بھی نہیں لگتا تھا دل کرتا تھا ابھی بھاگ کے ان کے پاس پہنچ جاؤں میں بتاتا چلوں کہ میں سگریٹ بھی پیتا تھا میں اس کی یاد میں بار بار سگریٹ سلگا کے پیتا رہتا سگریٹ کے دھوئیں سے میرے اردگرد گہرے بادل چھا جاتے اتفاق سے ہم نے PTC کنکشن لگوایا ہوا تھا ایک دن اس نے کال کی میرے بھائی نے کال اٹینڈ کی تو وہ نہ بولی اور کال منقطع کر دی یہ سلسلہ کئی دن چلتا رہا میرے گھر والے کال اٹینڈ کرتے مگر وہ نہ بولتی میں نے ایک دکان اور مرغی خانہ بنایا ہوا تھا جو کہ میں سیکنڈ ٹائم چلاتا تھا اس سے پہلے میرے بھائی چلاتے تھے وہ میرے والد نے مجھے بنا کے دیا تھا بھائیوں کی مرضی ہوتی تھی کہ چلائیں یا نہ چلائیں اس لیے وہ اکثر بند رہتا تھا میں سکول سے آ کر چلاتا تھا ایک دن میں سکول سے واپس آیا اور آٹھویں کلاس کا داخلہ فیس کے لیے ابو سے بات کرنے لگا اتنے تک فون کی گھنٹی بجی میری امی نے کہا کہ بیٹا یہ کوئی روزانہ کال کرتا ہے جب ہم بولتے ہیں تو کال ڈراپ کر دیتا ہے شاید کوئی تمہارا دولت ہو میں نے جا کر کال اٹینڈ کی تو اس نے مجھے پہچان لیا میں نے کہا جی ولید بات کر رہا ہوں گھر والوں کو بھی احساس دلاتا تھا میں نے کہا ٹھیک ہے آپ پھر بات کرنا امی نے پوچھا کون ہے میں نے کراچی سے دوست کا فون تھا تو اس کا لیٹر آتا تھا اس کا پتہ کر رہا تھا میں اپنی دکان پر چلا گیا اور یہی سوچتا رہا کہ اب کیا کریں میں دوسرے دن دوپہر کے وقت گھر آیا جمعہ کا دن تھا بھائی وغیرہ کھیتوں میں تھے کروں گا کال سے فارغ ہو کر میں نہا دھو کر جمعہ کیلئے تیار ہو گیا اب تو میرے دل میں اتنی محبت نیا گ لگائی تھی کہ جب تک اس کو فون نہ کرتا بے چینی بڑھتی رہتی ادھر میرے آٹھویں کلاس کے پیپر زیر پر آ گئے میں ان دنوں تعلیم میں مصروف تو ہو گیا مگر لگن تھی تو محبوب سے پیار کی وہ بھی سمجھاتی تھی کہ میں کوئی آپ کو چھوڑ رہی ہوں آپ پہلے اپنی تعلیم پر توجہ دو میں نے آٹھویں کے پیپرز دے دیئے اور اپنی دکان چلانے لگا فرزانہ کے والد ریٹائر ہو گئے اور ہمارے ہاں آ گئے میں بہت خوش ہوا اب تو ہر وقت محبوب کا دیدار کرتا تھا پہلے کچھ دن وہ ہمارے گھر میں رہے پھر ہماری زمین میں انہوں نے مکان بنا لیا اور سارا سامان ادھر شفٹ کر لیا۔

ہم ایک دوسرے سے کافی فری ہو گئے تھے میں اکثر اوقات اپنے محبوب کے آشیانہ پر ہی رہتا میرے ماموں چونکہ آرمی کے کوئی بڑے آفیسر تھے اس لیے بہت مالدار تھے لوگوں میں بھی ان کا بڑا وقار تھا جب بھی شہر جاتے تو واپسی پہ گاڑی بچوں کی چیزوں سے فل ہوتی مگر ہم تو اس کے برعکس تھے مگر پھر بھی خدا کا شکر ادا کرتے تھے میرے دو بھائیوں کی شادیاں ہو چکی تھیں اللہ نے ایسی بھابھیاں دی تھیں جو بھائی سے کم ہی بولتی تھیں گھر میں کافی سکون تھا بھائی بہنوں کا پیار تھا شاید اللہ نے وہی پیار دینا تھا کیونکہ جلد ہی قسمت میں جدائی آ جانی تھی یہ نہیں پتہ تھا کہ جلد ہی پردیس کی ہوا کھانی ہے اور دیس کی منزل ہی نہیں ملنی اپنے خاندان میں رسوا و بدنام ہونا ہے کاش کہ میں اس وقت پیار نہ کرتا ایک دن میرے ماموں نے میرے والد سے کہا کہ ولید کو اپنی بیٹی کا رشتہ دینا چاہتا ہوں وہ مجھے بہت پیارا لگتا ہے میں جتنا اس دن خوش ہوا تھا آج

دوسرے ماموں کے بیٹوں کو اپنے ہتھکنڈے چڑھا اور ہمارے خلاف سازشیں شروع کر دیں اب زندگی کے امتحانوں کا آغاز ہو گیا جونہی میرا رزلٹ آؤٹ ہوا ساتھ میں پاک آرمی میں آسامیاں آ گئیں میرے والد بھی پہلے آرمی میں جاب کرتے تھے اور ابھی بھی پنشن لے رہے تھے میرے والد نے بھی مجھے ٹیسٹ کے لیے بھیج دیا میں ہر چیز میں پاس ہو گیا مجھے انہوں نے ایک مہینے کا وقت دیا کہ اس کے بعد آپ کو لیٹر ملے گا اور میڈیکل کے بعد آپ کو آرمی جوائن کرا دیں گے میں نے اپنے والدین بہن بھائیوں کو سنائی تو بہت خوش ہوئے میری امی تو میرا ماتھا چومتی رہی اور یہ خبر فرزانہ تک پہنچی اس نے مجھے یہ پیغام بھیجا کہ تم گھر کے ساتھ والی بیٹھک پہ مجھے ملو میں مقررہ وقت پر ملا تو وہ بھاگ کے میرے گلے میں لگ کر رونے لگی کہ تم مجھے چھوڑ کر آرمی میں جا رہے ہو میں پھر پرائی ہو جاؤں گی پہلے بھی لوگ ہمارے خلاف ہیں ہمیں ایک نہیں ہونے دے رہے اوپر سے تم ان کو ایک نہ ہونے کا بہترین موقع فراہم کر رہے ہو۔ میں نے وہیں سگریٹ جلا کر اپنے بازو پر F لکھ دیا میں تو پہلے عشق کی آگ میں جل رہا تھا بھلا سگریٹ کا کیا ہوتا تھا یہ دیکھ کر فرزانہ بہت روئی میں نے کہا کچھ نہیں آپ کو یقینی محبت دکھا رہا ہوں کچھ نہیں ہوتا ہم ایک ہوں گے فرزانہ بولی تم مجھ سے اتنا پیار کرتے ہو میں بہت خوش ہوں اسی طرح پیار محبت کا لگایا گیا پودا ایک بڑا شجر بن گیا اس شجر کو خاندانی سازشوں نے جڑ سے اکھاڑنے کی انتہا کر دی تقریباً کچھ دنوں بعد میرا کال لیٹر آ گیا میں آرمی سنٹر گیا تو کرنل امتیاز صاحب نے جب میرا [illegible]

کارنامہ تحریر کر کے مجھے پکڑوا دیا میں نے اپنی ان فٹنگ کی خبر گھر والوں کو سنائی تو سب کے چہرے اداس ہو گئے میرے ابو نے مجھ سے پوچھا کہ دیکھاؤ ان فٹ سرٹیفکیٹ پر لکھا کیا ہے آپ کس وجہ سے ان فٹ ہوئے ہو بس جب انہوں نے بازو والا واقعہ پڑھا تو آگ بگولہ ہو گئے مجھے اتنا مارا کہ میں بے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش آیا پھر بے قابو ہو گئے اور مجھے بہت مارا میرے کچھ دوستوں نے میری جان بچائی میں خون میں لت پت ایک دوست نے مجھے ہسپتال تک پہنچایا کچھ دن ایڈمٹ رہنے کے بعد زندگی معمول پر آ گئی ایک دن میں اپنی دکان پر بیٹھا تھا کہ میرے ماموں کے بیٹے آ گئے انہوں نے میری دکان میں کافی توڑ پھوڑ کی اور مجھے بھی مارا اور دھمکی دی کہ فرزانہ کو بھول جاؤ اور ابھی اپنا فیصلہ سناؤ میں نے کہا کہ آپ لوگوں کو کل بتاؤں گا میں نے سب واقعہ فرزانہ کو بتایا تو وہ بہت پریشان ہو گئی اور اس نے کہا کہ تم مجھے یہاں سے لے کر بھاگ جاؤ مجھ سے آپ کی یہ حالت ... دیکھی نہیں جاتی ہے۔ میں نے اپنے دو دوستوں اور فرزانہ کو ساتھ لیا اور شیخوپورہ آ گئے وہاں ایک دوست نے ایک مولوی بلوایا جس نے ہمارا نکاح کر دیا نکاح تو ہو گیا شرعی مگر قانونی نکاح کے کاغذات بنوانے بھول گئے ہم راتوں رات گھر لوٹ آئے اب میں نے اس کو اس کے میکے گھر چھوڑ دیا اور اطمینان سے رہنے لگا کچھ دنوں بعد میرے ماموں نے مجھے کہا کہ میری آنکھوں سے دور ہو جاؤ کہیں اور جگہ جا کر کام کرو میرے والدین پہلے مجھ سے ناراض تھے وہ بھی میرے ماموں کی باتوں میں آ گئے اور مجھے گھر سے نکال دیا میں وہاں سے لاہور آ گیا اور دو دن تک داتا دربار پر رہا مگر کوئی جگہ نہ ملی اتفاق سے میری ملاقات کرنل طارق

وہ کتاب کی ہر لکیر پر عشق کا فسانہ چھوڑ گئے جاتے ہوئے کوئی تحفہ دے کر جاتے تو اچھا تھا وہ تو جاتے ہوئے اپنی سلگتی یادوں کا نذرانہ چھوڑ گئے

اب میرا دل اس کے بغیر ایک پل بھی نہیں لگتا تھا دل کرتا تھا ابھی بھاگ کے ان کے پاس پہنچ جاؤں میں بتاتا چلوں کہ میں سگریٹ بھی پیتا تھا میں اس کی یاد میں بار بار سگریٹ سلگا کے پیتا رہتا سگریٹ کے دھوئیں سے میرے اردگرد گہرے بادل چھا جاتے اتفاق سے ہم نے PTC کنکشن لگوایا ہوا تھا ایک دن اس نے کال کی میرے بھائی نے کال اٹینڈ کی تو وہ نہ بولی اور کال منقطع کر دی یہ سلسلہ کئی دن چلتا رہا میرے گھر والے کال اٹینڈ کرتے مگر وہ نہ بولتی میں نے ایک دکان اور مرغی خانہ بنایا ہوا تھا جو کہ میں سیکنڈ ٹائم چلاتا تھا اس سے پہلے میرے بھائی چلاتے تھے وہ میرے والد نے مجھے بنا کے دیا تھا بھائیوں کی مرضی ہوتی تھی کہ چلائیں یا نہ چلائیں اس لیے وہ اکثر بند رہتا تھا میں سکول سے آ کر چلاتا تھا ایک دن میں سکول سے واپس آیا اور آٹھویں کلاس کا داخلہ فیس کے لیے ابو سے بات کرنے لگا اتنے تک فون کی گھنٹی بجی میری امی نے کہا کہ بیٹا یہ کوئی روزانہ کال کرتا ہے جب ہم بولتے ہیں تو کال ڈراپ کر دیتا ہے شاید کوئی تمہارا دولت ہو میں نے جا کر کال اٹینڈ کی تو اس نے مجھے پہچان لیا میں نے کہا جی ولید بات کر رہا ہوں گھر والوں کو بھی احساس دلانا تھا میں نے کہا ٹھیک ہے آپ پھر بات کرنا امی نے پوچھا کون ہے میں نے کراچی سے دوست کا فون تھا تو اس کا لیٹر آنا تھا اس کا پتہ کر رہا تھا میں اپنی دکان پر چلا گیا اور یہی سوچتا رہا کہ اب کیا کریں میں دوسرے دن دوپہر کے وقت گھر آیا جمعہ کا دن تھا بھائی وغیرہ کھیتوں میں تھے اور بہنیں دوسرے کمرے میں تھیں امی بھی کہیں گئی ہوئی تھی میں نے سوچا کہ غسل وغیرہ کر کے جمعہ پڑھنے چلا جاتا ہوں ابھی اسی سوچ میں تھا کہ فون کی گھنٹی بجی میں بھاگتا ہوا ٹیلی فون کے پاس گیا اور ریسیور اٹھایا تو اس نے پہچان لیا ڈھیر ساری دیر تک ہم باتیں کرتے رہے میں نے اب اس کا نمبر لے لیا تھا کہ اب میں جب بھی فارغ ہوا آپ کو کال کروں گا کال سے فارغ ہو کر میں نہا دھو کر جمعہ کیلئے تیار ہو گیا اب تو میرے دل میں اتنی محبت نیا گ لگائی تھی کہ جب تک اس کو فون نہ کرتا بے چینی بڑھتی رہتی ادھر میرے آٹھویں کلاس کے پیپر زیر پر آ گئے میں ان دنوں تعلیم میں مصروف تو ہو گیا مگر لگن تھی تو محبوب سے پیار کی وہ بھی سمجھاتی تھی کہ میں کوئی آپ کو چھوڑ رہی ہوں آپ پہلے اپنی تعلیم پر توجہ دو میں نے آٹھویں کے پیپرز دے دیئے اور اپنی دکان چلانے لگا فرزانہ کے والد ریٹائر ہو گئے اور ہمارے ہاں آ گئے میں بہت خوش ہوا اب تو ہر وقت محبوب کا دیدار کرتا تھا پہلے کچھ دن وہ ہمارے گھر میں رہے پھر ہماری زمین میں انہوں نے مکان بنا لیا اور سارا سامان ادھر شفٹ کر لیا۔

ہم ایک دوسرے سے کافی فری ہو گئے تھے میں اکثر اوقات اپنے محبوب کے آشیانہ پر ہی رہتا میرے ماموں چونکہ آرمی کے کوئی بڑے آفیسر تھے اس لیے بہت مالدار تھے لوگوں میں بھی ان کا بڑا وقار تھا جب بھی شہر جاتے تو واپسی پہ گاڑی بچوں کی چیزوں سے فل ہوتی مگر ہم تو اس کے برعکس تھے مگر پھر بھی خدا کا شکر ادا کرتے تھے میرے دو بھائیوں کی شادیاں ہو چکی تھیں اللہ نے ایسی بھابھیاں دی تھیں جو بھائی سے کم ہی بولتی تھیں گھر میں کافی سکون تھا بھائی بہنوں کا پیار تھا شاید اللہ نے وہی پیار دینا تھا کیونکہ جلد ہی قسمت میں جدائی آ جانی تھی یہ نہیں پتہ تھا کہ جلد ہی پردیس کی ہوا کھانی ہے اور دیس کی منزل ہی نہیں ملنی اپنے خاندان میں رسوا و بدنام ہونا ہے کاش کہ میں اس وقت پیار نہ کرتا ایک دن میرے ماموں نے میرے والد سے کہا کہ ولید کو اپنی بیٹی کا رشتہ دینا چاہتا ہوں وہ مجھے بہت پیارا لگتا ہے میں جتنا اس دن خوش ہوا تھا آج اس خوشی کو ترستا ہوں شاید وہی میری سب سے زیادہ خوشی تھی وہیں سے میری تباہی کا آغاز ہوا ہوا کچھ یوں کہ میرے خاندان کے لوگوں نے جب میری منگنی کی بات سنی تو میرے خلاف ہو گئے ان کے پاؤں کے تلے سے تو زمین ہی نکل گئی انہوں نے کہا کہ یہ اتنا مالدار ہے اور اپنی بیٹی کا رشتہ ایک دکاندار کو دے رہا ہے انہوں نے

یہ دوسرے ماموں کے بیٹوں کو اپنے ہتھکنڈے چڑھا لیا اور ہمارے خلاف سازشیں شروع کر دیں اب زندگی میں اداسیوں کا آغاز ہو گیا جونہی میرا رزلٹ آؤٹ ہوا میں نے پاک آرمی میں آسامیاں آ گئیں میرے والد صاحب پہلے آرمی میں جاب کرتے تھے اور ابھی بھی پنشن لے رہے تھے میرے والد نے بھی مجھے ٹیسٹ کیلئے بھیج دیا میں ہر چیز میں پاس ہو گیا مجھے انہوں نے ایک مہینے کا وقت دیا کہ اس کے بعد آپ کو لیٹر ملے گا اور میڈیکل کے بعد آپ کو آرمی جوائن کرا دیں گے میں نے گھر آ کر اپنے والدین بہن بھائیوں کو سنائی تو بہت خوش ہوئے میری امی تو میرا ماتھا چومتی رہی اور یہ خبر فرزانہ تک پہنچ گئی۔ اس نے مجھے یہ پیغام بھیجا کہ تم گھر کے ساتھ والی باڑی میں مجھے ملو میں مقررہ وقت پر ملا تو وہ بھاگ کے میرے گلے میں لگ کر رونے لگی کہ تم مجھے چھوڑ کر آرمی میں جا رہے ہو میں پھر پرائی ہو جاؤں گی پہلے بھی لوگ ہمارے خلاف ہیں ہمیں ایک نہیں ہونے دے رہے اوپر سے تم ان کو ایک نہ ہونے کا بہترین موقع فراہم کر رہے ہو میں نے وہیں سگریٹ جلا کر اپنے بازو پر F لکھ دیا میں تو پہلے عشق کی آگ میں جل رہا تھا بھلا سگریٹ کا کیا ہوتا تھا یہ دیکھ کر فرزانہ بہت روئی میں نے کہا کچھ نہیں ہوا آپ کو یقینی محبت دکھا رہا ہوں کچھ نہیں ہوتا ہم ایک ہو جائیں گے فرزانہ بولی تم مجھ سے اتنا پیار کرتے ہو میں بہت خوش ہوں اسی طرح پیار محبت کا لگایا گیا پودا ایک بڑا شجر بن گیا اس شجر کو خاندانی سازشوں نے جڑ سے اکھاڑنے کی انتہا کر دی تقریباً کچھ دنوں بعد میرا کال لیٹر آ گیا میں آرمی سنٹر گیا تو کرنل امتیاز صاحب نے جب میرا بازو پر F لکھا دیکھا تو ان فٹ کر دیا اور کہا کہ بیٹے یہ تم نے کیا کر دیا ہے اب تو تم آرمی کے اہل نہیں رہے آج تم اپنا ہاتھ جلا سکتے ہو تو کل تم خودکشی بھی کر سکتے ہو میں نے تمام ماجرا کو بتا دی مگر ان کا جواب یہی تھا کہ بیٹے رشتے تو مل جاتے ہیں مگر نوکریاں بار بار نہیں ملتیں تم نے اپنے مستقبل کو بجائے روشن کرنے کے تاریک کر دیا ہے انہوں نے میرے سرٹیفکیٹ پر ان فٹ لکھ کر ساتھ میں بازو والا کارنامہ تحریر کر کے مجھے پکڑا دیا میں نے اپنی ان فٹنگ کی خبر گھر والوں کو سنائی تو سب کے چہرے اداس ہو گئے میرے ابو نے مجھ سے پوچھا کہ دکھاؤ ان فٹ سرٹیفکیٹ پر لکھا کیا ہے آپ کس وجہ سے ان فٹ ہوئے ہو بس جب انہوں نے بازو والا واقعہ پڑھا تو آگ بگولہ ہو گئے مجھے اتنا مارا کہ میں بے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش آیا پھر بے قابو ہو گئے اور مجھے بہت مارا میرے کچھ دوستوں نے میری جان بچائی میں خون میں لت پت ایک دوست نے مجھے ہسپتال تک پہنچایا کچھ دن ایڈمٹ رہنے کے بعد زندگی معمول پر آ گئی ایک دن میں اپنی دکان پر بیٹھا تھا کہ میرے ماموں کے بیٹے آ گئے انہوں نے میری دکان میں کافی توڑ پھوڑ کی اور مجھے بھی مارا اور دھمکی دی کہ فرزانہ کو بھول جاؤ اور ابھی اپنا فیصلہ سناؤ میں نے کہا کہ آپ لوگوں کو کل بتاؤں گا میں نے سب واقعہ فرزانہ کو بتایا تو وہ بہت پریشان ہو گئی اور اس نے کہا کہ تم مجھے یہاں سے لے کر بھاگ جاؤ مجھے آپ کی یہ حالت روز روز نہیں دیکھی جاتی ہے۔ میں نے اپنے دو دوستوں اور فرزانہ کو ساتھ لیا اور شیخوپورہ آ گئے وہاں ایک دوست نے ایک مولوی بلوایا جس نے ہمارا نکاح کر دیا نکاح تو ہو گیا شرعی مگر قانونی نکاح کے کاغذات بنوانے بھول گئے ہم راتوں رات گھر لوٹ آئے اب میں نے اس کو اس کے میکے گھر چھوڑ دیا اور اطمینان سے رہنے لگا کچھ دنوں بعد میرے ماموں نے مجھے کہا کہ میری آنکھوں سے دور ہو جاؤ کہیں اور جگہ جا کر کام کرو میرے والدین پہلے مجھ سے ناراض تھے وہ بھی میرے ماموں کی باتوں میں آ گئے اور مجھے گھر سے نکال دیا میں وہاں سے لاہور آ گیا اور دو دن تک داتا دربار پر رہا مگر کوئی جگہ نہ ملی اتفاق سے میری ملاقات کرنل طارق صاحب سے ہو گئی وہ اس وقت حاضر سروس تھے میں نے تمام واقعہ ان کے سامنے کھول کے رکھ دیا یہ بارہ سال پہلے کی بات ہے انہوں نے اپنے گھر میں مجھے بٹ مین رکھ لیا ان کی کوئی اولاد نہ تھی وہ مجھے اپنا بیٹا سمجھتے تھے مجھے اپنے گھر جیسا ماحول تو مل گیا مگر اپنوں کی یاد بہت آتی تھی میں اپنے بھائیوں سے فون پر بات کر لیتا تھا ایک دن مجھے میرے

بھائی نے فون کیا کہ بھائی ولید وہ فرزانہ کا رشتہ آ گے کر رہے ہیں ماموں نے منگنی توڑ دی ہے میں نے کہا منگنی ٹوٹی ہے کوئی نکاح تو نہیں ٹوٹ گیا بھیا بولے کیا کہہ رہے ہو مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی ہے کھل کے بات بتاؤ۔ میں نے نکاح والی ساری بات بتا دی اور میرے گھر والے بھی خوش ہو گئے ان کے حوصلے مضبوط ہوئے آپ سب جانتے ہیں کہ والدین اولاد کے لیے کتنے پریشان ہو جاتے ہیں جب خدانخواستہ کوئی مسئلہ درپیش آتا ہے میں اپنے گاؤں چلا گیا میں نے وہاں جا کے اپنے گواہان کو پیش کیا اور گواہان نے گواہی دی ساتھ میں فرزانہ نے بھی کہا کہ ہم نے شادی کی ہوئی ہے یعنی ہمارا نکاح ہو چکا ہے ہم میاں بیوی ہیں مگر مسئلہ یہ بنا کہ میرے پاس قانونی نکاح نہیں تھا میں وہاں سے ضلع شیخوپورہ اس مولوی کے پاس آیا مگر اس کا یہ پتہ بھی نہ چلا کہ مر گیا ہے کہ زندہ ہے جس سے بھی پوچھتا کہتے کہ ہمیں تو اس کا کوئی پتہ نہیں ہے جس مولوی نے نکاح کے اوپر نکاح کروایا تھا اس کے پاس گیا کہ میں آپ سب پر فتویٰ لگوا دوں گا کہ آپ لوگوں نے نکاح کے اوپر نکاح کروایا ہے میرے پاس میرے گواہان موجود ہیں آپ کیوں نہیں مان رہے ہو مولوی نے کہا کہ میں آپ کا نکاح مانتا ہوں شریعت کے مطابق آپ کی بیوی ہے وہ مگر آج کل قانون کا دور ہے قانون کے مطابق نہیں ہے اگر آپ کے پاس کوئی رجسٹرڈ نکاح ہے تو دکھاؤ میں آپ کے ساتھ ہوں مگر مجھ سے یہ غلطی ہو گئی تھی کہ میں نے اس وقت نکاح رجسٹرڈ نہیں کروایا تھا۔ میں مایوسی کے عالم میں گھر لوٹ آیا۔

اپنوں سے اس قدر صدمے اٹھائے جان پر
غیروں سے شکایت کا گلہ نہ رہا

اب تو میرے سب دشمن بن گئے تھے لوگ مجھ پر طعنہ بازی کرتے تھے مجھے بڑا غصہ آتا اور ایک دن ماموں کے گھر پہنچ گیا اور وہاں جا کر سب کو بددعائیں دیں لوگوں نے منع کیا کہ بیٹا اس طرح کے الفاظ نہ نکالو کسی دن کو ظلم نازل ہو گا میں اب اسلحہ لے کر چلتا تھا میرے اس طرح بددعائیں اور لڑائی جھگڑے کے پیش نظر میری جان فرزانہ پر ظلم کی اخیر کر دی گئی اس کے ہاتھ کی انگلیاں کاٹ دی گئیں سر کے بال نوچ لیے گئے اور بھنویں بھی کاٹ دی گئیں۔ یہ ظلم مجھ سے برداشت نہ ہوا اور میں پھر ان کے گھر اسلحہ لے کر چلا گیا۔ اس سے پہلے کہ میں کوئی غلط قدم اٹھاتا میری جان فرزانہ میرے قدموں میں آ کر گر گئی اور اس کے والد نے کہا کہ یہ میری بیٹی ہے چاہے میں اس کے دس نکاح کروں اور یہ بھی کسی مولوی سے لکھوا کر لاؤ کہ جو لڑکی اپنے بھائیوں اور والدین کی مرضی سے نہیں نکاح کرتی یا چھپ کے کرتی ہے تو نکاح نہیں ہوتا میرے قدموں میں گر کر کہتی ہے کہ ولید یہاں سے چلے جاؤ میں اور اذیت برداشت نہیں کر سکتی میں آج نکاح پہ نکاح کر کے آگے جا رہی ہوں۔ میں کل بھی آپ کی تھی اور آج بھی آپ کی ہوں مگر قانون کے مطابق کسی اور کی ہوں۔ میں اس کے قدم میں گرنے کی وجہ سے سب کچھ چھوڑ کے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے لاہور چلا آیا میں آ کر کرنل صاحب سے بھی بات کر سکتا تھا مگر اس نے مجھے قسم دی تھی کہ میں کوئی قدم نہ اٹھاؤں قارئین جو کل تک میرے لیے جان قربان کرتے تھے میرے جان کے دشمن تھے آج مجھے قتل کرنے پر تلے ہوئے تھے آج اگر میں قانونی نکاح کرتا تو مان جاتے شرعی کیا تو نہیں مان رہے۔

ہمیں تو اپنوں نے لوٹا غیروں میں کہاں دم تھا
میری تو کشتی وہاں ڈوبی جہاں پانی کم تھا

میں آج 12 سال ہو گئے ہیں لاہور میں ہوتا ہوں کرنل صاحب نے میری شادی کر دی ہے میرا ایک بیٹا علی ہے اور جان قربان کرنے والی بیوی ہے آج پرائے اپنے بن گئے ہیں اور اپنے پرائے میری زندگی اچھی گزر رہی تھی کہ کچھ دن پہلے مجھے بھائی نے فون کیا کہ فرزانہ کے ساتھ وہ ظلم ہوا ہے جو اللہ کسی کے ساتھ نہ کرے۔ آج اس کی جان خطرے میں ہے اگر وہ مر گئی تو رہتی دنیا تک جو ظلم اس کے ساتھ ہوا ہے وہ لوگوں کے منہ میں مثال بن کے رہے گا میں وہ ظلم لکھنا مناسب نہیں سمجھوں گا اللہ کی طرف سے شاید میری بددعاؤں کا عذاب نازل ہوا ہے اس پر۔ میری قارئین سے ریکویسٹ ہے کہ فرزانہ کیلئے دعا کریں کہ وہ عذاب سے بچ جائے اور یہی کہوں گا کہ نکاح پر نکاح کرنا بڑا جرم ہے نکاح ایک ہی ہوتا ہے پلیز جب بھی اپنے بچوں کی شادیاں کرو تو ان کی مرضی پوچھ لیا کرو۔

دوستو کیسی لگی میرے بھائی ولید کی زندگی کی سچی کہانی ولید آج کل لاہور میں ہوتا ہے وہ جاہل اور پیار کے دشمنوں سے ملنے کا سوچتا بھی نہیں ہے کرنل طارق آج کل انگلینڈ میں ہیں اور پیچھے سب ذمہ داری ولید پر ہے قارئین ہم نام کے مسلمان رہ گئے ہیں۔ آج کل شریعت کو نہیں دیکھا جاتا قانون مانا جاتا ہے شریعت رہ بھی نہیں گئی ہمارا دین نہیں رہا آج شرعی نکاح نہیں مانا جا رہا جبکہ قانونی نکاح پر نکاح ہو رہے ہیں یہ قیامت کی نشانیاں ہیں یہ سیلاب زلزلے حادثات سب یہی یہ ہمارے گھناؤنے کرتوتوں کے نتائج ہیں آ جبھی وقت ہے بدل جاؤ اللہ کو مانو اور شریعت پر عمل کرو ہم سے انگریز آگے نکل گئے ہیں جو قرآن سے فائدہ اٹھا رہے ہیں یہ حقیقت بات ہے ہمارا مذہب نام کا مذہب رہ گیا ہے۔

اساں ناں دے مسلم رہ گئے ہاں اساں دین دے یار پابند نئیں
اے واسطے رحمت رب دی ساڈے ملک وچ یار آمند نئیں
نماز، روزہ، حج، زکوۃ سانوں بالکل یار پسند نئیں

غزل

گویا انداز شاہانہ ہے امیروں جیسا
میرے اندر کا انسان ہے فقیروں جیسا
ہم نے چہرے پہ سجا رکھی ہے چہرے کی رونق
میرے درد کا عالم ہے ویران جزیروں جیسا اس کے
اوصاف و خصائل نے مجھے جیت لیا
میرے مریدوں میں تھا وہ شخص پیروں جیسا
اس سے پہلے تھی اسیری بھی رہائی جیسی
اب کہ آزادی میں ہے حال اسیروں جیسا
اس کو محسن گنوا کے ہیں خسارے اب تک
وہ جو اک شخص تھا میرے ساتھ ہیروں جیسا

(انتخاب محمد شوکت، مانسہرہ)

اسے بھی محسوس کرو

انسان دو چیزوں سے ہمیشہ ہار جاتا ہے۔ ''وقت'' اور ''پیار'' دونوں زندگی میں اہم ہوتے ہیں وقت کسی کا نہیں ہوتا اور پیار کسی سے نہیں ہوتا۔

(محمد شوکت، مانسہرہ)

تیرے سوا

نہ مجھے بارش اچھی لگتی ہے
نہ مجھے بادل اچھے لگتے ہیں
نہ دھوپ اچھی لگتی ہے
نہ مجھے پھول اچھے لگتے ہیں
نہ مجھے خوشبو اچھی لگتی ہے
مجھے کچھ بھی اچھا نہیں لگتا صنم تیرے سوا
تم جب ساتھ ہوتے تھے
میرے پاس ہوتے تھے
روز ملا کرتے تھے مجھ سے
مجھ سے روز باتیں بھی کیا کرتے تھے
تمہارے ساتھ مجھے یہ سب اچھا لگتا تھا
چاہے وہ رنگ، دھوپ، بارش
موسم، بادل، پھول، خوشبو
ہوتی تھی مجھے یہ سب اچھے لگتے تھے
اب تم نہیں ہوتے صنم مجھے کچھ بھی اچھا نہیں لگتا
اب نہ کوئی رنگ بھاتا ہے، نہ کوئی پھول بھاتا ہے
نہ کوئی خوشبو بھاتی ہے، نہ کوئی بادل بھاتا ہے
نہ کوئی بارش بھاتی ہے، نہ کوئی دھوپ بھاتی ہے
مجھے کچھ بھی اچھا نہیں لگتا
صنم تیرے سوا، صنم تیرے سوا

(شاعر: ذ عاملی)

❀❀❀

''محبت''

تحریر: توقیر اسلم رحمانی، منگروٹھ شرقی

نگینہ تھوڑی دیر بعد بول پڑی سوری رمضان میں تمھارا دل دکھانا تو نہیں چاھتی لیکن میں کسی اور کو دھوکہ بھی نہیں دے سکتی کیا مطلب اس کی بات پر میں چونکہ مجھے اس کی باتیں بالکل سمجھ نہیں ا رھی تھی مطلب یہ کہ میں کالج میں ایک لڑکے کے ساتھ محبت کرتی ھوں اور وہ بھی مجھ سے بھت پیار کرتا ھے اس لیے پلیز تم میرے بارے میں سوچنا چھوڑ دو ویسے بھی میں نے سنا ھے کہ تمھاری منگنی ھو چکی ھے اور جلدی ھی تمھاری شادی ھونے والی ھے اس کی باتیں سن کر مجھے ایک ساتھ دو جھٹکے لگے میں اسے حیرت سے دیکھنے لگا اب مجھے ایسا لگا جیسے میرا دل دھڑکنا بھول گیا ھو مجھے اپنی انکھوں کے سامنے اندھیرا محسوس ھونے لگا میں نے بڑی مشکل سے اپنے اپ کو سنبھالا نگینہ تم نے کتنی اسانی سے کھہ دیا کہ تم مجھے بھول جائو لیکن یہ تمھاری بھول ھے تم ھمیشہ میری دھڑکنوں میں شامل رھو گی یہ سب کھنا اسان ھے لیکن کرنا اسان نھیں ھوتا شاید تم نے محبت ٹھیک طرح سے کرنا نھیں سیکھا ورنہ تم مجھے اس طرح بھول جانے کو نہ کھتی لیکن بھرحال تم جس سے پیار کرو جھاں رھو خوش رھو اب بس میں یھی تمھارے لیے دعا کرتا رھوں گا لیکن میں تمھیں کبھی بھلا نھیں پائوں گیا تم مجھے نہ ملی تو کیا ھوا تمھاری یادیں تو ھمیشہ میرے ساتھ رھیں گی ویسے تم مجھے بتا سکتی ھو کہ تمھیں میری شادی کا کس نے بتایا ھاں وہ پرسوں تمھارے گھر سے فون ایا تھا کہ تمھاری مصباح کے ساتھ شادی ھو رھی ھے لیکن تم وھاں سے ناراض ھو کر یھاں اگئے ھو. نگینہ نے مجھے تفصیل بتائی

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں

دنیا میں کوئی انسان نہیں جسے محبت نہ ہوئی ہو ہر کوئی اپنے دل میں محبت کی داستان لیے پھرتا ہے آج کل کی محبت میں صرف دھوکہ ہی دھوکہ ہے اور محبت میں بہت کم لوگ کامیاب ہوتے ہیں کیونکہ محبت کا پہلا نام جدائی ہے اور دوسرا نام رسوائی ہے۔ کچھ لوگ جنہیں محبت نہیں ملتی وہ موت کو گلے لگا لیتے ہیں اور کچھ لوگ اس دنیا میں مر مر کر اپنی زندگی گزارتے ہیں محبت کی یادیں جو انہوں نے ایک ساتھ گزاری ہوئی ہیں وہ انہیں ہر پل مارتی رہتی ہیں لیکن پھر بھی وہ زندہ رہتے ہیں میرا دوست بھی انہی لوگوں سے ہے اس نے بھی ایک لڑکی سے محبت کی تھی وہ ہر بار لڑکی کو بے وفا کہتا تھا لیکن جب اسے پتہ چلا کہ وہ وفا کرنیوالی تھی تو اس وقت پانی سر سے اوپر جا چکا تھا آیئے میں آج آپ ایک قریبی دوست کی کہانی سناتا ہوں۔

ماضی کی محفلوں میں سجا کر شعور کو تنہا

دیتے ہیں سہارا زندگی کو کبھی کبھی

میرا نام رمضان ہے اور مجھے پیار سے سب مانی کہتے ہیں میرا تعلق کھاتے پیتے گھرانے سے ہے میرے دو بھائی دوبئی میں کام کرتے ہیں اور ایک بھائی سعودیہ میں کام کرتا ہے۔ اس لیے ہمارے گھر کے حالات کافی بہتر ہیں میں نے تعلیم بہت دیر سے شروع کی جب میں نے میٹرک کرلیا تو میرا ارادہ تعلیم کیلئے نہیں تھا بلکہ میں بھی دوبئی جانا چاہتا تھا میرے دوست نے مجھ پر زور دیا تو میں آگے پڑھنے کیلئے راضی ہوگیا اب میں اپنی کہانی کی طرف آتا ہوں یہ اس وقت کی بات ہے جب میں بی اے فائنل ایئر کا سٹوڈنٹ تھا مجھے سیر و تفریح کا کوئی شوق نہیں تھا لیکن پھر بھی میرے دوست مجھے کہیں نہ کہیں لے کر جاتے۔

اس بار ایسا ہی ہوا جب ہم بی اے کے پیپرز دے چکے تھے تو سب نے مری گھومنے کا پروگرام بنایا اور مجھے بھی زبردستی تیار کرلیا میں نہ چاہتے ہوئے بھی ان کے ساتھ تیار ہوگیا مری پہنچ کر ہم نے پہلے تو رہائش کا بندوبست کیا اور پھر ادھر ادھر گھومنا پھرنا شروع کردیا سیر کرتے کرتے جب وہ تھک گئے تو دوپہر کا کھانا کھانے کیلئے بیٹھے ارے یہ رمضان کہاں گیا۔ نوشین نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا اف یہ بندہ بھی نہ جانے کس چیز کا بنا ہے جب دیکھو کہیں نہ کہیں کھویا رہتا ہے یہ تو ہماری سمجھ سے باہر ہے مصباح نے کہا شاید وہ میری اس عادت سے نالاں تھی ویسے بھی وہ ہم لوگوں جیسا نہیں ہے کہ سارا دن لڑکیوں کے پیچھے گزار دے وہ تو لڑکیوں سے اس طرح بھاگتا ہے جیسے وہ لڑکیاں نہیں بلکہ چڑیلیں ہوں نعیم نے پاس بیٹھی کرن کو گھورتے ہوئے کہا تو مبشر بے اختیار ہنس پڑا نعیم کی باتیں سن کر وہ تینوں اسے ترش نظروں سے دیکھنے لگے کیا ہم اتنی بدصورت ہیں جو تمہیں چڑیلیں نظر آرہی ہیں کرن نے غصے سے کہا نہیں تم تو جنت کی حور ہو کرن نعیم کی منگیتر تھی نعیم نے طنزاً کہا اور جلدی سے ایک طرف کو دوڑ لگادی کیونکہ اس پر کرن جھپٹ پڑی تھی ارے یار تم لڑتے کیوں ہو میں جاکر مانی کو دیکھتا ہوں مبشر نے مسکراتے ہوئے کہا اور اٹھ کر ایک طرف کو چل پڑا یہ سب میرے کزن تھے۔ مصباح میری چچازاد تھی میری اور مصباح کی بچپن میں ہی منگنی ہوچکی تھی پہلے تو مصباح کو اس بات کا پتہ نہیں تھا لیکن جب اسے پتہ چلا آہستہ آہستہ اس نے اپنے دل میں میرے لیے نرم گوشہ بنالیا۔ وہ مجھ سے دل ہی دل میں پیار کرنے لگی تھی لیکن مجھے عشق و محبت پر یقین نہیں تھا ادھر میں آبشار کے قریب ایک پتھر پر بیٹھا نجانے کن سوچوں میں گم تھا کہ اچانک میرے نزدیک ایک چیخ گونجی میں نے چونک کر پیچھے دیکھا تو ایک خوبصورت لڑکی پتھر پر بیٹھی کراہ رہی تھی شاید اس کے پیر میں موچ آگئی تھی کیونکہ وہ دونوں ہاتھوں سے پیر کو پکڑے ہوئے کراہ رہی تھی میں تو بس اس کی خوبصورتی کا جائزہ لے رہا تھا اس لڑکی نے مجھے التجائیہ نظر سے کہا کہ پلیز ہیلپ می تو میں جلدی سے اٹھ کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور اسے اٹھایا وہ بہت کوشش کے بعد اپنے قدموں پر کھڑی ہوئی تھی اور پھر ایک بار وہ بیٹھتی ہی چلی گئی مانی نے اسے جلدی سے سنبھال لیا۔

ارے نگینہ کیا ہوا اچانک ایک لڑکی بولی اور اس نے نگینہ کا ہاتھ پکڑ لیا تھینک یو نگینہ نے پھر مانی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو وہ لڑکی چونک پڑی تھوڑی دور جاکر جب نگینہ نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو مانی کا دل مچل سا گیا اس کی حسین آنکھوں میں نجانے کیسا جادو تھا کہ ان میں ڈوب جانے کو دل چاہتا تھا وہ کب کی جاچکی تھی لیکن مانی پر وہ اپنا جادو چلا گئی تھی وہ بت بنا وہیں کھڑا تھا ارے یار مانی تم یہاں کھڑے ہو جبکہ ہم تمہیں کتنی دیر سے ڈھونڈ رہے ہیں مبشر نے اس کے قریب آکر کہا تو وہ چونک پڑا پھر ان کا گزر بھی اسی جگہ سے ہوا جہاں نگینہ اور اس کی دوست بیٹھی تھیں نگینہ کو دیکھ کر مانی کا دل دھڑکنا بھول گیا اب وہ ایک بار پھر نگینہ کو پیار بھری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا جبکہ نگینہ کی نگاہیں بھی اس کا نشانہ لیے ہوئے تھیں۔ اس وقت چلتے ہوئے بھی مبشر کو عجیب سا احساس ہوا کیونکہ یہاں تک مانی اس کا ہاتھ کھینچ کر چلتا آرہا تھا لیکن اب اسے مانی کو کھینچنا پڑ رہا تھا۔ یہ احساس ہوتے ہی مبشر رک گیا لیکن جب پیچھے مڑ کر دیکھا تو حیران رہ گیا کیونکہ اس وقت مانی کی ایک لڑکی سے آنکھ مچولی ہورہی تھی پھر وہ سب کچھ سمجھ گیا۔ مبشر نے مانی کی آنکھوں کے سامنے ہاتھ گھمائے تو مانی یکدم آگے بڑھ گیا اور اس لڑکی نے بھی آنکھیں جھکالی تھیں اور مبشر بھی آگے بڑھ گیا جب مبشر نے اس لڑکی کے بارے میں پوچھا تو مانی نے صاف کہہ دیا کہ جیسا تم سوچ رہے ہو ایسا کچھ بھی نہیں ویسے جیسے میں اسے سامنے دیکھتا ہوں مجھے کچھ اپنائیت محسوس ہوتی ہے بہرحال میں اس کی خوبصورتی کا بھی اعتراف کرتا ہوں کیونکہ میں نے اس سے زیادہ خوبصورت دنیا میں نہیں دیکھی اچھا مجھے تو اب یہ عشق وشق لگتا ہے۔

مبشر بھی اپنی بات پر اڑا جا رہا تھا اے کمینے میں نے تمہیں پہلے بھی کہا کہ ایسی کوئی بات نہیں لیکن تم لوگ تو موقع ڈھونڈتے رہتے ہو کسی شریف زادے کو پھنسانے کا مانی نے منہ بنا کر کہا۔ یا خدایا کیا یہاں پر شریف زادے پہلے کم تھے جو تو نے اس کو پیدا کردیا مبشر نے باقاعدہ ہاتھ اٹھائے اور دعا مانگنا شروع ہوگیا مانی ہنس پڑا اب وہ اپنے دوستوں کے پاس پہنچ گئے تھے تم کبھی نہیں سدھرو گے مانی نے نعیم کے پاس بیٹھتے ہوئے کہا دنیا والے سدھرنے دیں کیونکہ اگر وہ چاہتے تو میں کب کا سدھر چکا ہوتا مبشر نے کن اکھیوں سے نوشین کو دیکھتے ہوئے کہا تو مانی زیرلب مسکرادیا کیونکہ وہ اس کا اشارہ سمجھ چکا تھا پھر انہوں نے اسی طرح ہنستے مسکراتے ہوئے کھانا کھایا اور پھر ہوٹل چلے گئے ادھر مانی حیران پریشان سا تھا کیونکہ اب اسے ہر وقت نگینہ نظر آتی تھی اس کی گھنیری زلفیں، فراخ پیشانی ستواں ناک، نازک ہونٹ اور ان کے نیچے ایک خوبصورت کالا تل جو اور بھی اسے خوبصورت بنا رہا تھا بس اس کی جتنی تعریف کی جائے اتنی ہی کم ہے وہ اس وقت اس کے خیالوں میں مصروف تھا اس نے بہت کوشش کی کہ اسے اپنے خیالوں سے جھٹک دے لیکن ناکام رہا۔

وہ حیران تھا کہ اس کے ساتھ یہ سب کیا ہورہا ہے دوسری بار بھی نگینہ سے ملنے کا چاہ رہا تھا اب وہ ہر وقت اسی جگہ ہی بیٹھا دکھائی دیتا جہاں وہ نگینہ کو ملا تھا لیکن اس کی ملاقات نگینہ سے نہ ہوپائی لیکن وہ ناامید نہ تھا وہ روزانہ اسی مقام پر جاتا اور گھنٹوں اس کا انتظار کرتا لیکن پھر بھی وہ مایوس لوٹتا اب وہ سوچ رہا تھا کہ اب وہ نگینہ سے کبھی نہیں مل پائے گا کیونکہ وہ شام کو واپس ڈیرہ غازی خان آرہے تھے شام کو واپس لوٹتے وقت وہ بجھا بجھا سا تھا بس اسٹینڈ پر پہنچتے وقت بھی اس کی نگاہیں اس کی متلاشی تھیں وہ اسے اپنے اردگرد دیکھ رہا تھا جیسے ابھی نگینہ کہیں سے نکل آئے گی اور اسے الوداع کہے گی مانی کیا بات ہے کسی کا انتظار ہے کیا۔ پاس بیٹھی مصباح اسے دیکھنے لگی نہیں تو مانی چونک پڑا تو پھر ادھر ادھر کسے ڈھونڈ رہے ہو مصباح پھر سے بولی دراصل میں تو نعیم کو ڈھونڈ رہا تھا وہ نجانے کہاں ہے نظر ہی نہیں آرہا۔ رمضان نے منہ بنا کر کہا مانی کا اصل نام رمضان تھا لیکن اسے سب پیار سے مانی کہتے تھے بھائی صاحب میری فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں آپ بہرحال اپنے بارے میں سوچئے کیونکہ مجھے تو لگتا ہے کہ آپ کہیں کھوگئے ہیں اس کے پیچھے کھڑے نعیم نے ہانک لگائی تو مبشر، نوشین اور کرن بے اختیار ہنس پڑے جبکہ مصباح اسے گھورنے لگی تھی لیکن وہ خاموش بیٹھا رہا وہ دل ہی دل میں نعیم کو داد دے رہا تھا کیونکہ وہ سچ میں کہیں کھوگیا تھا اور اب وہ شاید خود کو ڈھونڈ رہا تھا اس وقت اس کا وجود تو بس اسٹینڈ پر تھا لیکن اس کی روح اس کی سانسیں اس کا دل کہیں اور تھا یہ سب کچھ اس نگینہ کے پاس تھا وہ جانے کہاں تھی شاید وہ بھی اسی کی طرح یہاں مسافر تھی اور اب واپس اپنے شہر جاچکی تھی بہرحال اب وہ بھی اسے دوسری بار دیکھنے کی حسرت دل میں لیے اپنے شہر جارہا تھا۔

دست تقدیر سے ہر شخص نے حصہ پایا، تنہا
میرے حصے میں تیری دید کی حسرت آئی

گھر پہنچتے ہی وہ بستر سے چپک گیا اور ایک ہفتے تک بیمار پڑا رہا یہ مری کی ٹھنڈی ہواؤں کا نتیجہ تھا یا نگینہ کے بارے میں زیادہ سوچنے کا انجام بہرحال اس عرصے میں نعیم، مبشر، کرن، نوشین نے اسے بھی بور ہونے نہیں دیا۔ ہر وقت شور شرابا کر کے اس کا دل بہلانے کی کوشش کرتے جبکہ مصباح ہر وقت اس کی خدمت میں کھڑی رہتی جب بھی دوائی کا وقت آتا وہ پہلے سے ہی لیکر کھڑی ہوجاتی شاید وہ اس پر کتنا پیار جتانا چاہتی تھی لیکن وہ ہر

وقت نگینہ کے خوابوں میں کھویا رہتا۔ ایک ہفتے بعد جب بستر نے اس کا ساتھ چھوڑا تو وہ بہت کمزور ہو چکا تھا لیکن کچھ دنوں کے بعد اس کی ساری کمزوری دور ہو گئی اور وہ بالکل ٹھیک ہو گیا لیکن اب وہ خاموش رہنے لگا اور چڑچڑا رہنے لگا تھا شام کو جب وہ گھر آیا تو سیدھا اپنے کمرے میں چلا گیا لیکن اسے اپنے کمرے میں تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا یس کم ان مانی نے چونک کر کہا تو دروازے پر اس کی بڑی بہن شمائلہ نمودار ہوئی رمضان مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے شمائلہ نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا جی کہیں کیا بات ہے مانی نے سنجیدہ لہجے میں کہا وہ دراصل بات یہ ہے کہ مصباح اب بڑی ہو گئی ہے اور تم نے بھی بی اے کے پیپرز مکمل کر لیے ہیں تو انکل نے سوچا ہے کہ کیوں نہ تمہاری اور مصباح کی شادی کر دی جائے اور بابا جان بھی یہی چاہتے ہیں اور ان دونوں نے مل کر اس ماہ کی 27 تاریخ کو تمہاری شادی کا فیصلہ کیا ہے شمائلہ نے جلدی جلدی بات مکمل کرنا چاہی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اس کی بات سننے کے بعد وہ اسے بولنے نہیں دے گا۔ پھر وہی ہوا جس کا ڈر تھا آپ لوگوں نے کس سے پوچھ کر یہ فیصلہ کیا ہے میں نے آپ سے پہلے بھی کہا تھا جب تک میری پڑھائی مکمل نہیں ہو جاتی میں شادی نہیں کروں گا پھر یہ بھی شادی مجھے کرنی ہے میں جب چاہوں گا کر لوں گا آپ لوگوں کی فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں اور ہاں انکل سے کہہ دو کہ مجھے مصباح سے شادی نہیں کرنی میری جب اور جس سے مرضی ہوئی میں شادی کر لوں گا مانی نے جھپٹ پڑنے والے انداز میں کہا لیکن اب تو شادی میں پندرہ دن باقی ہیں اب اگر تم نے انکار کر دیا تو دونوں خاندان بدنام ہو جائیں گے اور اس طرح دونوں خاندان میں دشمنی پھیل جائے گی شمائلہ نے گڑبڑاتے ہوئے لہجے میں کہا اب وہ اس سے بات کرنے سے پچھتا رہی تھی اور مانی نے چیخ کر کہا کہ جو بھی ہوتا ہے ہونے دو یہ آپ لوگوں کو پہلے سوچنا چاہیے تھا مانی یہ سب کہتے ہی باہر نکل گیا شمائلہ بھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ مانی اس سے اس طرح بات کرے گا کیونکہ وہ اس کی آپا تھی اور اس نے کبھی آپا کے سامنے اس طرح بات بھی نہیں کی تھی رات کو دیر سے جب وہ گھر لوٹا تو سارا گھر آرام کی نیند سو رہا تھا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ آپا نے یہ بات کسی کو نہیں بتائی۔ اس کیلئے بھی یہی بہتر تھا ورنہ سارے گھر والے اس کا جینا حرام کر دیتے وہ اپنی جان چھڑانے کیلئے دوسرے ہی دن ملتان کی طرف روانہ ہو گیا ملتان میں اس کی خالہ رہتی تھی جسکے پاس وہ پہلی بار جا رہا تھا بچپن میں وہ ایک بار گیا تھا لیکن اس وقت وہ سات سال کا تھا راستے میں وہ بہت پریشان تھا کیونکہ اس نے پہلے کبھی اپنی آپا سے اس طرح بات نہیں کی تھی وہ اپنے کیے پر بہت شرمندہ تھا اس سے پہلے بھی تو مصباح کا نام اس کے نام کے ساتھ جوڑا جاتا تھا لیکن پہلے تو وہ کبھی نہیں چڑتا تھا پھر کیوں اسے اب مصباح کا نام اچھا نہیں لگ رہا تھا کیا یہ سب نگینہ کی وجہ سے ہو رہا تھا کیا وہ نگینہ سے پیار کرنے لگا تھا کیونکہ مری سے لوٹنے کے بعد نگینہ کے نام کے سوا اسے کچھ اچھا نہیں لگ رہا تھا ہر وقت نگینہ کے خیالوں میں کھویا رہتا نہ کھانے کا ہوش تھا نہ پینے کا وہ محبت کی بیماری میں مبتلا ہو چکا تھا جس کا صرف نگینہ ہی علاج تھی۔ ملتان پہنچ کر وہ خالہ جان کے گھر کے ایڈریس پر چل پڑا تھوڑی دیر بعد وہ ایک نیلے رنگ کے دروازے پر کھڑا تھا اس نے آگے بڑھ کر بیل بجائی تو تھوڑی دیر میں ایک 19 سالہ نوجوان دروازے پر آ کر پوچھنے لگا جی فرمائیے تو مانی نے کہا کہ ڈیرہ غازیخان سے آیا ہوں اور میرا نام محمد رمضان ہے محمد نظیر کا بیٹا ہوں تو وہ نوجوان چونک پڑا کہ آپ انکل نظیر کے بیٹے ہیں ارے تو آپ پھر باہر کیوں کھڑے ہیں اندر آئیں ناں تو رمضان اندر داخل ہو گیا میں اس وقت اپنے کزنوں کے درمیان ایک چارپائی پر بیٹھا ہوا تھا لیکن وہ سب میرے لیے نئے چہرے تھے میں اپنوں کے بیچ ہونے کے باوجود بھی ان سے انجان تھا لیکن وہ مجھ سے اس طرح باتیں کر رہے تھے جیسے وہ برسوں سے مجھ سے آشنا تھے انہوں نے جب مجھے خاموش دیکھا تو خود ہی اپنا اپنا تعارف کرایا۔ میں بہت تھکا ہوا تھا تو میں وہاں ڈسٹرب ہو رہا تھا تو اچانک وہاں خالہ آ گئیں ارے تم ابھی تک یہاں بیٹھے ہو

تھکن محسوس نہیں ہو رہی کیا۔ خالہ تھک تو گیا ہوں لیکن میں نے اپنے چاروں طرف نظر دوڑائی تو خالہ نے ان کے سر پر ایک ایک چپت رسید کی اور کہا کہ جاؤ یہاں سے اور شازیہ تم رمضان کو اس کا کمرہ دکھا دو تھوڑی دیر بعد وہ مجھے ایک کمرے میں چھوڑ کر چلی گئی تو میں چارپائی پر لیٹ گیا کیونکہ میں سفر کی وجہ سے تھک گیا تھا اس لیے مجھے جلد ہی نیند آ گئی جب میری آنکھ کھلی تو فریش ہو کر باہر نکلا تو صحن میں پڑے ہوئے سائے شام کا سندیسہ دلا رہے تھے۔

خالہ اور خالو ایک طرف کرسیوں پر بیٹھے آپس میں باتیں کر رہے تھے انہیں بیٹھے دیکھ کر میں بھی آگے بڑھ گیا کیونکہ میں بھی خالو سے ملنا چاہتا تھا کیونکہ ابھی میں چند قدم ہی اٹھا پایا تھا کہ سامنے ایک خوبصورت اور نسوانی وجود آ گیا اور جو وجود اس کے سامنے تھا وہ اسے اچھی طرح پہچانتا تھا وہ نگینہ تھی ہاں وہی نگینہ تھی جو ہر وقت اس پر چھائی ہوئی تھی یہ وہ نگینہ تھی جس کیلئے اس نے شادی سے انکار کر دیا تھا لیکن یکدم میرا دماغ سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ یہاں نگینہ کیسے یہ یہاں رہتی ہے یا اپنی وہ اپنی سہیلی سے ملنے آئی ہے بس میں تو اسے دیکھے ہی جا رہا تھا جبکہ وہ بھی مجھے دیکھ رہی تھی پھر اچانک وہ چونک کر آگے بڑھ گئی شاید اسے کوئی کام یاد آ گیا تھا لیکن میں ابھی وہاں کھڑا تھا میں تو سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ہماری اس طرح ملاقات ہو گی میرا خواب اس وقت ٹوٹا جب خالو نے مجھے آواز دی ارے بیٹا وہاں کیوں کھڑے ہو ادھر آؤ تو پھر میں ان کی طرف بڑھ گیا تھوڑی دیر خالہ اور خالو کے پاس بیٹھا رہا پھر میں اٹھ کھڑا ہوا میں نگینہ کو تلاش کرنے لگا پھر وہ مجھے باورچی خانے میں مل گئی میں اس سے باتیں کرنا چاہتا تھا لیکن وہ وہاں اکیلی نہیں تھی اس لیے میں وہاں سے سیدھا اپنے کمرے میں آ گیا اچانک میری نظر کتابوں کے ریک پر پڑی اور میں وہ کتابیں اٹھا کر ان کا مطالعہ کرنے لگ گیا مجھے وقت کا پتہ بھی نہ چلا میرا خواب اس وقت ٹوٹا جب خالہ نے آواز دی میں نے گھڑی پر ٹائم دیکھا تو آٹھ بج چکے تھے اور باہر میرا سب کھانے پر انتظار کر رہے تھے کھانا کھانے کے بعد چائے کا دور چلا چائے پینے کے بعد جب میں اپنے کمرے میں آیا تو سب کزنز کو اپنا منتظر پایا اور ان کا ارادہ شاید آج رات میرا سر کھانا تھا اور میں بھی اس وقت ان کا ساتھ دینے کے موڈ میں تھا کیونکہ نگینہ کو دیکھنے کے بعد میری ساری چڑچڑاہٹ دور ہو چکی تھی وہ سب نیچے فرش پر بیٹھے ہوئے تھے تو میں بھی نیچے فرش پر بیٹھ گیا وہ میرے ساتھ باتوں اور خوش گپیوں میں مصروف تھے تھوڑی دیر میں وہ بھی آ گئی جس کا مجھے سب سے زیادہ انتظار تھا لیکن میں نے اس پر خاص توجہ نہ دی اور وہ بھی ہمارے ساتھ باتوں میں شامل ہو گئی اب وہ بار بار اپنی خوبصورت آنکھوں سے مجھے چوری چوری دیکھ رہی تھی جب میری نظر اس پر پڑتی تو وہ مسکرا دیتی رمضان بھائی آپ اگر ہم سے بچپن میں ہی ملتے تو اچھا تھا شازیہ نے خوش ہو کر کہا ہاں کاش ہم بچپن میں ہی ملے ہوتے میں نے چور نظروں سے نگینہ کو دیکھتے ہوئے کہا وہ بھی مجھے ہی دیکھ رہی تھی اور اس کا یہ انداز مجھے بہت اچھا لگا۔

تیرا نظریں چرانا اچھا لگتا ہے
تیرا یوں پاس آنا اچھا لگتا ہے
تیری ہر ادا جان لیوا ہے مگر تنہا
تیرا یوں مسکرانا اچھا لگتا ہے

اس وقت میں اس کے مسکرانے اور باتیں کرنے سے محظوظ ہو رہا تھا اس کی ہر ادا مجھ پر غضب ڈھا رہی تھی اسی رات جب تک ہماری محفل بنی رہی وہ میری آنکھوں کا مرکز بنی رہی جب سب سونے کیلئے اٹھ گئے تو وہ بھی سونے کیلئے چلی گئی جاتے جاتے میرا چین سکون سب ساتھ لے گئی جب بستر پر کروٹیں بدل بدل میری کمر میں درد ہونے لگا تو میں باہر آ گیا باہر ہو کا عالم تھا اور ہوتا بھی کیوں نہیں رات کے اس وقت کس کو پڑی تھی کہ وہ اپنی نیندیں خراب کرتا پھر مجھے اس وقت لگ رہا تھا کہ اس وقت میں ہی جاگ رہا ہوں یا پھر یہ جگمگاتے ہوئے ستارے جو اپنے پروردگار کا حکم بجا لا رہے ہیں اچانک میری نظر پاس والی کھڑکی سے گزرتے ہوئے پری چہرہ پر پڑی وہ نگینہ تھی جو آس پاس کی ہر شے سے بے خبر سو رہی تھی اس ظالم کو تو کچھ بھی پتہ نہیں کہ وہ کس کی نیند خراب کر کے

آئی ہے اور خود آرام سے سو رہی ہے میں کھڑکی کے نزدیک آ کر اس کو دیکھنے لگا اس کے چہرے پر بکھری ہوئی زلف بہت ہی خوبصورت لگ رہی تھی میں اس کے حسن میں کھو جانے کو دل کرتا تھا۔

پھر میں اپنے کمرے کی طرف لوٹ آیا اور نیند کا انتظار کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد مجھ پر غنودگی چھانے لگی کیونکہ نیند کی دیوی مجھ پر مہربان ہو گئی تھی اس نے مجھے اپنی آغوش میں لے لیا رات کو دیر سے سونے سے صبح کو بھی میں دیر سے اٹھا بہرحال ناشتہ کرنے کے بعد میں اپنے کزنز اشتیاق اور اشفاق کے ساتھ گھومنے چلا گیا ہم سارا دن ملتان کی سیر کرتے رہے پارک اور مزاریں وغیرہ دیکھیں وہاں پر دربار پر میں نے دعا کی کہ نگینہ مجھے مل جائے سارا دن ایسے ہی گزر گیا شام کو جب ہم واپس لوٹے تو سب سے پہلے میرا نگینہ کے ساتھ سامنا ہوا شاید وہ بھی میری منتظر تھی آج وہ مجھ سے کھل کر باتیں کر رہی تھی اور یہ میرے لیے سب سے بڑی خوشی کی بات تھی ویسے بھی یہاں آ کر میرے دن بہت خوشگوار گزرنے لگے تھے نگینہ سے اس طرح پھر ملاقات ہو گی میں نے تو سوچا بھی نہیں تھا اور جب وہ مجھ سے کھل کر بات کرنے لگی تھی تو مجھے حوصلہ ملنے لگا تھا اب حوصلے کی وجہ سے میں موقع ڈھونڈ رہا تھا اظہار محبت کیلئے لیکن پھر ڈر جاتا تھا کہ کہیں وہ ناراض نہ ہو جائے ایک بار خط لکھنے کا سوچا تو پھر خیال آیا کہ پکڑا نہ جاؤں اظہار محبت کرنے کیلئے موقع ڈھونڈ رہا تھا لیکن یہ کیا وہاں گئے ابھی ایک ہفتہ ہی ہوا تھا کہ میں محسوس کرنے لگا کہ نگینہ اب مجھ سے دور جانے لگی ہے۔ پھر خود ہی اپنے دل کو تسلی دینے لگا کہ شاید یہ میرا وہم ہے ایک دن مجھے اس سے اکیلے میں بات کرنے کا موقع مل گیا مجھے آج بھی یاد ہے وہ اتوار کا دن تھا کیونکہ جس دن اظہار محبت کی جائے یا جس دن لڑکی بے وفائی کرے وہ دن کبھی بھی کسی بھی حال میں نہیں بھلا سکتے۔ کیونکہ اسی دن جب میں صبح کو فریش ہو کر چائے کا کپ پیا اور اپنے کمرے میں چلا آیا وہاں پر میری نگینہ سے ملاقات ہوئی وہ اس وقت کمرہ سیٹ کر رہی تھی مجھے کمرے میں داخل ہوتے ہی وہ وہاں سے کھسکنے لگی لیکن آج میں نے ٹھان لیا تھا کہ اس سے اظہار محبت کر کے ہی رہوں گا پھر چاہے کچھ بھی ہو جائے نگینہ کیا تم میرے ساتھ چند منٹ گزار سکتی ہو کیونکہ مجھے تم سے کچھ باتیں کرنی ہیں تو میں اسے کمرے سے نکلتے ہی بولا تو وہ وہاں رک گئی اور کہا بولئے کیا بات ہے وہ میری طرف دیکھے بغیر مڑی کیا تم بیٹھنا پسند نہیں کرو گی میں نے دوسرا سوال کیا تو وہ خاموشی سے کمرے میں پڑی کرسی پر بیٹھ گئی جلدی سے بولئے مجھے جانا ہے باہر اور بھی کام پڑے ہیں وہ عجلت میں بولی نگینہ کیا تم مجھ سے ناراض ہو میں نے اس کے چہرے پر نظریں مرکوز کرتے ہوئے کہا میری بات سن کر وہ چونک پڑی اور میری طرف دیکھنے لگی جیسے میں نے اس کی کوئی چوری پکڑ لی ہو نہیں تو یہ تم نے کیسے سوچ لیا کہ میں تم سے ناراض ہوں اس نے جلدی سے کہا کچھ دنوں سے تم پریشان تھی اور مجھ سے دور بھی رہنے لگی تو میں نے سوچا کہ تم مجھ سے شاید ناراض ہو ویسے تم مجھے بتا سکتی ہو کہ تمہیں کیا پریشانی تھی وہ دراصل بات یہ ہے کہ اس مرتبہ میں نے پیپرز سہی طرح نہیں دیئے تھے اس لیے میں سوچ کر پریشان ہو رہی تھی کہ اب میرا کیا بنے گا۔ اب میں سوچنے لگا کہ کہاں سے شروع کروں اظہار محبت کیسے اس سے کہوں کہ میں تم سے پیار کرتا ہوں یہ سوچ میرا دل بے ترتیب انداز میں دھڑکنے لگا میں دل ہی دل میں وہ الفاظ اکٹھے کرنے لگا جو نگینہ کے دل کو چھو جائیں ابھی میں سوچ ہی رہا تھا کہ اس کی آواز سے میں چونک گیا ٹھیک ہے اب میں جاتی ہوں نگینہ نے کہا اس کو اٹھتے ہوئے دیکھ کر میں جلدی سے بولا تم ناراض نہ ہو تو میں تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں میری بات سن کر وہ مجھے دیکھنے لگی کہ جیسے کہہ رہی ہو بولو کیا بات ہے نگینہ میں مانتا ہوں کہ یہ بات کہنا مشکل ہے لیکن کیا کروں میں اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہوں نگینہ میں آج تک کسی بھی لڑکی میں دلچسپی نہیں لی لیکن جب سے میں نے تمہیں مری میں دیکھا ہے تو میں تم سے پیار کر بیٹھا ہوں میری محبت کا احترام کرتے ہوئے کیا تم مجھے اپنے دل میں رہنے کیلئے تھوڑی سی جگہ دے دو گی میں نے دھڑکتے دل سے کہا میں جب بولنے پر آیا تو الفاظ خود

بخود میرے منہ سے نکل رہے تھے۔

نگینہ تھوڑی دیر بعد بول پڑی سوری رمضان میں تمہارا دل دکھانا تو نہیں چاہتی لیکن میں کسی اور کو دھوکہ بھی نہیں دے سکتی کیا مطلب اس کی بات پر میں چونکا مجھے اس کی باتیں بالکل سمجھ نہیں آ رہی تھی مطلب یہ کہ میں کالج میں ایک لڑکے کے ساتھ محبت کرتی ہوں اور وہ بھی مجھ سے بہت پیار کرتا ہے اس لیے پلیز تم میرے بارے میں سوچنا چھوڑ دو ویسے بھی میں نے سنا ہے کہ تمہاری منگنی ہو چکی ہے اور جلدی ہی تمہاری شادی ہونے والی ہے اس کی باتیں سن کر مجھے ایک ساتھ دو جھٹکے لگے میں اسے حیرت سے دیکھنے لگا اب مجھے ایسا لگا جیسے میرا دل دھڑکنا بھول گیا ہو مجھے اپنی آنکھوں کے سامنے اندھیرا محسوس ہونے لگا میں نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو سنبھالا نگینہ تم نے کتنی آسانی سے کہہ دیا کہ تم مجھے بھول جاؤ لیکن یہ تمہاری بھول ہے تم ہمیشہ میری دھڑکنوں میں شامل رہو گی یہ سب کہنا آسان ہے لیکن کرنا آسان نہیں ہوتا شاید تم نے محبت ٹھیک طرح سے کرنا نہیں سیکھا ورنہ تم مجھے اس طرح بھول جانے کو نہ کہتی لیکن بہرحال تم جس سے پیار کرو جہاں رہو خوش رہو اب بس میں یہی تمہارے لیے دعا کرتا رہوں گا لیکن میں تمہیں کبھی بھلا نہیں پاؤں گیا تم مجھے نہ ملی تو کیا ہوا تمہاری یادیں تو ہمیشہ میرے ساتھ رہیں گی ویسے تم مجھے بتا سکتی ہو کہ تمہیں میری شادی کا کس نے بتایا ہاں وہ پرسوں تمہارے گھر سے فون آیا تھا کہ تمہاری مصباح کے ساتھ شادی ہو رہی ہے لیکن تم وہاں سے ناراض ہو کر یہاں آ گئے ہو۔ نگینہ نے مجھے تفصیل بتائی اور اس کے ساتھ ہی وہ باہر چلی گئی پھر مجھے ماضی کی ہر بات یاد آنے لگی اپنے بچپن کی حسین شرارتیں جوانی کے خوبصورت دن مصباح اور دوستوں کے ساتھ کھیل کود اور مذاق مری میں نگینہ کا ملنا اور تمام آلی سے نوک جھوک مجھے ہر واقعہ ذہن میں کانٹوں کی طرح چبھ رہا تھا میری حالت ایک ہارے ہوئے جواری کی طرح ہو گئی تھی اس وقت مجھے اپنے آپ پر بہت زیادہ غصہ آ رہا تھا اور رونا بھی آ رہا تھا میں نے جس کیلئے مصباح کو ٹھکرا دیا اس نے میری محبت کی دھجیاں اڑا دیں میں نہ جانے کتنی دیر تک وہاں بیٹھا رہا پھر جب خیالوں کی دنیا سے باہر نکلا تو سارے چہرے کو آنسوؤں سے تر دیکھ کر میں جلدی سے اٹھا اور چہرہ صاف کر کے الماری کی طرف بڑھ گیا اب مجھے یہاں کے سبھی لوگ پرائے لگ رہے تھے اس لیے میرا دل اب یہاں پر نہیں لگ رہا تھا میں واپس جانے کی تیاری کرنے لگا میں نے اپنے کپڑے اور سامان بیگ میں بند کر لیے تو میں کرسی پر ڈھیر ہو گیا اب میں سوچنے لگا کہ واقعی وہ مجھ سے نہیں کسی اور سے محبت کرتی ہے یا وہ کسی مجبوری میں ایسا کر رہی ہے نہیں وہ مجھ سے پیار نہیں کرتی بلکہ کسی اور کو اپنے خوابوں کا شہزادہ بنا بیٹھی ہے میری کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا میں جتنا ہی اس کے بارے میں سوچ رہا تھا اتنا ہی الجھتا جا رہا تھا پھر میں نے میز پر پڑی لیٹر پیڈ اٹھا لیا اور ایک خط لکھنے بیٹھ گیا کہ آخر اس نے کیوں میرے ساتھ ایسا کھیل کھیلا کیونکہ میرے جذبات کو مٹی میں ملا دیا میں اسے لکھنا تو بہت کچھ چاہتا تھا لیکن جب لکھنے پر آیا تو اور کچھ لکھ ڈالا۔

جان سے پیاری نگینہ سدا خوش رہو

اپنی قسمت میں نہیں وفائے جہاں تنہا
تیرے تیور کا بدلنا کوئی نئی بات نہیں

مجھے معلوم نہیں تھا کہ تمہارا دل میری طرف سے اس قدر متنفر ہو چکا ہے اگر مجھے معلوم ہوتا تو میری قربت آپ کو ناگوار گزرتی ہے تو میں آپ کے کبھی نزدیک نہ آتا لیکن اب میں کیا کروں اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے بلکہ یہ سارا قصور میرے دل کا ہے اگر میں قسمت کو بیچ میں لاؤں تو زیادہ ٹھیک رہے گا نہ ہی ہمیں قسمت ملاتی اور نہ ہی یہ دل تم پر مرمٹتا ویسے بھی محبت کی نہیں جاتی بلکہ ہو جاتی ہے نگینہ تم نے میرا دل توڑا ضرور ہے لیکن اس میں تمہارا کوئی قصور نہیں ہے کیونکہ انسان کے ساتھ وہی ہوتا ہے جو اس کے ساتھ لکھا ہوتا ہے شاید تم میری قسمت میں نہیں تھی اس لیے میری نہ ہو سکی ویسے تم جہاں رہو خوش رہو لیکن میرے لیے اتنی دعا ضرور کرنا کہ میں تمہاری یادوں کے سہارے جی سکوں تمہیں یہ خط ملنے تک میں یہاں سے جا چکا ہوں گا جب تم نے ہی مجھے اکیلا چھوڑ دیا تو میں یہاں اکیلا رہ کر کیا

کروں گا بس اتنا سا کرم کرنا ایک انجان مسافر سمجھ کر مجھے بھلا دینا۔ فقط اک انجام مسافر رمضان

خط لکھنے کے بعد میں نے خط نگینہ کو نہیں دیا بلکہ لیٹر پیڈ کے اوپر میز پر رکھ دیا کیونکہ مجھے پتہ تھا کہ میرے جانے کے بعد ضرور وہ میرے کمرے میں آئے گی پھر میں وہاں سے اٹھا اور کمرے کو آخری نظر دیکھا تو اچانک میری نظر میز پر پڑی ہوئے فریم پر پڑی جس میں نگینہ کی خوبصورت سی تصویر آویزاں تھی میں نے آگے بڑھ کر فریم سے تصویر نکالی اور جیب میں ڈال لی یہ تصویر کچھ ہی دن پہلے اتاری گئی تھی جسے میں نے فریم میں قید کر کے کمرے میں سجا لیا تھا لیکن اب جاتے وقت وہ تصویر اپنے ساتھ لے جا رہا تھا پھر میں بیگ اٹھائے کمرے سے باہر نکل آیا ارے رمضان بھائی کہاں جا رہے ہو اشفاق میرے ہاتھ میں بیگ دیکھ کر حیران رہ گیا ڈیرہ غازیخان اور کہاں اشفاق کو دیکھ کر میں نے موڈ کو خوشگوار بنا لیا۔ لیکن کیوں اس نے پھر سے سوال کیا یار دراصل میں نے ایک جاب کیلئے انٹرویو دیا تھا کل میرے دوست نے مجھے فون کر کے بتا دیا کہ اپوائمنٹ لیٹر آ گیا ہے اور پھر شادی بھی میں نے آگے کچھ کہنا چاہا کیا مطلب کس کی شادی اشفاق شاید میری شادی سے انجان تھا ارے میری اور کس کی شادی اچھا لیکن تم نے ہمیں بتایا ہی نہیں اشفاق نے حیرت زدہ لہجے میں کہا مجھے بھی آج ہی پتہ چلا ہے میں مسکرایا ابھی ہم باتوں میں مصروف تھے کہ سب لوگ ہمارے گرد جمع ہو گئے ارے بیٹا کہاں جا رہے ہو خالہ نے میرے قریب آ کر پوچھا خالہ واپس جا رہا ہوں کیونکہ شادی کی تاریخ قریب آ رہی ہے میں نے سامنے کھڑی نگینہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو وہ چونک پڑی۔ لیکن کچھ دن تو رک جاتے خالہ نے پھر سے کہا خالہ جان رکنا تو میں بھی چاہتا ہوں لیکن کیا کروں مجبوری ہے ویسے آپ سب کو دیکھ بھی لیا اور یہاں کے لوگوں کو پہچان بھی لیا یہی بہت ہے میں باتیں خالہ سے کر رہا تھا اور دیکھ نگینہ کی طرف رہا تھا تھوڑی دیر بعد وہ وہاں سے چلی گئی شاید وہ میری نظروں کی تپش برداشت نہ کر سکی تھی یا پھر اس میں اس کی بے رخی تھی اچھا خالہ اب مجھے بھی چلنا چاہیے میں نے خالہ سے اجازت چاہی اور سب سے ملتا ہوا باہر نکل آیا بیرونی دروازے تک وہ مجھے کہیں نظر نہ آئی شاید وہ کسی کمرے میں تھی بہرحال بس اسٹینڈ تک اشفاق اور اشتیاق میرے ساتھ آئے جب بس سٹارٹ ہوئی تو وہ مجھ سے گلے مل کر واپس چلے گئے اور میں بس پر آ کر بیٹھ گیا اس وقت میں بہت اداس تھا میرا سب کچھ اجڑ چکا تھا میرا سب کچھ برباد ہو چکا تھا بلکہ جیسے کوئی چیز پانی میں بہہ جاتی ہے ایسا ہی میرے ساتھ ہوا جب میں ملتان آیا تو اس وقت بھی غمگین تھا لیکن جو غم اب ہے وہ اس کے آگے کچھ بھی نہیں۔ کیونکہ اس وقت نگینہ ایک خواب تھی لیکن اب تو وہ مجھ سے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے چلی گئی تھی اس نے میری محبت کو ٹھکرا دیا تھا نگینہ کی بے وفائی کو یاد کر کے دل چاہ رہا تھا کہ میں زور زور سے روؤں چیخوں اور چلاؤں لیکن نہیں کیونکہ یہ میری انا کے خلاف تھا لیکن میں اپنے دل کو بھی نہیں روک سکتا تھا جو اس وقت نگینہ کو یاد کر رہا تھا اور اس کی سلامتی کی دعائیں مانگ رہا تھا۔

اس وقت میری حالت اس شاعر کی طرح تھی۔

میں روتا اسلئے نہیں کہ لوگ مجھے گھائل سمجھیں گے
میں ہنستا اسلئے نہیں کہ لوگ مجھے پاگل سمجھیں گے تنہا
جینے کی ادا ہمیں بھی آئی ہے مگر کیا کروں یارو
میں جیتا اسلئے نہیں کہ لوگ مجھے قاتل سمجھیں گے
میں مرتا اسلئے نہیں کہ لوگ مجھے بزدل سمجھیں گے

جب میں ڈی جی خان پہنچا تو وہاں کا پررونق شہر بھی مجھے سونا سونا لگ رہا تھا سڑکوں پر دوڑتی ہوئی چھوٹی بڑی رنگ برنگی گاڑیاں اور سڑک کے کنارے لگے ہوئے درخت بہت ہی خوبصورت لگ رہے تھے لیکن جب مجھے نگینہ کی یاد آئی تو مجھے کچھ بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا جب میں گھر پہنچا تو وہاں پر بھی گہما گہمی کا ماحول تھا سب لوگ شادی کی تیاریوں میں مصروف تھے کچھ نئے چہروں پر بھی میری نظر پڑی شاید وہ میرے دور کے رشتہ دار تھے لیکن میں نے کسی کی طرف توجہ نہ دی اور سیدھا اپنے کمرے میں چلا گیا پھر چینج کرنے کے بعد بیڈ پر نیم دراز ہو کر لیٹ

گیا آ گئے واپس اچانک شمائلہ آپا کی آواز میرے کانوں سے ٹکرائی تو میں اٹھ بیٹھا ارے آپا آپ آئیے میں نے کھڑے ہو کر کہا کہاں گئے تھے ملتان گیا تھا خالہ کے پاس آپا کے سوال پر میں نے کہا تمہیں پتہ ہے تمہارے جانے کے بعد یہاں کیا ہوا تھا تو میں سوالیہ نظروں سے آپا کو دیکھنے لگا سعدیہ کو ساری باتوں کا پتہ چل گیا ہے آپا نے کہا تو میں چونک پڑا کیا مطلب اس رات سعدیہ دروازے کے قریب کھڑی ہماری باتیں سن رہی تھی اور اس نے ساری بات امی اور ابو کو بتا دی آپا کی باتیں سن کر میں پریشان ہو گیا پھر کیا ہوا مانی نے کہا ابو نے شادی تو رکنے نہیں دی لیکن تم سے ناراض ہیں آپا نے مجھے بتایا تو مجھے مصباح پر بہت غصہ آیا۔

کیا ابو گھر پر ہیں میں نے آپا سے پوچھا تو اس نے کہا جی ابو گھر پر ہی ہیں میں جلدی سے اٹھا اور باہر نکل آیا باہر ابو دکھائی نہیں دے رہے تھے شاید وہ دونوں کمرے میں تھے میں نے دروازے پر پہنچ کر اندر جھانکا تو وہ دونوں اندر ہی تھے امی بیڈ پر بیٹھی ہوئی تھی اور ابو اپنی آرام دہ کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے اور دونوں کچھ پریشان دکھائی دے رہے تھے امی اور ابو نے میری طرف دیکھ کر منہ پھیر لیے امی اور ابو کی ناراضگی دیکھ کر آنکھوں میں آنسو آ گئے دوڑ کر ان کے قدموں میں جا گرا امی جان مجھے معاف کر دو پلیز ابو خدا کیلئے مجھے معاف کر دو ابو مجھے دھکا دے کر کھڑکی کے ساتھ جا کھڑے ہوئے پلیز امی مجھے معاف کر دیں آپ جو چاہیں مجھے سزا دیں امی نے روتے ہوئے اپنی ممتا بھرا ہاتھ میرے سر پر رکھ کر کہا کہ دیکھیں نہ کیسی حالت ہو گئی ہے میرے بچے کی معاف کر دیں نہ ان کو غلطی تو ہر انسان سے ہوتی ہے ...... غلطی ...... اس نے میری عزت مٹی میں ملا دی تھی اگر وہ بچی ہمیں نہ بتاتی تو میری تو بھری پنچائیت میں ناک کٹ جاتی میں نے تو زبان دی ہوئی ہے کہ میں تمہاری بیٹی کو اپنی بہو بناؤں گا کیونکہ مجھ سے تین بڑے بھائی شادی شدہ ہیں اب میری باری تھی اس لیے سب کو میری شادی کی فکر تھی پھر امی کے بھرپور اصرار پر ابو نے مجھے معاف کر دیا اور پھر خود باہر نکل گئے

میں امی کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا چونکہ میں سفر کی وجہ سے بہت تھک گیا تھا اس لیے میں ممتا کی گود میں سر رکھ کر نیند کی آغوش میں چلا گیا میں نجانے کتنی دیر تک سوتا رہا جب میری آنکھ کھلی تو اپنے آپ کو فریش محسوس کرنے لگا میں وہاں سے اٹھ کر اپنے کمرے میں آ گیا پھر نہا دھو کر جب باہر نکلا تو نعیم اور مبشر سے سامنا ہو گیا نعیم مجھ سے ملنے کے بعد ایک کام سے چلا گیا جبکہ مبشر میرے ساتھ گھومنے کیلئے باہر چلا گیا باہر نکل کر مبشر نے مجھ سے ملتان کے بارے میں پوچھا تو میں نے سب کچھ سچ بتا دیا تو وہ حیرت سے مجھے دیکھنے لگا کہ اس نے تمہارے ساتھ ایسا سب کچھ کیا اور تم اسے خوش رہنے کی دعا دے رہے ہو یار اس کی آنکھوں میں میں نے وفاؤں کے بہتے ہوئے اشک دیکھتے تھے اور اسے بددعائیں دے کر مجھے کیا ملے گا ہاں اگر تکلیف اسے ملے گی تو درد مجھے ہو گا اس لیے میں اسے بددعا نہیں دے سکتا کیونکہ اس کی خوشی میں ہی میری خوشی ہے۔ پھر ہم رات کو دیر تک آوارہ پھرتے رہے جب ہم گھر واپس لوٹے تو سب ہمارا کھانے پر انتظار کر رہے تھے۔ میں نے اور مبشر نے سب کے ساتھ مل کر کھانا کھایا پھر مبشر اپنے گھر چلا گیا اور میں چھت پر آ گیا منڈیر کے ساتھ کھڑا ہو کر سگریٹ سلگانے لگا اور لمبے لمبے کش لینے لگا یہ سگریٹ کب سے شروع کی ہے اچانک ایک مانوس سی آواز میرے کانوں سے ٹکرائی تو میں چونک پڑا پیچھے مڑ کر دیکھا تو مصباح کھڑی تھی اسے دیکھ کر پچھلے واقعات میرے ذہن میں گھومنے لگے جس شمائلہ آپا کہہ رہی تھی کہ مصباح نے امی اور ابو کو پٹی پڑھائی ہے لیکن میں نے اپنے آپ پر کنٹرول کر لیا اور بولا کبھی کبھی غموں کو بھلانے کیلئے پی لیتا ہوں اچھا دوسروں کو غم دینے والے بھی غمگین ہوا کرتے ہیں اس نے میری بات کا مذاق اڑایا ہاں جن پر بھروسہ ہوتا ہے وہی بھروسہ توڑنے لگیں تو دکھ ہوتا ہے تو مصباح نے شرم سے سر جھکا لیا شاید میری بات اس کے دل میں گھر کر گئی تھی تو وہ جلدی سے بولی سوری رمضان میں مجبور تھی چونکہ میں تم سے بہت پیار کرتی ہوں اس لیے میں برداشت نہ کر سکی اور ساری باتیں انکل اور آنٹی کو بتا دیں

دوسری بات میں خاندان والوں کو آپس میں لڑانا نہیں چاہتی تھی اس لیے میں نے یہ بات انکل اور آنٹی تک ہی محدود رہنے دی حالانکہ میں سب کو یہ بات بتا سکتی تھی لیکن میں نے ایسا نہیں کیا میں مجبور تھی ایک اپنے پیار کے ہاتھوں جبکہ دوسری طرف سارے خاندان کی عزت کا سوال تھا لیکن پھر بھی تم سمجھتے ہو کہ میں گنہگار ہوں تو پھر تمہیں حق ہے تم چاہے جو بھی مجھے سزا دو لیکن میں اف تک نہیں کروں گی۔ لیکن اتنا سا کرم ضرور کرنا مجھے چھوڑنا مت کیونکہ اس سے خاندان میں ناراضگی پھیل جائے گی اور ابو انکل اپنی بے عزتی برداشت نہ کرتے ہوئے خودکشی کر لیں گے۔ بولتے بولتے مصباح رونے لگ گئی اور میں بے بس کھڑا اس کو دیکھتا رہا کتنا بدنصیب تھا میں جسے اتنا پیار کرنے والی بیوی مل رہی تھی لیکن میں اس کو بھی ٹھکرا کر اور اپنے خاندان کی عزت کو ٹھوکر مار کر ایک سائے کے پیچھے بھاگ رہا تھا جس کا کوئی وجود نہ تھا کاش میں نے نگینہ سے محبت نہ کی ہوتی اور مصباح سے پیار کیا ہوتا۔

اتنا سب سوچ کر میری بھی آنکھوں میں آنسو آنے لگے لیکن میں نے اپنے آپ پر کنٹرول کر لیا اور مصباح کے خاموش ہونے کا انتظار کرنے لگا پھر تھوڑی دیر بعد وہ خاموش ہو گئی اور آنسو سے تر چہرہ صاف کرنے لگی اور اسی وقت بول پڑی۔ کیسی ہے وہ تو میں چونک پڑا اور اس کی طرف دیکھنے لگا کیسی طبیعت کی مالک تھی وہ جو اتنا کچھ ہونے کے بعد بھی نگینہ کے بارے میں پوچھ رہی تھی وہ نگینہ ہے اور اچھی ہے میں نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اب وہ میرے قریب آ کر کھڑی ہو گئی نگینہ اچھا نام ہے اور خوبصورت بھی شاید وہ اپنے نام کی طرح خوبصورت ہو گی اس نے مسکرا کر میری طرف دیکھا تو میں نے سر ہلا دیا پھر تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد وہ پھر بولی کتنی خوش نصیب ہے وہ جسے تیرے جیسا چاہنے والا ملا جبکہ مجھے۔ مجھے تو اس کا آدھا بھی نہیں ملا۔ اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھوں سے نمی اترنے لگی پھر وہ کچھ کہنے والی تھی کہ شمائلہ آپا مصباح کو آوازیں دینے لگی مصباح ارے او مصباح کہاں ہے آئی آپی یہ کہہ کر مصباح نیچے چلی گئی لیکن میں ابھی تک چھت پر کھڑا تھا پھر تھوڑی دیر بعد میں بھی نیچے آ گیا اور اپنے کمرے میں سو گیا میں ان چند ہی لمحوں میں نگینہ کو بھول بیٹھا تھا۔ اب میرے دل میں مصباح کے پیار کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا پھر میں مصباح کو اپنے سپنوں میں سجائے سو گیا جب دوسرے دن صبح کو میری آنکھ کھلی تو آج کا سورج میرے لیے نیا پیغام لے کر آیا تھا صبح صبح سب لوگ مہندی کی رسم کی تیاریوں میں مصروف تھے میں بھی چائے پینے کے بعد تھوڑی دیر کیلئے باہر نکل گیا جب ایک گھنٹے بعد گھر واپس لوٹا تو اچانک اشفاق اور اشتیاق کو دیکھ کر چونک پڑا وہ دونوں کاموں میں مصروف تھے ارے یہ کیا کر رہے ہو آتے ہی کاموں میں لگ گئے باقی کے لوگ کہاں ہیں ابو تو انکل کے ساتھ باہر چلے گئے ہیں امی اور دوسری لڑکیاں ہماری ہونے والی بھابھی کو دیکھنے گئی ہیں جبکہ مجھے اور بھائی جان کو فارغ دیکھ کر یہاں کاموں پر لگا گئے ہیں اشفاق کی بات پر میں ہنس پڑا ارے کاموں کی تو میں تم دونوں کو لسٹ بنا دوں گا لیکن پہلے تھوڑا سا آرام تو کر لو وہ دونوں کمرے میں آرام کرنے چلے گئے جب میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو خالہ کھڑی تھی ارے خالہ جان آپ بھی آ گئے بڑھ کر خالہ سے ملا کیسی ہیں آپ میں ٹھیک ہوں تم کیسے ہو بس آپ سب کی دعائیں ہیں رمضان بھائی ہم بھی آئے ہیں میں ابھی خالہ کے ساتھ باتوں میں مصروف تھا تو شازیہ نے سر نکالا تو میں نے مسکرا کر اس کے سر پے ہاتھ رکھ دیا اور پھر دوسری کزنز سے بھی ملا رمضان بھائی آپ کی دلہن کیسی ہے اچانک شازیہ نے مجھ سے پوچھا تو اس کے بے تک سوال پر ہم سب چونک پڑے کیا تم دلہن کو دیکھنے نہیں گئی تھیں گئی تو تھی لیکن میں اسے دیکھ نہ پائی کیونکہ اس نے سلیمانی ٹوپی پہن رکھی تھی میں حیران ہو گیا نہیں بھائی میں اس کے پیچھے بیٹھی تھی اور پھر اس نے بھی میری طرف نہیں دیکھا شازیہ نے برا سا منہ بنایا تو ہم سب ہنس پڑے رمضان بھائی بتائیں نہ آپ کی دلہن کیسی ہے اس نے پھر سے سوال کیا میں نے ابھی تو اسے نہیں دیکھا ویسے وہ بہت خوبصورت ہے میں نے مسکرا کر کہا تو اچانک مجھے نگینہ کا خیال آ گیا خالہ نگینہ کہاں ہے میں نے ادھر ادھر

دیکھتے ہوئے کہا بیٹا دراصل اس کی طبیعت خراب تھی اس لیے وہ نہ آ سکی خالہ کی بات پر میں سوچنے لگا کہاں میں بھی اس کی بے رخی تھی یا پھر واقعی وہ بیمار تھی یہ سوچ کر میں پریشان ہو گیا۔

ہجر کے موسم میں یہ بارش کا برسنا کیسا
اک صحرا سے سمندر کا گزرنا کیسا
اے میرے دل نہ پریشان ہو تنہا ہو کر
وہ تیرے ساتھ چلا کب تھا بچھڑنا کیسا

اسے مجھ سے پیار نہیں تھا تو کیا ہوا مجھے تو اس سے پیار ہوا تھا وہ ہر وقت میری یادوں کا مرکز بنی ہوئی تھی لیکن پھر بھی میں اسے جان بوجھ کر بھولنے کی کوشش کر رہا تھا کیونکہ مصباح کے پیار کے ساتھ ساتھ میرے سارے خاندان کی عزت کا بھی سوال تھا ایک طرف سے میں مصباح کا پیار دیکھ کر نگینہ کو بھولنے پر مجبور ہو گیا شاید یہ میری سنگدلی تھی یا پھر مجبوری یہ تو مجھے بھی پتہ نہیں تھا پھر ایک بار پھر میں اسے بھلا بیٹھا اور پھر میرے آرام اور سکون سے دن گزرنے لگے وہ نکاح کی رات تھی جب اشتیاق مجھ سے ملا اس کے ہاتھ میں بیگ تھا جسے دیکھ کر میں حیران رہ گیا ارے کہاں جا رہے ہو میں نے حیران ہو کر پوچھا یار رمضان بہت ضروری کام ہے واپس جانا پڑ رہا ہے اس لیے میں معذرت خواہ ہوں ویسے جانا تو ابا جان نے تھا لیکن میں نے انہیں روک دیا لیکن تم جا تو کل بھی سکتے تھے ہاں لیکن اس وقت جانا بہت ضروری ہے لیکن وعدہ رہا جب بھی فرصت ملے گی یہاں ضرور آؤں گا لیکن مجھے اس وقت جانا ضروری ہے یہ کہہ کر اشفاق تو چلا گیا لیکن مجھے سوچوں کے گہرے سمندر میں ڈوبتا چھوڑ گیا نکاح کے بعد مصباح میرے کمرے میں کسی پھول کی طرح کھلی ہوئی تھی اس وقت وہ بہت خوش نظر آ رہی تھی لیکن میں۔ میں اس کے قریب بالکل خاموش بیٹھا ہوا تھا اسی وقت میں بہت اداس تھا۔ آج ایک بار پھر نگینہ کی یاد مجھے ستا رہی تھی آج میں اپنی ہی نظروں میں گر گیا تھا محبت کے عظیم رشتے کو مٹی میں ملا دیا تھا مجھے میرا ضمیر لعن طعن کر رہا تھا اس وقت سوچ سوچ کر میرا دماغ پھٹتا جا رہا تھا کہ اچانک مصباح بولی مجھے معلوم ہے کہ اس وقت تم کیا سوچ رہے ہو تو میں چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا نگینہ کے بارے میں ہی سوچ رہے ہو ناں۔ نن...... نن نہیں تو میں نے گڑبڑا کر کہا اس نے میرا ذہن پڑھ لیا تھا دیکھو رمضان میں تمہیں بچپن سے جانتی ہوں اب میں تمہاری کزن اور دوست ہونے کے ساتھ ساتھ شریک حیات بھی ہوں اس لیے مجھ سے کچھ چھپانے کی ضرورت نہیں میں جانتی ہوں کہ تمہیں مجھ سے نہیں نگینہ سے پیار ہے اور اس وقت بھی تم اسی کے بارے میں سوچ رہے ہو لیکن میں تمہیں روکوں گی نہیں کیونکہ تم اس سے پیار کرتے ہو اور میں پیار کرنیوالوں کی قدر کرتی ہوں کیونکہ میں نے بھی تم سے پیار کیا ہے اور اتنا پیار کرتی ہوں کہ میرے بس میں ہوتا تو میں تمہیں آزاد کر دیتی لیکن میں مجبور ہوں۔ مجھے اپنے خاندان کی عزت عزیز ہے۔ میں اپنے خاندان کی رسوائی نہیں چاہتی اس لیے میں نے شادی کا جوڑا پہنا اور اگر شادی ہو گئی ہے تو میں وعدہ کرتی ہوں کہ میں تمہیں اتنا پیار دوں گی کہ تم سب کچھ بھول جاؤ گے یہ کہہ کر مصباح پھولوں کی سیج پر سو گئی جبکہ میں اسے دیکھتا رہا مصباح تم عظیم ہو میں تمہاری عظمت کو سلام کرتا ہوں جتنا تم مجھ سے پیار کرتی ہو شاید مجھے کسی نے پیار دیا ہو۔ میں کتنا بدنصیب ہوں جو آج تک تیرے پیار کو نہ سمجھ پایا مصباح میں تمہیں کیا بتاؤں میں اندر سے کتنا ٹوٹا ہوا ہوں تم سوچ رہی ہو گی کہ نگینہ بھی مجھ سے پیار کرتی ہو گی یا نہیں اس نے تو میری طرف نظر بھی اٹھا کر نہیں دیکھا کاش مجھے نگینہ نے تھوڑا سا پیار دیا ہوتا یہ سوچتا ہوا میں بھی لیٹ گیا جب میری صبح کو آنکھ کھلی تو دیکھا کہ بہت سے مہمان جا چکے تھے خالہ اور اس کے بچے بھی نظر نہیں آ رہے تھے میں ناشتہ کرنے کے بعد امی اور ابو سے ملنے کیلئے ان کے کمرے میں چلا گیا میں نے دیکھا کہ آج وہ دونوں خوش نظر آ رہے تھے ابو کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی جب میں ان کے قریب پہنچا تو ابو نے مجھے اپنے پاس بٹھا لیا اسی وقت اس کی آنکھوں میں نمی آنے لگی تو میں نے ابو سے پوچھا کہ یقیناً آپ بھائیوں کو یاد کر رہے

ہیں اگر وہ میری شادی پر ہوتے تو میری شادی کی رونق بھی اچھی ہوتی اسی وقت خالہ جان یاد آگئیں میں نے امی اور ابو سے پوچھا کہ خالہ جان اور اس کے بچے دکھائی نہیں دے رہے وہ دراصل بیٹا منصور صاحب ایک ضروری کام کی وجہ سے جا رہے تھے تو اشتیاق بھی ان کے ساتھ جا رہا تھا تو تمہاری خالہ نے کہا کہ ہم یہاں رہ کر کیا کریں گے میں نے انہیں روکنے کی بہت کوشش کی لیکن وہ چلے گئے ابو کے جواب پر میں سوچنے لگا کہ کیا وجہ ہو سکتی ہے کہ وہ سب چلے گئے پھر میں نے اس خیال کو سر سے جھٹک دیا کچھ دنوں کے بعد مجھے ایک لفافہ ملا جو کہ میرے نام پر تھا بھیجنے والا ایڈریس سے عاری تھا جب میں نے لفافے سے خط نکالا تو اچھی پڑا وہ خط نگینہ نے لکھا تھا خط کی تحریر کچھ اس طرح تھی کہ جسے میں پڑھ کر لرز اٹھا اور اس کے ساتھ ہی میرے ہاتھوں سے خط گر گیا مجھے زمین گھومتی ہوئی محسوس ہونے لگی۔

میرے دل کی پہلی اور آخری دھڑکن رمضان

سلام الفت!

جسے چاہو اسے احساس خدائی دے دو

سلسلہ پیار کا رکھو تو عبادت جیسا

ہم بھرے شہر میں تنہا تو نہ تھے لیکن

پھر بھی کوئی رشتہ نہ ملا تیرے جیسا

کتنی ٹیڑھی لکیریں ہیں میرے مقدر کی جب ہنسنا چاہا تو آنکھیں آنسوؤں سے بھر آتی ہیں جب ہم دکھی ہوتے ہیں خوشیاں دامن پکڑ لیتی ہیں رمضان تم نے جانے سے پہلے جو خط لکھا تھا بہت روئی تھی میں ہاں میں اقرار کرتی ہوں کہ مجھے بھی تم سے پیار ہے تمہارے بغیر میں ادھوری ہوں تم ہو تو سب کچھ ہے تم نہیں تو جان لو میرے پاس کچھ نہیں۔ تم سوچتے ہو گے کہ میں نے تم سے اس وقت اپنی محبت کا اظہار کیوں نہیں کیا لیکن میں مجبور تھی میری طرح مصباح بھی تم سے پیار کرتی تھی اور میں اپنی وجہ سے کسی کی زندگی برباد نہیں کرنا چاہتی تھی کیونکہ میں نے بھی تم سے پیار کیا ہے یہی شاید میرے پیار کی آزمائش تھی اس لیے میں نے اپنے پیار کی قربانی دے دی اور مصباح کو اس کے آئیڈیل سے ملا دیا میں دکھی نہیں ہوں اگر میں ہار گئی تو کیا ہوا میری محبت تو جیت گئی میں خوش ہوں کیونکہ میری محبت خوش ہے رمضان میں نے یہ سب کچھ اس لیے کیا کہ تم مجھ سے نفرت کرنے لگو کیونکہ مجھ سے نفرت تمہیں مصباح سے ملا سکتی تھی ویسے مصباح کتنی خوش نصیب ہے جسے تجھ جیسا جیون ساتھی ملا جبکہ میں کتنی بدنصیب ہوں تمہارا پیار پا کر بھی کھو بیٹھی۔ میں تو تمہاری شادی میں آنا چاہتی تھی اور تمہیں دولہے کے روپ میں دیکھنا چاہتی تھی لیکن میں مجبور تھی اس لیے نہ آسکی مجھے تمہاری دید کے پیاس ہے تم نے تو میرا شہر چھوڑا تھا لیکن لگتا ہے تمہیں یہ خط ملنے تک میں ہی دنیا میں نہ رہوں اس لیے پلیز میری ساری غلطیوں کو معاف کر کے مجھ بدنصیب پر ایک اور احسان کرنا۔

غم ہستی کی زنجیروں سے کہاں فرصت انسان کو

کبھی حالات ظالم ہیں کبھی تقدیر ظالم ہے

اک بدنصیب لڑکی نگینہ

خط پڑھنے کے بعد میری حالت خراب ہونے لگی میں اتنا رو دیا کہ خط کے الفاظ ہی مٹنے لگے اور میرے پیر زمین سے نکل گئے میں دھڑام سے فرش پر گر پڑا پھر مجھے کوئی بھی ہوش نہ رہا میں کس جگہ پر ہوں جب مجھے ہوش آیا تو سب گھر والوں کو اپنے آس پاس منتظر پایا جبکہ ایک ڈاکٹر بھی میرے چیک اپ میں مصروف تھا مجھے ہوش میں آتے ہی سب گھر والے خوش تھے لیکن میں ابھی تک خلاؤں میں تک رہا تھا جب میرا شعور جاگا تو میں اٹھ کر بیٹھ گیا سب کو تسلی دے کر باہر بھیج دیا اور میں خط کو ڈھونڈنے لگا کہ اچانک مصباح کمرے میں داخل ہو گئی وہ خط اس کے ہاتھ میں تھا اس نے میرے پاس آکر وہ خط مجھے دے دیا اس طرح اس بار بھی مجھے اس نے بچا لیا تھا لیکن اب میں بھی نگینہ کی وجہ سے پریشان ہو رہا تھا شام تک میں کچھ سنبھل چکا تھا اور ملتان جانے کیلئے تیار ہو گیا اور مصباح کو نصیحت فرمائی کہ وہ میرے بارے میں کسی کو نہ بتائے اور گھر سے ہی نکل پڑا دوسرے دن جب خالہ جان کے ہاں پہنچا تو اشتیاق کے علاوہ گھر پر کوئی نہیں تھا اشتیاق مجھے دیکھ کر حیران رہ گیا لیکن میں گھر میں داخل ہوتے ہی اس پر برس پڑا کہاں ہے نگینہ میں اس وقت اس سے بڑا ناراض تھا وہ ہاسپٹل میں ہے لیکن اب ٹھیک ہے اشتیاق نے دھیمے لہجے میں کہا مجھے بھی تو بتاؤ کیا ہوا تھا اسے پھر میرے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ نگینہ کے دل میں سوراخ تھا اور جمعرات تمہارا نکاح تھا اسی صبح نگینہ کو ہاسپٹل میں ایڈمٹ کروانا تھا ایڈمٹ ہونے کے دوسرے دن بعد اس کا آپریشن تھا اشتیاق مجھے تم لوگوں سے یہ امید نہیں تھی میں نے غمگین لہجے میں کہا سوری یار میں مجبور تھا میں تمہاری خوشیوں پر پانی نہیں پھیرنا چاہتا تھا اشتیاق نے ندامت بھرے لہجے میں کہا تو میں کچھ ٹھنڈا پڑ گیا کیونکہ اس کی بات بھی ٹھیک تھی اگر شادی میں یہ بات بتائی جاتی تو سب لوگ پریشان ہوتے بہرحال میں نے اشتیاق سے ہاسپٹل کا ایڈریس پوچھا اور پھر ہاسپٹل کی طرف چل پڑا پھر جب ہاسپٹل پہنچا تو وہاں پر خالہ اور اشفاق سے ملاقات ہو گئی پھر میں ان سے ملنے کے بعد کمرے میں داخل ہو گیا نگینہ اس وقت آنکھیں بند کیے ہوئے لیٹی ہوئی تھی شاید وہ سوئی ہوئی تھی میں اس کے پھول جیسے چہرے کو دیکھ رہا تھا اسے اپنی نئی زندگی ملنے کی کوئی خوشی نہیں شاید وہ اس زندگی سے بیزار لگ رہی تھی اور اس کی یہ حالت دیکھ کر میری آنکھیں نم ہو گئیں۔ نگینہ میں نے غمگین لہجے میں کہا تو اس نے چونک کر آنکھیں کھول دیں وہ حیران تھی لیکن اس کی آنکھوں میں عجیب سی چمک تھی اک عجیب سی خوشی تھی مجھے دیکھ کر اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور میں جا کر جلدی سے اس کے قریب بیٹھ گیا اسی وقت میری آنکھیں بھی برس رہی تھیں میں نے خاموشی کو توڑتے ہوئے کہا کیسی ہو نگینہ بس جی رہی ہوں۔ تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں کیا میں تمہارے لیے اتنا پرایا ہو گیا تھا کہ تم نے مجھے کچھ بتانا بھی مناسب نہیں سمجھا اور اپنے سے دور کر دیا پلیز رمضان مجھے معاف کر دو میں مجبور تھی اور میں نہیں چاہتی تھی کہ تم میری وجہ سے مصباح کو ٹھکرا دو نگینہ سسک کر بولی اور ہاں اگر میں تمہیں سب کچھ بتا دیتی تو یہ میرے لیے اور اذیت ناک ہوتا کیونکہ مصباح بھی تم سے سچی محبت کرتی ہے اور میں اس سے اس کا پیار نہیں چھیننا چاہتی تھی واہ کیا خوب اچھا پروگرام بنایا تھا تم نے مجھے اور مصباح کو ملا کر پھر اپنی محبت کی قربانی دے کر اور آخر میں چپکے سے یہ دنیا چھوڑ جانا واہ بہت خوب میں نے طنزاً کہا جبکہ نگینہ اب خاموش ہو چکی تھی دیکھو رمضان اس دنیا میں ہر انسان کی موت کا وقت مقرر ہے نہ وہ اس سے پہلے مر سکتا ہے اور نہ بعد میں ہو سکتا ہے کہ میں بھی اسی لیے زندہ رہی کہ ایک نظر تجھے دیکھ لوں اور ہو سکتا ہے کہ چند لمحوں بعد میری موت ہو جائے اس کی باتیں سن کر میرا دل کٹ کر رہ گیا بہرحال جو بھی ہے مرنا تو سبھی کو ہے لیکن میری ایک التجا ہے کہ تم مجھے بھول جانا کیونکہ میں تمہاری زندگی میں ادھورے خواب کی طرح آئی ہوں اور مجھے امید ہے کہ تم میرے مرنے کے بعد ماضی کو کبھی نہیں ٹٹولو گے۔ یہ تم کیا کہہ رہی ہو میں تمہیں کیسے بھول سکتا ہوں میں مانتا ہوں کہ مصباح میرا آج ہے اور اب وہ میری شریک حیات بھی ہے لیکن میں تمہیں کیسے بھلا سکتا ہوں میں اپنے گزرے ہوئے کل کو کیسے نظر انداز کر سکتا ہوں نہیں نہیں میں تمہیں نہیں بھلا سکتا ٹھیک ہے میرا کام تو تمہیں سمجھانا تھا آگے تمہاری مرضی بہرحال مصباح کیسی ہے میں موضوع کو پھیرنے کی کوشش کی اور تم میں تو تمہارے سامنے ہوں میں نے چونک کر کہا تو وہ مسکرا دی میں تمہارے بارے میں نہیں تمہارے رویے کے بارے میں پوچھ رہی ہوں تم اس کے ساتھ جو بھی سلوک کر وہ تمہیں اپنے پیار میں ضرور گرفتار کر لے گی میں نے اس کی بات کا جواب نہ دیا تو وہ دوبارہ بولی کہ مصباح کتنی خوش نصیب ہے کہ تجھ جیسا جیون ساتھی اس کو ملا ہے ہاں بدنصیب تو میں ہوں جسے چاہا وہ ملا نہیں جسے میں نے چھوڑا اس نے مجھے خود سے بھی بڑھ کر پیار دیا۔ اسی لمحے کمرے میں نرس داخل ہوئی ایکسیوزمی مریض کو زیادہ دیر تک بات کرنے کی اجازت نہیں نرس نے التجائیہ لہجے میں کہا اور باہر چلی گئی اچھا نگینہ اب میں چلتا ہوں اب شام کو ملاقات ہو گی میں نے نگینہ کی طرف دیکھا ہاں جا کر تھوڑا آرام کر لو کیونکہ

تمہارے چہرے سے معلوم ہوتا ہے کہ تم تھکے ہوئے ہو تگینہ نے سر ہلا کر کہا تو میں کمرے سے باہر نکل گیا اور گھر پہنچ کر سو گیا شام کو آنکھ کھلی تو نہا دھو کر پھر سے تگینہ کے پاس پہنچ گیا اب وہ بہت پرسکون نظر آ رہی تھی اس کے چہرے کی رنگت پھر سے واپس آ گئی میرے آتے ہی اس کے ہونٹوں پر وہی پیاری سی مسکراہٹ رینگنے لگی اسے دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ وہی لڑکی ہے جو چند لمحے پہلے ناامید اور اداس نظر آ رہی تھی میں اس کے پاس بیٹھا دیر تک باتیں کرتا رہا اور صبح کو آنے کا کہہ کر واپس گھر چلا آیا اس رات میں بھی پرسکون تھا لیکن اب بھی میرے دل میں کوئی کسک باقی تھی میری چھٹی حس مجھے آگاہ کر رہی تھی کہ کچھ ہونیوالا ضرور ہے میں تو سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ یہ سب کچھ بھی ہو جائے گا لیکن قسمت کے لکھے کو کون ٹال سکتا ہے اس دن کی صبح میرے لیے ایک نیا پیغام لے کر آئی تھی صبح سویرے میری آنکھ گھر والوں کی چیخیں سن کر کھلی چیخیں سن کر میں حیران پریشان باہر کی طرف دوڑا جب برآمد میں آیا تو ٹھٹھک کر رک گیا کیونکہ گھر والوں کے ہجوم میں کوئی سفید چادر میں لپٹا چارپائی پر پڑا تھا کون ہے یہ میری چیخ پر سب نے میری طرف دیکھا لیکن آنسو بھی سب کی آنکھوں سے رواں تھے پھر جب میری بات کا کسی نے جواب نہیں دیا تو میں خود ہی آگے بڑھا اور جب میں نے لاش سے کپڑا اٹھایا تو لڑکھڑا کر دو قدم لاش سے پیچھے ہٹ گیا نہیں میں بہت پریشان تھا اور جیسے میری زبان کو تالے لگ گئے ہوں اور اس کے ساتھ ہی میں زمین بوس ہوتا چلا گیا تگینہ آہ آہ۔ پھر میں حلق پھاڑ کر چیخا میرے منہ سے فلک شگاف چیخیں نکل رہی تھیں میری دردناک چیخیں میرے کانوں تک نہیں پہنچ رہی تھیں جبکہ آس پاس کھڑے سب لوگ مجھے دیکھ رہے تھے کہ آخر میں اس کا کیا لگتا ہوں لیکن وہ میں ہی جانتا تھا تگینہ میرے لیے کیا ہے تگینہ تو میری روح تھی مجھ کو چھوڑ کر چلی گئی تھی میں خالی خالی آنکھوں سے اپنے محبوب کو دیکھ رہا تھا پھر اشفاق نے آگے بڑھ کر مجھے سنبھالا لیکن میں اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھا تھا جب مجھے ہوش آیا تو وہ اپنے گھر جا چکی تھی جہاں اب اسے ہمیشہ کیلئے رہنا تھا امی ابو اور دوسرے رشتہ دار بھی آئے ہوئے تھے اور ان کے ساتھ مصباح بھی آئی ہوئی تھی اس وقت بھی اس نے ہی مجھے سنبھالا لیکن مجھے کسی کی پرواہ نہیں تھی میں نے تگینہ کی قبر کو اپنا مسکن بنا لیا کچھ دنوں کے بعد جب امی اور ابو واپس جانے لگے تو انہوں نے مجھے بھی زبردستی اپنے ساتھ لے لیا کیونکہ یہاں پر ان سے میری حالت دیکھی نہیں جاتی تھی یہاں کی ہر چیز تگینہ کی یاد دلاتی تھی اس لیے میں واپس ڈیرہ غازیخان آ گیا لیکن یہاں پر مجھے تگینہ اور بھی یاد آنے لگی میں مجنوں کی طرح رہنے لگا تھا میری حالت کے بارے میں گھر والے بے حد پریشان تھے پھر ایک دن مصباح نے آ کر مجھے سمجھایا کہ تمہاری اس حالت سے گھر میں کشیدگی پیدا ہو گئی ہے اس لیے خدا کے واسطے اپنی حالت کو درست کرو جس کیلئے تمہاری یہ حالت ہے وہ اب واپس تو نہیں آ سکتی وہ تو تمہیں ہمیشہ خوش دیکھنا چاہتی تھی کیونکہ تمہاری خوشی میں ہی اس کی خوشی تھی لیکن اس کے جانے کے بعد تم نے ایسی حالت کر دی ہے جس کے علاوہ اسے تکلیف کے علاوہ کچھ نہیں مل رہا ہو گا تم بھلے مجھ سے دور رہو لیکن خدا کیلئے تم خوش رہا کرو تو پھر مجھے احساس ہوا جو ہونا تھا ہو گیا میں خود تو دکھی ہوں کسی اور کو دکھ نہ دوں اس لیے اپنا حلیہ درست کیا لیکن اس کو کبھی نہیں بھلا سکتا۔

دوستو! آج تگینہ کو ہم سے بچھڑے اڑھائی سال کا عرصہ ہو گیا ہے لیکن اس کی سنہری یادیں اب بھی میرے تصورات کا مرکز بنی ہوئی ہیں حالانکہ ان دو سالوں میں مصباح نے مجھے اتنا پیار دیا کہ میں سب دکھ بھول گیا لیکن تگینہ کو نہیں بھول پایا آج بھی میں مصباح کو تگینہ کہہ کر پکارتا ہوں آج میری ایک بیٹی ہے جس کے آنے سے میری خوشیاں دوبالا ہو گئی ہیں میں نے اس کا نام تگینہ رکھا تا کہ تگینہ ہمیشہ میرے دل میں رہے دوستو کیسی لگی میرے دکھی دوست کی داستان، کیونکہ میں رمضان کا دوست ہوں اور کزن بھی ہوں میں اس کا ماموں زاد بھائی ہوں اگر کوئی غلطی ہو گئی ہو تو معاف کیجئے گا۔

❀❀❀

”تیسری بارش، آخری سانس“

☑ تحریر: ارمان سنگم، فیصل آباد

جب واپس آیا تو ڈاکٹر نے کہا کہ دوائی جلدی نہ ملنے کی وجہ سے ہم بچے کو نہ بچا سکے میں دھاڑیں مار کر رونے لگا تب میری بیوی کو ہوش نہ تھی جب اسے پتہ چلا کہ ہمارا بچہ اس دنیا میں نہیں رہا تو وہ بھی زاروقطار رونے لگی کبھی اپنے بال نوچتی تو کبھی چیختی چلاتی اسی وقت ماہم کو دل کا دورہ پڑا اور عین وقت پہ دادا ابو بھی آ گئے۔ جب انہیں پتہ چلا کہ ان کا لاڈلہ بھی اس دنیا میں نہیں رہا اور ماہم کو بھی ہارٹ اٹیک ہوا ہے تو انہوں نے ڈاکٹر سے پوچھا کہ آپ نے بچے کو کیوں نہیں بچایا ڈاکٹر نے کہا کہ دوائی وقت پہ نہ ملنے کی وجہ سے ہم بچے کو نہیں بچا سکے سوری۔ (ایک دکھ بھری سچی کہانی)

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں

آج صبح صبح ہی ہلکے ہلکے بادل تھے میں نے ناشتہ کیا اور کمرے کی کھڑکی کھول کے باہر کا منظر دیکھنے لگا۔ ہلکی ہوا کے ساتھ بادل اڑتے ہوئے بہت اچھے لگ رہے تھے۔ پرندے اپنی پرواز میں محو تھے موسم کو انجوائے کرتے ہوئے قطاروں میں اڑتے جا رہے تھے آسمان پر قوس قزح نے اپنا رنگ و روپ دھار کر اور دلکش منظر بنا دیا تھا۔ میرا دل چاہا کہ کیوں نہ ایسے موسم کو انجوائے کیا جائے میں نے اپنا رین ڈریس زیب تن کیا بائیک نکالی اور گھر سے نکل پڑا۔ تب تک بارش بھی بہت تیز ہونے لگی تھی آج میرا دل ایسے موسم کو انجوائے کر کے بہت جھوم رہا تھا۔

میں ایک انجانے سفر پہ چل نکلا تھا اور جہاں پر میری بائیک دوڑ رہی تھی وہ ایک انجانا اور سنسان علاقہ تھا سڑک کے دونوں طرف جھاڑیاں اور خاردار کانٹے تھے میں گھر سے بہت دور نکل آیا تھا میں اپنے خیالوں میں گم تھا کہ کسی کی آواز پہ میں چونک گیا رکو، رکو، رکو، میں نے فوراً بریک لگائی آس پاس جھاڑیوں اور ایک بوسیدہ مکان کے علاوہ کچھ بھی نہ تھا اچانک ایک ادھیڑ عمر شخص میرے سامنے آیا اور ہاتھ جوڑ کر کہنے لگا کہ باؤ مجھے سامنے والے ہسپتال تک لے جاؤ میری بیوی وہاں ایڈمٹ ہے میں نے کافی لوگوں سے لفٹ مانگی پر کوئی بھی ہمدرد نہ ملا جو بارش میں میری مدد کرے باؤ میں تمہارے پاؤں پڑتا ہوں اور پھر وہ اوپر آسمان کی طرف دیکھنے بلکہ گھورنے لگا اف یہ بارش میری جان نکال لے گی۔

لیکن اے اجنبی میں آپ کو تو جانتا بھی نہیں دیکھو باؤ جی میرا یقین کرو میں سب کچھ تمہیں بتاؤں گا پہلے مجھے ہسپتال لے چلو میری بیوی وہاں بہت سیریس ہے۔

ٹھیک ہے بیٹھو میرے پیچھے وہ مجھے دعائیں دیتا ہوا میرے ساتھ بیٹھ گیا لیکن بار بار وہ یہی کہتا کہ اف یہ بارش میری جان لے لے گی کاش یہ بارش کبھی نہ ہو اور پھر اس بارش کے ساتھ اس کے آنکھوں سے بھی ساون کا سیلاب امڈ آیا۔

اس بارش نے میری زندگی اجیرن بنا دی ہے میرا سب کچھ لے لیا ہے اس نے کاش یہ بارش ہوتی ہی نہ تو میری زندگی میں خوشیاں ہی خوشیاں ہوتیں اتنے میں

ہسپتال آ گیا۔ وہ جھٹ سے بائیک سے اترا اور اندر جاتے ہوئے رک کر کہنے لگا کہ باؤ میرا تھوڑا سا انتظار گاہ میں انتظار کرنا مہربانی ہوگی اس نے اتنے پیار سے کہا کہ میں نہ چاہتے ہوئے بھی رک گیا۔

ڈاکٹر صاحب میری بیوی ٹھیک تو ہے محترم ان کو دل کا آخری دورہ پڑا ہے وہ بہت سیریس ہے بس انہیں دعاؤں کی ضرورت ہے ویسے ہم پوری کوشش کر رہے ہیں کہ انہیں بچا سکیں آگے اس ذات کی مرضی۔

اتنے میں وہ شخص میرے پاس آنکھوں میں آنسو لیے صوفے پر بیٹھ گیا اور بولا کہ بیٹا میرا اس دنیا میں میری بیوی کے سوا کوئی ہمدرد نہیں اور میری بیوی کو اگر کچھ ہو گیا تو میری جان بھی جائے گی بیٹا میں تمہیں اپنے بارے میں سب کچھ بتاتا ہوں ویسے تو میں بہت اچھے اور کھاتے پیتے گھرانے کا ہوں لیکن خوشیاں نہیں خرید سکا۔

تو آیئے قارئین اس شخص کی کہانی اس کی زبانی سنتے ہیں۔

میرا نام احمد علی ہے اور میرے والد اور والدہ کا میرے پیدائش کے 12 سال بعد کار ایکسیڈنٹ میں انتقال ہو گیا مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ وہ آخری فون میرے دادا ابو نے اٹھایا اور جیسے ہی کسی اجنبی نے انہیں کہا کہ آپ نواب حیدر علی ہیں آپ کا فون نمبر ہمیں آپ کے بیٹے کے پرس سے ملا ہے ان کا کار ایکسیڈنٹ میں انتقال ہو گیا ہے آپ فوراً ہسپتال پہنچیں میں اور میرے دادا ابو ہسپتال جانے لگے تو اس وقت بھی بارش بہت تھی اور ہماری گاڑی بھی اس وقت جواب دے گئی دادا ابو نے میری انگلی پکڑی اور ہم پیدل چل پڑے راستے میں ہمیں کسی نے بھی لفٹ نہ دی۔ ہم تیز چلتے چلتے بہت تھک چکے تھے جب ہم ہسپتال پہنچے تو میرے ماں باپ فوت ہو چکے تھے اس دن میں اتنا رویا کہ بارش نے بھی کہا کہ نہ رو اتنا تو میری آنکھیں بھی نہیں برسیں جتنا تم رو رہے ہو چپ ہو جاؤ ابھی تو تیری زندگی میں اور بھی بارشیں برسیں گی۔

زندگی تجھے قاتل کے حوالے کر دوں
ہر روز کا مرنا مجھے اچھا نہیں لگتا

اس کے بعد میرے دادا ابو نے میری شادی میری کزن ماہم سے کر دی ماہم کو میں بچپن سے بہت پسند کرتا تھا میں اور ماہم ایک ساتھ پلے بڑھے اکٹھے کھیلے اور بچپن بڑی جلدی گزرا لیکن ہمارے پیار میں ابھی تک بچپن ہی تھا میں وہ دن کبھی نہیں بھول سکتا جب ماہم میری دلہن بن کر میرے سامنے گھونگھٹ نکالے بیٹھی تھی میں اکثر اس کی جھیل جیسی آنکھوں میں کھو جاتا تھا وہ یہی سوال کرتی کہ احمد تم میری آنکھوں میں کیا تلاش کرتے ہو اور میرا یہی جواب ہوتا کہ یہ دل کی بات ہے جو میں تلاش کرتا ہوں وہ ہر وقت ہر پل میرے سامنے رہے ایک دن ماہم نے کہا کہ احمد کہیں گھومنے چلتے ہیں میں نے دادا ابو سے اجازت لی اور ہم پہاڑی علاقے کو نکل گئے ہم سیر کرتے رہے وہاں کی دلکش حسین جھیلیں ٹھنڈا پانی بادلوں کو ہاتھ لگانا مجھے اب بھی یاد ہے۔

تب ماہم نے کہا کہ احمد یہ جھیل دیکھ رہے ہو ناں اس کا پانی جیسے اپنی جگہ کو چھوڑ کر آگے کو جا رہا ہے کیا تم بھی مجھے ایسے چھوڑ تو نہیں دو گے جس طرح یہ بادل اڑ کر دوسری جگہ چلے جاتے ہیں کیا تم بھی مجھے ان بالدوں کی طرح تنہا تو نہیں چھوڑ جاؤ گے جواب دو احمد ماہم ایسا کبھی نہیں ہوگا میری ہر سانس پہ تمہارا نام لکھا ہے میری ہر رگ میں ہر نس میں میری روح میری جان میرے جسم میں تم بس گئی ہو اور بھلا کیا کوئی اپنی ہی جان کو اپنے جسم سے جدا کر سکتا ہے۔

میرے ہمسفر میرے دلربا میں تمہیں تب تک چاہوں گا جب تک سانسوں نے وفا کی میری جان تب نکلے گی جب تم میرا ساتھ چھوڑ دو گی میں ہر سانس آخری سانس تک تمہارا ساتھ دوں گا اتنے میں ہلکی ہلکی رم جھم شروع ہو گئی اور ہم باتیں کرتے کرتے واپس گھر آ گئے اسی طرح دن ہنسی خوشی گزر رہے تھے ایک دن ماہم کو بہت تکلیف ہوئی اور میں اسے ہسپتال لے گیا ڈاکٹر نے کہا کہ آپ باپ بننے والے ہو اس وقت بھی بارش ہو رہی تھی مجھے کچھ مہنگی دوائیاں دوسرے ہسپتال سے لانی تھی کیونکہ یہ ہسپتال اتنا بڑا ابھی نہ تھا اور اتنی سہولیات بھی نہ تھیں اس

وقت بھی بارش میں میری گاڑی کے انجن میں پانی پڑ گیا اور میں دوڑتا ہوا دوسرے ہسپتال جانے لگا لیکن بہت دوڑنے کے باوجود میں ٹائم پر نہ پہنچ سکا۔

جب واپس آیا تو ڈاکٹر نے کہا کہ دوائی جلدی نہ ملنے کی وجہ سے ہم بچے کو نہ بچا سکے میں دھاڑیں مار کر رونے لگا تب میری بیوی کو ہوش نہ تھی جب اسے پتہ چلا کہ ہمارا بچہ اس دنیا میں نہیں رہا تو وہ بھی زارو قطار رونے لگی کبھی اپنے بال نوچتی تو کبھی چیختی چلاتی اسی وقت ماہم کو دل کا دورہ پڑا اور عین وقت پہ دادا ابو بھی آ گئے۔ جب انہیں پتہ چلا کہ ان کا لاڈلہ بھی اس دنیا میں نہیں رہا اور ماہم کو بھی ہارٹ اٹیک ہوا ہے تو انہوں نے ڈاکٹر سے پوچھا کہ آپ نے بچے کو کیوں نہیں بچایا ڈاکٹر نے کہا کہ دوائی وقت پہ نہ ملنے کی وجہ سے ہم بچے کو نہیں بچا سکے سوری۔

دادا ابو کو بھی اس وقت ہارٹ اٹیک ہوا اور وہ فوراً ہی ہمیں اس دنیا میں اکیلے چھوڑ کر چلے گئے میں اس دن خوب رویا کبھی میں بیوی کی طرف دیکھتا تو کبھی دادا ابو کے پاس آتا۔

اس وقت بادل اتنی زور سے گرجا کہ بارش نے اپنا رنگ دکھایا اور اتنی زور سے برسی کہ جیسے میری بربادی پر ماتم کر رہی ہو میں بارش میں ہی دادا ابو کو گھر لے آیا اور کفن دفن کا انتظام کیا یہ میری زندگی کی دوسری بارش تھی۔ میری ماہم کچھ ٹھیک ہوئی تو میں اسے گھر لے آیا لیکن ہم دونوں کافی پریشان تھے اور اندر سے ٹوٹ چکے تھے۔

اک غم کے سوا اس دنیا میں اب اور ہمارا کوئی نہیں
بس تیرے سوا میرے اے مولا اب اور سہارا کوئی نہیں

ماہم زیادہ تر چپ ہی رہنے لگی ایک دادا جان اور دوسرا اس بچے کا دکھ ایک ساتھ دونوں برداشت کرنا مشکل تھے خیر ماہم کو میں دل بہلانے کے لیے کبھی کبھی پہاڑوں پر لے جاتا تا کہ دل کا بوجھ ہلکا ہو سکے۔

اسی دوران ماہم کو ایک بار پھر اٹیک ہوا اور میں ہسپتال لے گیا لیکن خدا کا شکر ہے زیادہ اثر نہیں ہوا تھا اور اللہ نے جیسے میری ماہم کو مجھے واپس دے دیا۔

اس بار ڈاکٹر نے کہا کہ احمد اگر آخری بار اب اٹیک ہوا تو جان لیوا بھی ثابت ہو سکتا ہے اس لیے ذرا احتیاط کیجئے گا ہو سکے تو اپنی بیوی کو خوش رکھو۔ اگر آپ حوصلہ ہار جاؤ گے تو آپ کی بیوی کا سہارا کون بنے گا اس لیے براہ مہربانی انہیں حوصلہ دیجئے انہیں آپ کے سہارے کی ضرورت ہے۔ اور ہاں ہم نے ایک بات آپ سے چھپائی ہوئی ہے میں ایک انسان ہونے کے ناطے یہ اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ آپ کو بتا دوں آپ کی بیوی اب کبھی ماں نہیں بن سکتی اس لیے آپ اس کے اس دکھ کو اپنے سینے میں چھپا لیں اور ہاں اپنی بیوی سے اس بات کا ذکر نہ کریں ہو سکے تو انہیں کہیں ایسی جگہ لے جائیں جہاں آپ دونوں خوش رہ سکیں۔

میں اپنی بیوی کو لے کر بہت دور آ گیا لیکن لگتا ہے ہمیں خوشیاں راس نہیں پھر ایک دن میری بیوی کو اٹیک ہوا اور میں اسے ہسپتال لے آیا ڈاکٹرز نے کہا کہ فوراً ایک لاکھ روپے لاؤ بہت مہنگی میڈیسن لینی ہیں میں راستے میں پیسے لے کر آنے لگا تو پھر بارش شروع ہو گئی تب مجھے آپ بائیک پہ آتے ہوئے نظر آئے آپ کا شکریہ آپ نے مجھے لفٹ دی دیکھتے ہیں آج بارش کیا کرتی ہے آج یہ تیسری بارش کیا رنگ لاتی ہے اس کے ساتھ ہی وہ شخص خاموش ہو گیا اور زارو قطار رونے لگا اس کی آنکھیں بھی ساون بھادوں سے زیادہ برسنے لگیں اور میں بھی آبدیدہ ہو گیا۔

اتنے میں ڈاکٹر نے آواز دی کہ آپ میں سے احمد علی کون ہے۔ جی میں ہوں احمد علی۔ احمد علی نے فوراً اٹھ کر کہا آپ کی بیوی کی حالت بہت زیادہ تشویش ناک ہے آپ آخری بار ان سے مل لیجئے۔

میں اور احمد علی دونوں اندر گئے اس نے آتے ہی کہا کہ ماہم تمہیں کچھ نہیں ہو گا میں سب کچھ سنبھال لوں گا۔ احمد علی مجھے معاف کر دینا میں تمہارا ساتھ نہ نبھا سکی نہیں ماہم ایسا نہ کہو تم مجھے معاف کر دو کہ میں تمہیں نہ سے مانگ نہیں سکا بارش اور تیز ہو گئی احمد اپنا خیال رکھ۔ خیال رکھنا اس کے ساتھ ہی ماہم کا ہاتھ احمد کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور احمد نے پکارنا شروع کر دیا۔ ماہم۔ ماہم۔ ماہم مجھے اکیلا چھوڑ کے مت جاؤ میں مر جاؤں گا اور آہستہ آہستہ ہلکی سی خاموشی کے ساتھ احمد نے اپنا سر ماہم کی گود میں رکھ دیا آج تیسری بارش اتنی برسی جیسے دوبارہ کبھی نہیں برسے گی۔ بجلی چمکی۔ بادل گرجے، آندھی آئی اور سب کچھ بہا کر لے گئی بجلی کی آخری چمک اور بادل کی آخری گرج کے ساتھ ہی احمد علی نے آخری ہچکی لی اور پھر احمد علی بھی اپنی بیوی کے ساتھ تیسری بارش میں آخری سانس لے کر چلا گیا۔ اور دونوں ایک ساتھ اس دنیا سے چلے گئے کاش یہ تیسری بارش نہ ہوتی لیکن انسان جو چاہتا ہے وہ نہیں ہوتا بلکہ وہ ہوتا ہے جو وہ ذات چاہتی ہے۔

یہ تھی تیسری بارش میں آخری سانس احمد علی اور ماہم کی کہانی میں امید کرتا ہوں کہ آپ سب کو پسند آئے گی اپنی آراء سے ضرور نوازیئے گا۔ اس غزل کے ساتھ اجازت۔

غزل

وہ رات جہاں سے گزر گیا وہ عجیب سا کوئی آدمی
یہی ایک کام کر گیا وہ عجیب سا کوئی آدمی
بڑی حسرتیں تھیں نگاہ میں بڑا کرب ساتھ کراہ میں
کہ جو سانس لیتے ہی مر گیا وہ عجیب سا کوئی آدمی
نہ سے پناہ کہیں ملی مگر ایک مسجد دل تو تھی
سر فدا کے گھر میں ٹھہر گیا وہ عجیب سا کوئی آدمی
وہ جو چلا گیا تو یہ با مراد یہ تمام گلیاں تمام گھر
یہی پوچھتے ہیں کدھر گیا وہ عجیب سا کوئی آدمی
کہ جو پاس تھا تو نہ تھی طلب کہ جو دور ہے تو چبھن سی ہے
بڑا بے قرار کر گیا وہ عجیب سا کوئی آدمی
کبھی خوش ہو تو بہت ہی خوش کبھی دکھ ملا تو بہت دکھی
کبھی جی گیا کبھی مر گیا وہ عجیب سا کوئی آدمی
تمہیں شان اب یہ بتائیں کیا کسی راز کو بھی چھپائیں کیا
کہ ادھر گیا یا ادھر گیا وہ عجیب سا کوئی آدمی

(ارمان سنگم، فیصل آباد)

❁❁❁

کسی سے بھی پوچھو

سمندر سے پوچھو سمندر کی لہروں سے پوچھو
پیار کیا ہے
کسی اجنبی سے کسی مسافر سے پوچھو
پیار کیا ہے
کسی بھی کسی طرح پوچھو
پیار کیا ہے
پیار ایک میٹھا موسم ہے
کبھی آنسوؤں میں بھرتا ہے
کبھی مسکراہٹوں میں بھرتا ہے
پیار زندگی کی آبادگاہ ہے
جو کسی کے دل میں
کسی کے لیے دھڑکتا ہے
پیار ایک پر سرور خوشبو ہے
جو دلوں میں سمٹا ہے مچلتا ہے
پیار نہ جانے پیار کیا ہے
اقراء زندگی جانے پیار کیا ہے

(اقراء جاوید، جڑانوالہ)

غزل

دل دے کر بھی اس نے کیا کیا
نہ اپنا آپ دیا نہ ہمیں لیا
آرزو تھی و تمنا تھی اسے چاہنے کی
نہ دل لیا نہ دل دیا
اتنا چاہنے کے باوجود
اس نے اپنے وقت میں سے
ہمیں تھوڑا سا وقت تو دیا
اتنا ہی کافی ہے عنایت اس کی
اس نے ہمیں دیکھ تو لیا
دن کے اجالوں میں رات کے اندھیروں میں

(اقراء جاوید، جڑانوالہ)

"آخر بے وفا کون"

☑......تحریر: محمد شوکت، مانسہرہ

ایک روز ڈیوٹی پہ تھا کہ اس کی ایک دوست کی طرف سے مجھے میسج ملا کہ Rنے خود کشی کیلئے زہر پی لی ہے اور اب وہ بے ہوشی کی حالت میں ایڈمٹ ہے یہ سن کر مجھ پر قیامت ٹوٹ پڑی اور اپنے رب سے شکوے کرنے لگا کہ اے اللہ کیا تم نے میرا مقدر اتنا دیکھی لکھنا تھا تو مجھے اس دنیا میں بھیجا کیوں تھا اور اپنی ماں کی یادیں گلے لگا کر رو پڑا اور گر کر بے ہوش ہو گیا اور جب رات کو ہوش ایا تو دیکھتا ہوں کہ لاہور کے ہسپتال میں ہوں اور میرے پاس میرے افس میں کام کرنے والے میرے دوست جمع تھے میں نے ان سے پوچھا کہ تم یہاں کیا کر رہے ہو اور مجھے ہسپتال میں کیوں لے ائے طارق نے کہا حیدر تم افس کے سامنے والے دالان میں کھمبے کے پاس کھڑے تھے اور گر کر زخمی ہو گئے تھے اور زیادہ چھوٹ انے پر تم بے ہوش ہو گئے تھے تمہارے سر پر گھرا زخم ہے اس لیے ہم تمہیں یہاں لے ائے میں نے طارق سے کہا کہ تم مجھے مرنے دیتے تم نے مجھے مرنے کیوں نہیں دیا؟ طارق نے کہا خبردار اگر تم نے دوبارہ ایسے الفاظ زبان سے نکالے کیا تم نہیں جانتے کہ تم ہمارے کتنے اچھے دوست ہو

(درد بھری سچی کہانی)

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں

ہم توحید میں بھی توحید کے قائل ہیں فراز
ایک ہی شخص کو محبوب بنایا ہم نے

قارئین کرام کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم بہار کا موسم پسند ہے کیونکہ بہار میں ہر طرف ہریالی ہوتی ہے سبزہ ہی سبزہ ہوتا ہے رنگ برنگے پھول کھلتے ہیں بلبل، کوئل اور دوسرے کئی خوبصورت پرندے خوبصورت اور سریلے گیت گاتے ہیں۔لیکن!

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں برسات کے موسم سے پیار ہے چونکہ اس موسم میں بارشیں بہت زیادہ ہوتی ہیں، ندی، نالے پانی سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں اور خشک دریاؤں میں بھی پانی سانپ کی طرح بل کھاتا ہوا جاتا ہے اور گاؤں میں ان دریاؤں، ندی نالوں کے شور کی بھی عجیب سی سر ہوتی ہے۔

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں بہار ہو یا برسات دونوں ہی بہت پسند ہیں چونکہ ہر ایک کی اپنی شان ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں خزاں کے موسم سے پیار ہے کیونکہ یہ درختوں کے پرانے پتوں کو گراتا ہے تب ہی تو نئے پتوں کی آمد کی توقع ہوتی ہے لیکن میں تو کہتا ہوں کے بہار ہو یا خزاں سردی ہو یا گرمی تب ہی کسی شخص کو محسوس ہوتے ہیں جب اس کے اندر کا موسم ٹھیک ہو۔ اسے کسی دکھ یا ٹینشن کا سامنا نہ ہو۔ حقیقت تو یہ ہے کہ جب تک انسان کے اندر کا موسم ٹھیک نہیں ہوگا اے

جواب عرض

دکھیاری زندگی

بیرونی دنیا کا کوئی احساس نہیں ہو گا۔ بہار کہاں ہے؟ خزاں کہاں ہے؟ کون مرتا ہے؟ کون زندہ ہے؟ کوئی کیا کرتا ہے؟ کوئی کیا نہیں کرتا۔

قارئین کرام آپ سمجھیں گے کہ ہمیں موسم کے تغیر و تبدل کے بارے میں لے گئے لیکن ایسا نہیں اوہو! سوری آپ کا بہت ٹائم ویسٹ کر دیا چلتے ہیں آپ ہم اپنی درد بھری سٹوری کی طرف۔

پیارے قارئین یہ جو کہانی آپ کو سنائی جا رہی ہے بالکل سچی ہے میرے ایک دوست کے ساتھ ریلیٹڈ ہے چلو اسی کی زبانی سنتے ہیں۔

میرا نام حیدر علی ہے میں ریاست آزاد کشمیر کے ایک خوبصورت گاؤں کا رہنے والا ہوں ہم پانچ بہن بھائی ہیں دو بھائی مجھ سے بڑے ہیں اور دو بہنیں مجھ سے چھوٹی ہیں یعنی میں درمیان والا ہوں میرا تعلق ایک متوسط گھرانے سے ہے قارئین کرام میرے ابو کے بھی دو بھائی اور دو بہنیں ہیں یعنی وہ بھی پانچ ہیں ان میں سے میرا والد دوسرے نمبر پر ہے یعنی میرا ایک تایا اور دو چچے ہیں اور دو پھوپھیاں ہیں وہ سب ماشاء اللہ روپے پیسے کے اعتبار سے اچھے ہیں اور الحمد للہ ہم نے بھی اللہ کے سوا اس کی مخلوق کے سامنے کبھی ہاتھ نہیں پھیلایا اور نہ ہی کبھی ضرورت سے بڑھ کر کسی چیز کی تمنا کی ہے وہ دونوں کشمیر سے ہجرت کر کے ایک لاہور شفٹ ہو گیا اور دوسرا گورنمنٹ کا ملازم تھا وہ بھی دو فیملی ساہیوال شفٹ ہو گئیں اور میری ایک پھوپھی بھی بیاہ کر کراچی چلی گئی اور ہم وہیں رہ رہے ہیں جب میں نے اس دنیا میں آنکھ کھولی تو میری والدین نے بہت خوشیاں منائیں والد نے خوشی کے اس موقع پر ایک بیل ذبح کیا گیا محلے والوں کو مٹھائی کھلائی گئی اور غریبوں مسکینوں کے سروں پر بھی ہاتھ رکھا گیا ہمارا تعلق ایک زمیندار گھرانے سے تھے تب ان کو بھی دانہ دنکا خیرات کیا گیا جب میں چلنے پھرنے کے قابل ہوا تو میرے والد نے مجھے ایک قریبی گورنمنٹ سکول میں داخل کرا دیا۔ میں روزانہ سکول جاتا اور وہاں سے پھر گھر واپس آ کر والدین کا ہاتھ بٹاتا چونکہ میرے بھائی مجھ سے بڑے تھے ایک نے بی اے کیا ہوا تھا اسے گورنمنٹ کی ملازمت مل گئی دوسرا ابھی پڑھا لکھا تھا گریجویٹ کیا تھا بد قسمتی سے وہ نوکری کی تلاش میں مارا مارا پھر رہا تھا یعنی وہ دونوں گاؤں سے باہر تھے اور میں بہنوں کے ساتھ گھر پر تھا بڑی بہن گھر میں رہا کرتی تھی وہ والدہ کے ساتھ گھریلو کاموں میں اس کا ہاتھ بٹاتی تھی میں اور میری چھوٹی بہن صبا سوری آپ کو بتاتا چلوں کہ میرے بڑے بھائی کا نام عاطف، دوسرے کا نام فرحان، بہنوں کا ایک نام مریم اور دوسری کا نام صبا ہے میں اور صبا روزانہ سکول جاتے تھے پرائمری کے بعد گرلز ہائی سکول نہ ہونے کی وجہ سے اس نے تعلیم چھوڑ دی اور میں مزید تعلیم کے لیے اپنے چچا کے پاس لاہور آ گیا۔ اسی دوران میری دادی دادا بھی میرے چچا کے پاس آزاد کشمیر سے لاہور آ گئے۔ اور میرے چچا نے یہاں مجھے گورنمنٹ سکول میں داخل کروا دیا اور میں پہلے سے زیادہ محنت کرنے لگا۔

کیونکہ یہاں مجھے پڑھنے کے سوا کوئی اور کام نہ تھا اس طرح مزید محنت کرتے کرتے میں دسویں جماعت میں پہنچ گیا چھٹیوں کے دوران میں والدین کے پاس مظفر آباد چلا جاتا اور چھٹیوں کے بعد پھر واپس چچا کے گھر اسی طرح میرا میٹرک کا امتحان ہو گیا اور میں فارغ ہو کر واپس مظفر آباد چلا گیا چونکہ اس سے قبل مجھے کبھی کوئی ایسا موقع ہی نہ ملا تھا کہ میں محبت اور عشق وغیرہ کے چکر میں پڑتا یہاں تک کہ میں لفظ محبت سے بھی انجان تھا البتہ لڑکوں سے میری دوستی تھی اور اب بھی کئی میرے مخلص دوست موجود ہیں دو ماہ کے بعد جب میں واپس لاہور آیا تو چچا نے مجھے بتایا کہ بیٹا پہلے مٹھائی کھلاؤ اسی طرح میری چچی بھی کہنے لگی میری ایک چھوٹی کزن جس کا نام ماریہ تھا وہ آٹھویں کلاس پڑھ رہی تھی وہ بھی مجھ سے لپٹ کر بولی کہ بھیا مجھے مٹھائی ضرور کھلانا۔ گاؤں سے آتے ہوئے بھی آپ نے میرے لیے کوئی گفٹ نہیں لایا اب تمہاری خیر نہیں۔ مٹھائی کے بدلے چلو مجھے ساتھ مارکیٹ والی شاپ سے آئس کریم کھلا دو میں نے کہا چلو بھائی ٹھیک ہے پہلے یہ تو بتاؤ کہ کس خوشی میں میں مسکرا کر بولا سب

میری طرف دیکھ کر ہنس پڑے تو چچا کے چھوٹے بیٹے یعنی اسد نے جواب دیا کہ حیدر بھائی آپ نہیں جانتے کہ آپ کا رزلٹ آ گیا ہے اور آپ نے سکول میں پہلی پوزیشن بھی لی ہے اور کسی خوشی میں میں نے ماریہ سے کہا چلو جلدی کرو بھائی چلتے ہیں میں ماریہ اور اس کا بھائی اسد ہم تینوں چل پڑے اور بازار میں آئس کریم اور کئی دوسری چیزیں لیں اور واپسی پر چچا اور چچی کیلئے مٹھائی بھی لے آیا جب ہم گھر پہنچے تو چچا گھر پر موجود نہیں تھے کہیں دوستوں کے ساتھ گپ شپ لگانے کے لیے چلے گئے تھے چچی گھر پر ہی تھی اس نے جب ہمیں دیکھا اور کہا حیدر بیٹا تم تو بہت فضول خرچ آدمی ہو ہم نے تو مذاق کیا تھا یہ ماریہ کی بچی اور اسد نے تمہیں نہیں چھوڑا لے کر ہی چلے گئے رات کو چچا بھی آ گئے کھانا کھانے کے بعد ہم سب اکٹھے بیٹھے دیر تک باتیں کرتے رہے۔

صبح اٹھ کر نماز پڑھنے کے بعد ناشتہ کیا اور یہ خوشخبری گھر والوں کو سنانے کیلئے مظفر آباد روانہ ہو گیا قارئین گھر پہنچ کر یہ خوشخبری سنائی محلے کی عورتیں بھی اس روز ہمارے گھر آئی ہوئی تھیں انہوں نے بھی مجھے اور میرے والدین کو مبارکباد پیش کی اور میرے والد سے کہنے لگیں کہ لالہ اسے مزید پڑھانا اور گاؤں کا بڑا آدمی بنانا جیسے کہ چوہدری فیضان کا بیٹا ہے لوگ اس کی بڑی عزت کرتے ہیں ہے بھی وہ بڑا نیک اور شریف انسان میرے والد نے کہا ٹھیک ہے بھابھی جی ہم نے بھی ایسے ہی خواب آنکھوں میں سجائے ہیں پھر لاہور تشریف لے آئے اور میرے انکل نے مجھے گورنمنٹ کالج آف کامرس اینڈ مینجمنٹ میں داخل کروا دیا۔

ابو نے مجھے جوتے اور یونیفارم خرید کر دی اور واپس گاؤں چلے گئے میں ریگولر کالج جاتا رہا اور بالآخر ہمارے ڈی کام پارٹ ون کے ایگزام آ گئے اور اللہ کے فضل و کرم سے میں امتحان میں اچھے نمبروں سے کامیاب ہو گیا قارئین اس سے پہلے میں تو محبت نام کی چیز سے بے خبر تھا اور میری زندگی بہت خوش و خرم گزر رہی تھی یہاں سے میری زندگی نے تباہی و بربادی کے سفر طے کرنے شروع کر دیے رزلٹ سے پہلے میں فارغ تھا اور میرے انکل کی کپڑے کی دکان تھی میں انکل کا ہاتھ بٹا رہا تھا بد قسمتی سے ایک دن میرے چچا کہیں کام کیلئے فیصل آباد چلے گئے تھے اور میں اکیلا رہ گیا معمول کے مطابق شاپ پر جاتا اور دکان کھول کر کام میں مصروف ہو جاتا چونکہ میرے چچا کا کاروبار اچھا خاصا تھا ہر وقت عورتوں کا ہجوم ہوتا تھا ایک مرتبہ میں ویسے ہی دکان پر بیٹھا تھا کہ تین نوجوان لڑکیاں آ گئیں اور مجھ سے کپڑوں کی ورائٹیاں چیک کروانے کو کہا میں ان کی طرف دیکھتا ہی رہ گیا کیونکہ ان میں سے ایک سانولے رنگ کی لڑکی جس کی آنکھیں ہرنی جیسی چہرہ چاند جیسا گلاب جیسے ہونٹ سرو قد چال ایسی کہ ہر قدم کے ساتھ دھڑکن بڑھتی گئی اور میں ٹکٹکی باندھ کر اس کی طرف دیکھتا رہ گیا ان میں سے ایک نے کہا چلو رمشا چلتے ہیں ساتھ والی شاپ پہ ایک نے کہا نہیں یہیں سے لیں گے تیسری نے پھر کہا چلو نا یار یہ تو کوئی بہرہ لگ رہا ہے اسے ہماری آواز ہی نہیں آتی سامنے والی شاپ پہ چلتے ہیں اس لمحہ میں میرے دل کی دھڑکن اور تیز ہو گئی اور میں سکتے کی حالت میں انہیں دیکھتا ہی رہ گیا اور یہ سن کر مجھے اطمینان بھی ہو گیا کہ میرے حسن کی پری کا نام رمشا ہے۔ جب وہ سامنے والی دکان یعنی کاشف شہزاد بھائی کی شاپ پر گئیں چونکہ میں تو انہیں دیکھتا ہی رہ گیا تھا انہوں نے وہاں سے تھری پیس اور رنج کلر کے تین سوٹ خریدے اور چل پڑیں میں ان کا راستہ دیکھنے لگا کہ مجھے پتہ چلے کہ میرے دل کی دھڑکن کس طرح اور کونسی گلی میں جائے گی خوش قسمتی سے وہ ہماری شاپ سے تقریباً تیسرے نمبر کی گلی میں چلی گئی رات کو میں دکان بند کر کے جب گھر آیا تو میری عجیب سی کیفیت تھی نہ کھانے کا جی چاہ رہا تھا نہ کوئی چیز پینے کو۔ چچی نے پوچھا بیٹا کیا بات ہے خیریت تو ہے؟ کیوں دن کو کوئی زیادہ بور ہو گئے تھے اکیلے چلو دو تین دن میں تمہارے انکل واپس آ جائیں گے چلو جلدی کرو کھانا تیار پڑا ہوا ہے دستر خوان پر ماریہ اور اسد بھی تمہارے بغیر نہیں کھاتے چلو جلدی سے ہاتھ دھو لو میں نے ویسے ہی بہانہ بنایا کہ اچھی آج میرے سر میں ہلکا سر درد ہے ماریہ اور اسد کو کھانا دے

دوا اور تم بھی کھالو میری طبیعت ہی نہیں ہوتی الغرض وہ مجھے زبردست کھانے پڑ گئیں میں نے دو تین لقمے کھا لیے اور حقیقت میں رمشا کا عکس میرے ذہن پر سوار تھا خدا خدا کر کے رات گزاری اور صبح جلد ہی دکان پر چلا گیا اور اس کی گلی کی طرف حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتا رہا اور اس کی سوچوں میں نہ جانے کہاں سے کہاں چلا گیا اچانک آج میری نگاہ پھر اس کاجل پری پر پڑی جو اپنی دوستوں کے ساتھ کالج جا رہی تھی اور سفید یونیفارم میں وہ جنت کی کسی حور سے کم نہ لگ رہی تھی میرے دیکھتے ہی دیکھتے وہ میری دکان کے سامنے سے چلی گئیں دن بھر میں پریشانی کی حالت میں رہا کاشف نے مجھ سے پوچھا حیدر بھائی آج کوئی اتنی خاص بات ہے جو آج صبح سے کن سوچوں میں گم سم ہو میں نے ویسے ہی ٹال مٹول کر کے اسے ٹرخا دیا اور شام کو اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ وہ تینوں لڑکیاں آج پھر آ گئیں اور کاشف کی دکان سے وہ سوٹ تبدیل کروا کر میرے پاس چلی آئیں اور انہوں نے مجھے کہا بھائی جی وہ پرنٹ والا فیروزی کلر کا سوٹ دکھائیں میں نے اٹھا کر انہیں پیش کر دیا اور ان میں سے ایک لڑکی کا نام زہرہ تھا نے لے لیا اور باقی دونوں نے بھی ایک ایک کاٹن کے سوٹ خرید لیے اور چلی گئیں میرے دل کی دھڑکن کی تیزی کے ساتھ ساتھ آج مجھے کچھ سکون بھی ملا چونکہ آج پھر اس کا دیدار ہو گیا تھا دوسری رات بھی میں نے خدا خدا کر کے گزاری اور اگلا دن اتوار کا تھا آج پھر میں دکان پہ ہی تھا کہ اچانک وہی لڑکی میرے پیار کی لاڈلی میرے دل کی دھڑکن میرے جیون کا ساتھی پیار کی رانی اپنے چھوٹے بھائی کے ساتھ پھر آ گئی اور مجھ سے کہا کہ یہ سوٹ چینج کر کے دے دیں۔ میں نے انہیں بیٹھنے کو کہا انہوں نے مجھ سے کہا نہیں ہم لوگ لیٹ ہو رہے ہیں ہمیں جلدی ہے پلیز تم جلدی کرنا میں نے کہا تم بیٹھو تو سہی وہ بنچ پر بیٹھ گئے اور سوٹ تو پسند کرو انہوں نے ایک دوسرا سوٹ پسند کیا اور مجھے وہ پرانا والا سوٹ دے دیا میں نے واپس اس سوٹ کو رکھ دیا اور ان سے کہا سوری میں نے آپ کو چائے، پانی کا نہیں پوچھا پلیز تم یہیں ٹھہرو اس پر اس نے کہا تو تھینکس وی آر لیٹ اور وہ یہ کہہ کر چلے گئے میں ان ہی سوچوں میں گم تھا کہ میرا ایک دوست وہ بھی ان ہی کے محلے میں رہتا تھا آ گیا۔ میں اپنے دونوں ہاتھ ٹھوڑی کے نیچے رکھ کر بیٹھا ہوا تھا اچانک اس کی آواز میرے کانوں میں گونجی اوہ! حیدر یار وائے یو آر اپ سیٹ؟ وٹس پرابلم؟ میں نے دھیمی آواز میں جواب دیا نو یا تھنگ۔ پھر اس نے کہا نہیں کچھ گڑبڑ ہے دال میں کوئی کالا پیلا ہے۔

آخر اس کے بہت اصرار کرنے پر میں نے حقیقت بتا دی اور اس سے کہا کہ آپ اس معاملے پر میری کوئی مدد کر سکتے ہیں اس نے جواب دیا کہ چلو سوچوں گا اور آخر آپ ہی تو میرے اچھے دوست ہیں قارئین آپ کو بتا تا چلوں کہ اس لڑکے کا نام ذوہیب تھا اور دو سال ہم ایک ہی سیٹ پر یعنی وہ میرا کالج کے دور کا کلاس فیلو اور ایک اچھا فرینڈ بھی تھا اور اس کی بہن بھی رمشا کی کلاس فیلو تھی ذوہیب نے آخر اس مسئلے کا حل تلاش کر لیا اور اس نے کہا کہ رات آٹھ بجے تک میں واپس تمہارے پاس آؤں گا کیا تمہیں حقیقت میں اس لڑکی سے پیار ہو گیا ہے ارے یار میرے ساتھ ڈرامہ مت کرو تمہیں یہ بات بتانی ہی نہیں چاہیے تھی میں نے چڑ چڑاتے ہوئے کہا ذوہیب نے کہا چلو اگر ایسی بات ہے تو تم ایک لیٹر لکھنا میں رات کو تمہارے پاس آؤں گا میں نے کہا واقعی تم سچ کہتے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ تمہیں کیا لگ رہا ہے میں نے کہا کہ پلیز تم فوراً جاؤ اور میرے لیے ایک لیٹر پیڈ لے آؤ ساتھ والی سٹیشنری کی دکان سے ذوہیب چلا گیا اور ایک عدد خوبصورت لیٹر پیڈ لے آیا۔

قارئین وہ لڑکی بھی ذوہیب کی کزن تھی اور میں نہیں جانتا تھا اور ذوہیب کی بہن اور وہ کلاس فیلو بھی تھیں میں نے اپنے ماضی پر گہری نگاہ ڈالی فیوچر کا سوچا والدین کی عزت کا سوچا لیکن دل پہ اس کا عکس اتنا گہرا چھا گیا تھا کہ میں ان تمام چیزوں کو بھول گیا اور ہمت کر کے ایک خط لکھا جس کی تحریر یوں تھی۔

ڈیئر سپنوں کی رانی!

صبح سہانی ہمیشہ خوش رہو جس دن سے تمہیں دیکھا

ہے تو تیری اداؤں کا غلام بن کر رہ گیا ہوں۔ دل و دماغ پر بھی تیرا قبضہ چھا گیا ہے کوئی چیز مجھے اچھی نہیں لگتی آخر کار بہت سی سوچوں کے بعد آپ کو یہ خط لکھنے کی ہمت کر رہا ہوں پلیز اس کا جواب محبت سے دینا ورنہ مجھ میں سے زندگی میں جینے کی ہمت ختم ہو جائے گی اور میں بے موت ہی مر جاؤں گا۔ اور تجھے تیری ہی قسم مجھے اس خط کے جواب کا شدت سے انتظار رہے گا۔

فقط تمہارا چاہنے والا حیدر علی

میں نے خط پیک کر کے رکھ دیا اور ذوہیب کا انتظار کرنے لگا آٹھ بجے وہ بھی آ گیا اور میں نے خط اسے تھما دیا اور میں دکان بند کر کے گھر چلا گیا اور ان سوچوں میں رات بسر کر دی کہ آخر مجھے اس خط کا جواب کیا ملے گا۔ اگر اس بات کا علم میرے چچا اور والدین کو ہو گیا تو پھر کسی نے سچ کہا ہے کہ محبت کی نہیں جاتی، ہو جاتی ہے۔ اس وقت مجھ پر محبت حاوی تھی ان خیالات کو بالائے طاق رکھ دیا اور صبح کو اٹھ کر معمول کے مطابق پھر دکان پر چلا گیا اور آج تھا وقت کے گزرنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔ منٹ دن کے برابر لگ رہے تھے اور گھنٹے سالوں برابر اتنے میں میرا دوست ذوہیب بھی آ گیا اور مجھ سے کہنے لگا کہ میں نے لیٹر اس کے حوالے کرنے کے لیے اپنی سسٹر کو دے دیا ہے جواب کا انتظار کرنا کیا ملتا ہے دوسرے دن جب مجھے ذوہیب ملا تو اس کا چہرہ سیاہ کالا تھا اور اس نے کہا کہ حیدر رمشا نے جب کالج میں اپنے بیگ سے یہ لیٹر نکالا ہے تو واپسی پر میری بہن مینا سے شیئر کیا اور اس نے سچ سچ بتا دیا تھا کہ ذوہیب نے مجھے دیا ہے میں نے ڈالا تھا اس پر رمشا نے کہا کہ اگر آئندہ ذوہیب نے ایسی حرکت کی تو میں اس کا اپنے والدین سے وہ حشر کراؤں گی کہ یاد رکھے گا حیدر میں ڈرتا ہوں کہ اس نے یہ بات میرے ابو تک نہ پہنچا دی ہو۔ میں نے ذوہیب کو حوصلہ دیا کہ میرا سچا پیار ہے ہرگز اللہ ایسا نہیں ہونے دے گا اس کے بعد میری حالت وہ ہو گئی جو دل والے بخوبی واقف ہیں تین دن بعد میری دکان پر رمشا کا چھوٹا بھائی آیا اور مجھے ایک کاغذ پکڑا دیا اور کہا کہ آپی کہہ رہی ہیں کہ اس کا جواب جلدی دینا۔ رمشا کے چھوٹے بھائی کا نام زاہد تھا جو کہ تیسری چوتھی جماعت میں پڑھتا ہو گا۔ میں نے اسے آئس کریم لے کر دی اور کہا کہ تم شام کو آنا اور اس کا جواب لے کر جانا اس کے چلے جانے کے بعد میں نے خط کھولا تحریر کچھ یوں تھی۔

جان سے پیارے حیدر!

پہلی بار جب سے آپ کو دیکھا تو میں آپ کی ہی ہو کر رہ گئی تھی خط لکھنے میں پہل اس لیے نہیں کی کہ ایک لڑکی ہونے کے ناطے ڈرتی تھی کہ آپ کا رد عمل کیا ہو گا لیکن جب آپ کا خط مجھے مینا کے ذریعے ملا تو میری ہمت بڑھ گئی اور ہاں اس روز میں نے ذوہیب اور مینا کو دھمکی اس لیے دی تھی کہ تم آئندہ کسی کے ذریعے مجھے لکھنے کی کوشش نہ کرنا کیونکہ محبت کرنے والے زندہ دل ہوتے ہیں وہ بھی کسی کے سہارے محبت کیا نہیں کرتے پلیز وہ ظاہری گستاخی تھی مجھے معاف کرنا اور آئندہ کوئی خط انہیں نہیں دینا او کے۔ بائے

فقط تمہاری رمشا

قارئین اس کے بعد ہمارا خطوط کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو گیا اور اسی دوران میرا رزلٹ بھی آ گیا اور میں ڈی کام پارٹ میں داخل ہو گیا اب دکان کی بجائے میں کالج جاتا اور روزانہ ہم ملتے اور ساتھ ملکر جینے مرنے کی قسمیں کھاتے۔ چونکہ ہمارا کالج گرلز کالج سے دور تھا اس لیے میں آخری پیریڈ اٹینڈ نہیں کرتا تھا اور جلدی آ جاتا تا کہ اپنی محبوبہ کا ساتھ مل جائے پانچ دن تقریباً ہماری ملاقات نہیں ہوئی تو مجھے یہ دن قیامت سے کم نہ لگے اور میں نے ایک عدد خط لکھنے کی کوشش کی تحریر یہ ہے۔

جان سے پیاری آر آج پانچ دن گزر گئے ہیں کہ آپ کی ملاقات نہیں ہوئی اور نہ ہی آپ کی طرف سے کوئی خط آیا ہے کیا آپ نے میری محبت کو ٹھکرا تو نہیں دیا خدارا ہرگز کبھی ایسا نہیں کرنا۔

پیار کو پیار ملا دل کو دلدار ملا
مجھے ملا تو کیا ملا صرف تیرا انتظار ملا

پلیز خط کا جواب جلدی دینا فقط تمہارا HI

میں گھر کے باہر ہی گلی میں دکان کی طرف جا رہا تھا

کہ آر کا بھائی مجھے ملا اور ایک کاغذ پکڑا کر چلا گیا میں نے جلدی سے لیا اور جیب میں ڈال دیا اور دکان کی بجائے واپس گھر آ گیا اور خط پڑھنے کے لیے بے تاب ہو گیا آخر موقع پا کر میں نے ماریہ اور اسعد سے چھپ کر خط پڑھنا شروع کر دیا۔

ڈیئر H سلام محبت قبول ہو۔

اور امید کرتی ہوں کہ ہمیشہ کی طرح خیریت سے ہوں گے۔

کسی کے دل کی بے تابی کسی کے دل کی بے چینی
وہی محسوس کرتے ہیں جو بے تاب ہوتے ہیں

آپ کا خط پڑھ کر دلی تسلی ہوئی کہ آپ مجھے چاہ رہے ہیں خدارا میں نے بھی آپ پر یقین کیا ہے میرے یقین کو کبھی ٹوٹنے کا موقع نہ دینا ورنہ مجھ میں سے جینے کا حوصلہ ختم ہو جائے گا۔

فقط تمہاری اپنی R

اس کا جواب میں نے یوں تحریر کیا جان سے پیاری R آپ کو یہ اندازہ شاید ہوگا کہ میں تم پہ اپنی جان نثار کر سکتا ہوں اور تم سے کتنی محبت کرتا ہوں پلیز میرے خلوص کو کبھی نہ ٹھکرانا۔

ہم محبت میں بھی توحید کے قائل ہیں
ایک ہی شخص کو محبوب بنایا ہم نے

اور میں نے اسے آفاق ریسٹورنٹ میں ملنے کا کہا کہ کل شام 7 بجے آپ کا انتظار کروں گا

فقط تمہارا دیوانہ H

خط لکھ کر میں نے اس کے بھائی زاہد کو دے دیا اور کل کا شدت سے انتظار کرنے لگا کل جب آئی تو میں شام 6 بجے گھر سے نکل گیا اور جب آفاق ریسٹورنٹ پہنچا تو دیکھتا کیا ہوں کہ میرے سپنوں کی رانی وہاں پہلے سے موجود تھی۔ وہاں پہ ہم نے جینے مرنے کی قسمیں کھائیں اور کافی دیر پیار بھری باتیں کرتے رہے اور 8 بجے ہم دونوں اپنے اپنے گھروں کو آ گئے اس کے بعد اکثر اوقات ہم دونوں اسی ہوٹل میں ایک دوسرے سے ملتے رہتے اگر میں خط ہی شامل کرتا رہوں تو یہ کہانی کافی لمبی ہو جائے گی۔

ایک دن ہم دونوں آرائے بازار میں ساتھ ساتھ تھے کہ میرے ایک کزن نے مجھے دیکھ لیا اور تمام کہانی پوچھی میں نے اس سے کہا کہ پلیز تم گاؤں جا کر کسی سے کچھ نہ کہنا اور راز میں رکھنا وہ بھی روزگار کی خاطر مظفر آباد سے یہاں آیا ہوا تھا۔

قارئین کرام ہماری محبت پروان چڑھتی گئی اور ہم اس میں بہت دور تک آگے نکل گئے ایک دن R نے مجھے کہا کہ حیدر ہم کب تلک اپنی محبت کو پوشیدہ رکھیں گے چلو اس کا سرعام چرچا کرتے ہیں میں نے کہا چلو ٹھیک ہے لیکن اس کا حل رمشا نے جواب دیا حل یہ ہے کہ تم اپنے گھر والوں کو میرے گھر بھیجو میں اپنی امی کو منا لوں گی اور وہ آسانی سے مان جائے گی۔ اب مجھ میں ہمت نہیں تھی کہ میں اپنی چچی اور چچا کو یہ بات کیسے بتاؤں اور وہ یہ کیسے مانیں گے اسی سوچ و کشمکش میں کافی وقت بیت گیا اور ہم دونوں بھی کئی دنوں سے نہیں ملے اور اسی دوران میرے ڈی کام پارٹ ٹو کے بھی ایگزام آ گئے۔ ایک دن جب میں پیپر دے کر کالج سے واپس گھر کی طرف جا رہا تھا کہ مجھے اس کا بھائی زاہد ملا تو ایک خط دیکر چلا گیا تحریر خط کی یہ ہے۔

آداب دعا خدا میری خوشیاں بھی تمہیں دے اور غموں کی ہوا تک نہ لگے کافی دن سے آپ کا بے قراری سے انتظار کر رہی ہوں کیا آپ کے گھر والے نہیں مانیں یا پھر آپ نے انہیں بتایا نہیں جانِ وفا مسئلہ تو میرا تھا کہ میں لڑکی تھی اور گھر والوں سے کیسے بات کرتی لیکن پھر بھی اپنی امی سے میں نے آپ کا ذکر کیا ہے اور امید کرتی ہوں کہ وہ مان جائیں گی اور میرے ابو کو بھی وہ منا لیں گی لیکن افسوس آپ کی طرف سے کوئی پیغام نہیں آیا کیا آپ میرے ساتھ دھوکہ کر گئے یا کسی مجبوری نے گھیر لیا میں نے اپنی زندگی تو تیرے نام کر دی ہے اور اس دل میں ہمیشہ صرف اور صرف آپ کی محبت کے چراغ جلتے رہیں گے۔

جان خوش رہا کرو صرف اور صرف آپ کی اپنی آر۔

میں نے بھی ایک خط لکھا جس کی تحریر یوں تھی۔

میرے ساتھ چلنے والی تیری جستجو کے صدقے
بڑی سخت منزلیں ہیں کہیں تھک کے رک نہ جانا

آداب الفت! ہمیشہ خوش رہو پھولوں کی طرح مسکراتی رہو میں پھول بن کر آپ کی راہوں میں بکھر جاؤں گا پلیز میری محبت کا یقین رکھنا میری دنیا اور آخرت تمہیں تو ہو اللہ تمہیں میری زندگی کی بھی تمام خوشیاں عطا کرے اور میں نے یہ بات گھر میں بتا دی ہے دو تین دن میں انکل اور چچی آپ کے گھر آ رہے ہیں پلیز میری محبت کا بھرم رکھنا فقط تمہارا حیدر علی۔

اللہ اسے اجر دے قارئین میرے ایک دوست نے یہ بات میرے چچا کو بتا دی اور اسی دوران میں نے بھی یہ راز چچی سے شیئر کر لیا۔ اس پر انہوں نے مجھ سے کہا کہ وہ کون لوگ ہیں اس کا والد کیا کرتا ہے اور بہن بھائی کیا کرتے ہیں میں نے گھر میں اس کی تمام تفصیل بتا دی کہ R کا باپ گورنمنٹ کا ریٹائر ملازم ہے اور ایک بھائی شارجہ میں ہے اور دوسرا یہیں ہے دو ہی بھائی ہیں تین بہنیں ہیں ایک کی شادی ہو گئی ہے اور تیسری پڑھ رہی ہے وغیرہ وغیرہ یہ سن کر انہوں نے مجھ سے کہا کہ بیٹا اگر ہم چلے گئے تو کیا یہ لوگ مان جائیں گے میں نے جواب دیا کہ جی تم جاؤ تو سہی ماننا اور نہ ماننا الگ بات ہے۔

قارئین دوسرے دن میرے گھر والے ان کے گھر چلے گئے R کے والدین گھر پر موجود نہیں تھے بھائی بھی نہیں تھا R اور اس کی چھوٹی بہن تھی انہوں نے میرے گھر والوں کی اچھی خاصی خاطر و مدارت کی اور کہا کہ امی اور ابو کہیں کام کیلئے گئے ہوئے ہیں شام تک آ جائیں گے تم انتظار کرنا۔ میرے گھر والوں نے شام کا ویٹ نہ کیا اور وہ پہلے ہی واپس آ گئے اور رات کو ماریہ نے مجھے بتایا کہ بھائی امی کہہ رہی تھیں کہ اس کے پیرنٹس گھر پر نہیں تھے۔ قارئین دو دن بعد مجھے پھر انہیں بھجوانا پڑا کہ اب کی بار وہ گھر پر ہی ہوں گے تم جانا پلیز میرے انکل اور چچی پھر دوبارہ چلے گئے اس مرتبہ وہ گھر پر ہی تھے چونکہ رمشا نے اپنی والدہ کو سب کچھ بتا دیا تھا اور نہ ماننے پر دھمکی بھی دی تھی تب اس کی ماں آسانی سے مان گئیں قارئین ماں آخر ماں ہوتی ہے مان جاتی ہے اس بار انہوں نے یعنی میرے گھر والوں نے R کے والدین سے انگیج منٹ کی تاریخ طے کی اور آخر 10 جولائی 2008ء کو میری منگنی طے پائی اور گھر آ کر ماریہ اور اسعد کے والدین نے مجھے یہ خوشخبری سنائی اور میں نے اس خوشی کے موقع پر اپنے دوستوں کو بھی ڈنر دیا۔

قارئین بعض اوقات یہ عارضی خوشیاں انسان کو ملتی ہیں تو وہ بہت زیادہ خوش ہو جاتا ہے تقدیر اس پر ہنستی ہے حالانکہ قدرت کو کچھ اور منظور ہوتا ہے منگنی کے بعد اللہ کے فضل و کرم سے مجھے ایجوکیشن میں گورنمنٹ کی جاب بھی مل گئی منگنی کی یہ بات میرے چچا چچی نے میرے والدین تک پہنچا دی اور وہ بہت خوش ہوئے اور میرے والد چونکہ اس وقت شریک نہ تھا اس لیے آر کے گھر والوں نے ہمیں ڈنر پارٹی دی اور میرے والد اور چھوٹی بہن صبا بھی گاؤں سے آ گئے اور چچا کے ساتھ انہوں نے بھی شرکت کی ابھی وہ گاؤں واپس ہی نہ پہنچے تھے کہ وہاں سے یہ بری خبر آئی میری بہن اور والد کے جلدی گھر آنے کو کہا دوسرے دن چچا نے بھی مجھے کہا کہ بیٹا جلدی سے تیار ہو جاؤ ماریہ اسعد اور تمہاری چچی کو بھی گاؤں لیکر جانا ہے میں پوچھا کیوں انکل خیریت تو ہے انہوں نے کہا بس خیریت ہی ہے تم جلدی کرو ہم سارے جلدی سے تیار ہوئے اور جلدی سے بس سٹینڈ پر پہنچے اور لاہور ٹو مظفر آباد والی بس میں سوار ہو گئے شام پانچ بجے ہم گھر پہنچ گئے وہاں کیا دیکھتے ہیں کہ لوگوں کا ہجوم ہے میرا والد اور دوسری میری بہن دھاڑیں مار مار کر رو رہی تھیں جب میں گھر میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میری دنیا کی رونق میری جنت کا پھول آنکھوں کا نور دل کا سرور دعاؤں کا تاج محل جنت کی ضمانت مجھ سے کب کی روٹھ چکی تھی وہ میرے ماموں کے گھر سے وادی نیلم سے اپنے گھر جا رہی تھیں کہ راستے میں ایکسیڈنٹ ہو گیا اور گاڑی گہری کھائی میں جا گری۔ تمام مسافر موقع پر دم توڑ گئے تھے یوں میں آسانی سے تحفوں میں سے سب سے پیارا تحفہ ماں کھو گیا۔ اور میری زندگی میں کبھی نہ بھرنے والا شگاف پڑ گیا اور میں ایک قیمتی ہیرا کھو بیٹھا میری ماں نے مجھے بن سے کنارا کر دیا۔ اور یہ

کنارا ہمیشہ کیلئے کر دیا میرے دل کی تمام حسرتیں جو میں نے ماں سے شیئر کرنی تھیں دل میں ہی دب گئیں قارئین چونکہ میں گورنمنٹ کا ملازم تھا اس لیے زیادہ چھٹیاں نہیں کر سکتا تھا لہٰذا تجہیز و تکفین کے دو دن بعد میں واپس لاہور آ گیا اور میری ماں مجھے گہرا صدمہ دے کر اس دنیا فانی سے چلی گئیں اور اپنے خالق حقیقی سے جا ملیں۔

کاغذ کو کالا کر دیا قلم کی سیاہی نے
ماں مجھے غموں سے نڈھال کر دیا تیری جدائی نے

قارئین جب ہم مظفر آباد سے واپس لاہور آ رہے تھے تو مجھے یوں لگ رہا تھا کہ ہم جہنم کی کسی وادی میں جا رہے ہیں۔ مرنے والے مر جاتے ہیں صرف یادیں باقی چھوڑ جاتے ہیں اس جانور کی طرح جو اپنے ریوڑ سے الگ ہو گیا ہو یا اس مسافر کی طرف جو اپنے قافلے سے بچھڑ گیا ہو اور مارا مارا پھر رہا ہو زندگی کے ایام پورے کرتا رہا ایک دن رمشا نے بھی مجھے حوصلہ دیا اور جینے کا درس دیا میری باقی دوستوں نے بھی میری حوصلہ افزائی کی اور کہا کہ مرنے والوں کے ساتھ آدمی مرا نہیں کرتا بلکہ ہمت حوصلہ اور جرات سے اپنی زندگی گزارا کرتے ہیں یہ مصیبتیں تو ہر ایک پر آتی ہیں سب نے اس دور فانی سے کوچ کر جانا ہے اللہ تعالیٰ تمہاری والدہ کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے

اس کے بعد میں ایک لٹا پٹا مسافر بن کر رہ گیا تھا رات کو کبھی گھر جاتا کبھی نہیں جاتا کبھی کھانا کھاتا کبھی کھانے کا نام ہی نہیں لیتا میرے چچا اور ان کے اہل خانہ نے بھی مجھے پریشان دیکھ کر میری حوصلہ افزائی کی اور چچی نے کہا کہ بیٹا حیدر تم ماریہ اور اسد کی طرح ہو تمہاری دوسری ماں تو زندہ ہے میں بھی تو تمہاری ماں ہوں آئندہ کبھی ٹینشن نہیں لینا اور نہ ہی کبھی ماں کا خیال دل میں لانا میں تمہیں وہ تمام خوشیاں دوں گی جو ایک ماں دیتی ہے پلیز حیدر تم سنبھل جاؤ لیکن اسے کیا خبر کہ الفاظ کا گلا گھونٹنے سے حقیقت کبھی نہیں بدلتی دن گزرتے گئے اور ایک دن پھر انکل نے کہا کہ آفس سے دو چھٹیاں کر لو ہم نے کل پھر مظفر آباد جانا ہے بھابھی کا چالیسواں ہے میں نے کہا تم چلو میں نہیں چلتا اب مجھے وہاں سے کیا لینا میرا

گھر تو کب کا قبرستان بن چکا ہے اس نے سخت لہجے میں پھر کہا بیٹا تم نے جانا ہے ہمارے ساتھ کیسی بے وقوفوں والی باتیں کر رہے ہو ایکبار پھر مجھے اس قبرستان کا رخ کرنا پڑا جہاں دو ماہ قبل میں ایک ہنستے بستے اور جنت کی نظیر گھر کو چھوڑ کر آیا تھا اب وہ قبرستان میں بدل چکا تھا ہم جب گاؤں پہنچے تو گھر پہنچتے ہی میری بہنیں مجھ سے لپٹ کر رونے لگیں والد بھی پریشانی کے حال میں گم سم تھے۔ میری دادی دادا اس وقت دوسری چچی کے پاس ساہیوال تھے وہ بھی آ گئے تھے اور دادی نے مجھے بہت پیار دیا اور آنکھوں میں آنسو صاف کرتی رہی میرے دل و ضمیر نے یہ فیصلہ کیا کہ چلو اب یہ تو سہارا ہیں میری بہنوں کا لیکن دو دن بعد وہ دوبارہ واپس ساہیوال چلے گئے اب مجھے نہ اپنا گھر اچھا لگتا تھا نہ چچا کا میں نوکری کی وجہ سے مجبوراً چچا اور اس کی فیملی کے ساتھ واپس پھر لاہور آ گیا اور دوسرے دن ڈیوٹی پر چلا گیا ابھی میرا پہلے والا زخم نہ بھرا تھا کہ تقدیر نے ایک اور کھیل میرے ساتھ رچا دیا وہ یہ کہ رمشا کی ماں کی طرف سے مجھے یہ پیغام ملا کہ بیٹا ہمارے دوسرے رشتہ ہم سے قطع تعلق کر رہے ہیں اور وہ اس وقت رشتہ دیتے ہوئے موجود نہ تھے اب ہم مجبور ہیں اور اپنی چچی کو بھیجنا کہ وہ آئے اور ہمارے ساتھ حساب کر کے اپنے خرچہ وغیرہ اور جو کچھ خرچہ ہوا ہے آپ کا لے جائے میں نے سیل آن ہی رکھ دیا اور میرے منہ میں تھی نہ زبان کہ کچھ بولتا اس کے ان الفاظ نے میری روح کو جسم سے الگ کر دیا تھا۔ اور میں بہرہ گونگا ہو کر رہ گیا تھا دو دن تک میں نے یہ معاملہ کلوز رکھنا چاہا اور رات کو آ کر ایک خط لکھا کہ رمشا تم نے میرے ساتھ کونسا کھیل کھلا ہے کیا میں اسی قابل تھا اور وہ صبح سویرے جا کر زاہد کو دے آیا لیکن مجھے کوئی جواب نہ آیا رمشا کو پھر ایک اور خط لکھا اور وہ بھی اس تک پہنچا دیا لیکن اس کا بھی کوئی جواب نہ آیا۔

اب میں یہ سوچ رہا تھا کہ زمین پھٹے میں نیچے چلا جاؤں یا کوئی چیز مجھے نگل لے تاکہ میرا نام رہتی دنیا تک باقی نہ رہے۔ مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ معاملہ کیا ہے آخر اس کی ماں نے اور اس نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا

حقیقت میں میرے دوستوں میں کم ظرف تھا میں نے اس کی فرینڈ شپ کے دنوں کے تمام تحائف اور باقی چیزیں اکٹھی کر کے ان کے گھر کے گیٹ پر پھینک دیں یہ وہ تمام چیزیں تھیں جو اس کے والدین سے پوشیدہ تھیں اس حرکت کے بعد میں نے گھر والوں سے جب یہ بات کی تو انہوں نے کہا کہ چلو ہم چلتے ہیں اور ان سے پوچھتے ہیں کہ کیا مسئلہ ہوا آپ کو انکار کیوں کر رہے ہو جب ہمارے گھر والے ان کے گھر گئے تو انہوں نے کہا کہ نہیں جی ہمارا دوسرے رشتہ دار نہیں مانتے ٹال مٹول کر کے انہیں واپس بھیج کر ہماری یہ ڈیمانڈ بھی پوری کرنا وہ ڈیمانڈ بھی پوری کرنا۔ انہوں نے کہا یہ تو ٹھیک ہے یہ تو منگنی والے ہی دن مہر کے عوض قرار طے پائی تھی کچھ دنوں کے بعد پھر ان کی طرف سے یہ میسج آیا کہ ہماری طرف سے صاف صاف انکار ہے میں نے دوبارہ یہ بات اپنے گھر والوں تک پہنچائی تو انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے ہم پھر چلے جائیں گے آخر ان لوگوں نے ہمارے ساتھ کیا مذاق بنا رکھا ہے قارئین جب دوسری بار ہمارے انکل وغیرہ گئے تو انہوں نے گھر کا گیٹ ہی نہ کھولا اور اندر سے آواز دی کہ ابو گھر پہ نہیں ہیں اس کے بعد میں نے شدید رد عمل لیا۔

قارئین آپ کو کیا بتاؤں؟ میں نے بھی وہ کچھ کیا جو مجھے نہیں کرنا چاہیے تھا میں نے R اور اس کے گھر والوں کے ساتھ بہت برا کیا میرا دل و دماغ میری سوچ میرے خیالات میرا ساتھ ہی نہیں دے رہے تھے جو ذہن میں آتا کر لیتا اس دوران ہمارا ملنا بھی نہایت مشکل تھا اس مقصد کے لیے میں صبح و شام ان کی گلی کا چکر کاٹتا تاکہ کبھی ملاقات ہو جائے لیکن یہ تو اس زمین پہ ناممکن لگ رہی تھی یہ عرصہ کافی مشکل سے گزارا اور اب تو مجھ پر جینا حرام ہو گیا تھا ایک روز میں ڈیوٹی پہ جا رہا تھا کہ خوش قسمتی سے مجھے R کا راستے میں سامنا ہو گیا اس کے ساتھ اس کا بھائی زاہد تھا وہ مجھے دیکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی اور میں نے اس سے کہا کہ اب مجھے یہ مگرمچھ کے آنسو مت دکھاؤ تم نے جو میرے ساتھ کیا ہے وہ دنیا دیکھ چکی ہے اب کوئی اور کسر رہ گیا تھا میرے زخموں پر نمک چھڑکنے کیلئے اور

اس کے سامنے میں نے یہ جملہ دہرایا۔

سوچا تھا کہ وہ ہمیں بہت ٹوٹ کر چاہے گا
اے کاش یہ کیا ظلم ہوا سوچا بھی نہ تھا

آنسو پونچھتے ہوئے اس نے مجھ سے کہا حیدر تم بہت بے وفا بہت بے ایمان انسان ہو کیا تم نے میری زندگی کے ساتھ یہی مذاق کرنا تھا کیا میری محبت کا یہی صلہ تھا آپ جانتے ہو کہ آپ نے میری وہ تمام تصویریں اور گفٹ گیٹ کے سامنے پھینکی ہیں اب کی بار میری آنکھیں شرم سے ندامت سے گر گئی تھیں اور میں نے دوبارہ سر اٹھا کر کہا کہ میں نے آپ کے لیے کیا کچھ کیا ہے کیا کچھ کیا نہیں کچھ چھوڑا ہی نہیں مجھے ذلیل کرنے کے لیے اور وہ غصے میں چل پڑی اپنے گھر کی طرف اس کے بعد کیا حالت ہوگی میری؟

قارئین زیست کی تنہائی کے دن کاٹتا رہا اور اس کو پانے کے چکر میں دن رات نئے نئے حربے سوچتا رہا ایک روز ڈیوٹی پہ تھا کہ اس کی ایک دوست کی طرف سے مجھے میسج ملا کہ R نے خودکشی کیلئے زہر پی لی ہے اور اب وہ بے ہوشی کی حالت میں ایڈمٹ ہے یہ سن کر مجھ پر قیامت ٹوٹ پڑی اور اپنے رب سے شکوے کرنے لگا کہ اے اللہ کیا تم نے میرا مقدر اتنا دکھی لکھنا تھا تو مجھے اس دنیا میں بھیجا کیوں تھا اور اپنی ماں کی یادیں گلے لگا کر رو پڑا اور گر کر بے ہوش ہو گیا اور جب رات کو ہوش آیا تو دیکھتا ہوں کہ لاہور کے ہسپتال میں ہوں اور میرے پاس میرے آفس میں کام کرنے والے میرے دوست جمع تھے میں نے ان سے پوچھا کہ تم یہاں کیا کر رہے ہو اور مجھے ہسپتال میں کیوں لے آئے طارق نے کہا حیدر تم آفس کے سامنے والے دالان میں کھمبے کے پاس کھڑے تھے اور گر کر زخمی ہو گئے تھے اور زیادہ چوٹ آنے پر تم بے ہوش ہو گئے تھے تمہارے سر پر گہرا زخم ہے اس لیے ہم تمہیں یہاں لے آئے میں نے طارق سے کہا کہ تم مجھے مرنے دیتے تم نے مجھے مرنے کیوں نہیں دیا؟ طارق نے کہا خبردار اگر تم نے دوبارہ ایسے الفاظ زبان سے نکالے کیا تم نہیں جانتے کہ تم ہمارے کتنے اچھے دوست ہو میں نے

جواب دیا طارق ایک پنچھی کے اڑ جانے سے جنگل کی رونقیں بھی ختم نہیں ہوتیں اور میں نے بھی تو کسی کے ساتھ ظلم کیا ہے۔

دو تین دن کے بعد میں چلنے پھرنے کے قابل ہو گیا اور مجھے اپنی کوئی پرواہ نہ تھی اور اس کی اسی دوست سے ملا جس نے مجھے اس کی خودکشی کی بری خبر سنائی تھی اب اللہ کا شکر ہے وہ ٹھیک ہے اور آپ ہی کے دکھ کی وجہ سے آخر اس نے کیا تھا اس کے بعد میں روزانہ اس سے ملنے کی غرض سے جاتا لیکن ملنا نصیب نہ ہوتا اسی دوران میرے گھر والوں نے بھی ان کے گھر والوں کی خوب بے عزتی کی اس کے والد اور بھائی کی بھی شدید بے عزتی کی اور ہمارے درمیان بہت بڑا خلا پیدا ہو گیا اور اس خلا کو ابھی ایک سال پورا ہو گیا ہے سچی محبت آخر محبت ہوتی ہے یہ انسان کو کبھی کسی سے بھی ہو سکتی ہے کہا جاتا ہے اس یہ انسان کو کسی پتھر سے بھی ہو سکتی ہے میری محبت سچی تھی ایک دن میری بہن صبا نے اسے کال کیک پلیز آپی تم مان جاو بھائی تمہارے بن نہیں رہ سکتے وہ اب تک کیسی کٹھن زندگی گزار رہے ہیں کہ جس کا اندازہ تم نہیں لگا سکتی۔ اس نے کہا نہیں صبا اس کے بعد گھر میں میری جو بدنامی ہوئی ہے اس کا اندازہ تم لوگ اور تمہارا بھائی بھی نہیں لگا سکتا پلیز تم بھی نہ سوچنا دوبارہ ایسا بھی نہیں ہو سکتا اور اپنے بھائی کو سمجھا لو کہ میرا پیچھا چھوڑ دے اور میں اب تک گھر والوں کے سامنے سر جھکا کر زندگی گزار رہی ہوں صبا نے کہا آپی تم خوش رہا کرو ٹینشن نہ لیا کرو اس پر R نے جواب دیا کہ اس بدنصیب بہن کی قسمت میں خوشی ہے ہی نہیں خوش تو وہ لوگ رہتے ہیں جنہیں دنیا خوش رہنے پر چھوڑے اس کے بعد میں نے ایک لیٹر لکھا کچھ یوں ہے جس کی تحریر۔

ستم بھی محبت جفا بھی محبت
تیری بے رخی کی ہر ادا بھی محبت
وفا کی عدالت کا یہ فیصلہ ہے
تیرے ظلم کی اب سزا بھی محبت

جان سے پیاری رمشا!

تیری یادیں تیری باتیں ہمیشہ کی طرح میرے دل میں زندہ رہیں گی تیرے بنا میں کبھی زندہ نہ رہ سکوں گا تیری یادیں ہمیشہ میرا سینہ چھلنی کرتی رہیں گی آپ کے ساتھ گزرا ہوا پل پل یاد رہے گا اور زاہد کے حوالے کر دیا اور کہا کہ پلیز تم اس کو مجھ سے ملنے کا ضرور کہنا۔ اب تک نہ ہی کوئی جواب آیا ہے اور نہ ہی وہ مجھے ملی ہے یہ ہے میری کہانی۔ قارئین یہ تھی میرے دوست حیدر کی کہانی اس کے بعد میں نے حیدر کی جو حالت دیکھی ہے جس پر پتھر دل کو بھی رحم آ جاتا ہے وہ اپنی ماں اور اپنی محبوبہ کے لیے بہت بے تاب رہتا ہے دن رات سردی گرمی کا اسے کوئی احساس نہیں کئی کئی دن واپس گھر نہیں آتا اور کئی کئی وقت کھانا بھی نہیں کھاتا اور اس کی آنکھیں ہر وقت اشکبار رہتی ہیں گورنمنٹ کا ملازم ہوتے ہوئے اس کے پاس کبھی کھانا کھانے کے لیے روپے نہیں ہوتے آخر میں قارئین کرام سے التماس ہے کہ اس دکھی انسان کیلئے دعا کریں اللہ اس کا پیار ملا دے یہ رائے آپ پہ چھوڑتا ہوں کہ آخر بے وفا کون حیدر یا رمشا حیدر کے گھر والے یا رمشا کے گھر والے یا پھر معاشرہ؟ قارئین میرے دوست حیدر کی ماں کے لیے بھی خصوصی دعا کریں اور اس کے لیے بھی کہ اللہ اسے اس کا پیار ملا دے آپ کی قیمتی آرا کا منتظر رہوں گا۔

غزل

آج گم سم ہے جو برباد جزیروں جیسی
اس کی آنکھوں میں چمک تھی کبھی ہیروں جیسی
کتنے مغرور پہاڑوں کے بدن چاک ہوئے
تیز کناروں کی جو بارش ہوئی تیروں جیسی
جس کی یادوں سے خیالوں کے خزانے دیکھے
اس کی صورت بھی آج لگی فقیروں جیسی
چاہتیں لب پہ مچلتی ہوئی لڑکی کی طرح
حسرت آنکھوں میں زنداں کے اسیروں جیسی
ہم انا پرست تنگ دست بہت ہیں دوست
یہ الگ بات ہے کہ عادت ہے امیروں جیسی
(انتخاب: محمد شوکت، مانسہرہ)

❀❀❀

"چاند چھپا بادل میں"

تحریر: رئیس صدام ساحل، بٹی خان بیلہ

میں نے ایک آدمی سے ڈنڈا چھین لیا اور ایک ڈنڈا ان کے سر پر مارا تو وہ وہیں بے ہوش ہو گئے میں نے ڈنڈا نیچے پھینکا اور جلدی سے اس گاڑی کی طرف بڑھا جہاں پر وہ لڑکیاں بندھی ہوئی تھیں وہ بیچاری ڈری اور سہمی ہوئی تھیں ابھی میں نے ایک ہی لڑکی کے ہاتھ کھولے تھے کہ ایک زور دار ڈنڈا میرے سر پر پڑا۔ میں وہیں چکرا کر رہ گیا اس سے پہلے کہ میں بے ہوش ہوتا مجھے ان دونوں لڑکیوں کے چیخنے کی آواز آنے لگیں میں نے اپنے آپ کو پورا کنٹرول کیا اور اپنے زخموں کی پروا کیے بغیر پیچھے مڑا پیچھے دیکھا تو ایک آدمی ہاتھ میں ڈنڈا لیے کھڑا اس سے پہلے کہ وہ دوسرا ڈنڈا مجھے مارتا میں نے وہی ڈنڈا چھین کر اسی کے سر پر دے مارا۔ اور وہ وہی گر گیا اور دوبارہ نہ اٹھا زور دار ڈنڈا پڑنے کی وجہ سے میرے سر سے خون بہہ رہا تھا جو تیزی کے ساتھ میرے کپڑوں میں جذب ہو رہا تھا میں وہیں ایک دو منٹ کیلئے نیچے بیٹھ گیا مجھے پتہ اس وقت لگا جب ان دونوں میں سے ایک لڑکی نے اپنا دوپٹہ پھاڑ کر میرے سر پر باندھنے لگی۔ میں نے اس لڑکی کی طرف دیکھا تو وہ رو رہی تھی میں نے اسے دلاسہ دیا اور کہا اب آپ کو رونے کی ضرورت نہیں آپ اب خود کو آزاد سمجھیں میں نے یہ بات اسے چپ کروانے کیلئے کہی تھی لیکن اس لڑکی نے جو مجھے جواب دیا اسے سن کر مجھے بہت خوشی بھی ہوئی اور حیرت بھی اس نے کہا میں اپنے لیے نہیں بلکہ آپ کیلئے رو رہی ہوں

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں

محبت کرنا بہت آسان ہے لیکن اس کو نبھانا اور اس کا حاصل اتنا ہی کٹھن اور مشکل ہے یہ ایک حقیقی بات ہے کہ اگر محبت کے حصول میں نصیب ساتھ ہو تو نا معلوم اور انجام محبت کے ملاپ میں دیر نہیں لگتی۔

ایسے ہی حالات کا سامنا میرے بہترین دوست رئیس ارشد کو کرنا پڑا قسمت نے اس خوش قسمت انسان کا ساتھ دیا اور وہ بڑی مشکلات کے ساتھ اپنی محبت کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا آئیے ہم رئیس ارشد کی آپ بیتی سنتے ہیں میرا نام ارشد ہے میرا تعلق رحیم یار خان کے ایک خوبصورت قصبے سے ہے میری کہانی تب سے شروع ہوتی ہے جب میں نے ایف اے کلیئر کرنے کے بعد بی اے میں ایڈمیشن لینے کے لیے اپنے ضلع رحیم یار خاں میں آ گیا ایڈمیشن لینے کے چند ہی دنوں بعد پڑھائی سٹارٹ ہو گئی میرا قصبہ چونکہ میرے کالج سے بہت دور تھا اس لیے میں نے کالج سے تھوڑے سے فاصلے پر ایک کمرہ کرائے پر لے لیا تاکہ آرام و سکون سے اپنی پڑھائی کر سکوں کالج ہاسٹل میں اس لیے نہیں گیا تاکہ ہر قسم کی جھنجھٹ سے دور رہ کر صرف اور صرف اپنی پڑھائی پر دھیان دے سکوں

میرے ایڈمیشن لینے کے بعد میرے کزن نے بھی اسی کالج میں ایڈمیشن لے لیا میرے کزن کا نام ساجد تھا قارئین میں آپ کو بتا تا چلوں کہ ساجد میرا کزن ہی نہیں بلکہ ایک سچا دوست اور بھائی بھی تھا اور ہم دونوں کا یہ پیار شروع سے ہی تھا ہم بچپن سے ایک دوسرے کے ساتھ تھے اور اکٹھے پڑھ رہے تھے ہم ہر وقت ایک دوسرے کے لیے جان نچھاور کرنے کے لیے تیار رہتے تھے ایڈمیشن لینے کے بعد وہ بھی میرے ساتھ شفٹ ہو گیا اور ہم پہلے کی طرح خوب محنت کرنے لگے۔

صوبیہ مجھے لگتا ہے تمہارے ابو تمہارا رشتہ وسیم سے نہ کر دیں۔ صوبیہ کی دوست فرزانہ صوبیہ کو بتا رہی تھی نہیں میں ایسا ہرگز نہیں ہونے دوں گا وہ ایک نمبر کا دھوکے باز انسان ہے جو کسی کی لڑکی کی عزت کرنا نہیں جانتا میں ابو سے کہہ کر اس رشتے سے انکار کر دوں گی۔ پر ابو تمہارے کیسے مانیں گے کہ جو کچھ تم وسیم کے بارے میں کہہ رہی ہو وہ سب کچھ سچ ہو تمہارے ابو تو اس بات کا ثبوت مانگیں گے نہ تو تم انہیں وسیم کے خلاف کیسے ثبوت دو گی۔

فرزانہ نے صوبیہ کا مضبوط ارادہ دیکھتے ہوئے کہا اس کا بھی حل میں نے نکال لیا ہے سعدیہ آج شام تک مجھے وسیم کے سارے کرتوتوں کا ثبوت دے گی اور میں وہ ثبوت ابو کو دکھاؤں گی صوبیہ نے مسکراتے ہوئے فرزانہ سے کہا واؤ یہ تو تم نے بہت اچھا کام کیا ہے صوبیہ مجھے نہیں پتہ تھا کہ تم اتنی عقلمند ہو لیکن جناب آپ کو یہ بھی پتہ ہونا چاہیے کہ آج شام کو وسیم اور اس کے گھر والے تمہارا رشتہ لینے کے لیے آ رہے ہیں۔ اس لیے ان کے آنے سے پہلے تمہیں ثبوت دینا ہوں گے ورنہ ابو نے تو ہاں کہہ دینا ہے ایسا کچھ نہیں ہو گا فرزانہ مجھے میرے اللہ پر پورا بھروسہ ہے وہ سب کچھ ٹھیک کر دیں گے۔ اور میرا جیون ساتھی میرے نصیب میں ایسا لکھیں گے جو اپنی جان سے زیادہ میری حفاظت کرے گا صوبیہ نے پر اعتماد لہجے میں اپنی دوست فرزانہ کو جواب دیا۔

اسی وقت سعدیہ کی کال صوبیہ کے نمبر پر آ گئی یہ دیکھو جس کی ہم بات کر رہے تھے اسی کا فون آ گیا صوبیہ نے سعدیہ کی کال دیکھتے ہوئے کہا اور یس کا بٹن دبا کر موبائل اپنے کان سے لگا لیا مبارک ہو۔ صوبیہ تمہیں تمہارا کام ہو گیا ہے میں نے وسیم کے خلاف بہت سارے ثبوت اکٹھے کر لیے ہیں۔ اور تقریباً دو تین گھنٹوں تک تمہارے گھر پہنچتی ہوں ٹھیک ہے صوبیہ اب تم نے پریشان نہیں ہونا۔ ہاں تم ٹھیک کہہ رہی ہو لیکن پلیز دو گھنٹوں سے پہلے پہنچنے کی کوشش کرو وسیم اور اس کے گھر والے میرا رشتہ لینے کے لیے آنے والے ہیں ابو نے ہاں کہہ دیا تو بہت پرابلم ہو جائے گی۔ اس لیے ہمیں جلد سے جلد ابو کو یہ ثبوت دکھانا ہوں گے ٹھیک ہے میں جلدی آنے کی کوشش کرتی ہوں او کے بائے۔

دیکھا فرزانہ سب کچھ میرے اللہ نے کیسے ٹھیک کر دیا اگر سچے دل کے ساتھ اللہ کی ذات پر اعتماد کیا جائے تو اللہ اس اعتماد کو کبھی نہیں توڑتے ہاں تم نے ٹھیک کہا صوبیہ۔

صوبیہ اور فرزانہ ابھی باتیں کر رہی تھیں کہ ملازمہ ان کے کمرے میں داخل ہوئی اور کہا بی بی جی آپ کو بڑے صاحب بلا رہے ہیں اچھا تم چلو میں آتی ہوں فرزانہ تم یہیں بیٹھو میں ابو سے ہو کر آتی ہوں فرزانہ نے صوبیہ کے اثبات میں سر ہلایا۔ جبکہ صوبیہ اپنے ابو کے پاس چلی گئی۔

ابو جان آپ نے مجھے بلایا ہے صوبیہ نے مؤدب انداز میں کہا ہاں بیٹی۔ میرا ایک دوست اپنے بیٹے سمیت تمہارا رشتہ لینے کے لیے یہاں آ رہا ہے۔ بیٹا وہ لڑکا بہت اچھا ہے۔ اس لیے تم تیار ہو جاؤ۔ وہ آنے والے ہیں پاپا ایک بات کہنا چاہتی ہوں میں آپ سے۔ ہاں بیٹا کہو مجھے اس لڑکے سے شادی نہیں کرنی۔ کیوں نہیں کرنی بیٹا کیسی باتیں کر رہی ہو۔ تم پاپا وہ لڑکا ٹھیک نہیں ہے اس کا کریکٹر بہت خراب ہے اس کی کئی لڑکیوں سے دوستی ہے اور وہ شراب پیتا ہے اور سگریٹ نوشی بھی کرتا ہے کیا کہہ رہی ہو تم بیٹا۔ تمہیں ضرور غلط فہمی ہوئی ہو گی۔ نہیں پاپا مجھے کوئی غلط فہمی نہیں ہوئی میں آپ کو اس بات کا ثبوت دے سکتی ہوں۔ اور وہ ثبوت میری ایک دوست سعدیہ کے پاس

ہیں جو کچھ دیر بعد یہاں پر آجائے گی۔ ابھی صوبیہ اور ان کے ابو باتیں کر رہے تھے کہ دروازے پر بیل بجی بیل بجنے کے کچھ ہی دیر بعد سعدیہ اس کمرے میں داخل ہوئی جہاں پر صوبیہ اور اس کے ابو بیٹھے تھے پھر سعدیہ نے وسیم سے خلاف تمام ثبوت صوبیہ کے ابو کے حوالے کر دیئے وہ ثبوت تصویریں تھیں جس میں وسیم شراب پی رہا تھا اور مختلف لڑکیوں کے ساتھ رومانس کر رہا تھا تصویریں دیکھنے کے دوران دروازے پر دوبارہ بیل بجی پھر کچھ دیر بعد نوکرانی اندر داخل ہوئی اور کہا کہ وسیم اور اس کے گھر والے آگئے ہیں اور میں نے انہیں گیسٹ روم میں بٹھا دیا ہے۔ اب اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے میں اپنی اکلوتی بیٹی کو کسی بدکردار انسان کے حوالے نہیں کر سکتا۔ یہ کہنے کے بعد ابو جان گیسٹ روم چلے گئے تاکہ وہ رشتے سے انکار کر سکیں ابو کے جانے کے بعد میں نے سعدیہ کو گلے لگایا۔ اور اس کا شکریہ ادا کیا اسی وقت گیسٹ روم سے تیز تیز آوازیں آنے لگیں میں نے سعدیہ سے کہا آؤ چلتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ کیا کیا باتیں ابو جان کر رہے ہیں۔ وہاں پر جا کر ہم نے دیکھا کہ ابو رشتے سے انکار کر چکے تھے جبکہ وسیم غصے کی حالت میں زور زور سے ابو سے باتیں کر رہا تھا آخر ابو کو بھی غصہ آگیا انہوں نے کہہ دیا کہ اگر وہ ایک منٹ سے پہلے یہاں سے نہ گئے تو وہ انہیں دھکے مار مار کر باہر نکالیں گے جاتے ہوئے وسیم نے میری طرف دیکھا اور کہا۔ آپ نے ہمارے ساتھ اچھا نہیں کیا آپ کو بہت جلد اس بات کا رزلٹ مل جائے گا۔

ان کے جانے کے بعد ابو نے مجھے داد دی بیٹا اگر تم بروقت مجھے وسیم کی غلط صحبت کے بارے میں نہ بتاتی تو مجھ سے غلط فیصلہ ہو جاتا۔ اس کے بعد ابو اپنے کمرے میں چلے گئے اور سعدیہ بھی کچھ دیر میرے پاس ٹھہرنے کے بعد وہ بھی اپنے گھر چلی گئی جبکہ میں اپنے کمرے میں چلی گئی جہاں فرزانہ میرا انتظار کر رہی تھی میں نے فرزانہ کو تھوڑی دیر پہلے ہونے والا تمام واقعہ سنا دیا یہ سن کر فرزانہ بہت خوش ہوئی اس کے بعد میں نے اسے کہا کہ کل ہم سعدیہ کے گھر جائیں گے اور پھر بازار سے شاپنگ کرنے بھی چلیں گے۔ پروگرام طے ہونے کے بعد فرزانہ بھی اپنے گھر چلی گئی اور میں اپنے روم میں بیٹھ گئی۔

ایک رات میں اور ساجد سوئے ہوئے تھے اس وقت تقریباً آدھی رات کا وقت تھا جب ساجد نے مجھے اٹھایا اور کہا یار ارشد میرے پورے جسم میں بہت درد ہے خاص طور پر میرے پیٹ میں اور میری ٹانگوں میں تو شدید درد ہے۔ پلیز کچھ کر یار۔ اوکے اوکے جناب چلو ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں نہیں ارشد تو بس درد والی ٹیبلٹ لے کے آ چلو ٹھیک ہے۔ میں ابھی درد والی ٹیبلٹ لے کر آتا ہوں۔ تو پریشان نہ ہو۔ یہ کہنے کے بعد میں نے جلدی سے بائیک باہر نکالی اور ساجد کیلئے ٹیبلٹ لینے کیلئے روانہ ہو گیا۔

پھر اگلے دن مقررہ پروگرام کے مطابق ہم سعدیہ کے گھر چلے گئے سعدیہ چونکہ میری بہترین دوست اور کالج فیلوز بھی تھی ایک ہی کلاس میں پڑھتے رہنے کی وجہ سے ہم ایک اچھی دوست تھیں۔ سعدیہ نے ہم دونوں کیلئے اپنی ملازمہ کو کھانا تیار کرنے کے لیے کہا میں نے اسے بہت روکا لیکن وہ نہ مانی۔ آخر اس نے ہمیں کھانا کھلا کر ہی دم لیا کھانا کھانے کے بعد باتیں کرتے ہوئے ٹائم کا پتہ ہی نہیں چلا کہ شام کے آٹھ بج گئے۔ میں نے اسی وقت سعدیہ سے اجازت لی اور فرزانہ کو لے کر شاپنگ بازار چلی گئیں۔ شاپنگ بازار کے باہر گاڑی کھڑی کرنے کے بعد میں اندر جانے لگی تو میں نے اسی وقت ایک آدمی کو دیکھا جو ہمیں اندر جاتا دیکھ کر فون پر کسی سے بات کر رہا تھا میں نظر انداز کر کے اندر چلی گئی پندرہ بیس منٹ بعد جب ہم شاپنگ کر کے باہر نکلے ہم نے دیکھا کہ دو گاڑیاں ہماری گاڑی کے نزدیک کھڑی ہوئی تھیں ہم واپس گھر جانے کیلئے اپنی گاڑی کے قریب ہی پہنچے تھے کہ اچانک اسی دو گاڑیوں سے پانچ چھ آدمی نکلے اور ہم دونوں کو آ کر دبوچ لیا ہم نے شور مچانے کی کوشش کی انہوں نے ہمارے منہ پر ہاتھ رکھا اور گاڑی میں ہمیں ڈالنے کے بعد نامعلوم مقام کی طرف روانہ ہو گئے۔

سگنل اسٹیشن پر ریڈ لائٹ کے آن ہونے کی وجہ سے ٹریفک رکی گاڑی میرے نزدیک آ کر رکی۔ جس کا صرف ایک سائیڈ والا تھوڑا شیشہ کھلا ہوا تھا باقی تمام شیشے بند تھے میں نے اس گاڑی کی طرف توجہ نہیں دی اچانک مجھے محسوس ہوا کہ اس گاڑی سے کسی عورت کے چیخنے کی آوازیں آ رہی ہیں میں نے پہلے تو اس بات کو نظر انداز کیا لیکن ایک بار پھر میرے کان میں آواز گونجی اس سے پہلے کہ میں کچھ کرتا گرین لائٹ آن ہو گئی اور وہ گاڑی آگے بڑھنے لگی اسی وقت میرے دل میں خیال آیا کہ مجھے لازمی ان کی مدد کرنی چاہیے میں نے بائیک کو فل سپیڈ دی اور اسی جاتی ہوئی گاڑی کے سامنے اپنی بائیک روک دی گاڑی ایک جھٹکے رکی اور دو آدمی اس میں سے نکلے کون ہو تم اور تم نے ہمارا راستہ روکنے کی جرات کیسے کی معصوم عورت کو اغوا کرتے ہوئے تم لوگوں کو شرم نہیں آتی میں نے بغیر خوف کے ان کے سوالوں کا انہی کی زبان میں جواب دیا۔ اچھا تو تمہیں معلوم پڑ گیا ہے کہ ہم لڑکیوں کو اغوا کر کے لے جا رہے ہیں ہاں اسی لیے شرافت سے انہیں چھوڑ دو نہیں تو نہیں تو کیا کرے گا تو یہ کہتے ہوئے وہ دونوں میری طرف لپکے خطرے کو بھانپتے ہوئے میں نے بھی کارروائی کا فیصلہ کیا اور ایک لمبی جمپ لگا کر اپنی دونوں ٹانگیں ان کے سینے پر دے ماریں میں نے ایک اور جمپ لگائی اور اپنے دونوں گھٹنے ان کے سینے پر دوبارہ دے مارے اور وہ دونوں بے ہوش ہو گئے اسی وقت دوسری گاڑی کا دروازہ کھلا اور اس میں سے دو آدمی باہر نکلے ان دونوں کے ہاتھ میں ڈنڈے تھے وہ ڈنڈوں کے ذریعے مجھ پر حملہ کرنے لگے جبکہ میں نے دفاعی انداز اختیار کیا اور خود کو ان کے حملے سے بچنے لگا آخر موقع ہاتھ آتے ہیں میں نے ایک آدمی سے ڈنڈا چھین لیا اور ایک ڈنڈا ان کے سر پر مارا تو وہ ہیں بے ہوش ہو گئے میں نے ڈنڈا نیچے پھینکا اور جلدی سے اس گاڑی کی طرف بڑھا جہاں پر وہ لڑکیاں بندھی ہوئی تھیں وہ بیچاری ڈری اور سہمی ہوئی تھیں ابھی میں نے ایک ہی لڑکی کے ہاتھ کھولے تھے کہ ایک زوردار ڈنڈا میرے سر پر پڑا۔ میں وہیں چکرا کر رہ گیا اس سے پہلے کہ میں بے ہوش ہوتا مجھے ان دونوں لڑکیوں کے چیخنے کی آواز آنے لگیں میں نے اپنے آپ کو پورا کنٹرول کیا اور اپنے زخموں کی پروا کیے بغیر پیچھے مڑا پیچھے دیکھا تو ایک آدمی ہاتھ میں ڈنڈا لیے کھڑا اس سے پہلے کہ وہ دوسرا ڈنڈا مجھے مارتا میں نے وہی ڈنڈا چھین کر اسی کے سر پر دے مارا۔ اور وہ وہی گر گیا اور دوبارہ نہ اٹھا زوردار ڈنڈا پڑنے کی وجہ سے میرے سر سے خون بہہ رہا تھا جو تیزی کے ساتھ میرے کپڑوں میں جذب ہو رہا تھا میں وہیں ایک دو منٹ کیلئے نیچے بیٹھ گیا مجھے پتہ اس وقت لگا جب ان دونوں میں سے ایک لڑکی نے اپنا دوپٹہ پھاڑ کر میرے سر پر باندھنے لگی۔ میں نے اس لڑکی کی طرف دیکھا تو وہ رو رہی تھی میں نے اسے دلاسہ دیا اور کہا اب آپ کو رونے کی ضرورت نہیں آپ اب خود کو آزاد سمجھیں میں نے یہ بات اسے چپ کروانے کیلئے کہی تھی لیکن اس لڑکی نے جو مجھے جواب دیا اسے سن کر مجھے بہت خوشی بھی ہوئی اور حیرت بھی اس نے کہا میں اپنے لیے نہیں بلکہ آپ کیلئے رو رہی ہوں کیونکہ آپ کو ہماری وجہ سے اتنی چوٹیں آئیں کوئی بات نہیں جی اگر آپ کو بچانے کیلئے مجھے اپنی جان کی بازی بھی لگانی پڑتی تو میں وہ بھی لگا دیتا میرا جواب سننے کے بعد اس نے کہا آپ بہت اچھے ہیں اس پر میں نے بھی جواباً کہا کہ آپ بھی کم نہیں ہیں آپ بھی بہت اچھی ہیں۔ اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتی اسی وقت دوسری لڑکی بول پڑی اب ہمیں جلد سے جلد گھر چلنا چاہیے اور پاپا کو بتانا چاہیے ہاں تم نے سہی کہا فرزانہ ان دونوں لڑکیوں کی یہ بات سننے کے بعد میں نے جلدی سے بائیک سٹارٹ کی اور ان دونوں کو بٹھا کر ان کے گھر کی طرف لے جانے لگا اسی دوران دوسری وہ لڑکی دوبارہ بولی آپ ویسے آج بھی رات کے وقت کہاں جا رہے تھے بائیک پہ میں میڈیسن لینے جا رہا تھا میرے کزن کی طبیعت خراب تھی اس وجہ سے میرا جواب سننے کے بعد وہ دونوں چپ ہو گئیں جبکہ میں نے بائیک کی رفتار تیز کر دی اس دوران پورا آدھا گھنٹہ ہماری کوئی بات نہیں ہوئی پھر ایک جگہ پر انہوں نے بائیک روکنے کو کہا بائیک رکنے کے بعد میں نے دیکھا کہ ان کی گاڑی سڑک کی دوسری جانب شاپنگ بازار سے

ساتھ کھڑی تھی وہ دونوں بائیک سے نیچے اتریں اور بھاگتی ہوئی اپنی گاڑی کی طرف جانے لگیں اسی وقت مجھے ساجد کی یاد آئی کہ میں تو اسے تکلیف کی حالت میں چھوڑ کر یہاں آیا تھا میرے خیال میں لڑکیاں اب محفوظ تھیں اور اپنی گاڑی کے پاس بھی پہنچ چکی تھیں اس لیے میں نے بائیک پیچھے موڑی اور تھوڑے فاصلے پر موجود ایک بڑے میڈیکل سٹور سے اپنی پٹی کرائی اور ساجد کی ٹیبلٹ لے کر جلدی سے ساجد کی جانب روانہ ہو گیا وہاں پر پہنچ کر دیکھا تو ساجد میرا بے چینی سے انتظار کر رہا تھا وہ اتنا زیادہ انتظار کرنے کی وجہ سے تھوڑا غصے میں تھا لیکن میرے سر پر پٹی بندھی دیکھ کر وہ اور بھی زیادہ پریشان ہو گیا اور مجھ سے اس بارے میں استفسار کرنے لگا میں نے ساجد کو تسلی دی اور کہا پہلے تم میڈیسن لے لو۔ پھر میں تمہیں بتاتا ہوں یہ کہہ کر میں نے ساجد کو میڈیسن کھلائی پھر شروع سے لے کر آخر تک اسے تمام واقعہ سنا دیا یہ واقعہ سننے کے بعد ساجد حیران بھی ہوا اور پریشان بھی اگر تمہیں کچھ ہو جاتا تو مجھے کچھ نہیں ہوتا یار۔ مجھے تو اس بات کی بے حد خوشی ہو رہی ہے کہ میں کسی کے کام تو آیا۔ اس کے بعد میں نے ساجد کو آرام کرنے کو کہا اور خود بھی لیٹ گیا جلدی ہی نیند نے ہم دونوں کو اپنی دنیا میں کھینچ لیا گاڑی کے قریب پہنچنے کے بعد دونوں نے گاڑی ڈور کھولے اور اندر بیٹھ گئیں اسی وقت صوبیہ بول پڑی ارے ہم نے تو اس لڑکے کا پوری طرح سے شکریہ ادا بھی نہیں کیا نہ اس سے اس کا نام پوچھا اور نہ پتہ اس لڑکے کو ہماری وجہ سے چوٹیں آئیں اور ہم نے اس کی پٹی بھی نہیں کروائی۔ اوہ گاڈ یہ کیا کیا ہم نے ہاں صوبیہ ہم نے غلط کیا ہے وہ تو اب چلا گیا ہے اب کیا ہو گا فرزانہ صوبیہ نے اپنا سر پکڑتے ہوئے کہا کچھ بھی نہیں ہو گا ہم بعد میں اسے ڈھونڈ لیں گے اب ہمیں گھر چلنا چاہیے ہمارے گھر والے ہمارے لیے بہت پریشان ہوں گے فرزانہ کی بات مانتے ہوئے صوبیہ نے گاڑی سٹارٹ کی اور گھر کی جانب روانہ ہو گئے کچھ ہی دیر میں وہ گھر پہنچ چکے تھے صوبیہ اور فرزانہ کے ابو پریشان حالت میں [illegible] تھے ان دونوں کو صحیح سلامت دیکھ [illegible]

جان میں جان آئی فرزانہ تو اپنے ابو کو دیکھ کر رونے لگ گئی اور روتے ہوئے تمام واقعہ سنا دیا اور یہ بھی بتایا کہ کس طرح اس لڑکے نے اپنی جان کی بازی لگا کر ان دونوں کو بچا لیا۔

صبح 9 بجے ارشد کی آنکھ کھلی اس نے دیکھا کہ ٹیبل پر ناشتہ رکھا تھا اور ساتھ ایک کاغذ بھی پڑا ہوا تھا جس پر کچھ لکھا ہوا تھا۔ ارشد نے وہ کاغذ اٹھایا اس پر لکھا ہوا تھا کہ یار تمہارے سر پر کافی چوٹ آئی ہے اس لیے تم ریسٹ کرو اور تمہارا ناشتہ بنا ہوا ہے وہ بھی کھا لینا ساجد کی یہ تحریر پڑھنے کے بعد میں مسکرا دیا۔ سوچا ساجد بہت اچھا ہے اور میری کتنی فکر کرتا ہے یہ سوچنے کے بعد میں اٹھا ہاتھ منہ دھویا اور ناشتہ کرنے لگا۔ ناشتہ سے فارغ ہونے کے بعد سامان سمیٹا پھر دوبارہ ہاتھ دھو کر اپنے بیڈ پر لیٹ گیا اور اپنی آنکھیں بند کر دیں۔ جیسے ہی میں نے اپنی آنکھ بند کی فوراً اس لڑکی کی تصویر میرے سامنے آ گئی جو میرے لیے رو رہی تھی اور اپنے دوپٹے کو پھاڑ کر میرے سر پر باندھ رہی تھی میں جتنا بھی اس منظر کو اپنے دماغ سے ہٹانے کی کوشش کرتا وہ اور زیادہ دماغ پر چھا جاتا اس لڑکی کا معصوم چہرہ بار بار میرے سامنے آ رہا تھا۔ پتہ نہیں مجھے کیا ہو گیا تھا کہ میں بار بار اس لڑکی کے بارے میں سوچ رہا تھا۔

دوپہر کے گیارہ بجے صوبیہ کے دروازے پر دستک ہوئی جس کی وجہ سے صوبیہ کی آنکھ کھل گئی باہر فرزانہ کھڑی چیخ رہی تھی کہ جلدی دروازہ کھولو۔ ہاں بابا ہاں کھولتی ہوں دروازہ اتنا چلا کیوں رہی ہو۔ یہ کہہ کر صوبیہ نے دروازہ کھولا تو فرزانہ جلدی سے اندر داخل ہوئی آج تمہیں دو خوشخبریاں سناتی ہوں لیکن پہلے تم فریش ہو جاؤ بعد میں سناؤں گی چلو ٹھیک ہے۔ میں ابھی فریش ہو کر آتی ہوں۔ یہ کہہ کر صوبیہ باتھ روم چلی گئی۔ اور جلد ہی فریش ہو کر آ گئی ہاں اب بتاؤ کیا خوشخبریاں ہیں۔

صوبیہ نے بے تابی سے فرزانہ سے پوچھا پہلی خوشخبری یہ ہے کہ ان لڑکوں کو وسیم نے بھیجا تھا دو گھونسوں نے انہیں سب کچھ اگلوانے پر مجبور کر دیا۔ اور دوسری خوشخبری یہ ہے کہ ان پانچوں پر 5 لاکھ کا انعام تھا۔ کیوں

کہ وہ ابھی بہت سے جرم میں ملوث تھے۔ تمہارے ابو ہمارے گھر بیٹھے ہوئے ہیں صوبیہ اور وہ بتا رہے ہیں کہ وہ پانچ لاکھ کا انعام ہم دونوں کو ملے گا۔ نہیں فرزانہ یہ سراسر ناانصافی ہو گی کیونکہ وہ پانچوں ہماری وجہ سے نہیں بلکہ اس لڑکے کی وجہ سے پکڑے گئے ہیں اور اس انعام کا اصل حقدار بھی وہی ہے پتہ ہے تمہیں فرزانہ اس لڑکے نے میری راتوں کی نیندیں تک اڑا دی ہیں۔

اس کے خیالات بار بار میرے سامنے فلم کی طرح چل رہے ہیں پتہ نہیں یہ سب کچھ کیوں ہو رہا ہے اس لیے کہ تمہیں اس سے پیار ہو گیا ہے۔ کیا کہہ رہی ہو تم فرزانہ۔ ہاں میں سچ کہہ رہی ہوں میری جان۔ اچھا چھوڑو فرزانہ میں ناشتہ کر لوں پھر ہم اسے ڈھونڈنے کیلئے چلتے ہیں اتنے بڑے ضلع میں ہم اسے کیسے ڈھونڈیں گے مجھے کچھ نہیں سننا تم نے میرے ساتھ چلنا ہے بس اچھا او کے بابا پھر فرزانہ نے صوبیہ کا انتظار کیا جو کچھ ہی دیر بعد ناشتہ کر کے واپس آ گئی پھر وہ دونوں اس لڑکے کو ڈھونڈنے شہر چلی گئیں کافی دیر وہ شہر میں مختلف جگہوں پر اس لڑکے کو ڈھونڈتے رہیں آخر تھک ہار کر سگنل چوک پر آ گئیں تاکہ وہ اسے یہاں بھی ڈھونڈ سکیں۔ صوبیہ نے گاڑی سگنل چوک سے تھوڑا فاصلے پر کھڑی کی اور خود باہر نکل آئی اسی وقت ایک لڑکا ہاتھ میں سرخ گلاب لیے صوبیہ کی جانب لپکا اور صوبیہ کے ہاتھ میں پھول دے کر کہنے لگا کہ میں آپ سے بہت پیار کرتا ہوں۔ آپ کو شاپنگ بازار میں شاپنگ کرتا دیکھ کر آپ کا دیوانہ بنا تھا اس سے پہلے کہ ان الفاظ کے علاوہ کوئی اور لفظ اس کے منہ سے نکلتے صوبیہ کا ہاتھ کام کر گیا تھپڑ کی ایک زوردار آواز فضا میں گونجی۔ بہت سے لڑکے وہاں سے گزر رہے تھے سب تھپڑ کی آواز سن کر رک گئے آئندہ اگر تم نے مجھے پریشان کرنے کی کوشش کی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔ تھپڑ کھانے کے بعد وہ لڑکا رفوچکر ہو گیا جبکہ صوبیہ اور فرزانہ واپس گھر آ گئیں۔

ساجد کالج سے جب واپس لوٹا تو اس کا چہرہ نکھرا ہوا تھا ارشد نے بھی اس چیز کو نوٹ کیا پوچھنے پر ساجد نے مسکرا کر سگنل چوک والا تمام واقعہ سنایا کہ کس طرح ایک لڑکے نے ایک لڑکی کو پرپوز کیا تو اس لڑکی نے اس کا جواب تھپڑ کی صورت میں دیا۔ یہ واقعہ سنانے کے بعد ساجد نے اس بات کا ارشد کے سامنے اقرار کیا کہ وہ خود اس لڑکی کو دیکھنے کے بعد اس کی محبت میں گرفتار ہو گیا ہے۔ اور اب وہ ہر صورت میں اس لڑکی کو حاصل کر کے ہی رہے گا چاہے اس کیلئے اسے کچھ بھی کرنا پڑے جبکہ ارشد نے بھی ساجد کو اپنے دل کی تمام بات بتا دی۔ دونوں ایک دوسرے کو اپنے دل کی بات بتانے کے بعد ہنس رہے تھے کہ وہ دونوں انجانی محبتوں میں گرفتار ہو گئے ہیں تھوڑی دیر اور گپ شپ کرنے کے بعد دونوں نے مل کر کھانا کھایا پھر سٹڈی کرنے بیٹھ گئے سٹڈی کرنے کے بعد وہ سو گئے۔

واپس گھر پہنچنے کے بعد صوبیہ نے اپنے آپ کو کمرے میں بند کر لیا نہ اس نے دوپہر کو کھانا کھایا اور نہ رات کا۔ اسے خود سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ اپنے پر اتنا ظلم کیوں کر رہی ہے اسی پریشانی میں وہ ساری رات کروٹیں بدلتی رہی۔ اس لڑکے کا چہرہ ایک منٹ کیلئے بھی اس کی آنکھوں سے اوجھل نہیں ہو رہا تھا کافی گہرا زخم ہونے کے باوجود اس کا ہنسنا مسکرانا اور ہر بات کا اچھے طریقے سے اور پیارے جواب دینا یہ سب باتیں اسے بار بار بے چین کر رہی تھیں وہ اس لڑکے کی یادوں کے تسلسل میں کھوئی ہوئی تھی اور یہ تسلسل فرزانہ کی آمد سے ریزہ ریزہ ہو گیا۔ یار صوبیہ تم نے اپنی کیا حالت بنا رکھی ہے فرزانہ نے آتے ہی صوبیہ کی حالت دیکھ کر کہا۔

فرزانہ تم نے واقعی ٹھیک کہا تھا کہ مجھے اس لڑکے سے پیار ہو گیا ہے ساری رات اس کے بارے میں سوچتی رہی ہوں۔ اور اس کا چہرہ ایک لمحے کیلئے بھی میری آنکھوں سے اوجھل نہیں ہوا۔ میں اس کے بغیر نہیں رہ سکتی فرزانہ وہ میرے لیے اس طرح اہم بن گیا ہے جس طرح پھول کیلئے اس کی خوشبو۔ جس طرح بلبل کیلئے اس کا نغمہ۔ جس طرح جسم کیلئے اس کی روح اور جس طرح چاند کیلئے اس کی چاندنی میں ایک کالی رات کی طرح ہوں فرزانہ چاند آ کر روشن کرتا ہے۔ وہ لڑکا میرے لیے ایک چاند کی

طرح ہے فرزانہ جس کے آجانے سے میری زندگی روشن ہوجائے گی لیکن افسوس میرا چاند دنیا کے بادلوں میں نہیں بلکہ انسانوں کے بادلوں میں چھپا ہوا ہے۔ جسے ڈھونڈنا بہت مشکل ہے لیکن میں اپنے بادلوں میں چھپے ہوئے چاند کو ڈھونڈ کر ہی رہوں گی چاہے مجھے اس کیلئے اسے ساری زندگی ہی کیوں نہ ڈھونڈنا پڑے۔ اس کے ساتھ ہی صوبیہ زارو قطار رونے لگی صوبیہ کو روتا دیکھ کر فرزانہ نے اسے تسلی دی اور کہا۔ تم فریش ہوجاؤ اور ناشتہ کرلو پھر ہم اسے شہر ڈھونڈنے کیلئے چلیں گی۔ صوبیہ نے فرزانہ کی بات مات کر فریش ہوگئی اور ناشتہ کرنے کے بعد وہ دونوں شہر چلی گئیں کئی گھنٹے صوبیہ اور فرزانہ اس لڑکے کو ڈھونڈتی رہیں لیکن جب وہ نہ ملا تو بالآخر تھک ہار کر وہ دونوں واپس آ گئیں پھر تو ایسا ہر روز ہونے لگا۔ صوبیہ اور فرزانہ کئی کئی گھنٹوں اس لڑکے کو تلاش کرتی اور نہ ملنے پر آخر تھک ہار کر واپس گھر چلی جاتیں۔ صوبیہ کی حالت دن بدن خراب ہوتی جارہی تھی وہ دن رات اس لڑکے کی یاد میں روتی رہتی تھی ایک دن جب وہ اس لڑکے کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر تھک گئی تو ملنے کے دکھ پر بے اختیار اس کی آنکھوں سے آنسو نکلنے لگے اور وہ رونے لگی۔ اسی وقت پیچھے سے ایک نرم مزاج آواز آئی۔ سنئے میرا مقصد آپ کو ڈسٹرب کرنے کا نہیں ہے صوبیہ نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو ایک لڑکا پیچھے کھڑا ہوا۔ صوبیہ نے محسوس کیا کہ یہ ایک اچھا لڑکا ہے۔

میں یہاں سے گزر رہا تھا لیکن آپ کو روتا دیکھ کر ٹھہر گیا شاید مجھے آپ کا رونا برداشت نہیں ہوا ضرور آپ کسی پرابلم میں ہوں گی جس کی گواہی آپ کے یہ آنسو دے رہے ہیں آپ مجھے اپنی پرابلم بتائیں شاید میں آپ کی کچھ ہیلپ کرسکوں۔ صوبیہ کا دل نہیں کررہا تھا کہ وہ اس بارے میں بتائے لیکن اس لڑکے کے اچھے رویے اور اپنا پن نے اسے سب کچھ بتانے پر مجبور کردیا صوبیہ نے اس لڑکے کو بتایا کس طرح وہ شاپنگ کرکے اپنی سہیلی کے ساتھ واپس جارہی تھی اور کس طرح اسے اغوا کیا گیا پھر اس نے اس لڑکے کے بارے میں بھی بتایا کہ کس طرح اس لڑکے نے اپنی جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ان دونوں کی جان بچائی۔ صوبی رو بھی رہی تھی اور ساتھ ساتھ یہ باتیں بھی بتارہی تھی جبکہ وہ لڑکا اسے تسلیاں دے رہا تھا اور کچھ سوچ رہا تھا وہ سوچ رہا تھا کہ ایسا واقعہ پہلے بھی میں نے کہیں سنا ہے۔ یہ سوچتے ہوئے اس لڑکے نے صوبیہ سے پوچھا کہ یہ واقعہ کب اور کس ٹائم پیش آیا تھا۔ اس لڑکے کے پوچھنے پر صوبیہ نے اسے بتایا کہ یہ واقعہ ایک ہفتے پہلے اتوار اور سوموار کی درمیانی شب کو پیش آیا تھا اور اس رات ہم دونوں کو بچاتے ہوئے وہ لڑکا کافی زخمی ہوگیا تھا اس کے سر پر کافی چوٹیں آئی تھیں صوبیہ کی اسی بات پر اسے جھٹکا لگا اور اسے یاد آگیا کہ اس نے یہ واقعہ کہاں سنا تھا۔ یہی واقعہ تو اس کے کزن نے سنایا تھا جس کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا تھا اس کا نام ارشد تھا جو دو لڑکیوں کو بچاتے ہوئے کافی زخمی ہوگیا اور وہ اس لڑکے کا کزن تھا یہی بات دماغ میں آتے ہی وہ لڑکا ہنسنے لگا۔ آپ میرا مذاق اڑا رہے ہو کیا صوبیہ نے اسے ہنستے ہوئے دیکھ کر کہا۔ نہیں بالکل بھی نہیں میرا نام ساجد ہے میں نے آپ سے آپ کا نام نہیں پوچھا تو پھر آپ اپنا نام مجھے کیوں بتارہے ہو۔ صوبیہ نے خفا ہوتے ہوئے کہا آپ ناراض کیوں ہورہی ہیں میں تو آپ کو ایک بڑی خوشخبری سنانے والا ہوں کون سی خوشخبری صوبیہ نے حیرت زدہ ہوتے ہوئے کہا۔ وہ لڑکا جو آپ کو بچاتے ہوئے شدید زخمی ہوگیا تھا یہ کہہ کر ساجد چپ ہوگیا اور صوبیہ کی بے تابی کو دیکھنے لگا۔ ہاں آگے بتاؤ ناں پلیز کہاں ہے وہ۔ کیا تم اسے جانتے ہو۔ پلیز بتاؤ میں اسے ڈھونڈ ڈھونڈ کر تھک چکی ہوں۔ او کے او کے بابا بتاتا ہوں اس لڑکا کو میں جانتا ہوں وہ میرا کزن ہے۔ اور میرا سچا دوست بھی اور دوسری بات جو تمہیں حیرت میں ڈال دے گی وہ بھی تمہیں بہت پیار کرتا ہے۔ اور ہر وقت تمہاری باتیں کرتا رہتا ہے ساجد نے اپنی محبت چھپاتے اور ارشد کی محبت ظاہر کرتے ہوئے کہا۔ کیا نام ہے اس کا صوبیہ نے ساجد سے پوچھا اس کا نام ارشد ہے۔ واؤ کتنا پیارا نام ہے پلیز مجھے ارشد کے پاس لے چلو۔ اسے

دیکھنے کیلئے میری آنکھیں ترس گئی ہیں میں جانتا ہوں جی آپ ایک دوسرے سے کتنا پیار کرتے ہو۔ اور ایک دوسرے کو دیکھنے کیلئے کتنا بے قرار ہو۔ لیکن اب میں مزید آپ دونوں کو بے قرار نہیں دیکھ سکتا۔ ساجد آپ بہت اچھے ہیں۔ وہ میں جانتا ہوں آؤ میں تمہیں تمہارے ارشد سے ملواتا ہوں۔ اس کے بعد وہ دونوں گاڑی میں سوار ہو کر ارشد کی جانب روانہ ہوگئے۔

ارشد اس وقت اپنے روم میں سویا ہوا تھا اس کے خیالوں میں اسی لڑکی کا عکس چھایا ہوا تھا ارشد کو وہ سین بار بار یاد آ رہا تھا۔ جس میں وہ لڑکی اس کے لیے رو رہی تھی اور اپنے دوپٹے کو پھاڑ کر اسے پٹی باندھ رہی تھی اسی وقت بے اختیار ارشد کے منہ سے نکلا۔ کاش تم میرے پاس ہوتی اور میرے بالوں میں اپنے ہاتھ پھیر رہی ہوتی تو آج میں اپنے آپکو دنیا کا خوش قسمت انسان سمجھتا۔ ارشد کے منہ سے یہ کلمات ابھی ادا ہوئے ہی تھے کہ ارشد کو محسوس ہوا کہ کوئی اس کے بالوں میں ہاتھ پھیر رہا ہے ارشد نے آنکھیں کھول کر اوپر دیکھا تو اسے اپنی آنکھوں پر یقین بھی نہیں ہو رہا تھا کیونکہ وہی ناری محبت اس کے سرہانے بیٹھی تھی لگتا ہے میں اس لڑکی کے پیار میں پاگل بن گیا ہوں جو جاگتے ہوئے بھی اس کے خواب دیکھنے لگا ہوں۔ یہ کہہ کر ارشد نے اپنی آنکھیں بند کرلیں۔ یہ خواب نہیں حقیقت ہے ارشد۔ میں آپ کے بالکل قریب ہوں۔ یہ سن کر ارشد نے یکا یک اپنی آنکھیں کھول دیں ارشد اب بھی حیرت میں گم تھا پاس کھڑے ساجد نے اسے سارا واقعہ سنا دیا تب وہ ایک دوسرے کی دیوانگی پر ہنسنے لگے۔ اسی وقت فرزانہ کا فون آگیا۔ صوبیہ یوں تم اتنی پاگل بنی ہوئی ہو وہ لڑکا تمہیں نہیں ملے گا اس لیے پلیز تم واپس آجاؤ۔ واقعی صوبیہ ہاں فرزانہ۔ کال ڈراپ ہونے کے بعد ارشد اور صوبیہ باتیں کرنے لگے جبکہ ساجد ان کے کھانے پینے کا سامان لینے چلا گیا اور یوں دو محبت کرنے والے مل گئے۔ قارئین اپنی آراء سے نوازیئے گا۔

❀❀❀

غزل
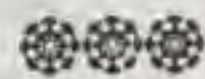
وہی آج آنکھ سے برسا ہے ساون کی طرح
جو سدا رہا میرے ساتھ آنچل کی طرح
میں تو وہ تھا جو ہر دل جیت لیتا تھا
آج کس در پہ دستک دے رہا ہوں سائل کی طرح
آج وہ نہیں تو ساتھ میرا سب چھوڑ گئے
لگتا ہے میں بھی ہوں تنہا کسی پاگل کی طرح
شکوہ نہ کروں گا دعا ہی دوں گا
توقیر کا دل ہے تو کسی وسیع سمندر کی طرح
(توقیر اسلم رحمانی، منگوونھ شرقی)

غزل

یہ جو رونق مرے مکاں کی ہے
یہ عنایت فقط گماں ہے
زرد پتے ہیں میرے ہاتھوں میں
اک نشانی یہی خزاں کی ہے
اک تعلق ہے سائباں سے مگر
دھوپ دشمن بھی سائباں کی ہے
تم ہی تنہا نہیں ہو دنیا میں
عمر ہم نے بھی رائیگاں کی ہے
نیند مجھ کو بھی آ گئی ہے جنید
ختم اس نے بھی داستان کی ہے
(جنید اقبال، غور غشتی)

دُعا

(شہزادہ انکل کے نام)

آپ کی اک دعا کے جواب میں
ہاتھ اُٹھے ہیں سوال کو
آپ کو رب کبھی نہ ملال دے
کبھی رب نہ آپ کو زوال دے
سب بلاؤں کو ٹال دے
آپ کی آخرت کی زندگی کو سنوار دے

"زخمی محبت"

☑ ......تحریر: سیف الرحمن زخمی، سیالکوٹ

میں نے گھر جا کر اپنی امی سے کہا کہ میں جلدی سے رضوانہ سے شادی کرنا چاھتا ھوں تو میری امی کھنے لگی بیٹا ٹھیک ھے میں کل اپ کی خالہ سے بات کرتی ھوں جب میری امی نے خالہ سے بات کی تو پاس ھی رضوانہ بھی بیٹھی ھوئی تھی کھنے لگی امی جان میں عمران سے شادی نھیں کروں گی میں توسھیل سے پیار کرتی ھوں اور میں. شادی بھی سھیل سے کروں گی میری امی یہ سن کر حیران رہ گئی اور کھنے لگی میرے بیٹے میں کیا کمی ھے جو تو نے شادی سے انکار کر دیا ھے رضوانہ کھنے لگی سھیل کے پاس دولت ھے اور اپ کا بیٹا مجھے کیا دے سکتا ھے میں نے توکبھی عمرّان سے پیار کیا ھی نھیں وہ تومیں دل لگی کر رھی تھی جیسے وہ عمر بھر کا ساتھ سمجھ بیٹھا ھے

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں

جب پیار ہو جائے تو پھر وہ اپنے محبوب کی یاد میں گم رہتا ہے یہ پیار تو ایک ایسی بیماری ہے جو انسان کو جینے کے قابل نہیں چھوڑتی وہ بہت خوش نصیب لوگ ہوتے ہیں جن کو پیار میں منزل مل جاتی ہے اور کوئی ساری عمر اپنے محبوب کی یاد میں آنسو بہاتے ہیں اور ہر گھڑی بس اپنے محبوب کو یاد کرتے ہیں پھر وہ نہ جیتے ہیں اور نہ ہی مرتے ہیں اپنے خدا سے یہ فریاد کرتے ہیں یا انہیں کوئی بھی کسی سے جدا نہ ہو میرے پیارے دوستوں میں آج آپ کی نظر اپنے پیارے دوست عمران کی کہانی پیش کرتا ہوں جس کا محبوب اس سے بچھڑ گیا ہے وہ آج بھی اپنے محبوب سے وفا کر رہا ہے جس کو اس نے جان سے بڑھ کر چاہا تھا آخر وہ بھی اس کے بے وفائی کر گیا ہے اس میں اس کا کیا جرم تھا جس کی اتنی کڑی سزا اسے ملی ہے اس نے پیار کیوں کیا تھا اس دنیا میں کون کسی سے وفا کرتا ہے اب آئیے عمران کی کہانی اس کی زبانی سنتے ہیں۔

نہ جانے کیوں وہ لوگ دل کو اچھے لگتے ہیں
جو کبھی ملے تھے بچھڑ جانے کے لیے

میں نے ایک خوشحال گھرانے میں آنکھ کھلی میرے والدصاحب نے پورے گاؤں میں مٹھائی تقسیم کی میرے گھر والے میرے پیدا ہونے پر بہت خوش ہوئے بڑے پیار کے ساتھ میرا نام عمران رکھا میں اپنے خاندان میں سب سے لاڈلہ تھا ہر کوئی مجھے پیار کرتا تھا میں جب پانچ برس کا ہوا تو میرے والدصاحب نے مجھے سکول میں داخل کروایا جہاں میں نے دل لگا کر محنت کی ہر کلاس میں اول آتا تھا اس لیے میرے محترم استاد بھی میری عزت کرتے تھے میں نے جب پانچ کلاس پاس کی تو میرے والد بہت خوش ہوئے انہوں نے ایک سائیکل لے کر دی اب میں نے ہائی سکول میں داخلہ لے لیا پہلے دن تو میرا دل سکول میں نہیں لگ رہا تھا پھر میرے دو دوست بن گئے وسیم وقاص اس طرح پھر آہستہ آہستہ میرا دل پڑھائی میں

گیا ہماری دوستی ایک مثال بن گئی لوگ ہماری دوستی کی مثال دیا کرتے تھے ہم دوست ہر وقت ساتھ ساتھ ہوتے تھے پھر اسی طرح وقت گزرتا گیا اور میں نے میٹرک کرلیا تو میرے والد صاحب بہت خوش ہوئے وہ مجھ سے بہت پیار کرتے تھے پھر مجھے کالج میں داخلہ مل گیا کالج ہمارے گھر سے دور تھا اس لیے میرے والد صاحب کہنے لگے عمران بیٹا آپ ہوسٹل میں رہا کرو اور دل لگا کر محنت کرو میں تمہیں ڈاکٹر دیکھنا چاہتا ہوں میں نے والد صاحب کی بات مان لی پھر میں ہوسٹل میں رہنے لگا پھر کیا تھا پڑھائی بس پڑھائی میں نے پہلے سے بھی زیادہ دل لگا کر محنت کرنے لگا میری پڑھائی اچھی کرنے کی وجہ سے میرے محترم استاد بہت خوش تھے۔

ایک دن اچانک ابو جان میرے پاس ہوسٹل میں آئے کہنے لگے بیٹا آپ کے ماموں کی شادی بھی آگئی ہے آپ چھٹی لے کر آجانا میں نے ابو جان سے کہا ٹھیک ہے میں آجاؤں گا پھر اسی طرح وہ دن بھی آگیا جس دن ہم سب تیار ہو کر ماموں کے گھر جارہے تھے راستے میں میرا دل بہت خوش تھا کہ ہم سب کزن ایک ساتھ بیٹھ کر گپ شپ لگائیں گے جب ہم شام کو ماموں کے گھر گئے تو ماموں جان بہت خوش ہوئے پھر اس رات کو ماموں کی مہندی بھی تھی میں اپنے ماموں کے ساتھ ہی بیٹھا ہوا تھا جب ہم ماموں کو مہندی لگا رہے تھے تو میں بھی خوش ہو رہا تھا میری کزن رضوانہ کہنے لگی عمران آپ تو ایسے خوش ہو رہے ہو جیسے آپ کی شادی ہو رہی ہے میں نے جب رضوانہ کو دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا وہ تو پری لگ رہی تھی میرے دل سے آواز آئی عمران یہی تیرا پیار ہے یہی تیری منزل ہے میری زندگی کا حاصل صرف رضوانہ ہے میری زندگی کی تمنا بھی رضوانہ ہے بس آج سے یہ پری میرے دل میں رہے گی میں تو اس کا دیوانہ ہو چکا تھا اسی طرح جب رات کو مہندی ختم ہوئی تو میری خالہ کہنے لگی بیٹا عمران آپ رضوانہ کو گھر چھوڑ آؤ میں نے کہا خالہ جی ٹھیک ہے میں چھوڑ آتا ہوں میں دل میں بہت خوش ہوا چلو اسی بہانے سے رضوانہ سے بات کرنے کا موقع بھی مل جائے

گھر پھر میں اور رضوانہ گھر جانے کے لیے چل پڑے جب میں نے رضوانہ سے پوچھا آپ نے کبھی پیار کیا ہے تو وہ کہنے لگی میں نے کبھی کسی سے پیار نہیں کیا اس طرح ہم دونوں گھر میں داخل ہوئے تو میں نے رضوانہ سے کہا کہ میں آپ کے ساتھ ایک بات کرنا چاہتا ہوں آپ پلیز ناراض نہ ہونا رضوانہ کہنے لگی آپ نے بات کرنی ہے آپ وہ بات کرو میں آپ کے ساتھ ناراض نہیں ہوں گی میں نے رضوانہ سے کہا میں آپ سے پیار کرنے لگا ہوں آپ میرے دل کو اچھی لگتی ہو میں نے اپنے دل کے مندر میں تیری تصویر کو سجا رکھا ہے رضوانہ کہنے لگی آپ بھی مجھے اچھے لگتے ہو مگر میں زمانے سے ڈرتی ہوں اگر آپ میرے ساتھ ہو تو پھر ہمیں کسی سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں مجھے بس آپ کی وفا چاہیے ہم دونوں نے ساتھ نبھانے کے وعدے کیے ایک ساتھ جینے مرنے کی قسمیں کھائیں میں آج بہت خوش تھا میرا پیار میرے ساتھ ہے پھر ہم نہ چاہتے ہوئے بھی جدا ہوئے اور میں پھر ماموں کے گھر آ گیا لیکن میں نے اپنے آپ سے عہد کرلیا اگر میں نے زندگی میں شادی کی تو رضوانہ سے کروں گا پھر اسی طرح ہنسی خوشی میں شادی گزر گئی جس دن ہم نے اپنے گھر واپس آنا تھا میں بہت اداس تھا میرا دل بھی ویران تھا پھر ہم اپنے گھر آگئے گھر میں میرا دل نہیں لگ رہا تھا لیکن میں کیا کرسکتا تھا میری پڑھائی کا مسئلہ بھی تھا اس لیے میں واپس ہوسٹل میں آگیا وہ کہتے ہیں نہ جب صنم جدا ہو جائے تو پھر کوئی بھی موسم اچھا نہیں لگتا ایسا ہی حال میرا تھا میں نے کاغذ قلم لیا اور خط لکھنے لگا۔

سلام الفت! میں نے جب سے آپ کو دیکھا ہے میرا دل تمہارا دیوانہ ہو چکا ہے میرا دل کرتا ہے میں ہوں اور آپ ہوں ہم بس پیار بھری باتیں کریں میری جان کبھی مجھے زندگی کے سفر میں تنہا نہ چھوڑنا میری تو زندگی بھی تمہارے نام ہے میرا دل ہر گھڑی آپکو ہی پکارتا ہے میں زندگی کی آخری سانس تک آپ کے ساتھ وفا کروں گا
آپ کا دیوانہ عمران۔

جب بھی پھول کھلتے ہیں ہم تمہیں یاد کرتے ہیں
تمہاری یاد جب بھی آتی ہے تو ہم رویا کرتے ہیں
جب بھی ہم سے ملو گے تو پرخلوص پاؤ گے
جو کبھی دشمن جان تھے آج وہ بھی مسکراتے ہیں
میں کیسے بھول جاؤں تمہیں اتنا تو بتاتی مجھے
لوگ کیسے جگر کے ٹکڑے دل سے جدا کرتے ہیں
جب تک ہم زندہ ہیں تو وفا کریں گے
لوگ نہ جانے کیسے بے وفائی کرتے ہیں
ہم تمہاری نشانی کو بھی دل سے لگا کر رکھیں گے
زخمی کبھی بچھڑے ہوئے ساتھی بھی ملا کرتے ہیں

میں نے جب خط لکھا تو پھر میں یہ سوچنے لگا میں اب یہ خط رضوانہ کو کس طرح دوں گا پھر میرے ذہن میں وسیم کا خیال آیا وسیم بھی تو ادھر ہی رہتا تھا میں نے صبح صبح وسیم کا پوچھا تو وسیم کی امی نے کہا عمران بیٹا وہ اپنے کمرے میں ہے میں نے جب وسیم کو کہا یار یہ کام کرو پہلے تو وہ نہ مانا پھر میں نے اسے منالیا جب وسیم نے لیٹر رضوانہ کو دیا تو وہ بہت خوش ہوئی یہ سب باتیں وسیم نے واپس آکر بتائیں میرا دل بھی خوش ہوگیا پھر میں ہوسٹل میں واپس آگیا لیکن میرا دل تو رضوانہ کے پاس تھا پھر بھی میں دل لگا کر محنت کرتا تھا ایک دن میں گھر گیا تو میرا دل کررہا تھا کہ میں ایک بار اپنی پیاری جان کو قریب سے دیکھ لوں میں نے اپنی امی سے بات کی امی جان میں خالہ کے گھر جاؤں تو میری امی کہنے لگی بیٹا آپ جاؤ لیکن شام تک لوٹ آنا میں نے کہا ٹھیک ہے امی جان میں دل میں بہت خوش تھا آج میں اپنی جان سے ملنے جارہا تھا میرے ذہن میں بس رضوانہ کے خیال آرہے تھے رضوانہ سے میں یہ بات کروں گا وہ میری جان تھی میں رضوانہ کے خیالوں میں گم تھا کہ سفر کا پتہ بھی نہ چلا کب ختم ہو گیا میں جب اپنی خالہ کے گھر پہنچا تو مجھے دیکھ کر رضوانہ بہت خوش ہوئی اور کہنے لگی آج سرکار کو کس طرح ہماری یاد آگئی ہے آج چاند کہاں سے نکلا ہے آپ آج کس طرح ہمارے گھر کا راستہ یاد آیا ہے میں نے کہا آپ کی یاد ستاتی ہے میرا دل کررہا تھا کہ میں آپ سے مل آؤں میری جان رضوانہ آپ یہ کیسی شکل بنائی ہوئی ہے میں نے جب یہ بات کی تو رضوانہ کی

آنکھوں میں آنسو آگئے وہ مجھے گلے سے لگا کر رونے لگی میں نے اسے پیار کیا تو رضوانہ کہنے لگی عمران آپ کی یاد بہت آتی ہے میرا دل کرتا ہے میں بس آپ کو دیکھتی رہوں اور کبھی شام نہ ہو ابھی ہم پیار بھری باتیں کررہے تھے اتنے میں میری خالہ بھی آگئی اور مجھے بہت پیار دیا اور امی کے بارے میں پوچھنے لگی میں نے کہا خالہ جان سب خیریت سے ہیں آپ کی دعاؤں سے پھر ہم سارا دن پیار بھری باتیں کرتے رہے اور وقت کا پتہ بھی نہ چلا کہ شام ہونے والی تھی میں نے جب خالہ سے اجازت چاہی تو خالہ کہنے لگی بیٹا آج رات تو ہمارے پاس رکھ جاؤ میں نے کہا خالہ جان میں پھر کبھی آپ کے گھر آؤں گا آج کچھ کام ہے اس لیے آج جلدی گھر واپس جانا ہے پھر خالہ نے خوشی سے اجازت دے دی رضوانہ مجھے دروازے تک چھوڑنے آئی اور کہنے لگی آپ کبھی مجھے بھول نہ جانا میرا دل آپ کا دیوانہ ہے میری وفا بس آپ کے لیے ہے میں نے رضوانہ سے وعدہ کیا میں گھر جا کر اپنی امی سے بات کرتا ہوں اس طرح ہم نہ چاہتے ہوئے بھی جدا ہو گئے میں جب ہوسٹل میں آیا تو میرا دل پڑھائی میں نہیں لگ رہا تھا ہر پل بس رضوانہ کی یاد آتی تھی اور میرا دل بس رضوانہ کی یاد میں تڑپتا تھا پھر میں خدا سے دعا کرنے لگا کہ جلدی سے جمعہ آئے اور میں اپنی جان کا دیدار کروں انتظار کے دن بھی کیا چیز ہوتے ہیں انتظار کا دوسرا نام موت ہے جب کسی چاہنے والے کا انتظار ہو تو پھر پتہ چلتا ہے انتظار کیا ہوتا ہے میں پھر سوچنے لگا کب جمعہ آئے گا کہ میں پھر گھر جاؤں گا اسی طرح پھر وہ دن آہی گیا جس دن کا مجھے انتظار تھا آج جمعہ تھا میرا دل آج بہت خوش تھا میں آج گھر جارہا تھا میں جب گھر پہنچا تو مجھے دیکھ کر میری امی بہت خوش ہوئی انہوں نے مجھے بہت پیار کیا دوستو ماں ایک ایسی ہستی ہے جو اپنی اولاد سے بغیر کسی لالچ کے پیار کرتی ہے۔

صبح جب میں جلدی سے اٹھا تو میری امی حیران ہو گئی اور کہنے لگی بیٹا آج کہاں جارہے ہو میں نے کہا امی جان میں اپنے دوست وسیم کے گھر جانے لگا ہوں تو امی کہنے لگی بیٹا آج تو آپ کی خالہ اور رضوانہ آرہی ہیں میں

یہ سن کر بہت خوش ہوا چلو آج صنم کا دیدار تو ہوگا پھر وقت کا پتہ بھی نہ چلا میں نے جب گھڑی کی طرف دیکھا تو خالہ کے آنے کا وقت ہو گیا تھا میری امی کہنے لگی بیٹا آپ جاؤ جلدی سے کچھ بازار سے سامان لے آؤ میں جلدی سے بازار گیا اور کچھ فروٹ لے کر آیا جب میں نے اپنی جان کو دیکھا تو وہ بہت خوش نظر آ رہی تھی پھر میں نے خالہ کو سلام کیا اور میں اپنے کمرے میں آ گیا تو میرے پیچھے رضوانہ بھی آ گئی آتے ہی کہنے لگی جناب آپ کو تو میری یاد نہیں آتی ایک میں ہوں جو ہر پل آپ کی جدائی میں تڑپتی ہوں میں نے کہا جان میرا حال بھی آپ جیسا ہے میں بھی آپ کی جدائی میں ہر روز تڑپتا ہوں ہر گھڑی آپ کی یاد ستاتی ہے رضوانہ کہنے لگی میں نے جب سے آپ کو شادی پہ دیکھا ہے میرا دل تمہارا دیوانہ ہو گیا ہے میں آج بھی تیری ہوں کل بھی تیری ہوں میں تو ہر پل آپ کی یادوں میں کھوئی رہتی ہوں اب تو بس یہی چاہتی ہوں آپ میری نظروں کے سامنے رہو میں بس آپ کو دیکھتی رہوں آپ کا پیار تو میری زندگی میں خوشبو بن کر آیا ہے مجھے کبھی بکھرنے نہ دینا نہیں تو میں مر جاؤں گی میں نے جلدی سے اپنا ہاتھ رضوانہ کے منہ پر رکھ دیا خدا کے لیے آپ اس طرح کی بات نہ کرو میں تو آپ کو حد سے بھی زیادہ چاہتا ہوں ہم ایک جان اور ایک روح کی طرح ہیں جس طرح پھول سے خوشبو جدا ہو تو پھول بھی مرجھا جاتا ہے میرا بھی ایسا حال ہوگا آپ سے بچھڑ جانے کے بعد ہم دونوں نے دل بھر کے پیار بھری باتیں کیں اور وقت کا پتہ بھی نہ چلا کہ خالہ نے واپسی کی تیاری کر لی میرا دل بہت اداس ہو گیا تو خالہ کہنے لگی بیٹا کبھی ہمارے گھر بھی آیا کرو میں نے جلدی سے کہا خالہ جی میں بہت جلدی آپ کے گھر آؤں گا تو پھر میری امی جان کہنے لگی بیٹا اپنی خالہ کو بس سٹاپ تک چھوڑ آؤ میں نے کہا امی جی ٹھیک ہے پھر میں خالہ اور رضوانہ کو سٹاپ تک چھوڑنے آیا میں نے جلدی سے خالہ کے لیے فروٹ لیا اور خالہ کہنے لگی بیٹا عمران آپ نے یہ کیا کیا ہے میں نے کہا خالہ جان آپ راستے میں کھا لینا پھر گاڑی بھی آ گئی میں نے خالہ اور اپنی جان رضوانہ کو خدا حافظ کہا اور گھر واپس آنے لگا تو میرا دل نہیں کر رہا تھا گھر جانے کو جب جان سے بڑھ کر چاہنے والے جدا ہوں تو پھر کوئی بھی موسم اچھا نہیں لگتا میرا بھی ایسا حال تھا۔

میں اپنا اداس دل لے کر گھر آیا تو میری امی کہنے لگی بیٹا کیا بات ہے آپ کچھ پریشان نظر آ رہے ہو میں نے کہا امی جان میرے سر میں درد ہے میں کچھ دیر آرام کرنا چاہتا ہوں تو امی جان کہنے لگی ٹھیک ہے بیٹا آپ آرام کرو میں جب اپنے کمرے میں آیا تو میرے ذہن میں رضوانہ کے خیال آنے لگے کوئی پتہ نہیں رات کو کب مجھے نیند آئی خواب میں رضوانہ میرے ساتھ تھی دوسرے دن میں ہوسٹل میں واپس آیا تو رضوانہ کی یاد آنے لگی میرا دل ہر پل بس یہی چاہتا تھا کہ رضوانہ میرے سامنے ہو اور میں اس کو دیکھتا رہوں اور میری زندگی کی شام ہو جائے پھر اسی طرح ہماری محبت بڑھتی رہی کبھی میں خالہ گھر چلا جاتا کبھی رضوانہ ہمارے گھر آ جاتی ہماری محبت کو 4 سال ہو گئے تھے لیکن ابھی تک کسی کو بھی ہماری محبت کا پتہ نہ چل سکا صرف میری پیاری امی جان کو پتہ تھا کہ میں رضوانہ سے پیار کرتا ہوں میں نے ایک دن اپنی امی سے کہا امی جان میں رضوانہ سے شادی کرنا چاہتا ہوں پہلے تو میری امی نہ مانی پھر میں نے بہت اصرار کیا تو امی جان مان گئی کہنے لگی میں اپنی بہن سے بات کرتی ہوں تمہارے رشتے کی تو میں بہت خوش ہوا کہ میرا پیار مجھے مل رہا تھا جب میری امی نے خالہ سے بات کی کہ عمران اور رضوانہ ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں میری مرضی ہے دونوں کی شادی کرتے ہیں تو میری خالہ کہنے لگی رضوانہ آپ کی بیٹی ہے آپ کا جب دل کرے برات لے کر آ جانا میری امی کہنے لگی پہلے میرا بیٹا تعلیم مکمل کر لے پھر اس کی اور رضوانہ کی شادی کریں گے میں بہت خوش تھا مجھے منزل ملنے والی تھی میں نے ایک دن رضوانہ سے کہا میں آپ کے ساتھ ملاقات کرنا چاہتا ہوں پہلے تو رضوانہ نہ مانی مگر جب میں نے بہت زیادہ اصرار کیا تھا تو کہنے لگی ٹھیک ہے میں کل گلشن پارک میں آ جاؤں گی ٹھیک 5 بجے آپ بھی آ جانا میں نے خوش ہو کر کہا ٹھیک ہے جناب ہم تو آپ کے دیوانے ہیں۔

دوسرے دن میں تیار ہو کر گلشن پارک میں پہنچ گیا جہاں میرے جانے سے پہلے رضوانہ میرا انتظار کر رہی تھی میں نے کہا رضوانہ آپ بہت جلد میری دلہن بن کر میرے گھر آؤ گی تو رضوانہ کہنے لگی میں آپ سے بہت پیار کرتی ہوں مجھ سے کبھی جدا نہ ہونا پھر ہم نے ساتھ نبھانے کی قسمیں اور وعدے کیے کہ ہم کبھی بھی جدا نہ ہوں گے پھر ہم دونوں نے ایک درخت پہ رہنا اپنا نام بھی لکھا جو ہماری محبت کا گواہ بن گیا اسی طرح ہم پیار بھری باتیں کرتے رہے اور وقت کا پتہ بھی نہ چلا اب شام ہونے والی تھی رضوانہ کہنے لگی اب میں گھر چلتی ہوں پھر ہم نہ چاہتے ہوئے بھی جدا ہو گئے ہماری محبت سچی تھی میں ہوسٹل واپس آ گیا اسی طرح وقت اپنی رفتار سے گزرتا رہا پھر میں نے ایک لڑکے سے سنا کہ رضوانہ ایک لڑکے سے پیار کرتی ہے میں نے جب رضوانہ سے پوچھا تو کہنے لگی میں بس آپ سے پیار کرتی ہوں اور کوئی بھی میری زندگی میں نہیں آئے گا میں نے اپنی آنکھیں بند کر کے رضوانہ کی بات پہ یقین کر لیا لیکن میرے دل میں کچھ شک سا ہو گیا کہ کوئی تو بات ضرور ہے جو رضوانہ مجھ سے چھپا رہی ہے۔

میں نے گھر جا کر اپنی امی سے کہا کہ میں جلدی سے رضوانہ سے شادی کرنا چاہتا ہوں تو میری امی کہنے لگی بیٹا ٹھیک ہے میں کل آپ کی خالہ سے بات کرتی ہوں جب میری امی نے خالہ سے بات کی تو پاس ہی رضوانہ بھی بیٹھی ہوئی تھی کہنے لگی امی جان میں عمران سے شادی نہیں کروں گی میں تو سہیل سے پیار کرتی ہوں اور میں شادی بھی سہیل سے کروں گی میری امی یہ سن کر حیران رہ گئی اور کہنے لگی میرے بیٹے میں کیا کمی ہے جو تو نے شادی سے انکار کر دیا ہے رضوانہ کہنے لگی سہیل کے پاس دولت ہے اور آپ کا بیٹا مجھے کیا دے سکتا ہے میں نے تو کبھی عمران سے پیار کیا ہی نہیں وہ تو میں دل لگی کر رہی تھی جیسے وہ عمر بھر کا ساتھ سمجھ بیٹھا ہے میری امی نے جب یہ بات سنی تو وہ واپس گھر آ گئی میں نے جب دیکھا تو امی پریشان لگ رہی تھیں میں نے جلدی سے امی جان سے پوچھا تو امی کہنے لگی بیٹا آپ رضوانہ کو بھول جاؤ وہ کسی اور کے ساتھ پیار کرتی ہے اور وہ اسی کے ساتھ شادی کرنا چاہتی ہیں میں نے جب یہ سنا تو مجھے چکر آ گیا میں بے ہوش ہو گیا جب مجھے ہوش آیا تو میں ہسپتال میں تھا امی میرے پاس بیٹھی رو رہی تھی مجھے ہوش میں دیکھ کر میری امی کے چہرے پہ کچھ رونق آ گئی اور مجھے پیار سے دلاسے دے رہی تھی میں اپنے بیٹے کے لیے رضوانہ سے بھی خوب صورت لڑکی لے کر آؤں گی میں امی جان کو کیا کہتا میری تو دنیا ہی اجڑ چکی تھی میرا دل ویران صحرا بن گیا تھا مگر میں نے اپنے دل میں عہد کر لیا میں ایک بار رضوانہ بے وفا سے ضرور ملوں گا اور اس سے اپنا قصور پوچھوں گا جس کی اس نے اتنی کڑی سزا دی ہے میں جب کچھ ٹھیک ہوا تو میں بے وفا سے ملنے چلا گیا میں نے جب رضوانہ بے وفا کو دیکھا تو حیران ہو گیا رضوانہ کسی سے فون پہ بات کر رہی تھی اور بہت خوش نظر آ رہی تھی میں نے جب رضوانہ کو پکارا تو وہ حیران ہو گئی اور سوچنے لگی عمران آج کس وقت آیا ہے میں نے بے وفا سے پوچھا میرا کیا قصور تھا جس کی تو اتنی بڑی سزا دی ہے تو وہ بے وفا مسکرانے لگی اور کہنے لگی میں نے آپ کے ساتھ پیار کب کیا تھا میں نے تو آپ کے ساتھ دل لگی کی ہے جیسے آپ پیار سمجھ بیٹھے ہو میں تو سہیل سے پیار کرتی ہوں اور میں اس کے ساتھ شادی بھی کرنے والی ہوں آپ مجھے بھول جاؤ کہ کوئی رضوانہ نام کی لڑکی آپ کی زندگی میں آئی تھی میں اپنے ٹوٹے ہوئے دل کے ساتھ واپس گھر آیا تو میں پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا اور اپنے دل سے کہنے لگا کہ اس ظالم دنیا میں کیا یہی پیار ہے ہم جیسے بدنصیب لوگوں کو پیار کیوں نہیں ملتا میں آج بھی رضوانہ کی یاد میں آنسو بہاتا ہوں۔

اب میرا یہ حال ہے میں نہ تو جیتا ہوں اور نہ ہی مرتا ہوں ہر پل اس کی یاد ستاتی ہے میرا دل خون کے آنسو روتا ہے اور میں اپنے دل کو تسلی دینے کے لیے اس کی نشانی کو دیکھتا ہوں اور میں یہ سوچتا ہوں نہ جانے کیوں انسان کی زندگی میں وہ لوگ آتے ہیں جن سے قسمت کے ستارے نہیں ملتے جو کچھ دیر تو ساتھ چلتے ہیں پھر ہمیشہ کے لیے بچھڑ جاتے ہیں پھر بس ان کی یادیں رہ جاتی ہیں ان کے بچھڑ جانے کا غم دل میں ہمیشہ رہتا ہے جن کو جان سے بڑھ کر

ہوتے ہیں ان کی یادیں دل کا روگ بن جاتی ہیں پھر دل یہ کرتا ہے میں اس ظالم دنیا کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چھوڑ جاؤں اس دنیا نے تو مجھے جینے کے قابل بھی نہیں چھوڑا اس دنیا میں مجھے جینے کا کوئی حق نہیں اس ظالم دنیا نے میرا دلبر مجھ سے جدا کر دیا ہے جس کو میں کبھی بھی بھولا نہ پاؤں گا جس کی یادیں میری زندگی کے ساتھ ساتھ رہیں گی میں جب بھی تنہائی میں ہوتا ہوں تو تمہاری یاد مجھے بہت ستاتی ہے بے وفا رضوانہ میرا زخمی دل آج بھی تمہیں یاد کر کے رو رہا ہے میں تمہیں جتنا بھولنے کی کوشش کرتا ہوں اتنی ہی تیری یاد آتی ہے جب بھی رات کو سونے لگتا ہوں تو تیری تصویر میری آنکھوں میں ہوتی ہے کاش تو مجھ سے وفا کرتی تو میں بھی آج خوش نصیب ہوتا آخر میں آپ کے لیے دعا کرتا ہوں خود آپ کو خوش رکھے جہاں بھی رہو خوشی کے ساتھ رہو آمین یہ تھی میرے دوست کی کہانی اگر آپ سب قارئین نے میری حوصلہ افزائی کی تو میں اس طرح لکھتا رہوں گا آخر میں ایک غزل جو اس بے وفا کے نام کرتا ہوں۔

غزل

کبھی میرے حالات سے بھی واقف رہا کرو
کبھی میرے ساتھ بھی اخلاق سے پیش آیا کرو
ہم بھی تھے کبھی تمہارے پیار کے دیوانے
جان تمنا کبھی ہم سے بھی خلوص سے ملا کرو
تمہاری جدائی میں خون کے آنسو روتے ہیں ہم
کبھی پیار کے ساتھ ہمیں بھی گلے سے لگایا کرو
میں تنہائی میں اکثر تمہیں یاد کرتا ہوں صنم
کبھی تو خواب بن کر میرے خوابوں میں آیا کرو
تمہاری آنکھوں سے نہ جانے کتنے قتل ہوں گے
کبھی اپنی آنکھوں سے ہمیں بھی زخمی کیا کرو

(سیف الرحمن زخمی، سیالکوٹ)

❁❁❁

تیری یاد تڑپاتی ہے

(ایس کے نام)

بہت بے چین کرتی ہے تیری یاد
کر کے بے حال مجھ کو تڑپاتی ہے تیری یاد
وہ تیرا دیکھا کر مسکرانا مجھ کو یاد آتا ہے
میرے ساتھ نہ چلانا وہ تیری عادت تڑپاتی ہے
وہ تیرا آنچل وہ تیری آنکھوں کا کاجل
دل دھڑکتا ہے اور سامنے تو نظر آتی ہے
دنیا میرے پیار کو بدنام کرتی ہے
تم نہ مجھ سے دور جانا بعد میں تیری یاد تڑپاتی ہے
ایسا نہ ناراض ہو جایا کرو مجھ کو تیری یاد آتی ہے
ایسا نہ روٹھ جایا کرو کیوں وکی کو تڑپاتی ہے
بہت بے تاب کرتی ہو تم بے چین کرتی تیری یاد
کیوں اتنے دور تم چلے گئے ہو کیا میری یاد آتی ہے
تیری یاد میں پاگل ہو جاتا ہوں تیری یاد تڑپاتی ہے
وکی تجھ کو یاد کر کے دل کو بہلا رہے تیری یاد

(محمد لقمان اعوان)

زندگی کو آخر بدلنا ہے

اس زندگی کو آخر بدلنا ہے دوستو
کیوں نہ آج ہی تبدیل تو ہو نہ ہے دوستو
بدل دوں میں اپنی راہ کو ابھی وقت ہے
گناہ نہ ہو جائے کہیں مجھ سے کیوں نہ بدل لوں دوستو
آج کل کا پیار نہیں دھوکہ ہے دوستو
زندگی برباد نہ ہو جائے کہیں دوستو
آخری لمحہ زندگی کا آنا ہے یاد سب کو دوستو
پھر یاد بھی ہے تم کو تو روز کی مسافت یاد ہے دوستو
اس زندگی کو گزرنا ہے وکی ابھی آداب سے
کیوں نہ رب سے معافی کی بات کروں دوستو

(محمد لقمان اعوان)

”بے وفا سے وفا کیسی“

☑ تحریر: شازیہ چوہدری، شیخوپورہ

آپا کا موڈ کافی اچھا تھا وہ میری طرف حیران کن نظروں سے دیکھ رہی تھی دیکھنے لگی روشنی کیا بات ھے تو پریشان کیوں ھے سب ٹھیک تو ھے؟ آپا نے پوچھا۔ جی آپا ٹھیک ھوں میں نے کپ اٹھاتے ہوئے منہ لٹکائے جواب دیا۔ ادھر میری طرف دیکھ کیا بات ھے آپا نے کہا؟ بس میری آنکھوں میں زارو قطار آنسو آ گئے یہ دیکھتے آپا نے جلدی سے مجھے سینے سے لگا لیا۔
یا خدایا خیر! کیا بات ھے میری جان تو کیوں روئی کیا ہوا مجھے سینے سے لگائے چپ کراتے آپا نے کہا۔ اک دل کرے کہ آپا کو بتا دوں اور پھر ڈر لگے جو پہلے سب ہو چکا اس کے بعد اب دوبارہ ذکر بھی ٹھیک ہو گا بہرحال ہمت جتا کر میں نے اتنا کہا کہ حسیب کا فون آیا آپا؟

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں

ملی زندگی ایسی کہ زندگی بھی رو پڑے
تیری تلاش میں ظالم سزا بھی رو پڑے
تجھے ٹوٹ کر چاہا اور اتنا چاہا
کہ تیری وفا کی خاطر وفا بھی رو پڑے
میرے نصیب، میری قسمت، میرا مقدر بنے تو......
تجھے مانگتے مانگتے دعا بھی رو پڑے
کتاب دل میں تیرا باب جب ختم کیا
ختم کرتے کرتے ”بے وفا“ کتاب بھی رو پڑے
بس! لکھتے لکھتے میرے دل کا دامن چور ہوا اور آنکھوں سے پانی برسنے لگا بہت سنبھالا پر نہ دل سنبھل پایا جیسے کہہ رہا ہو رو لینے دو آج دل کا بوجھ ہلکا ہو جانے دو ایک مدت سے جو درد چھپائے ہو سینے میں۔
آج جی بھر کے غم کو ہلکا ہو جانے دو، پھر وہی داستان لبوں پہ آئی شام کے ڈھلتے سائے میں کالے بادل گرج گرج پر آج آسمان کا سینہ چیر رہے تھے میرے دل درد کی آواز جیسے آسمان پہ پہنچ رہی ہو اور میرے دکھ درد کو بھی کوئی بانٹ رہا ہوں ایک ہوا کا تیز جھونکا ایسے مجھ سے لپٹا کہ میں اپنے ماضی کی ان بے بس کڑوی یادوں میں چلی گئی ابھی کیا! چند برس ہی شاید بیتے تھے مگر مجھے آج بھی وہ یادیں ایسے توڑ جاتی ہیں جیسے کل کی بات ہے نا چاہتے ہوئے بھی میں مسکرا تو لیتی ہوں کہتے ہیں غم کو چھپائے جو مسکراہٹ سامنے آتی ہے وہ لانا بہت مشکل ہے۔
اُف یہ کیا لائٹ چلی گئی بادلوں کی گرج تو کم نہ ہوئی اور میں اپنی کتاب سینے سے لگائے کرسی پر بیٹھے کھڑکی کی طرف دیکھنے لگی جس کے پردے پر تیز ہوا کے جھونکے سے کبھی لہراتے تو کبھی تھم جاتے باہر بارش کی بڑی بوندیں پھولوں کی خوشبو، خشک مٹی کی بھینی بھینی خوشبو میرے دل کو بہت لبھاتی تھی۔ اس تاریک میں ڈوبتے لمحے تو میں اپنے دل میں سما لینا چاہتی تھی۔ میرا دل جیسے تڑپ تڑپ کر آج بھی کسی کو یاد کرتا ہے نا جانے وہ عالم وہ گھڑی کیا تھی۔
کچھ دیر میں فون کی گھنٹی بجی میں نے بڑی ہمت سے فون اٹھایا اور ہیلو کیا! کیا میں روشنی سے بات کر سکتا ہوں آواز کچھ جانی پہچانی سی تھی۔ ایسے جیسے میر......

سل گئے میرے ذہن میں اچانک سی لہر ہوئی دل بے تاب سا ہوتا کچھ بولنا چاہ رہا تھا مگر ہمت ساتھ نہ دے رہی تھی۔ اس شخص نے خاموشی کے لمحے میں میری سانسوں کی آہٹ محسوس کی۔ اور پھر دہرایا۔ ہیلو کیا روشنی بات کر رہی ہو!

روشنی، روشنی جواب دو۔ ایک سانس میں پتہ نہیں کتنی بار کہا ہو گا اب مجھے پورا یقین تھا کہ کوئی اور نہیں حسیب ہے میرے دل نے مان لیا پہچان لیا اور میں خاموش زار و قطار روتی رہی میں نے فون بند کرنا چاہا مگر حوصلہ نہ بڑھا ایک دم سے آواز آئی۔ تمہیں خدا کا واسطہ میرا فون بند نہ کرنا۔ بڑی مشکل سے ہمت جتا پایا ہوں یہ سنتے ہی میرا دل اور ڈر گیا دبے دبے لہجے سے میں نے پوچھا کیا بات ہے حسیب آج اتنے سے بعد آپ کو میرا نمبر کیسے مل گیا؟

یہ بول کر میں نے ایک چپ ٹھان لی دیکھتے ہی دیکھتے میرا دل کچھ سنبھل گیا۔ میں بہت برا ہوں روشنی جو آج تک سمجھ نہ پایا تیری انمول محبت کے کبھی میں لائق ہی نہیں تھا پھر بھی تم نے مجھے نہیں ٹھکرایا ..... بات کاٹتے ہوئے میں نے کہا۔

بس! حسیب گزرتے ہوئے لمحے یاد کرنے کا کیا فائدہ آج تم یہ سب کہتے اچھے نہیں لگتے۔ جو بھی ہوا ہو گیا میری قسمت ہی خراب تھی۔ شاید ہم دونوں کے نصیب میں یہی تھا لکھا۔

لیکن! حسیب نے بات کاٹتے ہوئے کہا۔ جو بھی ہے روشنی قصور میرا ہے خدا نے مجھے سب دیا لیکن میں احمق قدر نہ کر پایا۔ آج جب ٹھوکر لگی تو سمجھا کہ اپنا پن کسے کہتے ہیں۔

اس کی باتوں پہ دل مطمئن نہیں ہو رہا تھا مجھے آج بھی عجیب سی اکھڑی اکھڑی سی زندگی لگ رہی تھی اور وہ شاید مجھ میں سکون تلاش کر رہا تھا مجھ سے امید کر رہا تھا کہ اسے سہارا دوں لیکن حالات کی مہربانی اور بدلتے وقت کے تقاضے نے مجھے اتنا پتھر کر دیا کہ میرا دل اس کی کوئی بھی بات ماننے کو تیار نہیں تھا میرا دل بس اسی لمحے میں گم تھا کہیں جب اس نے مجھے خود سے جدا کرنا چاہا تب کہاں تھی یہ محبت جو آج اسے پھر میری یاد دلا رہی تھی مگر پھر بھی نا جانے کیوں میں خاموشی سے اس کی ہر بات سنتی چلتی جا رہی تھی۔ جیسے مجھے کسی نے پکڑ لیا جکڑ لیا۔ میرا ذہن بالکل ماؤف تھا کہ کیا کہوں کیا جواب دوں بس ایسے پتھر بنی رہی۔ جتنی تیز بارش کی بوندیں برس رہی تھیں اتنی ہی تیزی میری آنکھوں کے سمندر میں تھی۔ وقت کاش یہیں ٹھہر جائے مگر ایسا کب ممکن تھا۔

ایک مدت لگی تھی مجھے خود کو سمجھاتے وقت کی تیز رفتار نے جینا تو سکھا دیا مگر زخم آج بھی تازہ تھے۔ حسیب کی آواز سنتے میں جسم و جان سے بھی رہ گئی کچھ دیر سن کر جواب دیئے بنا میں نے فون بند کر دیا۔ اور بیٹھے روتی رہی ایک طرف تو امید تھی کہ پھر حسین نے میرا سہارا ڈھونڈا اور ایک طرف یہ غم تھا کہ آج اتنے سالوں بعد اسے میری یاد آئی۔

بہت مشکل ہے خود کو سمجھانا۔ اتنے میں لائٹ آ گئی اور میں نے کھڑکی سے باہر جھانکا تو موسم بھی کچھ سنبھل گیا تھا سارا سمان ڈھل گیا ہر جاندان چیز ڈھل گئی ابھی میں کھڑکی میں کھڑی تھی کہ نجمہ آپا آ گئی ارے روشنی کیا کر رہی ہو؟ دروازہ کھولتے ہی مجھے دیکھتے کہا کچھ نہیں آپا۔ کہاں تھیں آپ اب تک!

کچھ نہیں بھئی۔ مارکیٹ سامان لینے گئی تو بارش بہت تیز آ گئی تو کچھ دیر رک گئی سکینہ خالہ کے گھر کافی خوش ہوئی مجھے دیکھ کر اور کہنے لگی کہ چلو بارش ہی سہی تم کو فرصت تو ملی عجیب نہیں ہو دونوں کبھی سوچا نہیں کہ خالہ کا بھی پتہ کر لیں۔

ارے میں چلوں بیمار ہوں گھر سے کم نکلتی ہوں تو دونوں تو ملنے آ سکتی ہو۔ پھر آپ نے کیا کہا آپا؟ میں نے بات کاٹتے کہا۔ کہنا کیا بس گلے لگی اور سوری بول دیا۔ سامان کچن کی سل پہ رکھتے ہوئے آپا نے جواب دیا۔ اچھا سن چائے پینے کی بنا دوں آپا نے آواز دی؟ جی بنا لیں اور بس ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگیں لیکن میں اپنی دنیا میں کہیں گم تھی ڈر تھا ایک کہ آپا کو بتاؤں یا بتاؤں آج

تک۔ کبھی کچھ چھپایا بھی تو نہیں تھا۔ اتنے میں آپا چائے اور بسکٹ لے آئی یہ لو تمہاری اسپیشل ادرک والی گرما گرم چائے۔ میں جھٹ سے دیکھنے لگی۔

آپا کا موڈ کافی اچھا تھا وہ میری طرف حیران کن نظروں سے دیکھ رہی تھی دیکھنے لگی روشنی کیا بات ہے تو پریشان کیوں ہے سب ٹھیک تو ہے؟ آپا نے پوچھا۔ جی آپا ٹھیک ہوں میں نے کپ اٹھاتے ہوئے منہ لٹکائے جواب دیا۔ ادھر میری طرف دیکھ کیا بات ہے آپا نے کہا؟

بس میری آنکھوں میں زاروقطار آنسو آ گئے یہ دیکھتے آپا نے جلدی سے مجھے سینے سے لگایا۔

یا خدایا خیر! کیا بات ہے میری جان تو کیوں روئی کیا ہوا مجھے سینے سے لگائے چپ کراتے آپا نے کہا۔

اک دل کرے کہ آپا کو بتا دوں اور پھر ڈر لگے جو پہلے سب ہو چکا اس کے بعد اب دوبارہ ذکر بھی ٹھیک ہو گا بہرحال ہمت جتا کر میں نے اتنا کہا کہ حبیب کا فون آیا آپا؟

کیا؟ کیا کہا حبیب؟ اس نامراد کو آج تیری یاد کیسے آ گئی۔ اگے کیا کم زخم دیئے زندہ رہنے کے لیے یہ سنتے دل برداشتہ ہو گیا میرا کچھ دیر میرے پاس بیٹھے مجھے سمجھاتی رہی شام ڈھلنے لگی۔ نجمہ آپا نے کھانا تیار کر کے مجھے آواز دی روشنی آ جا کھانا کھا لو میں نے کہا بھوک نہیں اوئے چل بس کر تجھے بھوک نہیں۔ اٹھ چل آؤ میرا بھی دل نہیں کرے گا۔ نجمہ آپا نے میرا ہاتھ پکڑتے کہا۔ دونوں بیٹھ گئیں کھانا کھاتے آپا نے ایک دم کہا روشنی آگے کا کیا سوچا؟ کیا کرنا ہے میں ایک دم سہم گئی پتہ نہیں آپا۔ نہیں پھر بھی کچھ سوچا ہو گا کوئی اپنا آئیڈیا تو ہو گا نہیں آپا میری کوئی سوچ نہیں ابھی کیا کرنا۔ چاہتی ہوں کچھ وقت سکون کر سکوں حالات نے اتنا ستایا کہ دل ہی بجھ گیا ہے تیری مرضی جانی۔ نجمہ آپا بول کر خاموش ہو گئی۔

دن گزرتے گئے وقت بدلتا گیا۔ آج پورے چھ ماہ بعد پھر حبیب کا فون آیا تو مجھے کچھ عجیب نہ لگا۔

کیونکہ میں اسکی بے وفائی کو جان چکی تھی اب اس کا ہر [illegible] نا میرے لیے کچھ معنی نہ تھا۔ میں نے خود کو اک نئے سرے سے آغاز کر لیا تھا آج اس کی آواز کا میرے دل پہ کچھ اثر نہ تھا اس کی آواز سن کر پہلی فرصت میں میں نے کہہ دیا حبیب مجھے فون نہ کیا کرو۔ میں نے پہلے بہت کچھ سہا اب میں بھول چکی ہوں ماضی کی ان تلخیوں کو یہ سنتے حبیب کچھ شاید کچھ کہتا میں نے فون بند کر دیا اور ایک انجان نمبر کی طرح بھلا دیا۔

سچ میں بہت مشکل لگتا ہے کہ اس بات کو اگر سمجھ پائیں کہ زندگی شاید ایک انسان نے نہ ہونے سے ختم ہو جاتی ہے رُک نہیں جاتی سانسیں وقت جب کسی کا انتظار نہیں کرتا تو کیوں خود کو تباہ کریں ہاں وقتی طور پر بہت درد ہوتا ہے کسی کے دور جانے کا مگر جو سنبھل جائے پھر احساس ہوتا ہے اپنے صحیح فیصلے کا۔

اگر کوئی آپ کی اچھائی کی قدر نا جانے تو اتنا بھی نہ گرو کہ اٹھ نہ سکو عقل مندی یہی ہے۔

۔۔۔ نبی ۔ ت وفا کیسی

❀❀❀

غزل

اکثر میں تنہا بیٹھ کر یہ سوچتی ہوں
جب تم تھے تو کیا زندگی ہوا کرتی تھی
وقت ہی نہیں ملتا تھا کسی اور کو سوچنے کا
کیا تھے وہ دن وہ باتیں تیری
اکثر میں تنہا بیٹھ کر یہ سوچتی ہوں
سارے جہاں کا پیار سمیٹ کر ہم
جب اپنی ہی دنیا میں مست رہتے تھے
نہ فرصت ملتی تھی تیری یاد کے سوا
نہ ہی کبھی کسی سے ملتی تھی تیرے سوا
اکثر میں تنہا بیٹھ کر یہ سوچتی ہوں
کہ کیسا طوفان آیا تھا پھر ہماری زندگی میں
جو تم کو مجھ سے اتنا دور لے گیا
میں آج بھی تنہا بیٹھ کر یہ سوچتی ہوں
کہ شاید تم کبھی لوٹ آؤ اپنے پیار کی خاطر

(سدرہ رانی، بھریانوالہ)

پسندیدہ اشعار

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی
شہزادہ عالمگیر سارے لاہور کو ویراں کر گیا
☆۔۔۔۔۔۔۔۔۔ولی اعوان۔ چکوال

کسی کے بے جا پیار میں تو اپنی اوقات مت بھول
پھونک پھونک کر قدم رکھ کہیں داغ نہ لگ جائے
☆۔۔۔۔۔۔۔۔۔کشور کرن۔ پتوکی

اس قدر نہ ہر بات یاروں سے پوچھو
جو بات راز کی ہو اشاروں سے پوچھو
لہروں سے کھیلنا سمندر کا شوق ہے
لگتی ہے کیا چوٹ کناروں سے پوچھو
☆۔۔۔۔۔۔۔۔۔تبسم حسین۔ پتوکی

شکوہ نہیں کسی سے کسی سے گلہ نہیں
نصیب میں نہیں تھا جو ہم کو ملا نہیں
☆۔۔۔ایم ندیم عباس ڈھکو۔ ساہیوال

سوچا ہو گا دن میں کئی بار مجھے
نام ہاتھ پر لکھ لکھ کر مٹایا ہو گا
جہاں اس نے میرا ذکر سنا ہو گا کسی سے
اس
☆۔۔۔۔۔ندیم عباس ڈھکو۔ ساہیوال

ملتے ہیں ہر روز نئے زخم دوستوں سے ندیم
تم دوستی کرنا چھوڑ کیوں نہیں دیتے؟
☆۔۔ندیم عباس ڈھکو

محبتوں کی سزا بے مثال دی اس نے
اداس رہنے کی عادت سی ڈال دی اس نے
☆۔۔۔۔۔۔۔۔۔عابد محمود۔ ملکہ ہانس

خود ہی دیپ جلا کر اس کی یادوں کے
خود ہی درد کا شہر بہانے لگتے ہیں
☆۔۔۔۔۔۔۔عابد محمود۔ ملکہ ہانس

یوں جدائی کو میرا نصیب نہ بناؤ دوست
کہ جب تم لوٹ کے آؤ تو میرے پاس زندگی نہ رہے
☆۔۔۔۔۔۔۔۔حامد محمود۔ ملکہ ہانس

وہ اک موقع تو مجھ کو دے بات کرنے کا یارو
تو انہیں بھی رولا دوں گا انہی کے ستم سنا سنا کر
☆۔۔۔۔۔۔۔۔مجید احمد جائی۔ ملتان

کتنے مشکل سوال کرتی ہو
میرا جینا محال کرتی ہو
بن تمہارے میں جی سکوں گا کیا؟
تم بھی کتنا کمال کرتی ہو
☆۔۔۔۔۔۔ذیشان دیوانہ۔ فیصل آباد

اگر فضا ہے مخالف تو زلف لہراؤ
کہ بادبان ہواؤں کا رخ بدلتے ہیں
☆۔۔۔۔۔ذیشان بن نذیر۔ فیصل آباد

رخسار پر پسینہ تیز دھڑکنیں ہلکا سا احساس حیا ہو
اس پہ کیا کچھ بیت گیا اک میرے ہاتھ پکڑنے سے
☆۔۔رائے اطہر مسعود آ کاش۔ بہاولنگر

رہی زندگی تو پھر بات ہو گی
نہ رہی زندگی تو بس یاد ہو گی
کی ہو کوئی غلطی تو معاف کرنا
کیا پتہ یہ زندگی کی آخری رات ہو گی
☆۔۔شاھد اقبال خٹک۔ کرک جندری

کسی کو پیار کی سچائی مار ڈالے گی کسی
کو درد کی گہرائی مار ڈالے گی محبت
کے بغیر کوئی زندہ رہ نہیں سکتا
جو بچ گیا اسے تنہائی مار ڈالے گی
☆۔۔۔۔ایم۔ ارشد محسن۔ یوہلہ

سرگودھا
خدا کرے بلند تیری اور شان ہو جائے
پورا تیرے دل کا ہر ارمان ہو جائے
خدا کرے دکھ تیرے قریب نہ آئے
سکھ ہمیشہ کیلئے تیرا دربان ہو جائے
اگر کبھی گردش میں ہو تیری قسمت کا ستارہ
تو خود آسماں تیرے لیے پریشان ہو جائے
☆-------ملک قیصر عباس
ہولی
جو ہو اجازت تو تم سے اک بات پوچھوں
جو ہم سے عشق سیکھا تھا وہ اب کس سے کرتے ہو
☆-------صدا حسین
صدا کیلا سکے
مجھ سے وعدہ کرو کہ مجھے رولاؤ گے نہیں
حالات جیسے بھی ہوں گے مجھے بھلاؤ گے نہیں
☆----اشفاق دکھی۔دوکوہ۔
وہاڑی
الزام اے محبت کے ڈر سے چھوڑ دیا شہر اپنا اے دوست
ورنہ یہ چھوٹی سی عمر پردیس کے قابل نہ تھی
☆--------محمد عارف۔
مانسہرہ
اک خواہش ہے تجھے خود سے زیادہ چاہوں
میں رہوں یا نہ رہوں میری وفا رہ جائے
☆------علی نواز مزاری۔ضلع گھوٹکی
ہم زمانے سے الگ اپنی ادا رکھتے ہیں
اس لیے تو ہم خود کو سب سے جدا رکھتے ہیں
☆--------محمد امین مزاری۔
گھوٹکی
مجھ سے بچھڑ کو خوش رہتے ہو
گویا میری طرح تم بھی جھوٹے ہو
☆------عمر یز بشیر
گوندل۔گوجرہ
اے خط پڑھنے والی ذرا زلفیں اٹھا کے پڑھنا
تم کو شکیل کی قسم ذرا مسکرا کے پڑھنا
☆--------شکیل احمد۔
تربت
تم ہو کہ دولت سے پیار کرتے ہو سنگدل
ہمیں دوگز زمین ملے بہت ہے
☆-----الٰہی بخش غمشاد۔کیچ
مکران
ہم تو ہیں اپنی ذات کے خدا پرویز
تو کوئی اور ڈھونڈ جو تیری انگلیوں پہ ناچے
☆------ایم پرویز
آریو۔دنیاپور
آپ نے کہا تھا بھول جاؤ مجھے تم پرویز
بات نہ ممکن تھی پر سوال فرمانبرداری کا تھا
☆----ضلع لودھراں ڈویژن
ملتان
مجھے تنہائیوں میں یوں تنہا مت چھوڑا کرو۔ڈر لگتا ہے کہیں یہ مجھے اپنا نہ بنا لیں
☆-------علی نواز مزاری۔
گھوٹکی
محبت کسی سے تب کرو جب محبت کو نبھانا سیکھ لو M . N
مجبوریوں کا سہارا لے کر چھوڑ دینا وفاداری نہیں ہوتی
☆-------علی نواز مزاری۔
گھوٹکی
مجھے انکار ہی کر دینا مگر کچھ گفتگو تو کر
تیرا خاموش سا رہنا مجھے تکلیف دیتا ہے
☆-------ایم عاصم چوک
مینا
دیکھتے ہی دیکھتے پیار ہو گیا
تیرے بنا جینا دشوار ہو گیا
میں گم سم سوچتا رہا
اور دل سینے سے فرار ہو گیا
☆--------نوید احمد۔
لاہور
جیتے رہے وصال میں اور مرتے رہے فراق میں
یہ بھی کمال تھا اور وہ بھی کمال کر دیا
☆-------پرنس مظفر شاہ۔
پشاور
ہم سے بے وفائی کی انتہا کیا پوچھتے ہو فراز
وہ ہم سے پیار سیکھتا رہا کسی اور کے لیے
☆--وفا۔ایم شاہد گیول۔-
جلاب گوٹھ
بس اتنا ہی چاہنا میرے بعد میری ذات کو تم
کہ اگر کبھی میں یاد آؤں تو اپنا بہت خیال رکھنا
☆--وفا۔ایم شاہد گیول۔-
جلاب گوٹھ
پردہ ان سے کیا کرو جو ہوش میں ہوں
دیوانگی کو ہوش نہیں بے نقاب چلے جاؤ
☆--وفا۔ایم شاہد گیول۔-
جلاب گوٹھ
اپنے مطلب کے علاوہ کون کسی کو پوچھتا ہے
شجر جب سوکھ جائیں تو پرندے بھی بسیرا نہیں کرتے
☆----وفا۔ایم شاہد گیول۔
کراچی
یوں تو میرے خلوص کی قیمت بھی کم نہ تھی سحر
کچھ کم شناس لوگ دولت پہ مر گئے
☆------رائے اطہر مسعود۔
بہاولنگر
کھلتے رہیں گے صحنِ چمن میں ہزار پھول
لیکن کہاں نصیب تنہا میں چار پھول
☆--------کریم بگٹی۔سوئی
گیس
زخم بڑھتا ہی رہا اور دوا ہو نہ سکی
ہم وفا کرتے رہے اور ان سے وفا ہو نہ سکی
☆--------محمد صفدر دکھی۔
کراچی
کیوں مرتا ہے راہی منزل کی جستجو میں
تو اتنا عظیم ہو جائے ہے کہ منزل تجھے پکارے ؟
☆-------طلحہ رحمانی۔
ملتان
مجھے تنہا چھوڑ جاؤ گے یہ کبھی سوچا نہ تھا
بچھڑ کر تم سے ہم جئیں گے یہ کبھی سوچا نہ تھا
☆---سیف الرحمٰن زخمی۔مقابر شریف
مجھ کو لگتا ہے کہ کمزور بہت ہے تو بھی
جیت کر جشن منانے کی کیا ضرورت تھی
☆---سیف الرحمٰن زخمی۔مقابر
شریف
کیا یہ مجھے نکال کے پچھتا رہا ہوں آپ
محفل میں اس خیال سے پھر آ گیا ہوں میں
☆---پرنس عبدالرحمٰن گجر۔نین لانجھا
نہیں آتی یاد اُن کی تو مہینوں تک نہیں آتی
مگر جب یاد آتے ہیں تو اکثر یاد آتے ہیں
☆-----محمد ہارون۔تیج پور
ہزارہ
مصروفیات میں تو آتی ہے بے حد تمہاری یاد
فرصت میں تو تیری یاد سے فرصت نہیں ملتی
☆--------علی رضا۔فیصل
آباد
ٹوٹا ہوں اس طرح سے کہ پھر کبھی نہ جوڑ پاؤنگا
جینا تیرے بغیر ہے مشکل مگر مر کے میں جی پاؤنگا
میں نے تم سے محبت کی تم نے اُسے مذاق سمجھا
میں تمہیں کتنا چاہتا ہوں بکھر کر تمہیں دکھاؤنگا
☆------مقصود الرحمٰن ساگر
۔جہلم
تیری وفا کو ہم نے بھلایا کب تھا
درد جدائی کا دل سے مٹایا کب تھا
لگا کر بھول جانا تیری عادت تھی

ہم نے تیرے سوا کسی اور کو اپنایا کب تھا
☆ ----سلطان شہزادکیف۔
الکویت

دعا بد نہیں دیتا بس اتنا ہی کہوں گا
عمران خدا کرے جسے تو چاہے وہ بھی تجھ سا بے وفا ہو
☆ ------عمران بلوچ۔جب ڈیم

محبت سے رہا ہونا ضروری ہو گیا ہے
میرا تجھ سے جدا ہونا ضروری ہو گیا ہے
وفا کے تجربے کرتے ہوئے عمر گزری
ذرا سا بے وفا ہونا ضروری ہو گیا ہے
☆ ----خالد فاروق آسی۔
فیصل آباد

رات بھر جسے یاد کرتے ہیں جبرائیل
وہ ملتے بھی ہیں تو غیروں کی طرح
☆ ---غزالہ جبرائیل۔لاہور کینٹ

نیند تو درد کے بستر پر بھی آجاتی ہے شہزاد
سر نور کی بانہوں میں ہو یہ ضروری تو نہیں
☆ --------شکیل احمد۔
تربت

اے مالی نہ دے گالی نہ کھائیں گے پھل تیرے
چمن کی شیر کرانے دے مٹ جائیں گے غم میرے
☆ --------شکیل احمد ساجن
رخسر

کبھی اُف کبھی آہ کبھی فریاد کرتے ہیں
ملا دے اس سے جسے ہم پیار کرتے ہیں
☆ -----شکیل احمد ساجن۔
تربت

ان کے نرم ہاتھوں سے چیزیں اکثر پھسل جاتی ہیں
آج لگا ہے ہمارا دل اُن کے ہاتھ خدا خیر کرے
☆ --------رضوان۔
ایبٹ آباد

خوشی اور دکھ کے موسم سب کے اپنے اپنے ہوتے ہیں
کسی کو اپنے حصے کا کوئی لمحہ نہیں دیتا
اداسی جس کے دل میں ہو اسی کی نینداُڑتی ہے
کسی کو اپنی آنکھوں سے کوئی سنا نہیں دیتا
☆ ---خالد فاروق آسی۔
فیصل آباد

ہماری بات اتنی ہے کہ راز زندگی تم ہو
تمہاری بات تم جانو تمہارے راز تم جانو
☆ ----امداد علی۔میر پور خاص

محبت کے لیے کچھ دل مخصوص ہوتے ہیں
یہ وہ نغمہ ہے جو ہر ساز پہ گایا نہیں جاتا
☆ --عامر امتیاز نازی۔کوٹ بکر سیداں

کرتے تو ہیں وہ یاد مجھے چاہتوں کے ساتھ
ہوتا ہے یہ کمال بڑی مزحمتوں کے بعد
☆ --------ارمان سنگم۔
فیصل آباد

سرخ آنکھوں سے جب وہ دیکھتے ہیں
ہائے! کیا دل پہ قیامت ڈھاتے ہیں
☆ -------ارمان سنگم۔
فیصل آباد

کون کرتا ہے اس زمانے میں کوئی کسی کو یاد
ہم کو یاد کرنے والے تیرا شکریہ
☆ -----امین مراد انصاری۔
کراچی

زندگی تو اپنے ہی قدموں پر چلتی ہے فراز
اوروں کے سہارے تو جنازے اٹھا کرتے ہیں
☆ -----امین مراد انصاری۔
کراچی

میں اُس شخص کو کیسے بھول سکتا ہوں ارمان
جس نے اک مدت سے ہمیں بھلا رہا ہے
☆ -------ارمان سنگم۔
فیصل آباد

مجھے محبت تم سے نہیں تیرے کردار سے ہے
ورنہ حسین لوگ تو بازار میں عام بکا کرتے ہیں
☆ --------مرزا محمد بلال
جہلم

تیری آنکھوں والے جب آتے ہیں ساحل پر
لہریں بھی شور مچاتی ہیں لو آج سمندر ڈوب گیا
☆ ---رانا محمد احمد۔محمد امجد
لنڈے والا

ہم نے تم کو اک تسبیح میں پرو دیا ہے
ٹوٹ اگر ہم گئے تو بکھر تم بھی جاؤ گے
☆ ------محسن عزیز حلیم۔کوٹھ کلاں

ہر کسی کو دل کا حال سنانا چھوڑ دیا
ہم نے بھی گہرائی میں جانا چھوڑ دیا
☆ -------محسن عزیز۔
کوٹھ کلاں

نہیں معلوم محبت میں اثر ہے کہ نہیں ہے
جو ادھر ہے میری حالت اُدھر ہے کہ نہیں
☆ ----------کلی۔
کراچی

فقط آخری سانس ہے
آتے ہو یا دو لوں ???
☆ ----مہر یز بشیر گوندل۔
گوجرہ

جو تکلف کی حد سے نہ آگے بڑھی
وہ ملاقات بھی داستان بن گئی
☆ ---فنکار شیر زمان پشاوری۔
پشاور

دشمنی لاکھ سہی، ختم نہ کیجئے رشتے
دل ملے یا نہ ملے ہاتھ ملاتے رہیے
☆ ------مجید احمد جائی۔
ملتان

کون تولے گا سہروں میں اب ہمارے آنسو فراز
وہ جو اک درد کا تاجر تھا دکان چھوڑ گیا
☆ -----محمد صفدر دکھی۔کراچی

بے خودی بے سبب نہیں غالب
کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے
☆ ----پرنس عبدالرحمن۔نین لانجھا

سکھا دی بے وفائی بھی تمہیں ظالم زمانے نے
کہ تم جو سیکھ لیتے ہو ہم ہی پر آزماتے ہو
☆ -----ملک افضل ساگر۔
شیخوپورہ

ہر جگہ میں تیری وفاداری کا ذکر کر دیا دلبر
تم نے ایسے خنجر مارا کہ مجھے نہیں تھا خبر
☆ -----مصطفی گل۔لیاری
کراچی

مجھ سے محبت کا دعویٰ تو بہت کیا
پر شائد محبت اس کو نبھانا نہ آئی
☆ ---------ظفر نور۔
اوباوڑہ

کبھی یادوں میں آپ کی یاد ہوتی ہے
میری آنکھ میں آپ کی تلاش ہوتی ہے
☆ -------محمد امین مزاری۔
گھوٹگی

آج پھر اس کی یاد آئی ابھی ابھی
دل بے قرار ہوا پھر ابھی ابھی
☆ ------محمد اسحاق انجم۔
کنگن پور

پھولوں کی تمنا ہو تو کانٹوں کی چبھن سے مت گھبراؤ یاسین
جو ہاتھ کانٹوں سے ڈرتے ہیں اُن کو
پھولوں کی خوشبو کبھی نہیں ملتی
☆ -----محمد یاسین۔ملھوانہ
جھنگ

خوشبو کیوں نہ آئے گی تیری زندگی سے اے مسلمان
تو اُمتی ہے اس ہستی کا جس سے
پھول بھی خوشبو کی بھیک مانگتے ہیں
☆ -------محمد یاسین۔
جھنگ

مت پوچھ مجھ سے میرے اجڑے دل کی کہانی میرے ہمدم
اس میں کچھ پردہ نشینوں کے بھی نام آتے ہیں
☆ ---------محمد یاسین۔
جھنگ

بادل بھی ہو گھٹا بھی ہو بارش نہ ہو تو کیا فائدہ

یار بھی ہو دلدار بھی ہو ملاقات نہ ہو تو
کیا فائدہ
☆-----ذوالفقار علی سانول۔
ملکوال
اس کے لہجے کے بدلنے کی کہانی سن کے
اب بھی اے دل اُسے چاہو تو تمہاری مرضی
☆---------ثوبیہ کنول
۔بھکر
اداس مت رہا کرو ہم سے برداشت
نہیں ہوتا S
تمہارے چہرے کو خوش دیکھ کر ہم اپنا
غم بھول جاتے ہیں
☆---چوہدری سعید آکاش۔
مظفر آباد
ہم باوفا تھے اس لیے نظروں سے گر گئے
اسے تلاش شائد کسی بے وفا کی تھی
☆-----عمر الزمان شاہین۔
ساہیوال
پانی میں عکس دیکھ کر خوش ہو رہا تھا میں
پتھر کسی نے پھینک کر منظر ہی بدل دیا
☆------راشد علی نمبردار۔
سیالکوٹ
تمام عمر تیرا انتظار کر لیں گے
مگر یہ رنج رہے گا کہ زندگی کم ہے
☆--------فنکار شیر زمان۔
پشاور
تیرے دل میں وہ پہلے سی محبت نہیں
رہی لگتا ہے تیری نظروں سے گر چکا
ہوں میں
☆-----سید مبارک علی شمسی۔
قائم پور
تیرے ہونٹوں کی عزت کا خیال آتا
ہے جاتی
ورنہ پھولوں کو تو ہم سرِعام چوم
لیتے ہیں
☆---شاھذیب۔چک
نمبر 75/2C
اترے تھے کبھی فیض وہ آئینہ دل میں
عالم ہے وہی آج بھی ویرانی دل کی
☆---------اللہ دتہ۔
بھلوال
آساں تو نہیں تھا تیری یادوں کو بھلانا
اس لیے مجھے خود کو پڑا میٹھی نیند سلانا
☆--------اللہ دتہ۔ذوالفقار
کافی
پھر نہیں بستے وہ دل جو اک بار اجڑ
جاتے ہیں
قبر جتنی بھی سنوارو کوئی زندہ نہیں ہوتا
☆---ایم خالد محمود
سانول۔مروٹ
زندگی تو ہی بتا کیسے تجھے پیار کروں
تیری ہر صبح میری عمر گھٹا دیتی ہے
☆----------------
تجھ کو چاہا تیری دہلیز کو سجدہ نہ کیا
وہ میرا عشق تھا یہ میری خودداری ہے
☆-------محمد ساجد کوڑا۔
جڑانوالہ
تقدیر بنانے والے تو نے کمی نہ کی
کسی کو کیا ملا یہ مقدر کی بات ہے
☆---------محمد ساجد۔
جڑانوالہ
بندھن ٹوٹ نہ جائے میرے ضبط کا
کیف
آجاؤ تم بن اداس ہے پَل پَل
☆---عبدالمالک کیف۔
صادق آباد
نہ وہ ہم سے بچھڑا نہ روٹھا ذرا بے در
پردہ
ہاں وہ ماں کا عالمگیر ہاں وہ دھڑکنوں
کا شہزادہ
☆-----محمد خان انجم۔لدھے
وال
غم تو انسان کی غلطیوں کی سزا ہوتے
ہیں عاصم
لیکن جتنے غم مجھے ملے اتنی تو میری عمر
بھی نہیں
☆--------ایم عاصم۔چوک
جتلا
ٹھکرایا ہر کسی کو تمہاری محبت کے
سہارے
غمشاد میرے چاہنے والے آج بھی
چاہتے ہیں
☆------الٰہی بخش غمشاد۔کیچ
مکران
نجانے کیوں بس جاتے ہیں دل میں
وہ لوگ
جن لوگوں سے قسمت کے ستارے

نہیں ملتے
☆----رائے جاوید۔فورٹ
عباس
پردے کی کچھ حد بھی ہے پردہ نشین
کھل کے مل بے جا منہ چھپانا چھوڑ
دے
☆------رائے جاوید۔فوٹ
عباس
زندگی جبر مسلسل کی طرح کاٹی ہے
جانے کس جرم کی پائی ہے سزا یاد نہیں
☆--------جمیل فدا۔خیر
پور
عشق سے امید وفا
مزمل خیر تو ہے ؟؟؟
☆--------مزمل حسین۔
کسووال
اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغ
زندگی
اگر تو میرا نہیں بنتا تو نہ اپنا بن پاتا
☆۔مولانا عبدالشعور
نقشبندی۔حافظ آباد
ہم آپ سے کبھی خفا ہو نہیں سکتے
وعدہ کیا ہے تو بے وفا ہو نہیں سکتے
تم بھلے ہم کو بھلا کر سو جاؤ
ہم تم کو بھلا کر سو نہیں سکتے
☆-----حافظ عبدالرزاق۔
سیالکوٹ
تیری رسوائیوں کے ڈر سے ہم
خاموش ہیں ورنہ
لکھنے پہ آجائیں تو قلم سے سر قلم کریں
☆----------وسیم آکاش۔
میلسی
اتنی وفائیں بھی نہ کرنا کبھی کسی سے
ضیافت
دل کی گہرائی سے چاہا جائے تو لوگ
مغرور ہو جاتے ہیں
☆--------ضیافت علی۔آزاد
کشمیر
ہوتی جو اگر محبت تو پوچھتے ضرور حال
ہمارا ضیافت
ہم اتنے خوش نصیب کہاں کہ کوئی ہم
سے پیار کرتا
☆--------ضیافت علی۔
آزاد کشمیر
درد کے بیج لگائے تھے دل میں سدا
بہار پودے اُگے
سوچا خزاں میں مُرجھا جائیں گے مگر اور
بھی کھلے
☆--------محمد افضل اعوان۔
گوجرہ
اب یہ سوچا ہے وفا مفت میں دے
دینگے
سیل بھی لگائی تھی کوئی گاہک نہیں آیا
☆------محمد افضل اعوان
۔گوجرہ
محبت بھی کیا روگ ہے فراز
جسے بھولے، وہ سدا یاد آیا
☆---عامر امتیاز نازی۔
کلاں سیداں
میری غربت نے اڑائے ہیں میری
محبت کے مذاق (وفا)
اک تیری امیری ہے جس نے
تیرے عیب چھپا رکھے ہیں
☆--------ایم ارشد۔
گوجرانوالہ
کیوں روتے ہو اس بے وفا دنیا میں
اے دوست
آنسوؤں سے تقدیر بدلتی تو آج میرا
بھی کوئی اپنا ہوتا
☆--------عابد علی آرزو۔
ننکانہ
سنا ہے درد کا احساس اپنوں کو ہوتا ہے
آرزو
جب درد اپنے ہی دیں تو پھر احساس
کیسے ہو
☆------عابد علی آرزو۔
سانگلہ ہل
اصول محبت میں تم خود بے وفا ہو فراز
وہ جو بچھڑا تو تم مر کیوں نہیں گئے
☆----شعیب شیرازی میو۔
جوہر آباد
ہم ٹوٹ کر کرتے ہیں میری جان
محبت
یہ کام ہمیں حسب ضرورت نہیں آتا
☆----شعیب شیرازی میو۔
جوہر آباد
ساری عمر اپنا بناتے رہے پھر بھی وہ
اپنا نہ ہو سکا آرزو
پتہ نہیں کون سی محبت تھی جو ہم دے نہ
سکے

''جواب عرض'' کی ہردلعزیز شاعرہ کشور کرن کی شاعری

غزل

وہی آج آنکھ سے برسا ہے ساون کی طرح
جو سدا رہا میرے ساتھ آنچل کی طرح
میں تو وہ تھی جو ہر دل جیت لیتی تھی
آج کس در پہ دستک دے رہی ہوں سائل کی طرح
آج وہ نہیں تو ساتھ میرا سب چھوڑ گئے
لگتا ہے میں بھی ہوں تنہا کسی پاگل کی طرح
شکوہ نہ کروں گی دعا ہی دوں گی
کرن کا دل ہے تو کسی وسیع سمندر کی طرح

غزل

فنا کے بعد بھی مجھ کو ستا رہا ہے کوئی
نشان قبر کا بھی مٹا رہا ہے کوئی
میرے خدا مجھے تھوڑی سی زندگی دے دے
اداس میرے جنازے سے جا رہا ہے کوئی
میری اے حسرت[illegible] ارمان ذرا ٹھہر جاؤ
کہ بے نقاب تصور میں آ رہا ہے کوئی
اندھیری. رات کے تارو نہ جھلملاؤ
خدائی سو گئی آنسو بہا رہا ہے کوئی
فرشتو! عرش سے پھول لا کے برساؤ
کرن کی قبر کو روند کے دلہن بنا رہا ہے کوئی

غزل

دل تو کہتا ہے زمانے سے چھپا لوں تجھ کو
دل کی دھڑکن کی طرح دل میں بسا لوں تجھ کو
کوئی احساس جدائی کا نہ رہنے پائے
اس طرح خود میں میری جان چھپا لوں تجھ کو
روٹھ جائے تو اگر مجھ سے میری جان وفا
ساری دنیا سے خفا ہو کے منا لوں تجھ کو
جب بھی دیکھوں تیرے چہرے پہ اداسی کا سما
بس یہی چاہوں کسی طرح ہنسا لوں تجھ کو
تو کبھی دنیا سے بیزار اگر ہو جائے
دل یہی چاہے بانہوں میں چھپا لوں تجھ کو

غزل

اپنی شاعری میں تیرا ذکر بار بار کریں گے
تیری چاہت سے نہ ہم انکار کریں گے
کوئی سلسلہ نہیں ہے تم سے ملنے کا
تصویر تیری دیکھ کر تیرا دیدار کریں گے
اب بھی نہ آؤ گے پہلے وعدوں کی طرح
پھر بھی تیرے آنے کا انتظار کریں گے
جب ہم نہ ہوں گے زمانے میں اے کرن
سب سے ذکر میرا وہ بار بار کریں گے

غزل

مانگا ہے تجھے رب سے ہم نے التجا کر کے
اب دور نہ جانا کبھی مجھے تنہا کر کے
کون کہتا ہے اب وفاؤں کا نام باقی ہے
تم نے دیکھا نہیں کسی سے وفا کر کے
کیا ہے جو عہد تو اسے نبھائیں گے ضرور
ہم نہ تم سے جدا ہوں گے کبھی دغا کر کے
تم سے وابستہ ہے زندگی اے موج صباء
چاہیں گے ہم تجھے چاہت کی انتہا کر کے
نظر نہ لگے ہمارے پیار کو کسی دشمن کی
نکلتے ہیں گھر سے کرن یہی دعا کر کے

غزل

میں تیری یاد کو کہیں رکھ کر بھول گئی ہوں
سوچا تھا پہلے کرلوں وہ کام جو مجھ کو کرتے ہیں
پھر تو سارے ماہ و سال اس کے ساتھ گزرتے ہیں
جب یہ قرض ادا کرلوں گی جب یہ قرض اتاروں گی
عمر کا باقی حصہ تیری یاد کے ساتھ گزاروں گی
آج فراغت پاتے ہی ماضی کا دفتر کھولا ہے
تنہائی میں بیٹھ کے اپنا اک اک زخم ٹٹولا ہے
چھان ہو چکی ہوں جسم و روح پر آئی خراشوں کو
الٹ پلٹ کر دیکھ لیا ہے ارمانوں کی لاشوں کو
کمرے میں رکھا تھا اسے یا دل میں کہیں دفنایا تھا
جانے وہ انمول خزانہ میں نے کہاں چھپایا تھا
ساری عمر کا حاصل تھا یہ کھونے والی چیز نہیں
سوچ رہی ہوں یاد تیری کم ہونے والی چیز نہیں
ورق ورق کر دیکھا اپنی گرد آلود کتابوں کو
جیسے کرن بیداری میں ڈھونڈ رہی ہے خوابوں کو

محبت کیا ہے

محبت وہ صدا ہے جو کہ آنکھوں سے نکلتی ہے
محبت وہ صباء ہے جو کہ بن پیروں کے چلتی ہے
محبت ایک کوئل ہے جو کہ بن امبوا کے بولے گی
محبت ایسی برکھا جو کہ بن بادل ہی برسے گی
محبت چاندنی ہے اور اجلی پوشاک ہے جانو
محبت وہ ستارہ ہے جو بن آکاش چمکے گا
محبت ایسا چندرما جس پر اماوس آ نہیں سکتی
محبت پائلوں کی گونج سے بجتا ہوا نغمہ
محبت آنکھ سے ٹپکا ہوا بے رنگ آنسو ہے
محبت رات کی رانی کی بے باک خوشبو ہے
محبت ٹوٹتے بنتے ہوئے رشتوں کا سنگم ہے
محبت روح میں ٹھہرا ہوا اک ابدی موسم ہے
محبت ظلم سے لڑتا ہوا اک جذبہ پیہم ہے
محبت عجز ہے یہ عاجزی ہے بندگی ہے یہ
محبت وہ ہے جس کے سامنے شاہوں کے سر خم ہیں
محبت تو شب آخر میں مولا کی عبادت ہے
محبت رات کے آنچل پہ سجے تاروں کی جھرمٹ ہے
محبت ایسی آتش جو کہ پربت توڑ سکتی ہے
محبت ایسی طاقت جو طوفان کو موڑ سکتی ہے
محبت کو کسی گوری کے شرمانے میں پاؤ گے
محبت ڈھونڈو تم کسی بچے کی معصوم آنکھوں میں

اُبھرتے ہوئے شاعر

اُبھرتی ہوئی شاعرہ گلشن ناز، ٹھٹھہ قریشی کی شاعری

غزل۔ تیری یاد کے جگنو

شام ڈھلے جب جگمگاتے ہیں میرے آنگن میں
تیری یاد کے جگنو
ہر پل مجھے ستاتے ہیں
میری اداس شاموں کو سجاتے ہیں
تیری یاد کے جگنو
میں روؤں تو مجھ کو ہنساتے ہیں
روٹھ جاؤں تو مجھ کو مناتے ہیں
میرے ہر ناز و انداز اٹھاتے ہیں
تیری یاد کے جگنو
پھولوں سے خوشبو چراتے ہیں
میرے سونے آنگن کو تاروں سے سجاتے ہیں
میرے آنچل میں اکثر چھپ جاتے ہیں
تیری یاد کے جگنو
ڈھونڈتی پھروں میں ہر چمن ہر گلشن بہار میں اس کو
مجھ کو میرے ہی گلشن میں پکارتے ہیں
تیری یاد کے جگنو
بھٹکنے لگوں اگر میں تنہائی کے اندھیروں میں
تو مجھ کو میری منزل تک لے جاتے ہیں
تیری یاد کے جگنو
میری بند آنکھوں کے سپنے دکھاتے ہیں
تیری یاد کے جگنو

گلشن ناز۔ ٹھٹھہ قریشی

تیری جدائی،

تیری جدائی نے مجھ کو شاعرہ بنا دیا
تیری تنہائی نے مجھے پاگل بنا دیا
تیری چاہت میں میں ڈوب گئی
تیری اداؤں نے مجھے گھائل کر دیا
تیری محبت نے مجھے لوٹ لیا
تیری خاموشی نے مجھ سے کہہ دیا
تیری آنکھوں سے ہم نے سپنے چرائے
اور نیندوں سے منہ موڑ لیا
گر ملنا چاہو تو اجازت ہے
ہم نے دل کا دروازہ کھول دیا
ہمیں تم سے محبت ہے۔ ہمیں تم کو یہ بتانا ہے
کوئی کچھ بھی کہے ہم سے۔ ہمیں تم کو اپنانا ہے

گلشن ناز۔ ٹھٹھہ قریشی

سب مجھے یاد ہے

وہ تیرا دیکھنا تیرا مسکرانا
میری آنکھوں میں وہ کاجل لگانا
اور پھر شرما کے چلے جانا۔ سب مجھے یاد ہے
وہ تیری بھیگی زلفیں۔ تیرا وہ لہراتا ہوا آنچل
میرے ہاتھوں پہ وہ مہندی لگانا۔ سب مجھے یاد ہے
میری وہ رم جھم کرتی بندیا۔
میرے ہاتھوں کا کھنکتا ہوا وہ کنگن
میری وہ پائل کا شور مچانا۔ تیرا یوں میرے قریب آنا
اور کچھ کہتے کہتے رک سا جانا۔ وہ تیری دلکشی
وہ تیرا انداز بیاں۔ سب مجھے یاد ہے

گلشن ناز۔ ٹھٹھہ قریشی

نئی ابھرتی ہوئی شاعرہ نرگس ناز کی شاعری

انتظار

اتنا دکھ مرنے والوں کا نہیں ہوتا ہے
جتنا بچھڑنے والوں کا ہوتا ہے
مرنے والے تو مٹی میں دفن ہو جاتے ہیں
اور کبھی نہ کبھی ان کی یاد دل سے نکل جاتی ہے
مگر بچھڑنے والوں کا انتظار نا کی یاد
ہمیشہ دل میں چھپی رہتی ہے جانے والا شاید
دنیا کی بھیڑ میں گم ہو جاتا ہے مگر انتظار کرنے والا
اس کی راہ میں آنکھیں بچھائے رہتا ہے
شاید کہ وہ راستہ بھول کر آ جائے
اور نظروں کی پیاس بجھ جائے

نئی خواہش

دیکھے جب شام تنہائی میری کوئی
پھر دل میں اتر جائے میرے کوئی
میں نے چاند اور ستاروں کی تمنا کی تھی
چاند میں پھر میرا گھر بنائے کوئی
اک نئی خواہش جو دل میں ابھری ہے
ڈر یہ کہ اندھیروں میں اڑا لے کوئی
شہر جہاں میرے پیار کے چرچے ہیں
اک تو میری نظر میں نہ سمایا کوئی

غزل

اے محبت تیرے انجام پے رونا آیا
جانے کیوں آج تیرے نام پے رونا آیا
یوں تو ہر شام امیدوں میں گزر جاتی ہے
آج کچھ بات تھی جو شام پے رونا آیا
کبھی تقدیر کا ماتم کبھی دنیا کا گلا
منزل اے عشق میں ہر کام پے رونا آیا
جب ہوا ذکر زمانے میں محبت کا
مجھے اپنے دل نادان پے رونا آیا
اے محبت تیرے انجام پے رونا آیا

قطعہ

وہ جاتے ہوئے بھی کچھ اپنے سنگ لے گیا
پھولوں کی خوشبو بہاروں کے رنگ لے گیا
پہلے بھی تھے ہجر کے شبر و روز بہت تھے
اب کے موسم جدائی جینے کے ڈھنگ لے گیا

فردیات

وہ اکثر ہم سے کہا کرتا تھا
زندگی تمہارے نام کر دی ساقی
نہ جانے زندگی ہمارے نام کر کے
وہ کب کس کا ہو گیا

اپنی زندگی تو اب مفت کا کھلونا رہ گیا ہے غالب
کبھی ہم بھی جایا کرتے تھے
جب کوئی ہمارا ہوا کرتا تھا

مجھے قسمت سے کوئی شکوہ نہیں لیکن اے خدا
وہ میری زندگی میں آیا ہی کیوں
جو میری قسمت میں نہیں تھا

☆.....نرگس ناز
سکھر

اُجڑتے دیکھا ہے

رخ شباب کو آج جو آنکھ سے مرتے دیکھا ہے
چاند کو آ کاش پے ستاروں کے جھرمٹ سے نکلتے دیکھا ہے
مجھ کو محسوس ہوا ہے کہ درد جدائی کیا ہوتا ہے
جب میں نے پھول کو ٹہنی سے بچھڑتے دیکھا ہے
زندگی کتنا عذاب ہے ساحل میری دوست کوئی مجھ سے پوچھے
کئی بار میں نے ان آنکھوں سے گلشن کو
بہاروں میں اجڑتے دیکھا ہے

جلنے کی خبر

میرے پہلو میں بھی اک شمع جلا کرتی ہے
جس کی لو سے تصویر بنا کرتی ہے
سامنے تیرے تو زبان میری بند رہتی ہے
دل کی جو باتیں ہیں وہ آنکھ ادا کرتی ہے
چپ کیوں ہو ہم سے کوئی تو بات کرو
ایسی خاموشی سے تکلیف اور ہی بڑھا کرتی ہے
شمع جلتی ہے تو زمانے کو پتہ چلتا ہے ساحل
دل کے جلنے کی خبر کب ہی کسی کو ہوا کرتی ہے

شکایت ہوگی

وہ کسی اور کی ہو گی تو قیامت ہو گی
پھر کسی کو بھی نہ کسی سے کبھی محبت ہو گی
اُسے کوئی اور دیکھے اچھا نہیں لگتا مجھ کو
اس سے بڑھ کر کسی کو اور کیا کسی سے الفت ہوگی
کل رات چودھویں کے چاند کو دیکھا تو احساس ہوا
وہ اکیلی ہے اُسے بھی شاید میری ضرورت ہوگی
اے خدا کسی اور کا نہ ہونے دینا میری ساحل کو
میرے مولا زندگی بھر نہ مجھ کو تجھ سے شکایت ہوگی

☆..... خلیل احمد ملک
شیدانی شریف

شاعری خلیل احمد ملک

مزہ آجائے گا

اک غزل وہ بھی سنائیں تو مزہ آ جائے گا
اک آنسو وہ بھی بہائیں تو مزہ آ جائے گا
آج کہہ دو ساقی سے کہ میرا غم بہت گہرا ہے
وہ نظروں سے پلا کے دشمنی نبھائے تو مزہ آ جائے گا
اُس زہر کو بھی میں جام سمجھ لوں گا ساحل
وہ اگر اپنے ہی ہاتھوں سے پلائے تو مزہ آ جائے گا

محمد اشرف زخمی دل، بچیکی، ننکانہ صاحب کی شاعری

غزلیات

کیا معلوم کہ سانس بھی ساتھ دے گی
تیری یادوں کو بھلانے کے بعد
روز آتے ہو رلاتے ہو چلے جاتے ہو
میری پلکوں میں اشک سجانے کے بعد
خود ہی بتاؤ کیا ممکن ہے شاہ بھول جانا
یاد یار کو دل میں بسانے کے بعد
معاف کرنا شاہ مجبور ہوں میں
بھول جاؤں تم کو مرنے کے بعد

ہر ہنسی میں سو افسانے ہیں
آنکھوں میں دکھ کے خزانے ہیں
اس پہ ہم خوش رہتے ہیں
ہم غم مسکرا کر سہتے ہیں
سب نے اپنا دکھ سہنا ہے
جب تک زندہ رہنا ہے
جب مٹی میں سو جائیں گے
دکھ سکھ بھی ختم ہو جائیں گے

رونق گلشن گلوں کی تازگی سے روٹھ کر
کیا ملے گا تجھ کو پاگل زندگی سے روٹھ کر
ہر قدم ہو سوز، پچھلے اندھیروں کے سوا
ہم نے کیا پایا اب تک روشنی سے روٹھ کر
حشر تک کوئی نہ آئے گا منانے کے لئے شاہ
اب یقین ہونے لگا ہم کو کسی سے روٹھ کر
آفتوں میں گھر نہ جائے یوں کسی کی بھی حیات
جس طرح دنیا میری اجڑی خوشی سے روٹھ کر

اندھیری رات میں شمع جلانا بھول جاتے ہیں
ہاری یاد آتی ہے بھلانا بھول جاتے ہیں
تمہاری اک یہی عادت پریشان ہم کو کرتی ہے
نظر میں آ تو جاتے ہو زمانہ بھول جاتے ہو
تمہارے ہاتھ میں اکثر گلابی پھول دیکھا ہے
ہماری راہ میں اکثر بچھانا بھول جاتے ہو
تمہیں تو لوٹ جانے کی اکثر فکر رہتی ہے
مگر جب لوٹ جاتے ہو تو آنا بھول جاتے ہو
سنا ہے تم ہتھیلی پہ ہمارا نام لکھتے ہو
مگر جب ہم سے ملتے ہو دکھانا بھول جاتے ہو

خنجر سے کرو بات نہ تلوار سے پوچھو
میں قتل ہوا کیسے میرے یار سے پوچھو
فرض اپنا مسیحا نے ادا کر دیا لیکن
کس طرح کٹی رات یہ بیمار سے پوچھو
کچھ بھول ہوئی ہے تو سزا بھی کوئی ہو گی
سب کچھ میں بتا دوں گا ذرا پیار سے پوچھو
آنکھوں نے چپ رہ کے بھی روداد سنا دی
کیوں کھل نہ سکے یہ اب اظہار سے پوچھو
رونق ہے میرے گھر میں تصور سے ہی جس کے
وہ کون تمہارا ہی در و دیوار سے پوچھو

جی لیں گے ہم

جی لیں گے ہم اپنا کیا ہے
دل ہے ٹوٹا سپنا کیا ہے
انا پرست ہے وہ کیا جانے
میرے دل کا تڑپنا کیا ہے
گھر میرا تو جل چکا
اے بادل تیرا برسنا کیا ہے
جب چل نکلے ہیں ان راہوں
پھر پیچھے مڑ کے تکنا کیا ہے
دل تو اس نے توڑ دیا ہے
سینے میں یہ کسی کا دھڑکنا کیا ہے
وہ تیرے نصیب میں جب نہیں تھا اشرف
تیرا اپنی قسمت سے پھر لڑنا کیا ہے

غم

اس غم کو تو اب دل میں سمونا ہی پڑے گا
آنکھیں جو بھر آئی ہیں تو رونا ہی پڑے گا
وہ شخص مرادوں سے جسے پایا تھا ہم نے
محسوس یہ ہوتا ہے کہ کھونا ہی پڑے گا
اب جی کو جلاتے ہوئے اک عمر ہوئی ہے
اب ہم کو تیری طرح کا ہونا ہی پڑے گا
یہ ہجر کا موسم کہیں بے کار نہ جائے
باقی جو بچا ہے اسے کھونا ہی پڑے گا
اس کشت ملازمت میں میری جان ذرا دیکھو
یہ غم محبت ہے کہ بونا ہی پڑے گا

شاہ تیرے لئے

لکھی ہے یہ غزل صرف تیرے لئے
دیوانے بنے بھی تو صرف تیرے لئے
کسی کو نہیں دیکھیں گے اب یہ آنکھیں
نظریں ترسیں گی صرف تیرے لئے
ہر سانس میں یاد کریں گے تجھے ایس
یہ سانس بھی نکلے گی تو صرف تیرے لئے
ہر پیار سے پیارے لگتے ہو تم مجھے ایس
میں نے پیار سیکھا بھی تو صرف تیرے لئے
ہنسی تو میرے لبوں سے روٹھ گئی ہے
مگر جس روز بھی ہنسیں گے تو صرف تیرے لئے

کھلاڑی

اس نے پیار کا کھیل بھی نفرت سے کھیلا
ہر بار وہ ظالم میری حسرت سے کھیلا
میرے دل و جان پہ سارا حق تھا اُسے
دکھ اتنا ہے کہ وہ میری غربت سے کھیلا
دل توڑا تو بکھرنے بھی نہ دیا اس نے
میرے دل کے ساتھ کتنی الفت سے کھیلا
کیسے اس کے ہاتھوں برباد نہ ہوتے دوستو!
پہلی بار زندگی میں کوئی اتنی محبت سے کھیلا

☆..... محمد اشرف زخمی دل
بچیکی ننکانہ صاحب

شاعرہ نائلہ طارق ملک کی شاعری

حمد

ابتدا کر رہی ہوں تیرے نام سے
مجھ کو محفوظ رکھ نامِ بدنام سے
چل کے آئی ہوں میں جائے الزام سے
خوب واقف ہے تو میرے انجام سے
جس نے ہستی تمہاری بھلائی یہاں
شان جھوٹی کمائی بنائی یہاں
پہنچی کی جس نے تمہارے احکام سے
لا تعلق رہوں ایسی اقوام سے
دن ڈھلے شب دیجور لائی تھی جو
میرے اجداد کے سر پہ آئی تھی جو
خوف آتا ہے مجھ کو اسی شام سے
دل دہل جاتا ہے گونج کہرام سے
جان اپنی کروں حق کی راہ میں فدا
ایسی راہوں پہ چلتی رہوں میں سدا
جو جڑی ہوں تمہارے در و بام سے
ہے تعلق میرا باب الاسلام سے
تم نے بخشا ہے جن کو جہاں میں قرار
نام اپنا کر دوں میں انہی میں شمار
خیر و برکت ملے شاہ انعام سے
پہنچے لوگوں کو فائدہ میرے کام سے

غزل

اک سرد ہوا کے جھونکے نے جب تیرا نام بتایا تھا
کچھ گزری باتیں یاد آئیں کچھ بیتا زمانہ آیا تھا
وہ شوخ ادا مخمور نگاہ، پھر دل میں اتر کر آنے لگے
حسرت کی صدا نے درد بھرا اک گیت الوکھا گایا تھا
معصوم کلی بے نام کلی، اک غنچہ شاخ پہ لہرایا
یہ دیکھ کے زخمی ہونٹوں پر کسی حرف نے درد جگایا تھا
میرا گیت سنا تھا گلشن نے، ہر پھول کھلا وہ مالی بھی
سن گیت کلی ہر مہکی تھی، اک پھول جدا سا پایا تھا
ہر آئینے دیکھا گلشن میں، وہ پھول تمہاری حسرت کا
بے نام سی خوشبو پھیلی تھی، بے رنگ سا کوئی سایہ تھا

غزل

یا غم یا کہرام ملا
درد سے کب آرام ملا
دھوپ میں سارا دن گزرا
سایۂ وقت شام ملا
ظلم کی جب فہرست بنی
اس میں تیرا نام ملا
تیری دکھیا نگری میں
چین برائے نام ملا
جس کے سہارے شب کاٹی
ایک چراغ شام ملا
ایک ہم ہی اچھے ہیں سنو
ہر شاعر بدنام ملا

سرائیکی گیت

درد دل توں اٹھے دل کوں جاہ نہ ملی
دل دی درسال تے کیوں پناہ نہ ملی
مل کے وچھوڑے ہیسے وقت تھوڑے دے وچ
عمر گزری ہے سالم وچھوڑے دے وچ
ایں زمانے تے میڈی صلاح نہ ملی
دل دی درسال تے کیوں پناہ نہ ملی
راہ تے منزل دی خواہش رکاوٹ بنی
دل دی دھڑکن دی اپنی تھکاوٹ بنی
راہ رکاوٹ رہی راہ توں راہ نہ ملی
دل دی درسال کیوں پناہ نہ ملی
موت آکے ملاون دا وعدہ کرے
ہے جو حسرت نبھاون دا وعدہ کرے
تیئں توں فکشن دی کوئی وجہ نہ ملی
دل دی درسال تے کیوں پناہ نہ ملی
باجھ تیڈے حیاتی ہریندی رہی
رات میکوں مسلسل ڈریندی رہی
چن فلک تے ہا میڈی نگاہ نہ ملی
دل دی درسال تے کیوں پناہ نہ ملی
نائلہ تیڈا جہاں کوں ڈسیندی رہی
زخم سینے دا اپنا ڈکھیندی رہی
بھر کے ڈسکی نری آں کوئی دوا نہ ملی
دل دی درسال تے کیوں پناہ نہ ملی

......نائلہ طارق ملک
ضلع لیہ

*

غزل

یاد ماضی میں جو آنکھوں کو سزا دی جائے
اس سے بہتر ہے کہ ہر بات بھلا دی جائے
جس سے تھوڑی بھی امید زیادہ ہو کبھی
ایسی ہر شمع سر شام جلا دی جائے
میں نے اپنوں کے رویوں سے یہ محسوس کیا
دل کے آنگن میں بھی دیوار اٹھا دی جائے
میں نے یاروں کے بچھڑنے سے یہ سیکھا محسن
اپنے دشمن کو بھی جینے کی دعا دی جائے

☆......مرسلہ: شکیلہ بانو-لاہور

انتظار حسین ساقی کی درد بھری شاعری

غزل

بجز ہوا، کوئی جانے نہ سلسلے تیرے
میں اجنبی ہوں، کروں کس سے تذکرے تیرے
یہ کیسا قرب کا موسم ہے اے نگار چمن
ہوا میں رنگ نہ خوشبو میں ذائقے تیرے
میں ٹھیک سے تری چاہت تجھے جتا نہ سکا
کہ میری راہ میں حائل تھے مسئلے تیرے
کہاں سے لاؤں تیرا عکس اپنی آنکھوں میں
یہ لوگ دیکھنے آتے ہیں آئینے تیرے
گلوں کو زخم ستاروں کو اپنے اشک کہوں
سناؤں خود کو ترے بعد تبصرے تیرے
یہ درد کم تو نہیں ہے کہ تو ہمیں نہ ملا
یہ اور بات کہ ہم بھی نہ ہو سکے تیرے
جدائیوں کا تصور رلا گیا تجھ کو
چراغ شام سے پہلے ہی بجھ گیا تیرا
ہزار نیند جلاؤں ترے بغیر مگر
میں خواب میں بھی نہ دیکھوں وہ رتجگے تیرے
ہوائیں موسم گل کی ہیں لوریاں جیسے
بکھر گئے ہیں فضاؤں میں قہقہے تیرے

کیوں خفا ہیں یہ لوگ

بچھڑ کے مجھ سے کبھی تو نے یہ بھی سوچا ہے
ادھورا چاند بھی کتنا اداس لگتا ہے
یہ ختم وصل کا لمحہ ہے، رائیگاں نہ سمجھ
کہ اس کے بعد وہی دوریوں کا صحرا ہے
کچھ اور دیر نہ جھڑنا اداسیوں کے شجر
کسے خبر ترے سائے میں کون بیٹھا ہے
یہ رکھ رکھاؤ محبت سکھا گئی اس کو
وہ روٹھ کر بھی مجھے مسکرا کے ملتا ہے
میں کس طرح تجھے دیکھوں نظر جھجکتی ہے
ترا بدن ہے کہ یہ آئینوں کا دریا ہے
کچھ اس قدر بھی تو آسان نہیں ہے عشق ترا
یہ زہر دل میں اتر کر ہی راس آتا ہے
میں تجھ کو پا کے بھی کھویا ہوا سا رہتا ہوں
کبھی کبھی تو مجھے تو نے ٹھیک سمجھا ہے
مجھے خبر ہے کہ کیا ہے جدائیوں کا عذاب
کہ میں نے شاخ سے گل کو بچھڑتے دیکھا ہے
میں مسکرا بھی پڑا ہوں تو کیوں خفا ہیں یہ لوگ
کہ پھول ٹوٹی ہوئی قبروں پر بھی کھلتا ہے

غزل

مری محبت تو اک گہر ہے، تری وفا بے کراں سمندر
تو پھر بھی مجھ سے عظیم تر ہے، کہاں گہر ہے کہاں سمندر
یقین ہے دھوکے میں آ کے اترا ہے چاند، پانی کی سلطنت میں
بلندیوں سے دکھائی دیتا ہے ہوبہو آسماں سمندر
ازل سے بے سمت جستجو کا سفر ہے درپیش پانیوں کو
کسے خبر کس کو ڈھونڈتا ہے مری طرح رائیگاں سمندر
میں تشنہ لب دور سے جو دیکھوں تو ہر طرف جل آب پاؤں
قریب جاؤں تو ریت شعلہ، غبار ساحل، دھواں سمندر
ہمارے دل میں چھپے ہوئے درد کی خبر چشم تر کو ہو گی
سنا ہے زیر زمیں خزانوں کا ہے فقط رازداں سمندر
میں استعاروں کی سرزمیں پر اتر کے دیکھوں تو بھید پاؤں
بشر مسافر، حیات صحرا، یقین ساحل، گماں سمندر
جہاں جہاں شام غم کی افسردگی کا ماتم بپا ہوا ہے
افق سے ہنس کر گلے ملا ہے وہاں وہاں مہرباں سمندر

غزل

ہم جو پہنچے سر مقتل تو یہ منظر دیکھا
سب سے اونچا تھا جو سر، نوک سناں پر دیکھا
ہم سے مت پوچھ کہ کب چاند ابھرتا ہے یہاں
ہم نے سورج بھی ترے شہر میں آ کے دیکھا
پیاس یاروں کو اب اس موڑ پہ لے آئی ہے
ریت چمکی تو یہ سمجھے کہ سمندر دیکھا
ایسے لپٹے ہیں در و بام سے اب کے جیسے
حادثوں نے بڑی مدت میں مرا گھر دیکھا
زندگی بھر نہ ہوا ختم قیامت کا عذاب
ہم نے ہر سانس میں برپا نیا محشر دیکھا
اتنا بے حس کہ پگھلتا ہی نہ تھا باتوں سے
آدمی تھا کہ تراشا ہوا پتھر دیکھا

فردیات

تیرے بغیر جی تو رہا ہوں مگر یہ دل
صحرا کی چاندنی کی طرح سوگوار ہے

تم تو انساں کے مقتل سے گزر آئے ہو
مجھ سے ٹوٹا ہوا پتا بھی نہ دیکھا جائے

چاند نکلا ہے ترے بعد تو یوں لگتا ہے
میرے آنگن کا پتہ بھول گیا ہو جیسے

یوں ترا انتظار کرتا ہوں
جیسے میں تجھ کو یاد ہوں اب تک

......انتظار حسین ساقی
ناندلیانوالہ

ریاض احمد

عمر: 36 سال
تعلیم: ایف اے
مشغلے: جواب عرض میں لکھنا پڑھنا، قلمی دوستی کرنا،
پتہ: باغبانپورہ، لاہور

سردار اقبال خان مستوئی بلوچ

عمر: 29 سال
تعلیم:
مشغلے: اچھے لوگوں سے قلمی دوستی کرنا، جواب عرض پڑھنا
پتہ: سردار گڑھ، ڈاک خانہ خاص، تحصیل و ضلع رحیم یار خان

طارق اسلم

عمر: سال
تعلیم:
مشغلے: تاریخی کتابوں کا مطالعہ، قلمی دوستی کرنا
پتہ: محلہ کھیوہ، سیکٹر نمبر 3، خلابٹ، ٹاؤن شپ، ہری پور

ولید

عمر: 16 سال
تعلیم:
مشغلے: مطالعہ کرنا، قلمی دوستی کرنا، جواب عرض پڑھنا
پتہ: معرفت ولید بک ڈپو، نیو ... حندیاں خاص، ضلع قصور

محمد اشرف زخمی دل

عمر: 25 سال
تعلیم:
مشغلے: چاہنے والوں سے پیار کرنا، قلمی دوستی کرنا
پتہ: 51/1 پکیپی، تحصیل و ضلع ننکانہ صاحب

یاسر ساقی

عمر: 22 سال
تعلیم:
مشغلے: ہمدردی کرنا، دل جیتنا، قلمی دوستی کرنا، مطالعہ کرنا
پتہ: تنہور، پوسٹ آفس لساں نواب، تحصیل و ضلع مانسہرہ

عامر یونس

عمر: 20 سال
تعلیم:
مشغلے: قلمی دوستی کرنا، کرکٹ کھیلنا، جواب عرض پڑھنا
پتہ: معرفت ناصر اقبال بک ڈپو، حندیاں خاص، ضلع قصور

شاہد سلیم

عمر: 24 سال
تعلیم:
مشغلے: اسلامی کتب پڑھنا، کہانیاں لکھنا اور دوسروں کی مدد کرنا
پتہ: گاؤں کچہ موڑ، ڈاک خانہ منوں نگر، تحصیل حسن ابدال، ضلع اٹک 37103

محمد سعید

عمر: سال
تعلیم:
مشغلے: قلمی دوستی کر کے نبھانا، جواب عرض پڑھنا
پتہ: چونی، ضلع قصور

تصور علی حسرت کھوکھر

عمر: سال
تعلیم:
مشغلے: قلمی دوستی کرنا، فونک دوستی کرنا، مطالعہ کرنا،
پتہ: اگوچک

فنکار شیر زمان پشاوری

عمر: 33 سال
تعلیم:
مشغلے: جواب عرض پڑھنا، سدھیر کی پاکستانی فلمیں دیکھنا
پتہ: توحید کالونی نمبر 1، گلی نمبر 4 شاہین مسلم ٹاؤن نزد پھندو روڈ، پشاور شہر

سیف الرحمن زخمی

عمر: 31 سال
تعلیم:
مشغلے: دکھی لوگوں کی مدد کرنا، جواب عرض پڑھنا
پتہ: گاؤں مقابر شریف ... سیال، تحصیل و ضلع سیالکوٹ

ارمان سنگم

عمر: 18 سال
تعلیم:
مشغلے: لڑکے اور لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا، مطالعہ کرنا
پتہ: چک نمبر 239 ر-ب ہرلاں، ڈاک خانہ خانوآنہ خاص، تحصیل و ضلع فیصل آباد

محمد عمران

عمر: 25 سال
تعلیم:
مشغلے: مخلص لوگوں سے دوستی کرنا، مطالعہ کرنا،
پتہ: چشتیاں سٹی، ضلع بہاولنگر

مسٹر ایم ارشد وفا

عمر: 20 سال
تعلیم:
مشغلے: کسی کا دکھ معلوم کرنا، مدد کرنا، قلمی دوستی کرنا
پتہ: مدینہ ایجوکیشن ہائی سکول، روشن پورہ، گلی مسجد کشمیریاں والی، گرجاکھ، گوجرانوالہ

شہباز حسین

عمر: سال
تعلیم:
مشغلے: کتابیں پڑھنا، فونک دوستی، ایس ایم ایس کرنا
پتہ: چک نمبر 130/6R، ڈاک خانہ خاص، تحصیل ہارون آباد، ضلع بہاولنگر

سرفراز ڈاہر

عمر: 20 سال
تعلیم:
مشغلے: قلمی دوستی کرنا اور جواب عرض پڑھنا
پتہ: بمقام لکڑیانوالہ، ڈاک خانہ ... منڈی، ضلع حافظ آباد

فیض اللہ مجاور

عمر: 22 سال
تعلیم
مشغلے: سکول میں پڑھانا، نیوز کاسٹر، کرکٹ کھیلنا، قلمی دوستی
پتہ: محلہ بٹہ کوٹ، دربار روڈ سخی سرور، نزد مسجد طیب سلطان والی، ڈیرہ غازی خان

خالد فاروق آسی

عمر: 35 سال
تعلیم:
مشغلے: دوستی کرنا، شاعری کرنا، جواب عرض پڑھنا
پتہ: دی لائٹ پبلک سکول، علی پورہ، ملت کالونی، فیصل آباد

محمد محسن ساغر

عمر: 20 سال
تعلیم:
مشغلے: قلمی دوستی کرنا، جواب عرض پڑھنا
پتہ: شاہنواز کالونی، پاک ... تن روڈ، عارف والہ

حاکم علی گجر کھٹانہ

عمر: 20 سال
تعلیم
مشغلے: شاعری، اچھے دوست کی تلاش، کہانیاں لکھنا
پتہ: چک نمبر 120/WB، تحصیل و ضلع وہاڑی

حکیم محمد طفیل طوفی
عمر: 53 سال
تعلیم: فاضل طب جنسی
مشغلے: بیماروں کا علاج کرنا
پتہ: حکیم محمد طفیل طوفی، پی او بکس نمبر 2692، الصفات، الکویت

احمد مجی دکھی
عمر: سامنے ہوں
تعلیم: ایف اے
مشغلے: کہانیاں لکھنا، اچھے دوستوں کی تلاش
پتہ: تحصیل عیسیٰ خیل، پوسٹ آفس کالا باغ، مین بازار کالا باغ، ضلع میانوالی

ڈاکٹر محمد ایوب بوہڑ
عمر: 25 سال
تعلیم:
مشغلے: اچھے لوگوں سے دوستی کرنا
پتہ: گوٹھ ذوالفقار آباد یاری شاخ، اوستا محمد، ضلع جعفر آباد

جبرائیل آفریدی
عمر: 24 سال
تعلیم:
مشغلے: شہزادہ عالمگیر کی یاد میں تڑپنا، قلمی دوستی کرنا
پتہ: ناصر آباد، ڈاک خانہ کمر مشانی، تحصیل عیسیٰ خیل، ضلع میانوالی

انتظار حسین ساقی
عمر: سال
تعلیم:
مشغلے: قلمی دوستی کرنا، جواب عرض پڑھنا اور اس میں لکھنا
پتہ: چک نمبر 594 گ ب، بابی بجھیاں، پوسٹ آفس تاندلیانوالہ، تحصیل تاندلیانوالہ، ضلع فیصل آباد

عمران علی شیر انصاری
عمر: 22 سال
تعلیم:
مشغلے: اچھے اچھے دوست بنانا، جواب عرض پڑھنا
پتہ: محلہ مدینہ کالونی، نزد ایک مینار والی مسجد، بھائی پھیرو

محمد ریاض وسیمی
عمر: 20 سال
تعلیم:
مشغلے: کرکٹ کھیلنا اور دوستی کرنا
پتہ: ڈیرہ گجرانوالہ، پوسٹ آفس منکیرہ، تحصیل منکیرہ، ضلع بھکر

دوست محمد خان وٹو
عمر: سال
تعلیم:
مشغلے: قلمی دوستی کرنا، جواب پڑھنا اور اس میں لکھنا
پتہ: معرفت پاک ٹیلرز، لی لال روڈ، لیہ

عالمگیر تبسم
عمر: 20 سال
تعلیم:
مشغلے: جواب عرض پڑھنا
پتہ: رکھ کیکرانوالی، جھنگی نزد جامع مسجد شہیداں والی، ڈاک خانہ خاص، تحصیل و ضلع گوجرانوالہ

محمد دانش ستار
عمر: 7 سال
تعلیم:
مشغلے: شرارتیں کرنا
پتہ: ڈیرہ گجرانوالہ، پوسٹ آفس منکیرہ، تحصیل منکیرہ، ضلع بھکر

آصف ریاض
عمر: 30 سال
تعلیم:
مشغلے: فلاحی کام کرنا اور اچھے لوگوں سے دوستی کرنا
پتہ: موضع کالووال، تحصیل رینالہ خورد، ضلع اوکاڑہ

مدثر علی مدثر
عمر: 23 سال
تعلیم:
مشغلے: اچھے دوستوں سے بے پناہ محبت کرنا
پتہ: معرفت حاجی خادم الیکٹریشن ورکس، اکو چک، حافظ آباد روڈ، گوجرانوالہ

شاہد اقبال خٹک
عمر: 22 سال
تعلیم:
مشغلے: باوفا دوست کی تلاش، جواب عرض پڑھنا
پتہ: گاؤں مرکی خیل، ڈاک خانہ جندری، تحصیل و ضلع کرک
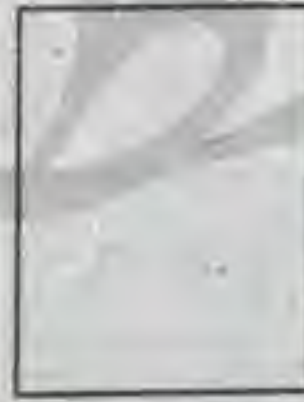
غلام مصطفیٰ عرف موجو
عمر: سال
تعلیم:
مشغلے: شاعری کرنا، قلمی دوستی کرنا، جواب عرض پڑھنا
پتہ: کورنگی روڈ، قیوم آباد، B ایریا، 161/6 کراچی

خرم ہارون
عمر: 21 سال
تعلیم:
مشغلے: ماں باپ کی خوشی کی خاطر پردیس کاٹنا، قلمی دوستی کرنا
پتہ: خرم ہارون فرام دبئی، معرفت محمد صابر سیج یور شاپنگ سینٹر، السماں نواب

مظہر عباس تنہا
عمر: 19 سال
تعلیم:
مشغلے: دین کی تبلیغ کرنا، برائی سے روکنا اور رکنا
پتہ: شیخ سائیکل ورکس، چک 9 ب، عبدالحکیم، تحصیل میاں چنوں، ضلع خانیوال

حبیب اللہ
عمر: 22 سال
تعلیم:
مشغلے: لڑکے لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
پتہ: تحصیل جھلو، ضلع گھانچے

بے وفا ایم زیڈ اے گبول
عمر: 24 سال
تعلیم:
مشغلے: جواب عرض پڑھنا اور اس کے لئے لکھنا
پتہ: جلاب گوٹھ سید حاوے، گبول آباد، نزد عثمانیہ ہوٹل، شہر کراچی، ضلع ملیر

مہر ریاض احمد زیڈ
عمر: 31 سال
تعلیم:
مشغلے: جواب عرض پڑھنا، قلمی دوستی کرنا
پتہ: چک نمبر 282 ج ب، ڈاک خانہ خاص، تحصیل جڑانوالہ، ضلع فیصل آباد

سید نادر علی شاہ فراق
عمر: 75 سال
تعلیم:
مشغلے: قلمی دوستی کرنا، رسائل پڑھنا
پتہ: معرفت ریحان میڈیکل سٹور، کالج روڈ شاہ پور جاکر، ضلع سانگھڑ

عمر دراز بادشاہ
عمر: 20 سال
تعلیم:
مشغلے: فٹ بال کھیلنا، جواب عرض پڑھنا
پتہ: چک نمبر 377 ج ب، ڈاک خانہ 476 گ ب، تحصیل جڑانوالہ، ضلع فیصل آباد

نبیل احمد گبول
عمر: 20 سال
تعلیم:
مشغلے: لڑکے اور لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
پتہ: جلاب گوٹھ، سپر ہائی وے کراچی، پوسٹ آفس، مراد میمن گوٹھ

نوید احمد
عمر: 54 سال
تعلیم:
مشغلے: ایس ایم ایس، فون پر دوستی، مطالعہ، فلمیں
پتہ: پوسٹ بکس نمبر 2191 لاہور
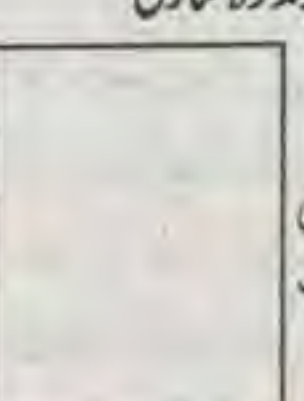
شاہد نذر لاشاری
عمر: سال
تعلیم:
مشغلے: قلمی دوستی کرنا، جواب عرض پڑھنا
پتہ: محلہ ماڈل ٹاؤن، نزد ریسٹ ہاؤس، فاضل پور، ضلع راجن پور

گلدستہ

اقوال زریں

☆ نادان سے تحمل سے بات کرنا عقل کی زکوۃ ہے۔

☆ دوست چاہے جتنا بھی برا ہو اسے مت چھوڑو کیونکہ پانی جتنا بھی گندہ ہو آگ بجھانے کے کام آتا ہے۔

☆ محبت اور خلوص آپس میں فاصلوں کو مختصر کر دیتے ہیں۔

☆ ہمیشہ یاد رکھو کہ رشتے خون کے نہیں احساس کے ہوتے ہیں اگر احساس ہو تو اجنبی بھی اپنا ہے اور اگر احساس نہ ہو تو اپنے بھی اجنبی ہیں۔

☆ عزت نفس کا تعلق ایمان سے ہے اور انا کا تعلق شیطان سے ہے۔

☆ ۔۔(حضرت علیؓ)

۔۔عبدالوحید بندیال

دنیا و آخرت کی حقیقت

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے میں جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تھا کہ ایک حسین و جمیل شخص صاف ستھرا لباس زیب تن کئے آیا۔ سلام کے بعد عرض کی یا رسول اللہ ﷺ دنیا کی حقیقت بیان فرمایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ "دنیا سونے والے خواب کی مانند

گلدستہ

ہے اس شخص نے آخرت کی حقیقت دریافت کی۔ فرمایا آخرت ہمیشہ باقی رہنے والی ہے اس میں ایک گروہ جنت میں جائے گا دوسرا جہنم میں۔ جنت کیا ہے؟ سائل نے کیا فرمایا" دنیا میں کیے گئے نیک اعمال کا بدلہ یہ اس کو ملے گا جس نے اس کی خاطر دنیا کو چھوڑ دیا۔ جہنم کے متعلق فرمایئے ارشاد فرمایا" دنیا میں کیئے گئے برے اعمال کا بدلہ سائل نے عرض کیا اس امت کا بہترین فرد کون ہے فرمایا جو دنیا میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے اچھا یہ بتایئے انسان کو کس طرح زندگی گزارنی چاہیے؟ فرمایا قافلہ کی تلاش کرنے والے آدمی کی طرح اپنے مقصد کے حصول کے لیے ہر وقت چاق و چوبند رہتا ہے نوواد نے کہا دنیا کا قیام کتنا ہے؟ فرمایا قافلہ کے پیچھے رہ جانے والے شخص کے تعبد یعنی بہت کم دنیا و آخرت میں کتنا ہے فرمایا پلک جھپکنے کے برابر ہے سوالات دریافت کر کے وہ شخص چلا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ جبرائیل تھے تم کو دنیا و آخرت کی حقیقت سمجھانے کے لیے آئے تا کہ تم دنیا سے بے رغبت اور آخرت

کی انب مائل ہو جاؤ اس شخص پر انتہائی تعجب ہے جو آخرت پر یقین رکھتے ہوئے دنیا کے لیے عمل کرتا ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں آخرت کی تیاری کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

تحریر۔ ایم عمیر مظہر

سنی تھکیاں

سچا لطیفہ

تائی ریحانہ۔ موٹے شیشوں والی عینک لگائے گندم صاف کر رہی تھیں۔ میں بھی ان کے ساتھ گندم صاف کرنے لگی کہ اتنے میں گندم میں سے دو عینک کے شیشے ملے اور یہ کیا!! میں نے تائی کو بغیر شیشوں کی عینک لگائے بولتے سنا" گندم تو بڑی صاف ہے گندم تو بڑی صاف ہے"

☆ ابناس سعادت گوجرانوالہ

☆ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا۔ میں علم کا شہر ہوں اور حضرت ابوبکرؓ اس کی بنیاد ہیں عمرؓ اس کی دیوار ہے، حضرت عثمانؓ اس کی چھت ہے اور حضرت علیؓ اس کا دروازہ ہے۔

☆ (عرفان اینڈ وقاص) ننکانہ صاحب

ماں

جواب عرض ڈائجسٹ

☆ ذرا سی رنجش پر وہ دعا دیتی ہے ذرا سی چوٹ لگے تو وہ آنسو بہا دیتی ہے۔ سکون بھری گود میں ہم کو سلا دیتی ہے۔ ہم کرتے ہیں خطا تو چٹکی میں بھلا دیتی ہے۔ ہوتے ہیں ہم خفا تو دنیا بھلا دیتی ہے۔ مت گستاخی کرنا اس ماں کی اے دوست۔ جب چھوڑتی ہے تو" گھر کو قبرستان بنا دیتی ہے۔

☆ وقاص اینڈ عرفان ضلع ننکانہ صاحب

محبت اور پھول

سرخ گلاب: محبت کا اظہار کرتا ہے

سفید گلاب: پاکیزہ سوچ کا ترجمان ہے

پیلا پھول: نفرت کے اظہار کو ظاہر کرتا ہے۔

نیلا پھول: نیلے پھول کا تحفہ دینے والا پھولوں کی زبان میں دوسرے شخص کیلئے مخلص ہونے کا اقرار کرتا ہے۔ گویا وہ اس رنگ سے اس وقت تک پیار، محبت اور چاہت کا یقین دلاتا رہتا ہے جب تک وہ اس نیلے آسمان تلے زندہ رہتا ہے۔

☆ عبدالوحید۔۔۔۔بندیال

بستہ

ملیر کالونی نزد جناح اسکوائر شاہراہ لیاقت مارکیٹ کراچی کے " نگینہ ہاؤس" چور آئے۔ سب گھر والے سو

گلدستہ

رہے تھے۔ صرف ایک چھوٹا بچہ واجد جاگ رہا تھا۔ جب چور سامان سمیٹ کر لے جانے لگے تو بچہ واجد بولا! میرا بستہ بھی لے جاؤ ورنہ میں اپنے ابو پوسٹ ماسٹر سید زاہد حسین نقوی کو جگا دوں گا۔

☆ پروفیسر ڈاکٹر واجد نگینوی ایچ 1/10 ملیر کالونی کراچی

دوستی کیا ہے؟

ا۔ موسم نہیں جو اپنی مدت پوری کرے اور رخصت ہو جائے۔

۲۔ ساون نہیں جو ٹوٹ کر برسے اور تھم جائے۔

۳۔ آفتاب نہیں جو چمکے اور ڈوب جائے

۴۔ پھول نہیں جو کھلے اور مرجھا جائے

۵۔ چاند نہیں جو رات کو اپنی روشنی بکھیرے اور صبح غائب ہو جائے

۶۔ کوئل کی کوک نہیں جو دن کو چہکے اور رات کو سو جائے

۷۔ بلکہ دوستی تو سانس کی طرح ہے جو چلے تو سب کچھ ہے اور ٹوٹے تو کچھ بھی نہیں۔

زندگی کیا ہے؟

ا۔ زندگی شمع ہے جو جلتے جلتے آخر کار بجھ جاتی ہے

۲۔ زندگی قلم ہے جس کی سیاہی آخر ختم ہو جاتی ہے۔

۳۔ زندگی چاند ہے جو ایک روز موت کی آغوش میں جا چھپا ہے۔

۴۔ زندگی موت کا سایہ ہے

۵۔ زندگی خدا کی امانت ہے

۶۔ زندگی سمندر ہے جس کی گہرائی موت ہے۔

اچھی باتیں

ا۔ کسی کو اس کی ذات یا پرانے لباس کی وجہ سے حقیر مت سمجھو اس لیے کہ تیرا رب اور اس کا رب ایک ہی ہے۔

۲۔ جب تمہارا دل گناہوں کے کاموں میں لگنا شروع ہو جائے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ تمہارا رب تم سے ناراض ہے۔

۳۔ انسان کا نقصان مال اور جان کا چلا جانا نہیں۔ انسان کا سب سے بڑا نقصان کسی کی نظروں سے گر جانا ہے۔

☆ راشد لطیف صرے والا

کیا چاہتے ہو!

ا۔ دشمنی کرنا چاہتے ہو تو شیطان سے کرو

۲۔ دوستی کرنا چاہتے ہو تو نیک اعمال سے کرو

۳۔ کھانا چاہتے ہو تو اللہ کا خوف کھاؤ

۴۔ پینا چاہتے ہو تو غصے کو پیو

۵۔ ڈوبنا چاہتے ہو اپنے گناہوں کو دیکھ کر شرمندگی کے سمندر میں

جواب عرض ڈائجسٹ

ڈوب جاؤ

۶۔ انتظار کرنا چاہتے ہو تو موت کا کرو

۷۔ حفاظت کرنا چاہتے ہو تو نظروں کی کرو۔

۸۔ پہننا چاہتے ہو تو شرم و حیا کا لباس پہنو۔

۹۔ رونا چاہتے ہو تو قبر کے عذاب کو یاد کر کے رو

۱۰۔ ہنسنا چاہتے ہو تو زندگی کی بے بسی پر ہنسو

۱۱۔ دینا چاہتے ہو تو مستحق لوگوں کو ان کا حق دو

۱۲۔ روکنا چاہتے ہو تو گناہوں سے رک جاؤ

۱۳۔ بیٹھنا چاہتے ہو تو اچھی صحبت میں بیٹھو۔

۱۴۔ چلنا چاہتے ہو تو نیک راستے پر چلو

۱۵۔ پرکھنا چاہتے ہو تو اپنے ایمان کو پرکھو

۱۶۔ مارنا چاہتے ہو تو اپنے نفس کو مارو

۱۷۔ ڈرنا چاہتے ہو تو اللہ کے عذاب سے ڈرو

۱۸۔ کرنا چاہتے ہو تو مظلوموں کی مدد کرو

۱۹۔ بدلنا چاہتے ہو تو نیک بنو

☆ راشد لطیف صبر ے والا

اقوال زریں

☆ ماں باپ کی خدمت تب تک کرو جب تک تم خود دنیا سے چلے نہیں جاتے

☆ موت اور مشکل وقت کبھی بتا کر نہیں آتے

☆ عظیم ہوتے ہیں وہ لوگ جو اپنا غم چھپا کر مسکراتے ہیں

☆ خدا کی یاد سب غم بھلا دیتی ہے

☆ زندگی ایک بار ملتی ہے اسے فضول کاموں میں مت ضائع کریں

☆ سب سے زیادہ غریب وہ ہے جس کے پاس علم نہیں

☆ اچھا دوست خدا کا بہترین تحفہ ہے

☆ جس کا کردار اچھا ہو اسے دنیا کی کوئی طاقت نہیں گرا سکتی

☆ ہر ہاتھ ملانے والا دوست نہیں ہوتا

☆ کسی کا دل نہ دکھاؤ ورنہ اس کے آنسو تمہارے لیے عذاب بن جائیں گے

☆ اعتماد اتنا نازک ہوتا ہے کہ وہ اک بار ٹوٹ جائے تو دوبارہ نہیں جڑتا

☆ فضول بیٹھنے سے ذکر الٰہی بہتر ہے

☆ سنگدل دوستوں سے تنہائی بہتر ہے

☆ دوسروں کو دکھ دینے والا خود سکون کی زندگی بسر نہیں کر سکتا

☆ ہمیشہ دوسروں کو خوشی دو خدا آپ کو بھی خوشی دے گا

سید عارف شاہ ۔۔۔ جہلم شہر

اسلامی مہینوں کے نام اور صفحات

۱۔ محرم
لفظی ھی حرمت والا، حرام کیا گیا، ممنوع وغیر

۲۔ صفر اس کا مطلب ہے خالی، زرد

۳۔ ربیع الاول آرامی زبان کا لفظ ھی ہے (موسم بہار کی بارش)

۴۔ ربیع الثانی مطلب موسم بہار کا آخر مہینہ

۵۔ جمادی الاول مطلب (آنکھ بے آنسو)

۶۔ رجب مطلب تعظیم کرنا

۷۔ شعبان مطلب علیحدگی

۸۔ رمضان رمض سے نکلا ہے جسکے معنی ہیں جلانا

۹۔ شوال لفظ شائلہ سے نکلا ہے۔ مطلب اونٹنی

۱۰ ذیقعد مطلب بیٹھنا

۱۱۔ ذوالحجہ ذوا کے معنی مالک یعنی وہ مہینہ جو حج کا مالک ہے

اسلامی دنوں کے نام

۱۔ السبت (ہفتہ) ۲۔ الاحد (اتوار) ۳۔ الاثنین (پیر) ۴۔ الثلاثاء (منگل) ۵۔ الاربعاء (بدھ) ۶۔ الخمیس (جمعرات) ۷۔ الجمعۃ (جمعہ)

عامر شہزاد اجنبی ۔۔ چکسوئم شورکوٹ شہر

معلومات

۱۔ "یو ایس ایس میسوری" دنیا کا سب سے بڑا بحری جنگی جہاز ہے۔

۲۔ امریکہ میں واقع کیلی فورنیا یونیورسٹی دنیا کی سب سے بڑی یونیورسٹی ہے۔

۳۔ مینڈارین (چینی) زبان دنیا میں سب سے زیادہ بولی جاتی ہے۔

۴۔ امریکہ کی کانگریس لائبریری دنیا کی سب سے بڑی لائبریری ہے۔

۵۔ نوبل پرائز دنیا کا سب سے بڑا انعام ہے

۶۔ انڈونیشیا سب سے زیادہ جزائر والا ملک ہے۔

۷۔ جرمنی کا ڈوچے بینک دنیا کا سب سے بڑا بینک ہے۔

۸۔ چین کی مسلح افواج دنیا کی سب سے بڑی افواج ہے۔

☆ عامر شہزاد اجنبی ۔۔۔ چکسوئم شورکوٹ سٹی

چند مسلمان علمائے کرام کے اسمائے گرامی

۱۔ ابو کامل ماہر ریاضی ۲۔ الفارابی فلاسفر ۳۔ ابراہیم بن سینا ماہر حسابیات، طب ۴۔ محمد بن موسیٰ ماہر ریاضی ۵۔ ابوبکر محمد ابن زکریا رازی کیمیا، طبیعات، طب ۶۔ المسعودی: جغرافیہ دان اور سوانح نگار

۷۔ البیرونی: جغرافیہ دان مورخ

۷۔ عمر خیام: ماہر نجوم

۹۔ یعقوب الکندی: ماہر موسیقی اور فلاسفر

☆ عامر شہزاد اجنبی ۔۔ چکسوئم شورکوٹ سٹی

محبوبہ

ایک عاشق نے اپنی محبوبہ سے کہا۔ کیا واقع تم مجھ سے شادی کرو گی؟ یہ معلوم ہونے کے باوجود بھی کہ میں پہلے 4،4 شادیاں کر چکا ہوں۔

محبوبہ: ہاں ہاں بالکل کیونکہ میں اب اپنے چھٹے شوہر کے ساتھ گزارا نہیں کر سکتی

☆ غلام عباس ساغر ۔۔ بستی جمیل آباد لنگر رائے

نیلی

ایک بوڑھے شخص نے اداکارہ نیلی کی تصویر اپنے بیگ میں رکھی ہوئی تھی کہ کسی نہ کسی طرح وہ تصویر اس کے بیٹے نے دیکھ لی تو اس نے اپنے باپ سے کہا، واہ ابا جی آپ نے تو اپنے بیگ میں اداکارہ نیلی کی تصویر رکھی ہے۔

باپ بولا: بیٹا رکھی تو میں نے تمہاری ماں کی تھی مگر پڑے پڑے یہ نیلی ہو گئی ہے۔

☆ غلام عباس ساغر ۔ بستی جمیل آباد لنگر رائے

آدمی

ایک آدمی کے دانتوں میں شدید درد تھا ڈاکٹر نے اسے کہا تم تین روز چائے کے ساتھ مسلسل رس کھاؤ وہ آدمی دو دن چائے کے ساتھ مسلسل رس کھاتا رہا تیسرے دن صرف چائے پیتا ہے تو اس کے منہ سے کیڑا باہر نکل کر کہتا ہے کہ "آج کیک نہیں ہے کیا؟

☆ غلام عباس ۔۔ بستی جمیل آباد ڈاکخانہ لنگر رائے

بچہ

بچہ: آنٹی ممی نے چینی مانگی ہے۔

آنٹی: (چینی دیتے ہوئے) اچھا اور کیا کہا تمہاری ممی نے

بچہ: معصومیت سے اگر وہ کمینی نہ دے تو پکی آنٹی سے لے کر آنا۔

قدر

پیار کی قدر دھوے سے پوچھو
آنسوں کی قدر بچے سے پوچھو
بھوک کی قدر خالی پیٹ سے پوچھو
جدائی کی قدر دھوے سے پوچھو
سیلاب کی قدر بچے سے پوچھو
دوائی کی قدر بیمار سے پوچھو

صحت کی قدر موٹے سے پوچھو
کھلی فضا کی قدر مدھو سے پوچھو
مکہ مکرمہ کی قدر مسلمان سے پوچھو
گھر کی قدر بے گھر سے پوچھو
اولاد کی قدر بے اولاد سے پوچھو
آنکھوں کی قدر اندھے سے پوچھو
ماں کی قدر بن ماں والے سے پوچھو
سچ کی قدر کسی سچے سے پوچھو
تعلیم کی قدر کسی ان پڑھ سے پوچھو
دولت کی قدر کسی غریب سے پوچھو
مدھو کی قدر ایم وائی سچے سے پوچھو

☆ ایم وائی سچا جدہ۔۔
K.S.A

بالی وڈ کی ایک اداکارہ نے ایک مشہور اداکارہ سے محبت بھرے لہجے میں پوچھا "مجھ سے شادی کرو گی"
اس سوال پہ اداکارہ نے شوخ لہجے میں کہا
ایم سوری میں تو تین دن پہلے ایک پروڈیوسر سے بیاہ رچا چکی ہوں
تو کیا ہوا میں کچھ ہفتے انتظار کر لیتا ہوں۔ وہ اداکار تھوڑا ڈھیٹ بن کے بولا اور ایک جانب چلدیا۔

☆ لالہ: (غیاث سے) یہ ایل بی ڈبلیو کا کیا مطلب ہے
غیاث: اسکا مطلب ہے کہ لالہ بوٹ والا

☆ عشق کبھی بن کے گلاب چہرے پہ کھل جائے
کبھی آنسو بن کے پلکوں پہ جھلملائے

شاعرہ آمنہ۔۔

میرا چاند

اک عاشق رات کے وقت اپنے گھر کی چھت پہ چار پائی پر لیٹا ہوا تھا اور اپنے محبوب کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ آسمان پر چودھویں کا چاند چمک رہا تھا۔ اچانک اس کی نظر دور چمکتے ہوئے چاند پر پڑتی ہے۔ وہ چاند کہتا ہے۔

تینوں چن آسمانی آہدے ہن آ دیکھ غیرب دا چن اے۔ توں چن ایں زینت عرشاں دی میڈا فخر زمین دا چن اے توں ہر ماہ وچ تبدیل تھیندا ایں میڈا ہر موسم دا چن اے تیں چن وچ داغ ہزاراں ہن، بے داغ یا سین دا چن اے

تحریر: ایس انمول۔۔۔، بھابڑہ

☆ گرلز کالج کے باہر دھماکے کے بعد جیو رپورٹر نے زخمی لڑکی سے پوچھا جب بم گرا تو کیا وہ ایک دم سے پھٹا؟
زخمی لڑکی (غصے سے) جی نہیں وہ رینگتا ہوا میرے قریب آیا اور نہایت ادب سے پیار سے اور شرما کر بولا ۔۔۔ باجی ٹھاہ۔

☆ استاد شاگرد سے: پروین شاکر کے اس مصرعے کی تشریح کرو۔۔۔
دو جہاں بھی گیا لوٹا تو میرے پاس آیا
شاگرد: جتھے دی کھوتی اتھے آن کھلوتی

☆ ایک لڑکا ایک لڑکی کو بہت چاہتا تھا۔ لڑکے نے لڑکی کو پرپوز کیا۔
لڑکی نے جواب دیا۔ تمہارے ایک ماہ کی آمدنی جتنا تو میرا روز کا خرچہ ہے۔ میں تم سے پیار نہیں کر سکتی۔
پھر بھی وہ اس کو چاہتا رہا۔ دس سال بعد وہ دونوں ایک مارکیٹ میں ملے لڑکی نے کہا۔ میرا شوہر ایک بہت بڑی کمپنی میں جاب کرتا ہے اس کی ماہانہ سیلری ایک لاکھ ہے وہ بہت ہوشیار ہے۔
لڑکے کی آنکھ میں آنسو آ گئے تھوڑی دیر میں لڑکی کا شوہر آیا اور اس کی نظر اس لڑکے پر پڑی اور کہا۔ سر آپ یہاں؟
بعد میں اپنی بیوی سے کہا، یہ میری کمپنی کے مالک ہیں اور ایک سال کا "دو ہزار کروڑ" کماتے ہیں۔ سر ایک لڑکی سے پیار کرتے تھے اس لیے انہوں نے آج تک شادی نہیں کی۔
(اسے کہتے ہیں سچا پیار)
صائمہ۔۔۔(مرید)

معلومات عامہ

۱۔ سوڈیم ایک ایسی دھات ہے جسے پانی میں ڈالیں تو جل اٹھتی ہے۔
۲۔ ہدہد آسمان میں اڑتے ہوئے زمین میں پانی کی گہرائی اور پانی کے میٹھے یا کڑوا ہونے کا اندازہ لگا لیتا ہے۔
۳۔ مسلم دنیا کی پہلی ایٹمی طاقت پاکستان ہے۔
۴۔ سعودی عرب کی 100 فیصد آبادی مسلم ہے۔
۵۔ براعظم افریقہ میں سب سے بڑا مسلم ملک سوڈان ہے۔
۶۔ یورپ میں تین اسلامی ملک ہیں جن میں بوسینا، البانیہ اور کوسوو شامل ہیں۔
۷۔ مسلم دنیا میں سب سے زیادہ مسجد بن ڈھاکہ (بنگلہ دیش میں) میں ہیں۔
۷۔ دنیا کا سب سے زیادہ امن والا شہر مکہ ہے جہاں قتل و غارت بالکل نہیں ہے۔
۹۔ دنیا میں سب سے زیادہ اگنے والی سبزی آلو ہے۔
۱۰۔ بندر واحد جانور ہے جو رنگوں میں تمیز کر سکتا ہے۔
۱۱۔ پاکستان میں سب سے بڑی کرکٹ ٹرافی کا نام قائداعظم ٹرافی ہے۔
۱۲۔ پاکستان کا سب سے بڑا ریڈیو اسٹیشن اسلام آباد میں ہے۔

☆ ممریز بشیر گوندل۔۔ گوجرہ

نعت

خدا کے نبی ہیں۔ ہمارے محمد ﷺ
ہمیں دو جہاں سے ہیں پیارے محمد ﷺ
غریبوں کے والی، غلاموں کے مولا
ہمارے دلوں کے سہارے محمد ﷺ
ہمیں اُن سے رحمت کی خوشیاں ملی ہیں
ہماری ہیں آنکھوں کے تارے محمد ﷺ
الٰہی کے لئے تو یہ دنیا بنی ہے
دو عالم سے افضل، دلارے محمد ﷺ
ہمارا خدا کس طرح مہربان ہے
وہ جس نے کہ ہم پر اتارے محمد ﷺ
اگر ڈگمگائے گی امت کی کشتی
لگا دیں گے اس کو کنارے محمد ﷺ
ہمیں دو جہاں سے ہیں پیارے محمد ﷺ
ہمارے محمد ﷺ ہمارے محمد ﷺ

☆ ممریز بشیر گوندل۔۔ گوندل

السلام علیکم:
☆ جس وقت پیشوا لوگ اپنے تابعداروں سے بیزار ہو جائیں گے اور عذاب کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے اور سارے رشتے ناطے ٹوٹ جائیں گے اور تابعدار لوگ کہیں گے کاش ہم دنیا کے طرف دوبارہ جائیں تو ہم بھی ان سے ایسے ہی بیزار ہو جائیں جیسے یہ ہم سے ہیں۔
(ارشاد باری تعالی)

☆ اے لوگو ہم نے تم کو ایک مرد (بابا آدم) اور ایک عورت (اماں حوا) سے پیدا کیا اور ہم نے تم سب کو مختلف قومیں اور قبیلے اس لیے بنایا تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ اللہ تعالی کے نزدیک سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔ (القرآن مجید)

☆ حدیث مبارکہ
سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ جس نے تین باتوں کو عقیدہ رکھا اس نے اللہ تعالی پر بہت بڑا جھوٹ بولا۔
۱۔ رسول اللہ ﷺ کل کی بات بھی جانتے ہیں یعنی عالم الغیب ہیں۔
۲۔ رسول اللہ اللہ تعالی کو آنکھ سے دیکھا ہے۔
۳۔ رسول اللہ نے ساری شریعت نہیں پہنچائی بلکہ کچھ خاص باتیں لوگوں کو نہیں بتائیں۔

☆ اے ایمان والو! کوئی قوم کسی دوسری قوم کا مذاق نہ اڑائے ممکن ہے کہ وہ لوگ ان سے بہتر ہوں اور نہ ہی عورتیں ایک دوسرے کا مذاق اڑائیں ممکن ہے کہ وہ ان سے اچھی ہوں۔ اور ایک مسلمان دوسرے کا مذاق مسلمانوں پر عیب نہ لگائے اور نہ ہی ایک دوسرے کا برا نام رکھو۔ (القرآن)
تحریر: محمد زبیر ساہو۔۔ ملتان

انمول باتیں

۱۔ جس انسان کی صورت اچھی ہو

ضروری نہیں کہ اس کی سیرت بھی اچھی ہو اور جس کی سیرت اچھی ہو ضروری نہیں کہ اس کی صورت اچھی ہو۔

۲۔ تم اس سے محبت کرو جو تم سے محبت کرتا ہے نہ کہ اس سے جس سے تم محبت کرتے ہو۔۔۔

۳۔ اگر تم کسی انسان کو اللہ تعالیٰ سے مانگتے ہو اور وہ تمہارا نہیں ہورہا تو اس کا مطلب ہے کہ کوئی تم کو اللہ سے مانگ رہا ہے۔ اس کی دعا میں زیادہ شدت و تڑپ ہے۔۔۔۔

عورت مفکرین کی نظر میں

☆ خوبصورت عورت کو دیکھنے سے آنکھ اور نیک دل عورت کو دیکھنے سے دل خوش ہوتا ہے۔ وکٹر ہیوگو۔

☆ عورت کے آنسو روکنے سے زیادہ آسان کام سمندر کے غضب کے طوفان کے آگے بند باندھ لینا ہے۔

☆ عورت ایک تصویر کی مانند ہے جو جاہل آدمی کے ہاتھ لگ جائے تو اپنی کچھ قدر و قیمت نہیں رکھتی لیکن صاحب دانش بیش قیمت خیال کرتے ہیں۔ (نپولین)

☆ عورت سے باتیں کرتے وقت وہ سنیے جو اس کی آنکھیں کہتی ہیں۔ وکٹر ہوگو

☆ وجود زن سے ہے تصویر کائنات کے رنگ (علامہ اقبال)

☆ دنیا کی سب سے بڑی خرابی عورت ہے اور اس سے بڑی خرابی یہ ہے کہ عورت کے بغیر گزارہ بھی نہیں۔ (حضرت علیؓ)

بدنصیبی اور خوش نصیبی

☆ بیماری نے دولت سے کہا کہ تم کتنی خوش نصیب ہو کہ ہر کوئی تمہاری تمنا کرتا ہے اور میں کتنی بدنصیب ہوں کہ ہر کوئی مجھ سے بھاگتا ہے

دولت بولی: خوش نصیب ہو تم کہ تم آتی ہو تو لوگ اللہ کو یاد کرتے ہیں اور میری بدنصیبی دیکھو کہ مجھے پا کر لوگ خدا کو بھول جاتے ہیں

محمد آفتاب۔۔شاہ کوٹ ملک دوکوٹہ

اچھی باتیں

☆ کمینے کا سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ وہ دکھ نہ دے۔

☆ علم مومن کا گمشدہ مال ہے جہاں سے ملے لے لو

☆ عقل مند ہمیشہ غم و فکر میں مبتلا رہتا ہے۔

☆ زمانے کے پل پل کے اندر آفات پوشیدہ ہیں

☆ غیر کے لیے کوئی موقع نہیں جب قریبی رشتہ دار محتاج ہے

☆ مظلوم کی بددعا سے ڈر کیونکہ اُس کی بددعا شعلے کی طرح آسمان کی طرف جاتی ہے۔

منتخب: علی۔۔گلشن مرید کراچی

رومال

ٹرین میں سفر کے دوران ایک ڈبے میں نہایت فیشن ایبل خاتون سفر کر رہی تھیں۔ ان کے پاس ایک بچہ واجد بیٹھا ہوا تھا۔ جس کی ناک بہہ رہی تھی۔ جب معزز خاتون پرنسپل سیدہ اقبال فاطمہ سے برداشت نہ ہو سکا تو کہنے لگیں۔ کیا آپ کے پاس رومال نہیں ہے؟

بچے واجد نے ان کو گھورتے ہوئے کہا: کیوں نہیں؟ لیکن میں دوسروں کو اپنا رومال نہیں دیتا

پروفیسر ڈاکٹر واجد نگینوی۔

ایچ 1/10 ملیر کالونی کراچی 37 پوسٹ کوڈ نمبر 75080 صوبہ سندھ

اقوال!

☆ اگر کسی کے دل میں جگہ پیدا کرنا ہو تو اُس کا پورا نام لے کر پکارو۔

☆ نیکی کرو تو بھول جاؤ، گناہ کرو تو یاد رکھو

☆ زندگی ایک عذاب ہے مگر لوگ مرتے ہی زندگی کے عذاب کے لیے ہیں۔

☆ جو علم کی راہ میں چلتا ہے۔ اللہ اس کے لیے جنت کی راہ آسان کر دیتا ہے۔

میری زندگی کی ڈائری

علی نواز کی ڈائری

آج تاریخ 29/9/12 ہے۔ اور بروز سنیچر ہے اور میرے پیار کا گیارہواں سال بھی پورا ہوا ہے۔ اور یادوں میں اور بھی اضافہ ہوا ہے۔ آج مجھے مہرین کی یاد بہت شدت سے آرہی ہے۔ شاید محبت کی جنگ میں اکیلا ہی جلتا رہوں گا۔ اور اس بے وفا کو ایک بار بھی یاد نہیں کیا ہے۔ اس بے وفا کو کیا پتہ کہ پیار کیا چیز ہے۔ مرحوم شہزادہ بھائی کہتے تھے کہ ایک کامیاب مرد کے پیچھے ایک عورت کا ہاتھ ہوتا ہے اور ایک ناکام مرد کے پیچھے کئی عورتوں کا ہاتھ ہوتا ہے۔ مجھے بھی یقین ہوگیا ہے کہ یہ جس نے بھی کہا ہے سچ کہا ہے۔ کیونکہ میری بربادی کا سبب بھی ایک لڑکی ہے آج میں اتنا اداس ہوں کہ کسی بچھڑے ہوئے کی یاد آئی ہے۔

چلے جاتے دو اس بے وفا کو کسی غیر کے ہاتھوں میں۔

جو اتنی چاہت کے بعد بھی میرا نہ ہوا کسی اور کا کیا ہوگا

کہاں وفا ملتی ہے ان مٹی کے حسین انسانوں سے علی

یہ لوگ بنا مطلب کے خدا کو بھی یاد نہیں کرتے

محبت قسمت والوں کو ملتی ہے مانا کہ محبت میں شرط نہیں ہوتی پر یہ بھی سچ ہے کہ محبت کو حاصل کرنے کیلئے آگ کے دریا سے گزرنا پڑتا ہے سات سمندر پار جانا پڑتا ہے واہ رے زندگی کیا کھیل کھیلتی ہے۔ انسانوں کیساتھ کبھی خوشیاں تو کبھی بے انتہا غموں سے نوازتی ہے نہ سکون سے مرنے دیتی ہے نہ سکون سے جینے دیتی ہے۔ آج زندگی سے نفرت ہوگئی ہے۔ مہرین اب تیری یادوں کو بھی بھلانا چاہتا ہوں ہر کسی کو خوش رکھنا۔ میری طرح اور کسی کو مت رولانا۔ سدا خوش رہو۔

☆۔۔۔علی نواز مزار ضلع گھوٹکی (سندھ)

سدائے اطہر کی ڈائری

مجھے لمحے یاد رکھنے نہیں آتے اور وہ اک لمحے کی بات کرتی تھی کہ تم سے بات ہورہی تھی ہمیشہ کی طرح تم نے کہا تھا کہ خوش رہا کرو اور ساتھ یہ بھی کہا تھا کہ کسی کی بات رکھ لیتے ہو۔ بہاروں جیسی، کسی شہزادے کی زندگی جتنی خوبصورت باتیں کرنا تمہاری دسترس میں ہے۔ میں بھولا نہیں ہوں مجھے سب یاد ہے گاؤں میں گزاری رات کا وہ پہر، وہ ساری باتیں، ہنسنا کون سا مشکل کام ہے؟ بندہ دل پہ جبر کرکے بھی ہنس لیتا ہے۔ مگر دکھوں کا کسی کی یادوں کا کیا کریں؟ یہ دل کے اندر سے کہیں جاتی نہیں ہیں۔ اور گھڑی بھر کے لیے کہیں چلی جائیں تو دل میں ہی چھپا دوں کہیں، یا توڑ کے رکھ دوں کسی کونے میں تم بھی کسی اپنے کی آنکھوں میں اجنبیت کے رنگ دیکھ کر دکھ کی دلدل میں پھنسے ہو۔ کسی کی چپ کا ناراضگی جان کر اس کے ترلے منتیں کی ہیں؟ کسی کیلئے بے وقعت ہوئے ہو، دربدر پھرے ہو لوگوں کے طعنوں میں باتیں سہی ہیں؟ کوئی وعدہ کرے نہ آئے تو آنکھوں میں ریت بھر کے پھرے ہو۔ خار خار راستوں پر کسی کی یاد نے تمہاری راہوں میں پھول کھلائے ہیں کسی کے انتظار میں آنکھوں میں پاؤں جیسے چھالے جیسی دکھن محسوس کر کے بیٹھے ہو، کسی کو پانے کیلئے ہجرتوں کے عذاب سہے ہیں؟ کبھی خود کو آسمان کی وسعتوں، بے انتہا پھیلے ہوئے صحرا

جتنا اکیلا محسوس کر کے روئے ہو؟ کبھی آنکھیں بند کر کے کسی دل میں رہنے والے کو دیکھا ہے؟ ہاں! میرے پاس اتنے دکھ ہیں۔ میں نے یہ سب کچھ کیا ہے پھر بھی کہتے ہو کہ خوش خوش رہا کرو۔ سنو! سنا ہے عید آ رہی ہے چلو تمہاری بات رکھ لیتے ہیں۔ سب کچھ بھلا کر عید کی نوید کی ساعتوں کو گواہ بنا کے اک وعدہ کرتے ہیں کہ آج سے اداس نہیں رہنا، خوش رہنے کی کوشش کرنی ہے تم بھی ایسا کرنے کا وعدہ کرو۔ تو پھر کیا کہتے ہو وعدہ کرتے ہو۔۔۔؟
تجھ سے بچھڑیں گے تو مر جائیں گے
ہاں! کچھ ایسا ہی تھا وعدہ اُن کا

☆۔۔رائے اطہر مسعود آ کاش

محمد خاں انجم کی ڈائری

میں بے اختیار اے جان تمہاری یاد کسی مہرباں ماں کی طرح جب مجھے پکارتی ہے تو میں شیر خوار بچے کی طرح اس کی آغوش محبت میں سمٹ کر رہ جاتا ہوں اُس وقت مجھ پر کیسی کیفیت طاری ہوتی ہے کہ اس کو بیان کرنا میرے بس کی بات نہیں۔ تمہاری پیاری صورت پر میں اگر کچھ لکھنا چاہوں تو قلم ساتھ نہیں دے پاتا میں تمہاری کس کس ادا کے بارے میں لکھوں شاید الفاظ کم پڑ جائیں گے اے جان میں کبھی کبھی سوچتا ہوں کہ میں اس ستارے کی مانند ہوں جو سحر کی تلاش میں محو سفر رہتا ہے اور جب سحر قریب آتی ہے تو ستارہ خود مٹ چکا ہوتا ہے فنا ہو چکا ہوتا ہے آہ میں فنا سے پہلے فنا کیوں ہوں۔ جواب دو بولو جاناں کیوں ہوں۔۔۔؟

☆۔محمد خاں انجم۔ لدھے وال دیپالپور

محمد خاں انجم کی ڈائری

آنسو ہی تو زندگی کا سہارا ہیں جو زبان کی تلخی کو دل سے صاف کرتے ہیں جب آنسوؤں کی معراج دل سے ٹکرانے لگتی ہے تو انسان اپنے اندر چھوٹے طوفان کا مقابلہ بہت مشکل سے کر پاتا ہے یہ غم کی داستاں ہے یا غم کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی دیوار جس میں انسان دریا کی بجائے سمندروں کی نمی بوتا ہے جس پر راگ کی راگنی آ کر غموں کی کہانی کا احساس دلا جاتی ہے یہ احساس ہے یا زخموں کا پانی جس پر رونق تو آتی ہے لیکن آنسوؤں کی حسین شمع اپنی روشنی نہیں دیتی یہ لمحات ہی ایسے ہوتے ہیں جن میں انسان اپنے دل کی کسی چیز کا دعوے دار نہیں ٹھہر سکتا یہ موتی تو قسمت والوں کو ملتے ہیں۔ ہر آنکھ کا آنسو انمول نہیں ہوتا بلکہ صرف محبوب کی یاد میں بہہ نکلنے والے آنسو تو نے دلوں کا قیمتی اثاثہ ٹھہرتے ہیں کاش ہر محبوب ان آنکھوں کو آنسو دینے کی جگہ خود ان آنکھوں میں ہمیشہ کے لیے بس جائے۔ اے کاش۔۔۔۔

☆۔۔محمد خاں انجم۔ لدھے وال دیپالپور

سانول کی ڈائری کا ورق

آج میں بہت خوش ہوں وجہ یہ ہے کہ آج کا دن میرے لیے لکی ہے کیونکہ آج میرے سب کام آسان ہوتے گئے ہیں اور سب سے بڑی خوشی یہ ہے کہ جو شخص مجھے دیکھنا تک گوارہ نہیں کرتا تھا آج وہ نظروں سے نظریں ملا کر آنکھوں کی پیاس بجھاتا رہا آج نا جانے کیوں اسکے دل میں رحم آیا ہے یا پھر آج اسکے دل میں میری الفت کے دیے روشن ہو چکے ہیں کوئی بات تو ہے جس کی وجہ سے وہ اتنا مہربان ہوا ہے ہر بات پر اسکا مسکرا کر دیکھنا پھر نظریں چرا کر دیکھنا پھر مسلسل دیکھنا میں اس بات کو کیا نام دوں میں خوش بھی ہوں اور پریشان بھی ہوں خوش اسی وجہ سے ہوں کہ جو کبھی مجھے خود سے بہت کم تر سمجھتا تھا آج مجھے بہت چاہ رہا تھا اور پریشان اس بات سے ہوں کہ اسکا ساتھ پل دو پل کا نہ ہو بس یہی میرے دل کی خواہش تھی جو پوری ہو گی آج خدا جانے اور یار کی وفا جانے۔۔۔

☆ آصف سانول۔۔ بہاول نگر

آصف سانول کی ڈائری سے

میں اتنا نرم مزاج کیوں ہوں میں ہر ہاتھ ملانے والے کا دوست کیوں بن جاتا ہوں میں ہر مسکراہٹ کا دیوانہ کیوں ہو جاتا ہوں شاید میں حسن پرست ہوں۔ نہیں نہیں۔ میں حسن پرست نہیں میں حقیقت میں محبت سے نفرت کرتا ہوں اگر کوئی حد سے زیادہ مہربان ہو جائے تو میں انکار نہیں کرتا لیکن دل میں خلش ضرور رہتی ہے کہ یہ فریب ہوگا اور پھر ہوتا بھی وہی ہے لوگ ایسا کیوں کرتے ہیں کسی سے چاہت کا ڈھونگ رچا کر کسی کی خوشیاں کیوں چھین لیتے ہیں اکیلا میں ہی نہیں ہزاروں دوست دھوکہ کھا رہے ہیں نمبر ایک تو حسین لوگ اپنی اوقات میں رہیں کسی کو رسپانس نہ دیں پہلے تو بہت گرم جوشی سے رسپانس دیتے ہیں پھر نہایت ہی نرم مزاج سے سوری کہہ دیتے ہیں کیا یہی محبت ہے اگر کوئی مجھ سے زیادہ محبت جانتا ہو تو وہ مجھ سے رابطہ کر کے بتا سکتا ہے۔

☆۔۔آصف سانول۔ بہاول نگر

ستوئی کی زندگی ڈائری

تصویر نے اس دل پر اتنے زخم لگائے ہیں
مسکرانے کو جی چاہا تو آنسو نکل آئے ہیں

ستوئی اے بے وفا تو کبھی یہ بھی سوچا کر مجھکو بھلانے والی کبھی تو نے بھی سوچا ہے کہ کسی کا دل توڑنے سے کبھی خدا بھی معاف نہیں کرے گا کہ ستوئی کیسے جی رہا ہوں گا تیری ہر پل یاد میں اور تو کتنی سنگدل ہے اور تمہیں اتنی بھی فرصت کہاں ہوگی کہ تو نے جو ستوئی کو زخم دیا ہے کیا اس کو محبت کہتے ہیں وہ میں کبھی بھی یہ زخم دکھ درد زندگی نہیں بھولوں گا اور ہر لمحہ ہر وقت تیرے زخم تازہ ہیں یاد کروں گا اور تیری نشانی سمجھوں گا اور کبھی بھی نہیں مٹانے نہیں دوں گا تو ایک سنگدل اور بے وفا لڑکی ہے اور تم کیا جانو اس پیار محبت کو اور کسی کا دل توڑنے میں تمہیں مزا ہی آتا ہوگا۔

☆سردار محمد اقبال خان ستوئی۔ رحیم یار خان

مجید احمد جائی کی ڈائری

زندگی بھی کیا چیز ہے، کبھی ہنساتی ہے کبھی رولاتی ہے، جن سے ستارے نہیں ملتے وہ لمحہ بہ لمحہ ساتھ چلتے ہیں، جن کی جستجو کرتے ہیں وہ دور کہیں صحراؤں میں بھٹک جاتے ہیں۔ دکھوں کی نگری میں پھول بھی اگتے ہیں۔ جب زندگی میں بہار آتی ہے، انسان سبھی غم بھول جاتا ہے اسے صرف اور صرف اپنا محبوب نظر آتا ہے جیسے میرے ساتھ ہو رہا ہے۔ میری زندگی بھی کبھی غموں کے انبار تلے دبی ہوئی تھی۔ آج اک حسین چہرے نے میری زندگی میں رنگ بھر دیئے ہیں۔ میرا ایمان وہی ہے، میری جستجو وہی ہے، میری زندگی وہی ہے میرے اردگرد وہی چہرہ چمکتا ہے، ہاں، ایمان میں تیری بات کر رہا ہوں، میری سوچوں کی محور تم ہو میری سانسیں تمہارے دم سے چلتی ہیں، راہ چلتے جب نظر اٹھتی ہے ایمان تیرا ہی عکس نظر آتا ہے تو نے کب جادو کر دیا ہے، میرے خوابوں میں ایمان تم ہو، میری نیندوں میں ایمان تم ہو۔ جدھر دیکھوں ایمان تم ہی نظر آتی ہو۔ جب تک آپ سے بات نہ ہو ایمان دل پریشان رہتا ہے بار بار نظریں موبائل کی طرف اٹھ جاتی ہیں۔ جب کسی کی کال آتی ہے دل میں یہی تصور ہوتا ہے کہ میری ایمان مجھے یاد کر رہی ہے اے ایمان تجھ پہ جان قربان، میری زندگی میں بہاریں لانے والی ایمان تم ہو، غموں سے نکالنے والی ایمان تم ہو، ایمان تم نے میری زندگی سنوار دی ہے۔ ایمان تجھے تیرے پیار کی قسم کبھی جدا نہ ہونا۔ کبھی مجھے چھوڑ کے نہ جانا ہاں ایمان میں تیرے بغیر مر جاؤں گا۔ تو میرے ساتھ ہے تو مجھے کسی کی ضرورت نہیں ہے ایمان۔ کاش آپ سے رابطہ پہلے ہو جاتا۔ میری زندگی پھولوں کی سیج پر ہوتی۔ ہاں ایمان تم نے میری زندگی خوشیوں سے بھر دی

ہے۔ میری آرزو ایمان تم ہو۔ میری تمنا ایمان تم ہو میں جدھر جاؤں جہاں بیٹھوں ایمان تیرا حسین چہرہ نظر آتا ہے تیری چاہتیں۔ تیری محبتیں جینے کا سہارا دیتی ہیں۔ ایمان اپنے پیار کو کبھی مرنے مت دینا۔ کاش ایمان تم میرے پاس رہتی۔ ہر طرف پھول بکھرے ہوتے زندگی پھولوں کی گود میں ہوتی۔ تیرے تصور میں گم تیرا مجید تجھے پل پل یاد کرتا ہے۔ ایمان زندگی میں کبھی میری ضرورت پڑے تو بغیر کسی خوف کے میرے پاس آ جانا۔ ایمان مجھ کبھی تنہا مت کرنا۔ مجبوریوں کی زنجیروں میں قید ہو کر بھی یادوں کا دامن مت چھوڑنا۔ ایمان آئی۔ لو۔ یو۔ میری سویٹ جان۔ ایمان زمانے کے ستموں کا مقابلہ کرنا۔ تیرا یہ دیوانہ زندگی کی آخری سانسوں تک تیرا ساتھ دے گا۔ ایمان بس اپنا ہاتھ میرے ہاتھوں میں دے دو۔ پھر دیکھنا ایمان دنیا کی کوئی طاقت تم کو مجھ سے جدا نہیں کر سکے گی۔ ایمان آزما لینا۔ وفا کا پجاری وفا نبھائے گا۔

☆ مجید احمد جائی۔ موضع ملی والا ملتان

عامر شہزاد کی ڈائری

ہمارے سماج میں قانونی کتابوں میں لکھا ہوا ہے جب اسکی بھاگ دوڑ سماج کے روایتی نظام تک پہنچتی ہے تو اسکے معنی بدل کر رہ جاتے ہیں مختلف طبقات میں تقسیم اس نظام قانون کے بھی کئی رخ ہیں۔ بالاتر طبقے کی خوشنودی ہی قانون کی اصل تعریف و تشریح ٹھہرتی ہے۔ یہ تشریح کتابوں میں نہیں روایتوں میں تحریر ہوتی ہے۔ ایسی روایتیں جس میں قانون سب کیلئے ایک جیسا نہیں بلکہ سمندر اور جال جیسا ہے۔ جہاں طاقتور مچھلی جال کو توڑ کر اور کمزور مچھلی بچ کر نکل جاتی ہے۔ محبت نہ تو روایتوں کو مانتی ہے نہ طبقوں میں تقسیم معاشرے کا تجزیہ کر کے محبوب کا انتخاب کرتی ہے۔ دل طبقوں کی پرواہ کرتا ہے اور نہ طاقت اسکا راستہ روک سکتی ہے البتہ آزمائشوں سے ضرور گزرنا پڑتا ہے۔ زندگی کی بساط اور وقت کے دھارے سب قسمت کی باتیں اور مقدر کی چالیں ہیں۔ بیتا وقت واپس نہیں آ سکتا مگر مقدر ساتھ دے جاتا ہے۔

☆ عامر شہزاد اجنبی۔ چکسوئم شورکوٹ سٹی

اجنبی کی ڈائری سے

زمانہ قدیم سے عاشق وہ غبار خاک ہے جو یہاں سے وہاں اڑتا پھرتا ہے خودداری اور انا کو بالائے طاق رکھ کر کوئے یار کے طواف میں مجبور رہتا ہے۔۔۔ مگر آج عشق کی اقدار میں تبدیلی ،،، وقت کی ضرورت اور حالات کا تقاضا ہے، جس نے عشق کا منظر نامہ بدل ڈالا ہے کرداروں میں بھی تبدیلی آ چکی ہے، سر پھرے عاشق نے اب ایسے شخص کا روپ دھارا جو اپنے جذبے اور شعور سے کام لیکر محبت کے ساتھ ساتھ دیگر فرائض، منصب کو بھی پیش نظر رکھتا ہے۔

☆ عامر شہزاد اجنبی۔ چکسوئم شورکوٹ سٹی

ارمان سنگم کی ڈائری سے

سٹیدنیا کے مشکل اور گھمبیر کاموں سے فارغ ہو کر جب رات کے آنگن میں شام کے پہلو میں اور کسی کی یاد کے سہارے دن بھر کی تھکن اُتارنے کے لیے جب ورق گردانی کرتا ہوں تو آنکھیں بھیگ جاتی ہیں۔ اکثر پرانی یادوں کو دل سے نکالنے میں بڑی دشواری پیش آتی ہے۔ اور مایوسی کے پردے دل پر ہلکی سی دُھند بنا دیتے ہیں۔ نہ جانے کسی کو دل سے نہ چاہتے ہوئے بھی کیوں نہیں بھول پاتا۔ ہر وقت دل مچل سا جاتا ہے۔ پر کہتے ہیں کہ جنہیں دل میں بسا لیا جاتا ہے وہ کبھی بھی دل سے دور نہیں ہوئی۔ مجھے وہ لمحے بھی یاد ہیں جب میں اُس کے ساتھ زندگی کے حسین پل بتاتا تھا اُس کی ہر خواہش کا دل سے احترام کرتا ہے تھا۔ جیسے کسی کی سنہری کی

جاتی ہے۔ ہر وقت ہمیشہ ایک سا نہیں رہتا۔۔ وقت کے ساتھ انسان کے حالات بھی بدل جاتے ہیں۔۔ مگر پھر بھی اُسے جتنی بھولنے کی کوشش کرتا ہوں وہ اُتنا یاد آتا ہے۔ پتہ نہیں کیوں جس سے ہم اتنی محبت کرتے ہیں کہ دل و جان لٹا دیتے ہیں۔ وہی ہم سے اتنی دور چلے جاتے ہیں کہ واپس آنے کا راستہ ہی بھول جاتے ہیں۔ (S) تمہیں کیا خبر کہ میں تم کو کتنا چاہتا ہوں۔ تم سے کتنا پیار کرتا ہوں۔ اگر تمہاری محبت لکھنے بیٹھ جاؤں تو زندگی ختم ہو سکتی ہے پر تمہاری محبت میرے دل سے کبھی نہیں نکل سکتی۔۔ (S) تمہیں بھلانا میری دسترس میں نہیں۔ پلیز تم لوٹ آؤ۔ ہاں لوٹ آؤ۔۔

یہ دل تم بن بہت اُداس ہے اب تو لوٹ آؤ تاکہ کوئی دوبارہ سے زندگی کو جی بھر کے جی سکے۔ پلیز لوٹ آؤ۔

☆ ارمان سنگم۔ فیصل آباد

ساحل کی ڈائری سے

بچپن کے دکھ کتنے اچھے ہوا کرتے تھے۔

تب دل نہیں کھلونے ٹوٹا کرتے تھے۔

اب تو ایک آنسو بھی گرے تو رسوا کر دیتا ہے۔

بچپن میں جی بھر کے رو تو لیا کرتے تھے

بچپن ایک ایسی حسین عمر ہے جسے یاد کر کے لوگوں کی اکثریت آہیں بھرتی ہے۔ بچپن میں کسی چیز کی کوئی پریشانی نہیں ہوتی۔ جواب عرض کے بانی شہزادہ عالمگیر صاحب بھی اپنے بچپن کو بہت یاد کرتے تھے شاید دنیا کا کوئی ایسا شخص ہو جو اپنے بچپن کو یاد نہ کرتا ہو۔ میں بھی اپنے بچپن کو بہت یاد کرتا ہوں۔

☆ رئیس صدام ساحل۔ ستی خان بیلہ

محسن کی ڈائری سے

میں اپنی ڈائری کا ایک سنہری ورق اپنے ایک پھول جیسے دوست کے نام کرتا ہوں۔ اگر وہ پڑھے تو وہ مجھ سے رابطہ ضرور کرے، شکریہ

"ستاروں کی محفل سے چرایا ہے آپ کو دل سے اپنا دوست بنایا ہے آپ کو اس دل کو ٹوٹنے مت دینا اے دوست کیونکہ اس دل میں بسایا ہے آپ کو۔۔

☆ چوہدری محسن بشیر۔۔ گجرات

وفا کی ڈائری!

سمجھ نہیں آ رہی ہے کہ اپنی زندگی کی ڈائری کو کہاں سے شروع کروں ساری کی ساری دکھوں اور تکلیفوں سے بھری پڑی ہے! جب سے میری روح، میرا پیار مجھکو چھوڑ کر گئی ہے۔ دل پریشان سا رہتا ہے کسی کام میں دل نہیں لگتا زندگی اک بوجھ سی بن کر رہ گئی ہے۔ مگر میرے دوستوں کا شکریہ جو لوگ میرے کام میرا حوصلہ بڑھایا۔

کر رہے تھے وفا وہ انہی سے وفا کے تذکرے

ہمیں دیکھ کر بات کا پہلو بدل دیا

ہم اداس ہیں اس کو خوش رہنے کی دعا دے کر وفا!

وہ خود بھی ستاتا تھا اب اُس کی یاد بھی ستاتی ہے۔

آج میری یادوں میں میری روح میں میری سانس میں صرف اور صرف میرے محبوب کی حکومت ہے اس دل پر وہ آج بھی بادشاہ بن کر حکومت کر رہا ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ پاک کی ذات اُس کو وہ تمام خوشیاں عطا فرمائیں۔ جسکی وہ تمنا کرے اور اس کی جھولی سدا خوشیوں سے بھری رہے وہ سدا ہنستی اور مسکراتی ہے۔

کوئی غم بھی اُس کے نزدیک نہ آئے۔ اس پر بھی کوئی مصیبت نہ آئے۔ وہ سدا چاند کی پرچھائی میں زندگی بسر کرے اُس کو کوئی بھی دکھ یا تکلیف نہ ہو وہ سدا پھولوں کی طرح ہنستی اور مسکراتی رہے اور کبھی بھی دھوپ کی پرچھائی اُس پر نہ پڑے وہ ایسے خوش رہے جسے وہ خوش رہنا چاہتی ہے (آمین)

ایم ارشد وفا! آف گوجرانوالہ

غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو کیسا لگتا ہے؟

میری رائے میں غم کے بعد جب خوشی ملتی ہے تو سارے غم ختم ہو جاتے ہیں۔ اور ایسا لگتا ہے کہ ہم نے کبھی غم دیکھا ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو خوشیاں دے اور غموں سے بچائے۔ آمین۔ (خواجہ محمد تنولی۔ در بندو وکانی)

میری رائے میں میں نہیں جانتا کہ غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو کیسا لگتا ہے یہ تو ان لوگوں کو ہی پتہ ہوگا جن کو غم کے بعد خوشی ملتی ہے۔ (محمد ثقلین۔ رکھلہ منڈی)

میری رائے میں غم کے بعد جب خوشی ملتی ہے تو انسان کو اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ جب خوشی ملی تو سب کو بتاؤں گا۔ امید یہ قائم ہے۔ (نوید ملک۔ بدین۔ سندھ)

میری رائے میں اچھا لگتا ہے مگر اگر غم کے بعد نہ ملے خوشی ویسے ہی مل جائے تو کچھ اور بھی زیادہ اچھا لگتا ہے۔ اور ہمیں تو سب کچھ اچھا لگتا ہے جب Z ہمارے ساتھ ہوتا ہے۔ (محمد افضل اعوان۔ گوجرہ)

میری رائے میں جن کو غم کے بعد خوشی ملی وہی بتا سکتے ہیں کہ کیسی لگتی۔ جب مجھے بھی غم کے بعد خوشی ملی تو بتاؤں گا۔ غموں کے بغیر زندگی ادھوری۔ (محمد ارسلان احمد دکھی شانی۔ ڈھوکمراء منڈی بہاوالدین)

میری رائے میں جب خوشی کے بعد غم اور غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو انسان ہی کہتا ہے کہ کاش مجھے کوئی غم نہ ہوتا۔ (محمد یسین شفیق۔ خانیوال)

میری رائے میں جب غم کے بعد خوشی ایک لمحے کے لیے ملتی ہے تو ہم زندگی بھر کے غم بھول جاتے ہیں۔ مگر افسوس کہ ہم دنیا کے غموں کو بھی بھول جاتے ہیں۔ (اداسی ثنا خان۔ میر پور ماتھیلو)

میری رائے میں جیسے بہت عرصے بعد مجھے اچھا دوست ملا ہے اس طرح غم کے بعد خوشی بھی اچھی لگتی ہے۔ میں تو نازو جی کے دم سے ہوں۔ ایم۔ وائی سجا۔ K.S.A)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی کا ملنا بہت بھلا لگتا ہے اپنوں کا پیار نصیب ہوتا ہے۔ دوستوں کی قربت اور زندگی تمام پریشانیوں سے آزاد لگتی ہے۔ (آرزو۔ سوہنا شہر جڑانوالہ)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو خوشی بھی غم کے موسم میں گھر کرمی کے عالم میں گم ہو جاتی ہے اور غمگین دل میں اپنا مسکن بنا کر دل کو اور بھی غمگین اور چھلنی کر دیتی ہے۔ (سید مبارک علی شمس۔ قائم پور)

میری رائے میں چمن چمن اداس ہے پھولوں میں رنگ نہیں وہ زندگی ہی کیا جس زندگی میں غم نہیں۔ (محمد نعیم۔ کروڑ سانگلہ)

میری رائے میں کچھ بھی نہیں کیونکہ انسان غموں میں جی سکتا ہے لیکن چند پلوں کی خوشی میں نہیں خوشی ہمیشہ بھیک میں ملتی ہوئی چیز کا نام ہے۔ (اختر صبا۔ بنوں)

میری رائے میں تو انسان پھر سے جینے کی امنگ کے کر تر و تازہ پھول کی مانند کھل اٹھتا ہے۔ خوشی عارضی ہی کیوں نہ ہو چمک رہتی ہے۔ بہت پر جوش رکھتی ہے۔ (عبدالمالک کیف۔ صادق آباد)

میری رائے میں جب غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو انسان خوشی کے مارے اپنے غم بھلا دیتا ہے اور پھر کبھی غم کا تصور نہیں کرتا۔ (عبدالجبار نجی۔ مٹیکرہ)

میری رائے میں میری آپ سے درخواست ہے کہ اب آپ اس کالم کو بند کر دیں کیونکہ خوشی اور غم انسان کے مقدر میں لکھا گیا ہے اس لیے کبھی بھی یہ ایک ساتھ نہیں ملتے۔

(عامر غلام رسول۔ قبول شریف)

میری رائے میں اچھا لگتا ہے کیونکہ ایک دم غم کے بعد خوشی کے مل جانے سے انسان ایک بار تو تمام دکھ درد بھول جاتا ہے اور پھر سے خوشیوں کی طرف لوٹ آتا ہے۔ (عثمان غنی۔ تبولہ شریف)

میری رائے میں اس بارے میں میں کیا بتا سکتا ہوں جس کو ہر غم کے بعد غم ہی ملتے ہیں ایک غم ختم نہیں ہوتا تو دوسرا آ جاتا ہے۔ (عامر امتیاز نازی۔ کلر سیداں)

میری رائے میں غم کے بعد اگر خوشی ملتی ہے تو اس کی قدر بھی سب سے زیادہ ہوتی ہے اور پھر اس خوشی کو انسان دل سے لگا کر رکھتا ہے۔ (پرنس مظفر شاہ۔ پشاور)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملے تو یہ اللہ کا بہت بڑا فضل ہے ہمیں ہر حال میں خوش رہنا چاہیے کیونکہ دکھ سکھ کا مالک اللہ ہے۔ (حافظ محمد عرفان۔ گاہی خرو)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملنے کا احساس منفرد ہوتا ہے ایسے لگتا ہے انسان دھوپ سے نکل کر پل بھر کے لیے چھاؤں میں آ گیا ہو۔ (رئیس ارشد۔ خان بیلہ)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ایک عجیب سی کیفیت ہوتی ہے۔ کہ شاید یہ سم وقت کی خوشی کتنے غم چھپائے بیٹھی ہے۔ (واجد آرزو۔ ساہیوال)

میری رائے میں غم کے بعد جو خوشی ملتی ہے وہ خوشی تمام غموں کو بھلا دیتی یہی خوشی ہمیشہ غم کے بعد اچھی لگتی ہے۔ (مدثر MS۔ ڈاکخانہ ماڑی جھنگ)

میری رائے میں جب انسان غموں سے چور ہو کر اچانک کوئی خوشی نوید صبح بن کر چلی آئے تو انسان میں اس غم کو سہنے کی قوت سی آ جاتی ہے۔ (عامر شہزاد اجنبی۔ چکسو نمبر شورکوٹ سٹی)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو بہت خوشی ہوتی ہے طبیعت خوشگوار ہو جاتی ہے۔ غم کو بھولنے کی انسان میں ہمت آ جاتی ہے۔ (دانیال ساگر۔ چکسو نمبر شورکوٹ سٹی)

میری رائے میں غم کے بعد جو خوشی ملتی ہے وہ بہت اچھی لگتی ہوگی۔ کیونکہ میں تو ابھی غموں کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہوں۔ (عبدالرزاق مغل۔ چوک جھلا)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملے تو بہت اچھا لگتا ہے کیونکہ اصل خوشی وہی ہوتی ہے جو غموں کے طوق پہننے کے بعد ملے۔ (ایم عاصم دکھی۔ چوک جھلا)

میری رائے میں مجھے غم کے بعد جب خوشی ملتی ہے تو دلی مسرت ہوتی ہے اور میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ نے فرمایا! میں ایمان والوں کو خوف کے بعد امن دوں گا۔ (محسن علی جٹ۔ ضلع ساہیوال)

میری رائے میں غم کے بعد جب خوشی ملتی ہے تو بہت زیادہ اچھی لگتی ہے۔ زندگی آدمی جو دن باقی ہوتے ہیں وہ بہت خوش ہو کر گزارتا ہے اور سب میں خوشیاں بانٹتا ہے اللہ تعالیٰ سب کو خوش رکھے آمین۔ (اعجاز احمد دانش۔ دساوے والا ضلع اوکاڑہ)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملے تو بہت اچھا لگتا ہے انسان اپنا ماضی بھول جاتا ہے مگر انسان کو ایسا نہیں کرنا چاہیے اُسے اپنا ماضی نہیں بھولنا چاہیے۔ (حماد ظفر بادی۔ منڈی بہاوالدین)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو زندگی بھر سے مسکرانے لگتی ہے جتنے غم دیکھے ہوتے ہیں انسان اُن سب کو بھول جاتا ہے۔ (ایم وکیل عامر جٹ AR۔ ساہیوال)

میری رائے میں غم زندگی وہ ایک جسم ہے اگر کسی انسان کو ہمیشہ خوشی ملتی ہے تو وہ اللہ کو بھی بھول جاتا ہے۔ غم وہ چیز ہے کہ اس سے بندے کو اللہ تعالیٰ بہت یاد کرتا ہے۔ اللہ کو یاد کرنے سے سب کچھ ملتا ہے۔ (شاہد اقبال خنک۔ کرک جندری)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملے تو بہت اچھا لگتا ہے مگر آپ یہ

کوپن اب ختم کر دیں اس کو بھی کافی عرصہ ہو گیا ہے کوئی اور کوپن شروع کریں۔ (حماد ظفر بادی۔ منڈی بہاوالدین)

میری رائے میں آج تک کبھی خوشی ملی ہی نہیں ہے ہاں جب بھی کوئی دکھ ملتا ہے تو اپنے رب سے دعا "کرتا ہوں کہ مجھ کو بھی کبھی خوشی دے میرے رب۔ (ملک ولی اعوان گوڑوی۔ کینٹ لاہور)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملے تو اچھا لگتا ہوا کیونکہ مجھے ابھی تک کوئی خوشی نہیں ملی۔ جب ملی تو ضرور بتاؤں گا۔ (نوید ملک۔ گولارچی۔ سندھ)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملنے سے غم ادھورا ضرور ہو جاتا ہے لیکن خوشی میں غم کو بھلایا نہیں جا سکتا ۔واجد ناز زخمی ساجن۔ ساہیوال)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملے تو انسان اپنا غم بھول جاتا ہے۔ اور انسان کی زندگی بدل جاتی ہے۔ (جواد قریشی۔ ڈیرہ اسمٰعیل خان)

میری رائے میں جب غم کے بعد اچانک خوشی ملتی ہے تو ایسا لگتا ہے جیسے بے جان جسم میں جان آ گئی ہو اور اک عجیب سی تازگی اور فرحت محسوس ہوتی ہے۔ (طارق محمود۔ دیووال)

میری رائے میں جواب عرض کو پیپلا

کی طرح بنایا جائے کیونکہ شہزادہ عالمگیر کی یاد بہت آتی ہے آپ لوگوں نے جواب عرض کے سب کالم بدل دیے ہیں (امجد وکی کودوٹانہ۔ بمقام مکڑ بانوالہ لکھیکی)

میری رائے میں خوشی ملے گی تو بتائیں گے کیسا لگتا ہے بچپن کی چند خوشیوں کے بعد غموں کی ایسی بہار آئی جو لوٹنے کا نام نہیں لے رہی ۔(ایم عاصم۔ چوک میتلا)

میری رائے میں تو بہت اچھا لگتا ہے ہاں لیکن مجھے آج تک کوئی غم نہیں ملا جس کو ملا ہے خدا ان کو خوش رکھے اور ان کے غم اور دکھ سب دور کرے (آمین) (شاھذیب پرنس ۔چک نمبر 75/L

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ایک عجب سا مرحلہ لگتا ہے خوشی دو پل کی اور غم تو زندگی کے ہر موڑ پر منتظر رہتا ہے۔ غم زندگی کا ساتھی ہوتا ہے جب کوئی دوست نہیں ہوتا۔ (منیر رضا۔ ساہیوال)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی کا ملنا بہت دل افروز لمحہ ہوتا ہے۔ لیکن اپنوں کے غموں میں جینا بھی بہت اہم ہوتا ہے (عمر دراز آکاش۔ جڑانوالہ)

میری رائے میں غم کے بعد جب انسان کو خوشی ملتی ہے بہت اچھا لگتا ہے اور ان لمحوں میں انسان اللہ کا شکر ادا کرتا ہے۔ کہ اس نے غم کے بعد اسے خوشی دی۔ شکریہ۔ (عبدالستار نیازی۔ زرین بگ دشت مکران)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی کا ملنا فطری عمل ہے۔ یہ اور بات ہے کہ کسی کو غم زیادہ ملتے ہیں اور کسی کو خوشیاں۔ (شاکر حسین شاہ۔ قاضی والا کنگن پور)

میری رائے میں خیرات میں ملی خوشی مجھے ہرگز پسند نہیں ہم اپنے غم میں رہتے ہیں نوابوں کی طرح ابھی غم سے اتنی الفت ہو گئی ہے کہ خوشی روٹھ گئی۔ (محمد اسماعیل آزاد۔ کھر کھرہ گھر بوتک)

میری رائے میں عجب لوگ بستے ہیں تیرے شہر میں۔
زخم دے کر پوچھتے ہیں حال کیسا ہے
۔
غم ہی غم ملے زندگی میں
آزاد مر گیا تیری جدائی میں

میری رائے میں شاید خوشی کا دور بھی آجائے اے آزاد آنسو نکل پڑے ہیں تمنا کئے بغیر۔ غم کے بعد خوشی ملی ہی کہاں جو ہم بیاں کر سکے۔ (محمد اسماعیل آزاد۔ کھر کھرہ گھر بوتگ)

میری رائے میں جب غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو پچھلے سارے غم بندہ بھول جاتا ہے پھر ایسے لگتا ہے کہ جیسے زندگی میں کبھی غم آئے ہی نہیں

تھے۔ (ایم اشفاق بٹ۔ لالہ موسیٰ)

میری رائے میں غم اور خوشی انسان کے لیے بہت ضروری ہے اگر غم کے بعد خوشی مل جائے تو بہت اچھا ہوتا ہے انسان سب غم بھول جاتا ہے۔

میری رائے میں انسان کو ہر حال میں خدا کا شکر ادا کرنا چاہیے اگر آپکو غم ملے گا تو انشاء اللہ وہی آپکو خوشی بھی دے گا اپنے خدا پر یقین کہ وہ تو غم کے بعد خوشی یا خوشی کے بعد غم یہ تو نصیب ہیں ۔ (امداد علی عرف ندیم عباس تنہا۔ میر پور خاص)

میری رائے میں آج کل اس نفسا نفسی کے دور میں کوئی بھی کسی کا نہیں بس اپنی ہی دھن میں لوگ جئی رہے ہیں لوگوں کو غم اور خوشی سب ایک ڈرامہ ہی لگتا ہے۔ غم ملا تو چند گھنٹوں تک اور خوشی ملی تو کوئی منحل سچائی تو غم کیا ہے خوشی کیا اپنے دل میں خوشی محسوس کریں۔ (ندیم عباس تنہا۔ میر پور خاص)

میری رائے میں یہ تو ظاہری بات ہے۔ کمی کے بعد خوشی ملے تو خوشی کی انتہا نہیں رہتی۔ لیکن مجھے تو خوشی اس وقت ہوتی ہے جب میرا دوست مجھ سے خوشی سے بات کرتا ہے۔ (عالم شیر زاہد۔ باہی وال۔ چنیوٹ)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی کا ملنا کچھ زیادہ اثر نہیں دکھاتا کیونکہ انسان کچھ دیر کے لیے تو اپنے چہرے پر دکھاوے کے لیے خوشی کے آثار لے آئے گا۔ لیکن وہ اپنے اندر کے غم کو ہنس کر بھلا پاتا۔ (عثمان غنی انجم۔ قبولہ شریف)

میری رائے میں تو سب لکھنے والے لوگوں نے اس کالم میں اپنی اپنی رائے دے دی ہے اب میرے خیال اس کو اب بند کر دیں۔ (پرنس عبدالرحمٰن گجر۔ گاؤں نین لانجھا)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی کا ملنا انسان کو صرف اور صرف وقتی طور پر تو خوشی ہو گی لیکن اس خوشی کا اثر زیادہ دیر تک نہیں رہ سکتا کیونکہ غم تو غم ہے ۔ (عثمان غنی انجم ۔ قبولہ شریف)

میری رائے میں غم کے بعد جب خوشی ملی ہے تو رب کا شکر ادا کرنا چاہیے اور دوسروں کے ساتھ خوشیاں بانٹنی چاہئیں۔ (عمران عباس پرنس ۔خانیوال)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو بہت اچھا لگتا ہے اور ہم غم کو بالکل بھول جاتے ہیں خوشی اچھی ہے اور غم برا۔ (محمد طارق نور۔ زرین بگ بلوچستان)

میری رائے میں جب غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو ایسا لگتا ہے جیسے بے جان جسم میں جان آ گئی ہو۔ انسان اس وقت سب بھول جاتا ہے۔ (عمر زمان شاہین پرنس۔75/18c)

میری رائے میں غم کے بعد جب خوشی ملتی ہے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میری دوسری شادی ہو رہی ہے۔ (امین مراد انصاری۔ کراچی)

میری رائے میں جب غم کے بعد اچانک خوشی ملتی ہے تو ایسا لگتا ہے جیسے بے جان جسم میں جان آ گئی ہو جیسے بھٹکے ہوئے مسافر کو راستہ مل گیا ہو۔ غم حیات میں گزری ہے زندگی۔ درد کس کس نے دیا کچھ یاد نہیں۔

میری رائے میں اگر انسان کو غم کے بعد جب خوشی ملتی ہے تو خوشی ایک ہنستی مسکراتی زندگی ہے اس سے انسان کہتا کہ اللہ کی ایک نعمت ہے اس کو کبھی فضول مت سمجھنا۔ (عدیل شہزاد نعیمی۔ مغیکرہ)

میری رائے میں جدید دنیا میں خوشی کبھی نہیں ملتی ہے آجکل کے دور میں خوشی کے آثار نہیں ملتے غم ہی غم ہے ۔بہرحال غم کے بعد اگر خوشی مل جائے تو جان میں جان بھر آتی ہے۔ (عبدالرشید نبر نجو۔ گڈانی۔ لیہ)

میری رائے میں غم کے بعد غم بھی ملے ہیں خوشی نام کی کوئی چیز نہیں دیکھی دعا کریں اللہ پاک ہمیں بھی خوشیوں سے ہمکنار فرمائے۔ آمین ۔(محمد صفدر دکھی۔ کراچی)

میری رائے میں غم کے بعد اگر امید اچھی ہو تو ضرور خوشی ملتی ہے زندگی میں خوشی اور غم پے در پے ملتے

ہیں ہی تو زندگی ہے۔ (عبدالمجید احمد ۔سنٹرل جمیل فیصل آباد)

میری رائے میں زندگی دکھوں سے بھری ہوئی تھی اچانک اللہ نے چاند سا بیٹا داؤد دیا دل خوش ہو گیا۔ کبھی ڈانس نہ کیا خوشی سے ڈانس کرنے لگا ڈانس حرام و حلال یاد نہ رہا دل خوش ہو گیا۔ (حکیم طفیل۔ گوجرانوالہ)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملے تو بہت اچھا لگتا ہے۔ جو لوگ غم دیتے ہیں دوسروں کو ان سے مجھے نفرت ہے اور جو لوگ دوسروں کو خوشی دیتے ہیں ان سے مجھے محبت ہے۔ (ندیم لمس)

میری رائے میں مجھے زندگی میں ہمیشہ غم ہی ملے ہیں خوشی صرف عارضی آتی ہے جو آ کر گزر جاتی ہے مجھے دکھ دینے والے اور دن رات تڑپانے والے غیر نہیں ہیں میرے اپنے ہی ہیں جو مجھ پر زخم پر زخم لگاتے جا رہے ہیں اور میری زندگی عذاب بنائی ہوئی ہے آخر کب تک خدا کی ابھی۔۔۔۔ (محمد آفتاب شاد ۔کوٹ ملک دوکوٹہ)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی کا ملنا ایسا ہے جیسے بچہ ابھی ماں کی کوکھ سے پیدا ہوا ہے بالکل خوشی اسی طرح ہے۔ (مسز ایم رشید وفی۔ گوجرانوالہ)

میری رائے میں بہت اچھا لگتا ہے خوشی ملے تو دل کو سکون آ جاتا ہے۔ (سائمہ قاسم۔ ڈنگہ گجرات)

میری رائے میں میری ماں بیمار تھی تو میں بہت غمگین تھا اب وہ ٹھیک ہو گئی ہے تو میں بہت خوش ہوں اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اب کوئی غم نہیں ہے۔ (ذوالفقار شیر زمان پشاوری۔ پشاور شہر)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی کا ملنا بہت اچھا لگتا ہے خوشی کے ملنے سے دل کا ماحول اچھا بن جاتا ہے۔ (ایم جبرائیل آفریدی۔ کمر مشانی ناصر آباد)

میری رائے میں بہت ہی اچھا لگتا ہے دل کرتا ہے کہ ہمیشہ خوش رہوں دکھ کبھی بھی قریب نہ آئیں میں اللہ رب العزت سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ ہر انسان کو خوش رکھے۔ اور قارئین کو شاد و آباد رکھے آمین۔ (زیب ظہور احمد بلوچ۔ ڈیرہ مراد جمالی)

میری رائے میں دل خوشی سے جھوم اٹھتا ہے لبوں پر مسکراہٹ اور خوشیوں کے گیت بجنے لگتے ہیں پرائے بھی اپنے لگتے ہیں گلے زخم بھر جاتے ہیں اور غم کے بعد خوشی پہ پردہ ڈال دیتی ہے۔ (عاشق حسین طاہر۔ منڈی نوتانوالی)

میری رائے میں بہت اچھا لگتا ہے اور بھی بھی خوشی کے ملنے سے بھی آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں۔ محمد احمد رانا۔ منڈی والا)

میری رائے میں غم کے بعد جب خوشی ملتی ہے تو انسان اپنا غم بھول تو پھر بھی نہیں سکتا البتہ کچھ جینے کی راہ ہموار ہو جاتی ہے۔ (ذوالفقار علی ساہیوال۔ ملک وال)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملے تو آدمی غم بھول جاتا ہے۔ (آصف ساہیوال۔ بہاولنگر)

میری رائے میں اچھا لگتا ہے اچھا لگتا ہے اچھا لگتا ہے اچھا لگتا ہے اچھا لگتا ہے اچھا لگتا ہے۔ (شہزادہ سلطان کیف۔ الکویت)

میری رائے میں خوشی اور غم کا تو چولی دامن کا ساتھ ہے انکا ملنا، بچھڑنا تو لگا رہتا ہے کبھی راحت کبھی غم یہ تو ساتھ ساتھ چلتا ہی رہتا ہے۔ (خالد فاروق آسی۔ فیصل آباد)

میری رائے میں تو میں کچھ کہہ ہی نہیں سکتی کیوں کہ مجھے تو ہمیشہ ہی غم ملے ہیں خوشی کیسی ہوتی ہے مجھے معلوم ہی نہیں سب غم کے بعد خوشی ملے گی تو میں ضرور بتاؤں گی غم اور خوشی کیا ہے۔ (اے ایس اعوان۔ کھلا بٹ ہری پور)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو بہت اچھا لگتا ہے جینے کی امیدیں نظر آتی ہیں انسان اپنے غموں کو بھول جاتا ہے۔ (مس صبا۔

شعری پیغام اپنے پیاروں کے نام

S.P.S۔ رینالہ خورد کے نام

ہر روز کی برائی اچھی نہیں ہوتی
یہ سوچ لو جدائی ابھی نہیں ہوتی
میں تو صبر کر لوں گا اے مظہر
لیکن بے وفائی ابھی نہیں ہوتی
مظہر علی بھٹی۔ ساہیوال۔ نور شاہ

☆-----☆

بے وفا۔ BRAD FORD کے نام

گھر کیا بنایا اُس نے مسجد کے سامنے
ذوالفقار
اس کی چاہت نے ہم کو نمازی بنا دیا
ذوالفقار تارڑ کوٹلی۔ BRAD FORD

☆-----☆

N.S پاکپتن شریف کے نام

اے زندگی مجھ سے وفا نہ کر
میں اس سے دور ہو جاؤں یہ خطا نہ کر
اسے کوئی دیکھے بھی تو جلن ہوتی ہے مجھے
اے ہوا تو بھی اسے چھوا نہ کر
رانا بابر علی۔ لاہور

☆-----☆

نادیہ قدیر۔ چکوال کے نام

محبت اسکی خیالوں سے کبھی نہیں جاتی
نیند ہے آنکھوں میں مگر کیوں نہیں آتی
وہ ساتھ تھی تو محبت کا لطف تھا مجھے
اب میں تنہا ہوں تو محبت کیوں نہیں آتی
محمد صفدر دکھی۔ کراچی

☆-----☆

منظور اکبر نسیم۔ جھنگ کے نام

ملنے کی طرح مجھ سے وہ پل بھر نہیں ملتا
دل اس سے ملا جس سے مقدر نہیں ملتا
پرنس مظفر شاہ۔ پشاور

☆-----☆

ایس S کے نام

یہ قصور میرا ہے کہ یقین کیا
دل تیرے ہی خاطر رکھ جو دیا ہے
تو ہی سب سے قریب ہے میرے
تو ہی میرا نصیب ہے اب یہ محسوس کیا ہے
رائے اطہر مسعود آکاش۔
214/-R

☆-----☆

کلیم یوسف کے نام

میری یادوں نے تم کو پاگل بنا رکھا ہوگا
میری باتوں نے تم کو دیوانہ بنا رکھا ہوگا
اگر یقین نہیں آتا میری محبت کا کلیم
تو دل چیر کر کبھی دیکھ لینا تیرا ہی نام لکھا ہوگا
ندیم عباس ڈھکو۔ چک نمبر 79/5

☆-----☆

محمد ساجد حنیف۔ بہاولپور کے نام

پھول کی پتی سے بھی نازک تھا دل میرا
تیری جدائی نے مجھکو پتھر دل بنا دیا
محمد ولی اعوان (گولڑوی) کلر کہار چکوال

☆-----☆

نور۔ منڈی بہاؤالدین کے نام

آگ دل میں لگا کے چھوڑ گئے
تاب غم آزما کے چھوڑ گئے
چارہ سازوں سے اب کیا امید
تم ہی اپنا بنا کے چھوڑ گئے
کریم بخشی۔ سوئی گیس فیلڈ

☆-----☆

عائشہ۔ کراچی کے نام

اے خدا خوشی ہر پل ان کے پاس رکھنا
میری عائشہ کو تو کبھی اداس نہ رکھنا
غم نہ آئیں ان کے پاس میرے مولا
تو نظر کرم ان پر خاص رکھنا
علی نواز منواری۔ ضلع تحصیل گھوٹکی

☆-----☆

مہرین نواز۔ ضلع جھنگ کے نام

جو دکھ مجھ سے دور کیا اس نے

جو نہ کرنا تھا وہ کیا اس نے
یاد کرنے سے بھی نہ یاد آؤں
ایسا مجھ کو بھلا دیا اُس نے
علی نواز مزاری۔ ضلع و تحصیل گھوٹکی

☆-----☆

محبوب۔ لاہور کے نام
اس کے سوا کسی سے محبت نہ تھی
وہی تھا پتھر دل میں کوئی دوسرا نہ تھا
عمر دراز اس کی محبت میں کٹ گئی
سجدے کرتے
یہ اور بات ہے کہ وہ خدا نہ تھا
نوید احمد۔ لاہور

☆-----☆

الٰہی بخش غمشاد۔ کیچ مکران کے نام
سدا تم ہی رہو میرے دل کی
نگاہوں میں غمشاد
میں حسن پرست نہیں کہ سر یوسف کا
طلبگار ہوں
الٰہی بخش غمشاد۔ کیچ مکران تربت

☆-----☆

دنیا کے تمام محبت کرنے والے لوگ
میرے بھائی ہیں
عرض ہے اپنوں کا دامن بھی کبھی نہیں
چھوڑنا۔
ایم پرویز آریو۔ دنیاپور

☆-----☆

راشدہ آر۔ چتوکی کے نام
وقت سمندر کے کنارے پہ کھڑا ہے تو
خیر مانگ
بے رحم لہروں کے ساتھ تیرے قدم
ڈگمگا نہ جائیں
کشور کرن۔ چتوکی

☆-----☆

تبسم حسین۔ چتوکی کے نام
باجی کشور کرن بہت اچھی شاعرہ ہے
میں باجی کی شاعری کو بہت پسند کرتا
ہوں۔ میری باجی ہمیشہ سلامت
رہے۔
تبسم حسین۔ چتوکی

☆-----☆

اپنی پیاری ماں کے نام
ختم کردوں ساری سانسیں ماں کے
اک اشارے پہ
اے خدا اک اور احسان کرنا رکھنا
سلامت ماں میری
کشور کرن۔ چتوکی

☆-----☆

علی عباس ڈھکو کے نام
دل میں جگہ نہ دیں گے ہم اب کسی کو
محبت کوئی نہ کہیں گے اب ہم کسی کو
محبت نے ہی برباد کر دیا اس قدر علی
اپنی شکل دکھاتے نہ جائیں گے اب
ہم کسی کو
ندیم عباس ڈھکو۔ چک نمبر 79/5

☆-----☆

سدرہ سحر۔ گوجرانوالہ کے نام
بھول جانے والے نہیں یاد کرتے
ہیں ہم
خدا تمہیں خوش رکھے یہ دعا کرتے
ہیں ہم
تم سے ہے ملنا تو ہم تم سے مل کر کہیں
گے
تمہارے پیار میں اپنی جان بھی
قربان کریں گے
سیف الرحمن زخمی۔ سیالکوٹ
مقابر شریف

☆-----☆

سدرہ سحر۔ گوجرانوالہ کے نام
تم سے ہی ملنا تو ملا کریں گے ہم
دنیا جلتی ہے تو دنیا کو جلایا کریں گے
ہم
سیف الرحمن زخمی۔ سیالکوٹ

☆-----☆

نائلہ۔ راولپنڈی
تیرے معصوم چہرے کے تقدس کی قسم
دل نے تو کہا وفا نے بھی تم سے پیار
کیا
ہے
امداد علی عرف ندیم عباس تنہا۔ میر پور
خاص سندھ

☆-----☆

گلشن ناز۔ ٹھٹھہ قریشی کے نام
انداز بیاں گر یہ منہ شوخ نہیں ہے
شاید کہ اُتر جائے تیرے دل میں
میری بات
پرنس عبدالرحمن گجر۔ گاؤں نین لانجھا

☆-----☆

شبانہ پروین۔ وہاڑی کے نام
وعدہ تو کر گئے پانچویں دن کا
سُنا ہے دنیا چار دن کی ہے
محمد ہارون قمر۔ بیج پور۔ ہزارہ

☆-----☆

وہ جب دور تھا تو بھی کتنے پاس تھا
کیا میٹھا سا وہ بھی احساس تھا
آج وہ بھی پاس ہو کے کتنا دور ہے
یارب قسمت کو شاید یہی منظور ہے
محمد آفتاب شاد۔ کوٹ ملک دوکوٹہ

☆-----☆

عمر دراز بادشاہ۔ فیصل آباد
سدا روشن رہے تیرے مقدر کا ستارہ
تجھے اور تیرے نصیب کو کسی کی نظر نہ
لگے
عمران بلوچ۔ بلوچستان

☆-----☆

جبرائیل آفریدی۔ ناصر آباد کے نام
جس وقت چھلک اٹھتی ہیں آنکھیں
میری
اپنا دامن کوئی چپکے سے بڑھا دیتا ہے
میں کرتو لوں کسی اور سے اظہار وفا
لیکن
کوئی چپکے سے میرا ہاتھ دبا دیتا ہے
غزالہ جبرائیل۔ لاہور کینٹ

☆-----☆

نور جان۔ تربت کے نام
تجھے پیار ہے میں جانتی ہوں اے نور
جو بات ہے
اور ہے کہ تم نے کبھی کیا تو نہیں
شکیل احمد ساجن۔ تربت مکران

☆-----☆

شکیل احمد ساجن۔ کیچ مکران کے نام
پھولوں سے زیادہ نرم ہو تم شعلے سے
زیادہ گرم ہو تم
اب یہ دل چاہے ہمارا لپٹے رہیں
جیسے آنچل ہو تم ہمارا۔
رخسار جان۔ تربت کیچ مکران

☆-----☆

رخسار۔ تربت مکران کے نام
آنکھ ہے تصویر تیری ہونٹوں پہ نام تیرا
اگر رخسار مجھے نہ ملا تو کیا انجام ہو
گا میرا
شکیل احمد ساجن۔ تربت مکران

☆-----☆

شکیل احمد ساجن۔ تربت مکران
پھولوں کو خوشبو پسند خوشبو کو پھول
پسند
رخسار تیری پسند خدا جانے مجھکو تیری
ہر ادا پسند
شکیل احمد رخسار۔ تربت مکران

☆-----☆

G صدیق صاحب۔ کراچی کے نام
نہ جانے کون سی الجھنوں نے گھیرا ہوا
ہے
اگر ساتھ چھوڑ گیا ہے تو اسے ہرجائی
نہ کہو
خالد فاروق آسی۔ فیصل آباد

☆-----☆

روزی R۔ سرصوبہ کلر سیداں کے نام
تمہیں بھولنے میں مجھے کچھ وقت
لگے گا
اور وہی کچھ وقت میری زندگی ہے
عامر امتیاز نازی۔ سموٹ بڑووٹہ کلر
سیداں

☆-----☆

محترمہ عاصمہ۔ فتح پور کے نام
زمانے سے سنا تھا محبت ہو جاتی ہے
جو چاہت ایک طرفہ ہو وہ چاہت ہو
جاتی
ہے
کہیں یہ دعا کا اک لفظ بھی اثر کر جاتا
ہے
تمہیں پہ برسوں کی عبادت ہار جاتی
ہے
ارمان سنگم۔ فیصل آباد

☆-----☆

محترمہ عاصمہ۔ فتح پور کے نام
درد ملتا ہے مگر دوا نہیں ملتی
دوا ملے بھی تو شفا نہیں ملتی
ہم نے ہر طرف گھوم کے دیکھ لیا ہے
جان
حسن والے تو ملتے ہیں مگر وفا نہیں ملتی
ارمان سنگم۔ فیصل آباد

☆-----☆

محترمہ عاصمہ۔ فتح پور
تم ملے تو زندگی مسکرانے لگی
ہر سانس میں تیری خوشبو آنے لگی
یہ تیری ہے یہ تیرا دیوانہ پن
ہر چیز میں تیری صورت نظر آنے لگی

☆-----☆

امین۔ منبرا کا نام
ہر مشکل میں دعا تیرے ساتھ ہے
اس بے وفا زمانے میں میری وفا
تیرے ساتھ ہے

ہر کامیابی تیرے قدم چومے گی
کیونکہ میرا خدا تیرے ساتھ ہے
محمد راشد۔منبرا

☆-----☆

مرزا وسیم احمد۔جہلم
اب پوچھتے ہو مقام اپنا
کہہ جو دیا زندگی تم ہو
اے شب تیری تنہائی تو گواہ رہنا
آج پھر سو گیا مجھے یاد کیے بغیر
مرزا محمد بلال۔جہلم

☆-----☆

ماریہ عباس تنہا۔لاہور مانگا منڈی
مجھے معلوم ہے میرا مقدر تم نہیں
لیکن میری تقدیر سے چھپ کر ملے
اک بار مل جاؤ N یہ ہی تنہا دل کی تمنا ہے
اور یہ ہی میرے دل کی خواہش
امداد علی عرف ندیم عباس تنہا۔میر پور خاص

☆-----☆

R خانیوال کے نام
ہم نے تم کو تسبیح میں پرو دیا ہے R
ٹوٹ اگر ہم گئے تو بکھر تم بھی جاؤ گے
رانا محمد احمد۔محمد امجد۔لنڈے والا

☆-----☆

R خانیوال کے نام
اُس کی تم سوچ کا کوئی نہیں دنیا میں
تو کس لیے اداس ہے تیرا تو میں بھی ہوں

رانا محمد احمد۔لنڈے والا

☆-----☆

کسی اپنے کے نام
بیتے ہوئے لمحوں کو پھر یاد کر کے روئے
مزار دل پہ آخر چراغ جلا کے روئے
محسن عزیز۔کوٹھ کلاں

☆-----☆

کرن۔نواب شاہ کے نام
جدائی پر ہی قائم ہے نظام زندگی کرن
بچھڑ جاتا ہے پانی بھی ساحل سے گلے مل کر
عمران فنا۔بلوچستان

☆-----☆

شہزادہ عالمگیر کے نام
اے پھول باغ دل میں خزاؤں کا راج ہے
اک شخص دور جا کے مجھے مغموم کر گیا
عابد محمود۔ملکہ ہانس

☆-----☆

جانو کے نام
پھر وہی عمر ہے، وہی شام ہے، تنہائی ہے
زندگی پھر مجھے کس موڑ پہ لے آئی ہے
عابد محمود۔ملکہ ہانس

☆-----☆

شہزادہ عالمگیر کے نام
کتنی بے فیض رہ جاتی ہے دل کی بستی
کتنے چپ چاپ چلے جاتے ہیں جانے والے

عابد محمود۔ملکہ ہانس

☆-----☆

شہزادہ عالمگیر کے نام
قبروں میں نہیں ہم کو کتابوں میں اتارو
ہم لوگ محبت کی کہانی میں مرے ہیں
عابد محمود۔ملکہ ہانس

☆-----☆

اللہ دتہ بے درد۔راولپنڈی کے نام
کیا لکھوں دل کی حقیقت آرزو بے ہوش ہے
خط پر آنسو برس رہے ہیں اور قلم خاموش ہے
مجید احمد جائی آف ملتانی۔ملتان

☆-----☆

رضیہ سلطی۔فیصل آباد کے نام
اتنی نفرت نہ کرو وجہ محبت بن جائے
جس پڑ جائے تو برسات ہوا کرتی ہے
کبھی وقت ایک سا رہتا نہیں یہ مان لوں کیسے
میں اب بھی غیر ہوں اس کے لیے کل بھی پرایا تھا
ذیشان بن نذیر۔فیصل آباد

☆-----☆

فرزانہ۔کراچی کے نام
خدا کے واسطے تازہ گلاب مت بھیجو
کہ ہم نے زخم بہت خوشبوؤں سے کھائے ہیں
تمہاری طرف ہی جاتے ہیں راستے

سارے
تمہاری قید سے کس کو رہائی حاصل ہے
ذیشان دیوانہ۔فیصل آباد

☆-----☆

دوستوں کے نام۔فورٹ عباس
نہ کمزور پڑا میرا تم سے تعلق
اور نہ کہیں ہوئے سلسلے مضبوط
وقت کی سازش ہے
کبھی تم مصروف تو کبھی ہم مصروف
رائے اطہر مسعود آکاش۔
214/9-R

☆-----☆

محترمہ عاصمہ۔فتح پور
تم ملے تو زندگی مسکرانے لگی
ہر سانس میں تیری خوشبو آنے لگی
یہ تیری کی ہے یہ تیرا دیوانہ پن
ہر چیز میں تیری صورت نظر آنے لگی
ارمان سنگم۔فیصل آباد

☆-----☆

شکیلہ کلیم۔لکی مروت
نہ میری کوئی منزل ہے نہ کنارا
تنہائی میں محفل اور یادیں میرا سہارا
تم سے بچھڑ کر کچھ یوں ہم نے وقت گزارا
کبھی زندگی کو ترسے کبھی موت کو پکارا
شاہد اقبال خٹک۔کرک جندرئی SK

☆-----☆

شہزادہ عالمگیر۔لاہور کے نام
سہانے خواب اور ان کی تعمیر تو دیکھو
دل کے آباد نگر کی تعمیر کو دیکھو
پھر شوق سے مجھے جواب عرض کا دیوانہ کہنا یارو
پہلے اچھی طرح اس کی اک اک تحریر تو دیکھو
محمد راشد محسن۔گاؤں پور سرگودھا

☆-----☆

اے میرے اس پاکستان کے نوجوانوں
یہ ملک ہمارا ہے اور اس کے لئے اپنی
طاقت اپنی ذہانت اپنی بہادری
استعمال کرنی ہے کیونکہ ہم مسلمان
ہیں اور مسلمان کا جینا مرنا اسلام کیلئے ہوتا ہے
ساگر تنہا ندالہ مارٹ۔جہلم (پنجاب)

☆-----☆

اشفاق دکھی۔139/66 دوکوٹہ
توڑ کر دل میرا چلی ہو کہاں
ابھی تھوڑا اڑنے میں تماشا اور بھی ہے
استاد جی قصور۔دوکوٹہ

☆-----☆

عائشہ نواز۔کراچی کے نام
تم ہم سے دور رہنا چاہتی ہو لاکھ رہو
دل میں تیری یادوں کا افسانہ بنا رکھا ہے
ہم تو تمہیں اپنا سمجھتے ہیں
اک تم ہو جس نے بیگانہ بنا رکھا ہے
علی نواز مزاری۔ضلع وتحصیل گھوٹکی

☆-----☆

عائشہ نواز۔کراچی کے نام
نہ میری منزل ہے نہ کوئی کنارا ہے
تنہائی میری محفل یادیں میرا سہارا
کچھ یوں وقت گزرا عائشہ
کبھی زندگی کو ترسایا کبھی موت کو پکارا
علی نواز مزاری۔ضلع وتحصیل گھوٹکی

☆-----☆

منظور اکبر اینڈ سیف بھائی۔جھنگ۔سیالکوٹ کے نام
اب تو سفارشوں کے دور آ گئے
ہر شخص کو یہاں سلام کرنا پڑا
فقط خدا کے نام تھیں سب تعریفیں
جھک کے بندوں سے کلام کرنا پڑا
منیر رضا۔ساہیوال

☆-----☆

فیصل رحمان۔لاہور کے نام
کسی کا ساتھ مل جائے میری تقدیر بن جائے
میں بن جاؤں مصور کوئی میری تصویر بن جائے
فنکار شیر زمان پشاوری۔پشاور شہر

☆-----☆

محمد عظیم۔ننکانہ صاحب
چاند ابھرا ہے ستاروں کے بنا
گلشن ابھرا ہے بہاروں کے بنا
سمندر ابھرا ہے کناروں کے بنا
جینا پڑ رہا ہے تم جیسے یاروں کے بنا
محمد صابر۔ننکانہ صاحب

مجھے شکوہ ہے

مجھے شکوہ ہے اپنے دوستوں ممبر یز بشیر، عمر گوندل، قمر اعجاز گوندل، حماد ظفر ہادی گوجرہ، یہ نماز نہیں پڑھتے۔ (ڈاکٹر نوید اقبال۔ گوجرہ)

مجھے شکوہ ہے ایسے قارئین سے جو جواب عرض کی رائیٹر لڑکیوں سے رابطہ کرنے کے لیے اصرار کرتے ہیں پلیز ان سب کو اپنی بہنیں سمجھیں۔ عورت بھی انسان ہے اس طرح ان پیاری بہنوں کی عزت نفس مجروع ہوتی ہے۔ (محمد خاں انجم۔ دیپالپور)

مجھے شکوہ ہے کنول سے جس نے مجھے تو کچھ نہیں بتایا لیکن میر کزن کے ذریعہ پیغام جدائی میرے لیے ہی بھیج دیا۔ کنول میری دعا خوش رہو آباد رہو۔ (امداد علی عرف ندیم۔ میر پور خاص)

مجھے شکوہ ہے جواب عرض میں کچھ معزز لوگوں سے جو آدمی کو خاطر میں نہیں لاتے ذرا بھی نہیں سوچتے کہ زندگی کا کوئی پتہ کب ختم کر جائے۔ (آصف سانول۔ بہاول نگر)

مجھے شکوہ ہے مجھے شکوہ ہے جناب ریاض احمد باغبانپورہ سے جو اتنے بہترین رائیٹر ہونے کے باوجود اپنی کہانیاں جواب عرض میں نہیں بھیجتے۔ (محمد ساجد گوڑا۔ جڑانوالہ)

مجھے شکوہ ہے جواب عرض والوں سے کہ وہ کالم مجھے شکوہ ہے کو بند کیوں نہیں کرتے کہ اس کی جگہ کوئی اچھا سا دوسرا ٹاپک آنا چاہیے۔ (عبدالمالک کیف۔ صادق آباد)

مجھے شکوہ ہے اپنے اُن دوستوں سے جو سب سمجھ کر بھی ساتھ رہنے کا وعدہ کرتے ہیں۔ اور بعد میں خواب میں بھی نظر نہیں آتے۔ (ایچ جی۔ سیالکوٹ)

مجھے شکوہ ہے اپنی ذات سے کہ میں نے اتنے پیار کے باوجود بھی کچھ حاصل نہیں کیا اور اس دنیا میں ٹھوکریں کھاتا رہا اب مجھ میں ہمت ہی نہیں رہی۔ (سید مبارک تقی شمس۔ قائم پور)

مجھے شکوہ ہے ایسے لوگوں سے جو دوستی کے نام پر دھوکا دیتے ہیں دوست بنا کر پھر دھوکا دیتے ہیں۔ جھوٹ بولتے ہیں۔ (اسد الرحمن۔ شورکوٹ شہر)

مجھے شکوہ ہے اپنے دوستوں سے جو میری سچی دوستی کو تسلیم نہیں کرتے اس دکھ بھری دنیا میں۔ (محمد یاسین مچو۔ ملھوانہ موڑ جھنگ)

مجھے شکوہ ہے ان لوگوں سے جو اپنا بنا کر بھول جاتے ہیں وہی لوگ جو جان دینے کی قسمیں کھاتے ہیں پھر یکدم بدل کر زندگی کٹھن بنا جاتے ہیں۔ (محمد یاسین۔ جھنگ)

مجھے شکوہ ہے ایسے لوگوں سے جو دوستی اور پیار کے نام پر معصوم لڑکیوں کو دھوکا دیتے ہیں اور ان کی معصوم جوانی اور پاکیزہ زندگی برباد کر دیتے ہیں۔ (اسد الرحمن۔ شورکوٹ شہر)

مجھے شکوہ ہے ایسے دوستوں سے جو ضرورت کے وقت ساتھ چھوڑ جاتے ہیں۔ (محمد عظیم۔ ڈونگہ لونگہ)

مجھے شکوہ ہے شہزادہ التمش سے وہ میری کہانیوں کو جگہ نہیں دے رہے جو کافی ماہ سے سراپا انتظار ہیں جواب عرض کی چوکھٹ پر۔ (عمران انجم راہی۔ پتہ پانی)

مجھے شکوہ ہے NAZ دری خیل سے جو مجھ سے ناراض ہے لیکن ہم تو وہ دیوانے ہیں جو کانٹوں کو بھی دامن پہ سجا لیتے ہیں۔ (سمیع اللہ سمعی۔ کوہاٹ کینٹ)

مجھے شکوہ ہے باجی کشور کرن سے کہ آپ کی تحریریں پسند کرنے پر دو الفاظ کے ساتھ میرا شکریہ ادا نہیں کر تیں۔ پلیز ایسا نہ کیا کریں۔ (مجید خان قمر۔ کوئٹہ)

مجھے شکوہ ہے آپ ایسے شخص سے جو میری وفاؤں کو خاطر میں نہیں لاتا کاش اسکے دل میں میری محبت کالاوا اُبل پڑتا۔ (آصف سانول۔ بہاولنگر)

مجھے شکوہ ہے SAM سے کیونکہ اس نے مجھے محبت میں دھوکہ دیا خدا کرے تو جہاں بھی رہے خوش رہے آمین۔ S میں آج بھی تم سے بہت محبت کرتا ہوں۔ (عابد علی آرزو۔ سانگلہ حل)

مجھے شکوہ ہے اپنے آپ سے کہ بہت جلدی ہر کسی پر اعتبار کر لیتا ہوں پھر بعد میں اکیلا تڑپتا ہوں۔ (عامر امتیاز نازی۔ کارسیداں)

مجھے شکوہ ہے ان لوگوں سے جو اللہ اور رسول کی محبت اور فرمانبرداری سے غافل ہیں۔ (مولانا عبدالغفور نقشبندی۔ حافظ آباد)

مجھے شکوہ ہے سے ریاض بھائی سے کہ وہ اپنی کہانی کے ساتھ اپنا نام کیوں نہیں لکھتے۔ (نرگس ناز۔ سکھر)

مجھے شکوہ ہے اپنی جان R سے کہ میں نے اپنے پیار کا اظہار کیا لیکن R نے کوئی جواب نہیں دیا۔ (رائے جاوید۔ فورا نصباس)

مجھے شکوہ ہے تقدیر سے جس نے ہم سے ہمارا محترم لیڈر شہزادہ عالمگیر جدا کر دیا لیکن شاید یہی نظام قدرت ہے میں ہمہ وقت ان کی مغفرت کے لیے دعا گو رہوں گا۔ (محمد خاں انجم۔ لدھے وال)

مجھے شکوہ ہے جواب عرض والوں سے کہ ایک سال پہلے کہانیاں ارسال کی جو ابھی تک شائع نہیں ہوئیں۔ (ساجد ہزاروی۔ شیخوپورہ)

مجھے شکوہ ہے ان لوگوں سے جو دو پیار کرنے والوں کو جدا کر دیتے ہیں۔ (ملک افضل ساگر۔ صفدر آباد)

مجھے شکوہ ہے شکوہ نہیں کسی سے کسی سے گلہ نہیں۔ نصیب میں نہیں تھا جو ہم کو ملا نہیں M۔ (سید شہزاد آرمانی۔ ویڑوسام)

مجھے شکوہ ہے اپنے دوست انجم شفیع تنہا سے جو چھوٹی چھوٹی باتوں پر مجھ سے روٹھ جاتا ہے۔ I miss you دوست۔ (نثار احمد حسرت۔ نور جمال شمالی)

مجھے شکوہ ہے بس شکوہ تو جواب عرض والوں سے ہی ہے جو میری کہانیاں شائع نہیں کرتے۔ بس من مانے لوگوں کی کرتے ہیں۔ (ساجد ہزاروی۔ شیخوپورہ)

مجھے شکوہ ہے جواب عرض والوں سے جو بعض لوگوں کی کہانیاں اکثر شائع کرتے ہیں لیکن میری کوئی کہانی نہیں۔ (ساجد ہزاروی۔ شیخوپورہ)

مجھے شکوہ ہے جواب عرض کے نگران اعلیٰ سے کہ میری تحریروں کو جواب عرض میں جگہ کیوں نہیں مل رہی مجھے اپنے فن کو اجاگر کیوں نہیں کرنے دیا جا رہا پلیز نوٹس ضرور لینا۔ (آصف سانول۔ بہاولنگر)

مجھے شکوہ ہے وقت کی بے رحم لہروں سے جو اپنے تیز بہاؤ کے ساتھ میرے مقدر کی ہر خوشی بہا کر نہ جانے کہاں لے گئیں اور دکھ میرے آنگن کے پھول بن گئے۔ (محمد خاں انجم۔ دیپالپور)

مجھے شکوہ ہے مجھے کسی سے کوئی شکوہ نہیں کیونکہ زندگی ایک بار ملتی ہے اُسے ہنسی خوشی جی لو۔ (عامر غلام رسول۔ قبولہ شریف)

مجھے شکوہ ہے ان شعراء سے جو ادب شاعری کو نیلام کرتے ہیں۔ پلیز ایسا نہ کرنا۔ (اختر صبا۔ بنوں)

مجھے شکوہ ہے ان سب دوستوں سے جو ایک دوست کے ہوتے ہوئے دوسروں سے پیار کرتے رہتے ہیں پلیز ایسا مت کیا کریں۔ (سید مبارک علی شمس۔ قائم پور)

مجھے شکوہ ہے اپنے نصیب سے کہ آج تک مجھے کوئی سچا چاہنے والا نہیں ملا ہے۔ جس پر بھی بھروسہ کیا ہے اسی

نے ناگ بن کرڈسا ہے۔ (آرزو۔ جڑانوالہ)

مجھے شکوہ ہے اپنی فین سے کہ وہ مجھے چھوڑ کر چلی گئی ہے۔ میری دعا ہے کہ جہاں بھی رہے خوش رہے آباد رہے۔ (خوا محمد تنولی۔ دربند دوکانی)

مجھے شکوہ ہے حیرا شاہین سے جو ایک بات کی ضد پکڑ لیتی ہے پلیز اپنے دماغ کو ٹھیک کرو۔ (ذوالفقار علی سانول۔ ملک وال)

مجھے شکوہ ہے N سے جو میرے سے رابطہ نہیں کرتی پلیز رابطہ کرو میں آپ کا انتظار کروں گا؟ (نوید ملک۔ بدین سندھ)

مجھے شکوہ ہے ریاض احمد باغبانپورہ کوثر ریاض، مس اقرا لاہور اور جمیلہ اختر واہ کینٹ سے کے آپ نے جواب عرض میں لکھنا کیوں چھوڑ دیا ہے۔ (عمر اور از آکاش۔ جڑانوالہ)

مجھے شکوہ ہے راحت سے کہ اس نے بہت دن ہو گئے ہیں مجھ سے رابطہ نہیں کیا۔ آئی۔ لو۔ یو راحت۔ (محمد یٰسین شفیق۔ خانیوال)

مجھے شکوہ ہے عامر شہزاد اجنبی سے جو میرے پیار کو دھتکار دیتا ہے میں نے اس سے سچا پیار کیا ہے۔ (نبیلہ اکرم۔ شورکوٹ)

مجھے شکوہ ہے R سے جس نے مجھ سے یہ کہا کہ میں تم کو کہاں گیا جان میرا وہ پیار ایک بار کہہ دو میرے ہو۔ (عامر امتیاز نازی۔ کلر سیداں)

مجھے شکوہ ہے شہزاد اتمش بھائی سے پلیز بھائی میری سٹوری شائع کردیں کب تک انتظار کروائیں گے اب اور انتظار نہیں ہوتا۔ (اے۔ آر۔ راحیلہ منظر۔ جمرہ سٹی)

مجھے شکوہ ہے ثمر اعجاز گوندل فرام انلی سے جو ہمیں بھول گئے ہیں۔ ثمر بھائی اتنی دوریاں اچھی نہیں ہوتیں۔ (حماد ظفر بادی۔ گوجرہ)

مجھے شکوہ ہے ان سے جو ٹائم پاس کرتے ہیں وقت آنے پر چھوڑ دیتے ہیں۔

I have those peoples (محمد ثقلین۔ رکھلہ منڈی)

مجھے شکوہ ہے ان دوستوں سے جو دوستی کے وعدے کرتے ہیں۔ اور نبھانا بھول جاتے ہیں دوستوں سچے دل سے ہر کسی سے ملو کسی کو ناراض مت کرو۔ (شاہد اقبال خٹک۔ کرک جندری)

مجھے شکوہ ہے ان لوگوں سے جو کسی لڑکی کو بلاوجہ تنگ کرتے ہیں۔ خدا کے لیے ایسا نہ کیا کرو کیونکہ آپ کے گھر میں بھی ماں بہن ہے۔ (نوید اختر سحر۔ مخدوم پور)

مجھے شکوہ ہے چاچو جبار سے کہ وہ فون کرتے ہیں لیکن مجھ سے بات نہیں کرتے پلیز ایسا نہ کریں۔ (دانش ستار۔ منگیرہ)

مجھے شکوہ ہے ان لوگوں سے جو دلوں کو دل نہیں سمجھتے۔ کھلونا سمجھ کر توڑ دیتے ہیں۔ اچھے نہیں ہیں۔ (اداسی ثناء خان۔ میرپور ماتھیلو)

مجھے شکوہ ہے اپنی جان سے یہ اتنی چھوٹی سی بات پر ناراض ہو گئی کیا محبت اسی کو کہتے ہیں کہ دو لفظوں میں یہ رشتہ ٹوٹ جائے۔ (محمد ثقلین۔ رکھلہ منڈی)

مجھے شکوہ ہے کہ جسے چاہا وہ زندگی میں ملا نہیں۔ مجھے شکوہ ہے جو لوگ کسی کی محبت کو اُس کا فن سمجھتے ہیں جو مجھے سمجھ نہ سکا A. (محمد فیاض الحسن۔ کنجرانی)

مجھے شکوہ ہے جواب عرض کے پورے اسٹاف سے کہ وہ میرے خطوط آدھے شائع کرتے ہیں۔ اور نہ ہی کوئی بات سنتے ہیں کہ آپ ہر بار اسلامی صفحہ کیوں شائع نہیں کرتے۔ (محمد ارسلان احمد دکھی ثانی۔ ڈہو کم ام)

مجھے شکوہ ہے آرالیس سے کہ اس نے جو وعدہ کیا بھلا کر کوئی اور راستہ اپنا لیا مگر S رضا آپکے بغیر نہیں رہ سکتا۔ پلیز لوٹ جاؤ۔ (منیر رضا۔ ساہیوال)

مجھے شکوہ ہے Q سے کہ وہ میری محبت کی قدر نہیں کرتا لیکن اسے یہ خبر نہیں کہ میں اسکے لیے پل پل تڑپتا

ہوں پلیز جان سمجھا کرو۔ (ارشد ساقی۔ ڈیرانوالہ)

اپنی R جان سے جو مجھ سے بات نہیں کرتا پلیز R جان بات کرو۔ (شکیل احمد۔ تربت)

مجھے شکوہ ہے قسمت سے اُس نے مجھے ایک بھی لمحہ نہیں دیا جو میں تیرے علاوہ اپنے بارے میں سوچ سکوں۔ عالمگیر

I miss you. (ایم پرویز آریو۔ دنیاپور)

مجھے شکوہ ہے اپنی کزن سے جو میرے پیار کا جواب نہیں دیتی شائد اسے مجھ سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ (ذیشان عالی۔ فیصل آباد)

مجھے شکوہ ہے سیف الرحمٰن زخمی سے کہ وہ اپنے زخموں کا علاج کراتے ہی نہیں ہیں اور ہر وقت زخمی رہتے ہیں۔ (عمران بلوچ۔ حب ڈیم)

مجھے شکوہ ہے شکوہ کس سے کریں اپنے آپ سے یا اپنوں سے یا دوستوں سے شکریہ کرنا بھی بیکار ہے۔ (محمد صفدر دکھی۔ کراچی)

مجھے شکوہ ہے ان لوگوں سے جو اپنی بناوٹی عزت کیلئے دوسروں پر الزام تراشی کرتے ہیں۔ (رائے اطہر مسعود۔ فورٹعباس)

مجھے شکوہ ہے چھروک جو میں نے اس کو اپنا فون نمبر دیا تھا ابھی تک فون نہیں کر رہا ہے۔ پلیز چھروک فون کرو۔ (شکیل احمد۔ تربت)

مجھے شکوہ ہے آج کل لڑکیوں سے جو کہ دوستی کرتی ہیں مگر نبھاتی نہیں ہیں۔ دوستی کرو تو نبھانا کیونکہ دوستی ایک پاکیزہ رشتہ ہے۔ (وفا ایم۔ شاہد گیول۔ کراچی)

مجھے شکوہ ہے ایسی لڑکیوں سے جو کسی سے دولت کی وجہ سے اپنی پھول سی جوانی کو برباد کر لیتی ہیں دولت سے پیار کرنے والے کسی کے دوست نہیں ہوتے۔ (وفا۔ ایم شاہد گیول۔ کراچی)

مجھے شکوہ ہے کسی کوئی شکوہ نہیں بے وفا لوگوں سے بھی نہیں! (اسحاق انجم۔ کنگن پور)

مجھے شکوہ ہے شہناز مجید کہ وہ مجھ سے رابطہ کرے میں دوستی کرنا چاہتا ہوں۔ جلدی رابطہ کریں۔ (علی نواز مزاری۔ گھوٹکی)

مجھے شکوہ ہے ایڈیٹر سے کہ وہ میرے غزل اور اشتہار کم شائع کرتے ہیں مہربانی کر کے شائع کریں۔ (علی نواز مزاری۔ گھوٹکی)

مجھے شکوہ ہے ان دوستوں سے جو دوست بنا کر نئے دوست ملتے ہی پرانوں کو بھول جاتے ہیں۔ دنیا مطلب دی یار۔ (محمد عمران تبسم۔ فیصل آباد)

مجھے شکوہ ہے ان مسلمانوں سے جو پیسے کے لیے حضور ﷺ کی غلامی کو چھوڑ کر کفر کے راستے پر چلتے ہیں۔ خدارا پیسہ ہی سب کچھ نہیں ہوتا ہم خوش نصیب ہیں کہ ہمیں حضور ﷺ جیسے نبی ملے۔ (رائے اطہر مسعود آکاش۔)

مجھے شکوہ ہے اپنے دوست عمران سے کہ وہ لندن جا کے ہمیں بھول گیا یار عمران ہماری دوستی میں ایسی کون سی کمی تھی جو تم ہمیں بھول گئے۔ (رائے اطہر مسعود آکاش)

مجھے شکوہ ہے سہانی یاد کے لمحو نبھاؤ ساتھ میرا۔ مریض شب ہوں نہ جاؤ اداس کر کے مجھے۔ (عابد محمود۔ ملکہ ہانس)

مجھے شکوہ ہے ملک ندیم عباس ڈھکو سے جو کہ میری شبانہ روز چاہت کا یقین نہیں کرتا ہے۔ خدا گواہ ہے کہ میں آپ سے بھائی جان سچی محبت کرتا ہوں۔ (منظور اکبر تبسم۔ جھنگ)

مجھے شکوہ ہے اپنے دوست جلوہ پرنس سے اس کو میں گھر ملنے جاتا ہوں اور وہ گھر سے باہر نکلتا ہی نہیں۔ پتہ نہیں وہ مجھ سے کیوں نفرت کرتا ہے۔ (شاہذیب پرنس)

مجھے شکوہ ہے بے وفا H گل سے کہ دو عید گزر گیا ہے اس نے ابھی تک مجھے فون تک کیا ہی نہیں آخر کیا مجبور ہے تیری جانمن۔ (مصطفیٰ گل۔ لیاری کراچی)

ماں سے محبت کا اظہار

☆۔۔ میں اپنی ماں سے بہت پیار کرتا ہوں۔ میری ماں بہت اچھی ہے۔ وہ مجھ سے بہت پیار کرتی ہے۔ ماں کی دعائیں میرے ساتھ ہیں۔ (علی نواز مزاری۔ کھوئکی)

☆۔۔ میں اپنی ماں سے بہت محبت کرتا ہوں۔ ماں میری زندگی ہے۔ میری جان ہے۔ (شکیل احمد۔ تربت)

☆۔۔ میں اپنی ماں سے بہت پیار کرتا ہوں اور میری ماں دنیا کی سب سے پیاری ماں ہے اور میں اپنی ماں سے ہمیشہ پیار کرتا رہوں گا۔
(شکیل احمد۔ تربت)

☆۔۔ ماں خدا کی طرف سے ایک تحفہ ہے۔ اس کی خدمت کریں جو لوگ ماں کی خدمت نہیں کرتے وہ زندگی میں کامیاب نہیں ہوتے۔
(شکیل احمد۔ تربت)

☆۔۔ میر ماں بہت پیاری اور پیار کرنے والی ماں تھی لیکن افسوس وہ ہم سے بہت دور چلی گئی ہے جہاں سے واپسی ناممکن ہے۔ (محمد صفدر دکھی۔ کراچی)

☆۔۔ روزانہ کچھ وقت اپنی ماں کے ساتھ بیٹھ کر گزارو کیونکہ کل قیامت کے روز یہ وقت تمہاری مغفرت کا ذریعہ بن جائے۔ (وفا ایم۔ شاہد گیول۔ کراچی)

☆۔۔ ہم سب اپنی ماں سے بہت پیار کرتے ہیں ہماری ساری خوشیاں ماں کے پیار میں ہیں آئی۔ لو۔ یو ماں۔ اللہ تمہیں ہمیشہ ہمارے سروں پر سلامت رکھے۔ آمین (رائے اظہر مسعود۔ فوز تھاس ؟)

☆۔۔ ماں ایسی ہستی ہے جس کا کوئی ثانی نہیں! ماں کی خدمت کرو دوستو! (اسحاق انجم۔ کنگن پور)

☆۔۔ اگر اس دنیا میں ماں نہ ہوتی تو قیامت ہوتی۔ ماں کی بدولت خوشیاں باقی ہیں۔ دنیا کی تمام مائیں میری زندگی ہیں۔ (ایم پرویز آریو۔ دنیاپور)

☆۔۔ میں اپنی ماں سے بہت پیار کرتا ہوں ماں بھی مجھ سے بہت پیار کرتی ہے میری ماں کی دعائیں میرے ساتھ ہیں۔
(محمد امین بخاری۔ گھوٹکی)

☆۔۔ میرا مرشد میری ماں میری دنیا میرا جہاں۔ میری ماں کا چہرہ تقدس سے بھرپور ہے۔ ماں کے بنا گھر بے رونق ہے۔

(ذیشان بحالی۔ فیصل آباد)

☆۔۔ ماں کہنے کو تو ایک لفظ ہے مگر اس میں دنیا کی تمام خوبصورتی اور سکون ہے اور آخرت کیلئے جنت ہمیں والدین کی قدر کرنی چاہیے۔
(رائے اظہر مسعود آ گاش۔ R-214/9)

☆۔۔ مائیں کسی بھی معاشرے کی محسن ہوتی ہیں جن کی آغوش میں پرورش پانے والے بچے قوموں کے ضامن بن جاتے ہیں۔ (عابد محمود۔ ملکہ ہانس)

☆۔۔ اپنی ماں سے پیار کا اظہار کرنے کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں کاش میری ماں قیامت تک زندہ رہے میری جان میری ماں۔
(ذیشان عالی۔ فیصل آباد)

☆۔۔ ماں ایسی ہستی کہ میری قلم میں دم نہیں کہ میں ماں کی شان لکھ سکوں لیکن اتنا ضرور کہوں گا کہ ماں کے بغیر گھر کا آنگن سونا سونا لگتا ہے۔ (ارمان سنگم۔ فیصل آباد)

☆۔۔ ماں تب بھی روتی ہے جب بیٹا کھانا نہیں کھاتا تھا اور ماں آج بھی روتی ہے جب بیٹا کھانا نہیں دیتا ایک ماں سے 4 بیٹے پل جاتے ہیں

مگر 4 بیٹوں سے ایک ماں پالی نہیں جاتی۔ (شاہد اقبال خٹک۔

☆۔ ماں آنکھوں کی ٹھنڈک ہے ایک بار خوشی سے ماں کی طرف دیکھنے سے حج کا ثواب ملتا ہے میری دعا ہے میری ماں کا سایہ میرے سر پر سلامت رہے۔

☆۔۔ ماں کے بغیر گھر قبرستان کی مانند ہے ماں کے قدموں تلے جنت ہے تو دوسری طرف باپ کی خوشی میں اللہ کی خوشی ہے ہمیں دونوں کی قدر کرنی چاہئیں۔
(رائے اظہر مسعود آ کاش۔ (214/9-R

☆۔۔ ماں تجھے سلام ماں کے بارے میں کیا لکھوں اگر ماں کی تعریف لکھوں تو لکھتے لکھتے عمر ختم ہو جائے۔
(عمران بلوچ۔ نجب ڈیرہ)

☆۔۔ میں نے ساری زندگی لفظ عورت کو گہرائی کے ساتھ سوچا تو دل سے آواز آئی ماں پھر اس آواز کو بسم اللہ پڑھ کر ہمیشہ کے لیے سینے سے لگا لیا۔ (محمد خاں انجم۔ دیپالپور)

☆ جب تم دنیا کے دکھوں سے اکتا جاؤ اور تمہارا دل خودکشی کرنے کو کہے تو خدا کی قسم اس کی آغوش میں جا کر سو جاؤ تمہیں ایک زندگی کا نیا جنم ملے گا۔ (محمد خاں انجم۔ دیپالپور)

☆۔۔ ماں تیرے ہی دم سے تھیں یہ رونقیں اب تو یہ دنیا بھی ویران لگتی ہے۔
(آصف سانول۔ بہاول نگر)

☆۔۔ میری ماں میرا عظیم سرمایا ہے جس نے میری بیشمار خطاؤں کے باوجود بھی مجھے بے حد پیار دیا اے میرے رب میری ماں کو قیامت تک زندہ وسلامت رکھنا۔ آمین۔ (سید مبارک علی شمس۔ قائم پور)

☆۔۔ میری ماں دنیا کی بہتریں ماؤں میں سے ہے کیونکہ مجھے تھوڑی سی آنچ آنے پر وہ بہت بے چین ہو جاتی ہے اور میری لمبی عمر کی دعا کرتی ہے۔ (آرزو۔ جڑانوالہ)

☆۔۔ میں اپنی ماں سے بہت محبت کرتا ہوں۔ ماں دنیا کی عظیم ہستی ہے۔ ماں کے نعم البدل کوئی نعمت نہیں۔ اللہ سب کی ماؤں کی زندگی کرے۔ آمین۔ (خواج محمد تنولی۔ درندو وکانی)

☆۔۔ جو لوگ ماں سے محبت نہیں کرتے اور ماں کو نہیں سمجھتے وہ دنیا و آخرت میں ذلیل وخوار ہونگے۔ ماں سے ہمیشہ محبت سے پیش آؤ۔
(محمد آفتاب شاد۔ کوٹ ملک دوکوٹہ)

☆۔۔ ماں جیسا پیار دنیا میں کوئی چیز نہیں دے سکتی ہے۔ میں آج جو کچھ بھی ہوں ماں کی دعاؤں سے ہوں اپنی ماں سے پیار کریں۔ (ذوالفقار علی سانول۔ ملک وال)

☆۔۔ ماں دنیا کی وہ ہستی ہے جسکی دعا اللہ کبھی بھی نہیں ٹال سکتا اپنی ماں کی قدر کرو آئی۔ لو۔ یو امی سوچ۔
(نوید اصغر بحر۔ مخدوم پور)

☆۔۔ یارب میری ماں کو لازوال رکھنا۔ میں رہوں نہ رہوں ماں کا خیال رکھنا میری خوشیاں بھی لے لے۔ میری سانسیں بھی لے لے۔ مگر میری ماں کے گرد خوشیاں رکھنا۔ (نوید ملک۔ بدین)

☆۔۔ ماں جنت کا ایک سایہ دار درخت ہے۔ جس کی چھاؤں کبھی کم نہیں پڑتی۔
(محمد یٰسین شفیق۔ خانیوال)

☆۔۔ خدا نے ماں کو یہ عظمت کمال دی ماں کی دعا پر آئی مصیبت ٹال۔ قرآن نے ماں کے پیار کی ایسی مثال دی۔ جنت اٹھا کر ماں کے قدموں میں ڈال دی میری ماں بہت خوبصورت ہے۔ (عامر غلام رسول)

☆۔۔ اے ماں تجھے سلام میری دعا ہے کہ تیرا سایہ اسی طرح ہمارے سروں پر قائم رہے۔ (عامر امتیاز نازی۔ کلر سیداں)

☆۔۔ ماں کبھی اپنی اولاد کو بددعا نہیں دیتی، دوستوں ماں کی بددعا سے بچو، اگر ماں کسی کو بددعا دے تو ماں کی بددعا عرش کو ہلا دیتی ہے۔ آئی۔ لو۔ یو ماں۔ (اے۔ آر۔

راحیلہ منظر۔ جھمرہ سٹی)

☆۔۔میں اپنی ماں سے بہت پیار کرتی ہوں ماں اپنی اولاد کیلئے ہر تکلیف، دکھ درد، برداشت کرسکتی ہے لیکن اپنی اولاد پر کوئی آنچ نہیں آنے دیتی۔ (اے۔ آر۔ راحیلہ منظر۔ جھمرہ سٹی)

☆۔۔میری ماں مجھے بہت پیار کرتی ہے۔ اور مجھے اپنی ماں بہت پیاری ہے خدا اسکو سدا خوش رکھے۔
(رخسانہ عامر۔ شورکوٹ)

☆۔۔ماں وہ پھول ہے جس کی وجہ سے پورا گھر ایک چمن کی طرح جگمگاتا رہتا ہے۔ ماں کے بغیر گھر سُونا سُونا ہے ماں ہی سب کچھ ہے۔ (حماد ظہر ہادی۔ گوجرہ۔)

☆۔۔میں اپنی ماں سے بہت پیار کرتا ہوں کیوں کہ ماں جیسا اس دنیا میں کوئی نہیں۔ (محمد ثقلین۔ رکھلہ منڈی)

☆۔۔ماں ایک عظیم ہستی ہے۔ ماں کے بغیر گھر قبرستان ہے ماں کے بغیر یہ زندگی عذاب ہے خوش قسمت انسان ہوتا ہے جس کی ماں زندہ ہو ماں تجھے سلام۔ شاہد اقبال خٹک۔ کرک جندری)

☆۔۔ماں پورے گلشن کا سب سے خوبصورت پھول ہے۔ جس کی ہر دم خوشبو آتی ہے۔ میں اپنی ماں سے بہت پیار کرتا ہوں۔ (ایم وکیل عامر جٹ۔ ساہیوال)

☆۔۔ماں ایک روشن چاند ہے ماں ایک خوشبودار پھول ہے جس کے بغیر رہنا بالکل بھی اچھا نہیں لگتا اس دنیا میں خدا کی جھلک ماں ہے (ڈاکٹر نوید اقبال۔ گوجرہ)

☆۔۔ماں میٹھی چھاؤں ہوتی ہے ماں کے آنچل تلے زندگی ہوتی ہے۔ اولاد اداس تو ماں پریشان ہوتی ہے۔ (اداسی ثناء خان۔ میرپور)

☆۔۔ماں ایک ایسی ہستی ہے کہ اس جیسا کوئی نہیں جنت بھی نہیں۔
so care your mothers.
(محمد ثقلین۔ رکھلہ منڈی)

☆جن لوگوں کی اس دنیا میں مائیں زندہ نہیں میرے نزدیک ان سے بڑھ کر اور بری بد قسمتی نہیں ماں تجھے سلام۔ (محمد فیاض الحسن۔ کنجرانی)

☆۔۔جب وقت مصیبت میں نے خدا عزوجل سے اپنی موت کی دعا مانگی۔ فرمان ہوا کہ اسے کیا عطا کروں جس نے تیری لمبی عمر مانگی۔ محبتوں کے سارے لفظ ماں تیرے نام۔ (محمد ارسلان احمد دکھی نمانی۔ ڈھوکمراد)

☆۔۔میں قارئین سے کہنا چاہتا ہوں کہ دعا کریں کہ خدا میری ماں کا سایہ ہمیشہ میرے سر پر قائم و دائم رکھے۔ آمین۔

(ریاض وسیمی۔ منکیرہ)

☆ماں کاش تو زندہ ہوتی۔ دوسروں کو دیکھتا ہوں وہ کتنے خوش نظر آتے ہیں مگر آپکے بغیر میری زندگی میں اندھیرا ہے۔
(منیر رضا۔ ساہیوال)

میری رائے میں انسان کو صبر اور تحمل کا مظاہرہ کرنا چاہیے کیونکہ اندھیری رات کے بعد روشن صبح ضرور آتی ہے۔ (رانا افضال۔ شاہکوٹ)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو بہت خوبصورت احساس پیدا ہوتا ہے ایسا احساس جو ہمیں اپنے رب کا شکر ادا کرنے کی جانب راغب کرتا ہے۔ (احتشام الحق شانی۔ چلال مندرہ)

میری رائے میں غم کے بعد جو خوشی ملتی ہے بہت زبردست ہوتا ہے جیسے ایک سال بعد جنید جانی مجھے مل جائے تو مجھے حقیقی خوشی ہوگی۔ گو کہ وہ ناراض ہے لیکن مجھے ضرور ملے گا۔
(پرنس مظفر شاہ۔ پشاور شہر)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو میں بہت خوش ہوتا ہوں جیسے مجھے ایک نئی زندگی مل گئی ہو۔ تو میں دوبارہ اپنے آپکو سمیٹ لیتا ہوں۔ (عبدالوحید ابرار بلوچ۔ کرنٹ سٹی حب چوکی)

آپ کا بہترین دوست کون ہے؟

☆محمد مبین میرا بہترین دوست ہے کیونکہ وہ میرا بہت خیال رکھتا ہے اور میں بھی اس کا بہت خیال رکھتا ہوں
حافظ محمد عرفان۔ گاہی مختر

☆اچھا دوست وہ ہے جو مشکل میں ایک دوسرے کے کام آئے اور میں اُسے ہی سب سے اچھا دوست کہوں گا خود دوستوں سے اچھے رہو وہ بھی اچھے ہوں گے
محمد اسحاق انجم۔۔ کنگن پور

☆میرا بہترین دوست محمد اعظم ہے وہ میرے ہر کام میں ہاتھ بٹاتے ہیں اور نمازی پرہیزی بندے ہیں ایماندار ہیں۔ اور اپنے والدین کی بہت خدمت کرتے ہیں اسی وجہ سے وہ میرے بہترین دوست ہیں۔
خواجہ محمد تنولی۔ دربند دوکانی

☆میرا بہترین دوست N ہے اس کے علاوہ سہراب علی، غلام قادر، شبیر گل، قیصر ندیم چتوکی میں ہے اور سب جو جواب عرض پڑھتے ہیں سب میرے اچھے دوست ہیں اور رہیں گے۔
نوید ملک ۔۔۔ گولارچی (بدین)

☆میرا بہترین دوست میری ماں ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ دوست وہ جو مصیبت میں کام آئے۔ تو میرے خیال میں ماں ہی وہ واحد ہستی ہے جو انسان کے ہر مصیبت کے وقت کام آتی ہے۔ اور ماں سے پیار کے لئے کوئی وجہ درکار نہیں ہوتی۔
محمد افضل اعوان۔ گوجرہ

☆میرا بہترین دوست مزمل حسین صدا جیئے۔ وہ بہت اچھا ہے اور وفا کی حد تک مخلص اس نے کبھی مجھے کوئی دکھ یا دھوکا نہیں دیا وجہ یہ ہے کہ وہ بہت ہی مخلص اور باوفا ہیں اے دوست تیرے خلوص کو سلام محمد ارسلان احمد دکھی شانی۔ ڈھوکمراد منڈی بہاولدین

☆میرا بہترین دوست جنون اویس ہے۔ جو صرف میرا دوست ہی نہیں وہ میرا بھائی بھی ہے ہم دونوں کی دوستی پاکیزہ اور ایک مثال بھی ہے۔ ہم دونوں کی دوستی بچپن سے ہے۔
اداسی ثناء خان۔ میرپور ماتھیلو

☆میرا بہترین دوست عبدالجبار نجمی ہے اور لیکن دکھ اس بات کا ہے کہ وہ سال میں ایک یا دو بار ہم ملتے ہیں۔
عدیل شہزاد نجمی۔ منکرہ

☆میرا بہترین دوست کوئی بھی نہیں ہے لیکن مس صباء، گلشن ناز، کشور کرن، آمنہ راولپنڈی راحیلہ منظر جھمرہ اور نرگس ناز سے دوستی کی بہت زیادہ خواہش ہے پلیز جلدی جواب دینا! شکریہ
آرزو۔ سوہنا شہر جڑانوالہ

☆میرا بہترین دوست میری ہمسفر مہوش فخر ہے جس نے مجھے بے پناہ پیار دیا۔ میری پوجا کی۔ مجھے کسی چیز کی کمی محسوس نہ ہونے دی۔ میری بے پناہ خطاؤں کے باوجود بھی پیار کا دامن نہ چھوڑا۔ خدا کرے میری جان ہزاروں سال جئے اور ہمارے پیار کو نظر نہ لگے۔ سید مبارک علی شمسی۔ قائم پور

☆میرے بہترین دوست جواب عرض تھے کیوں کے یہ ہمیشہ ساتھ رہتے تھے۔
محمد نعیم۔ کروڑ اسانگلہ

☆میری دوست میری تنہائی ہے کیونکہ تنہائی انسان کو سوچ دیتی ہے اور جب انسان کے پاس ہوتا تو الفاظ اس کے غلام ہوتے ہیں اور وہ خود اپنے الفاظوں کا غلام ہوتا ہے۔ یہی ادب ہے
اختر صبا۔ بنوں

☆میرا بہترین دوست دیدار حسین سمیجو ہے جس نے میرے ہر دکھ میں سکھ میں میرا ہر طرح کا ساتھ دیا۔ اور

کوپن کالم ملاقات کیلئے

یہ کوپن ہمیں کالم "ملاقات" کیلئے کاٹ کر ارسال کریں

جواب عرض

اور اس میں اپنا تعارف لکھ دیجئے۔ کوپن کے ساتھ کسی قسم کی کوئی فیس یا ڈاک ٹکٹ ارسال نہ کریں۔
کوپن کے بغیر آپ کا تعارف شائع نہیں کیا جائے۔

نام .... عمر ....

مشغلے ....

مکمل پتہ ....

....

شناختی کارڈ نمبر ....

اس کوپن کے ہمراہ اپنی ایک عدد تصویر ارسال کریں۔ ہم شائع کریں گے۔ ایڈیٹر

"ماں سے پیار کا اظہار"

جواب عرض اس کالم میں آپ "ماں سے پیار کا اظہار" سے متعلق اپنے جذبات کا اظہار کر سکتے ہیں۔

☆ ....

....

....

....

نام .... شہر ....

مجھے شکوہ ہے

جواب عرض کے اس کالم میں آپ اپنے دوستوں سے شکوہ کر سکتے ہیں یہ کوپن کاٹ کر ہمیں ارسال کریں۔

مجھے شکوہ ہے ....

....

....

....

نام .... شہر ....

موسم کی طرح کبھی بدلا نہیں اسکی دوستی پر فخر ہے۔
عبدالمالک کیف۔ صادق آباد

☆ عشق پیار تو احساس ہوتا ہے پیار کے بنا جیون کتنا دشوار ہوتا ہے عمر ہو تمہاری ستاروں جتنی لمبی ایسا دوست کہاں ہر کسی کے پاس ہوتا ہے میرا بہترین دوست عثمان ہے جس سے میں اپنی ہر بات شیئر کرتا ہوں عامر غلام رسول۔ قبولہ شریف

☆ میرا بہترین دوست صرف فنکار شہزمان پشاور ہو سکتا ہے کیونکہ وہ میرے شہر کا ہے اور جواب عرض کا مستقل قاری ہے اس لئے میں اس کو بہترین بناؤں گا۔
پرنس مظفر شاہ۔ پشاور

☆ ایم میرا بہترین دوست ہے وہ مشکل وقت میں میرا ساتھ دیتا ہے۔ میں اس کی دوستی کبھی نہیں بھول سکتا۔ ایم سے جدا ہونا میرے بس میں نہیں۔ آئی مس یو
واجد آرزو۔ ساہیوال

☆ میرے سبھی دوست اچھے ہیں اللہ تعالی انکی عمر دراز فرمائے۔ انسان کو خود اچھا ہونا چاہیے اچھے دوست خود مل جاتے ہیں۔
ایم عاصم دکھی۔ چوک میتل

☆ میری بہترین دوست میری ماں ہے کیونکہ اب دوستوں میں وہ دوستی نہیں رہی جو پہلے تھی۔ اور ماں تو اپنے بچے کا ہر طرح خیال رکھتی ہیں جس نے ماں کو دوست بنایا سمجھ لو کہ اس نے جنت پالی دنیا میں صرف ماں ہی وفا کرتی ہیں۔ محسن علی جٹ۔ ساہیوال

☆ میری بہترین دوست تنہائی ہے۔ تنہائی نے تنہائی میں تنہا میرا ساتھ دیا ہے ہادی اب تم بتاؤ تنہائی کو تنہائی میں میں تنہا کیسے چھوڑ دوں
۔حماد ظفر ہادی۔ گوجرہ منڈی بہاوالدین

☆ میرا بہترین دوست شہزاد رحمانی ہے کیوں کے وہ میرے ہر درد کو سمجھتا ہے اور میرے ہر راز کو اپنے دل میں دفن کر لیتا ہے۔ شاہد کسی کا ایسا دوست ہو۔ توقیر اسلم تنہا۔ تونسہ شریف

☆ میرا بہترین دوست شہباز ہے جو میرے ہر دکھ سکھ میں کام آتا ہے میری مدد کرتا ہے اور وہ بہت اچھا ہے میرا سب سے بیسٹ دوست ہے۔
نور جمال۔ جھمرہ

☆ میرا بہترین دوست راجہ کامران منظور اکبر ادریس عمر یز گوندل قمر گوندل تسکین رانجھا عمر دراز آکاش جبرائیل آفریدی احسن ریاض ہیں۔
حماد ظفر ہادی۔ گوجرہ

☆ میرا بہترین دوست میرا فن ہے اور یہ فن ہے شاعری کا میں جب بھی اداس ہوتا ہوں یہ میرا بہترین دوست ثابت ہوتا ہے فن شاعری تیری عظمت کو سلام۔
آصف سانول۔ بہاول نگر

☆ میرا بہترین دوست کوئی نہیں ہے صرف جواب عرض ہے کیونکہ یہ میرا دکھ اچھی طرح سمجھتا ہے اور مجھے اتنے دکھ ملے ہیں اب تو کسی پر اعتبار بھی نہیں رہا جواب عرض کے ۔۔۔؟ اقراء جاوید۔ 36 گ ب

☆ میرا بہترین دوست میری ماں ہے کیونکہ میں اپنے سارے غم اور خوشی اپنی ماں کو بتا دیتا ہوں میں اپنی ہر بات ماں سے کرتا ہوں ایک ماں ہی آپ کا سچا دوست ہے۔ ملک ولی اعوان گولڈ وی۔ کینٹ لاہور

☆ میری بہترین دوست کرن ہے۔ کیونکہ وہ آجکل کی لڑکیوں کی طرح نہیں ہے۔ دوستی کر کے نبھانا جانتی ہے۔ کرن لالچی نہیں ہے۔ خود غرض نہیں ہے۔ مغرور نہیں ہے۔
جواد فر۔۔؟ ڈیرہ اسمعیل خان

☆ میرا بہترین دوست امداد وارث ہے جو اس بے وفا دور میں بھی میرے ساتھ قدم قدم پر وفا کر رہا ہے وہ میرا سب سے اچھا دوست ہے جس کے لئے میری جان بھی حاضر ہے۔ واحد بازخمی
ساجن۔ ساہیوال